چاہتوں کے دھوکے

بنت مہربان

تمہیں کیا لگتا ہے نیّرہ ہماری زندگی میں خواب کیوں اتے ہیں ہم وہ خواب کیوں دیکھتے ہیں جن کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہوتی؟" اسے مالٹے کا چھیلکا اتار کر دیتی پاکزہ نے پوچھا

"خواب تو حسین ہوتے ہیں_" جنوری کی دھوپ کو اپنے اندر اترتی نیرہ نے کہا

"مگر جب ٹوٹتے ہیں تو بہت تکلیف دیتے ہیں_" شاید اسکا اج پھر سے کوئی کرش شادی شدہ نکل ایا تھا

"پاکیزہ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ اج پھر تمہارے کیسی کرش کی شادی ہو گی یا پھر اسکی کہی سیٹیگ ہو گی جو تم خواب ٹوٹنے کا روگ بنا رہی ہو"_

"اب ایسی بھی بات نہیں میں تو بس ویسے ہی کہ رہی تھی خیر تمہارا سب سے بڑا خواب کیا ہے؟؟"

میرا سب سے بڑا خواب؟اسمان کی جانب دیکھتی اس نے ایک لمبی سانس خرچ کی

"حق کے لیے بولنا سوالات کرنا مظلوم کو حق دینا وکیل بننا ہے"_

"اور اگر تمہارا یہ خواب پورا نہیں ہوا پھر؟؟"

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا میں اللہ سے بہت دعائیں کرتی ہوں اللہ ضرور میرا یہ خواب پورا کرے گے تم دیکھنا ایک دن میں سب سے اچھی وکیل بن جاوں گی"_

"لیکن فرض کرو تمہارے گھر والوں نے ایف ایس کے ہی بعد شادی کروادی جیسے صائمہ باجی کی کروادی تھی_" پاکیزہ نے اسکی بڑی بہن کا نام لیا

وہ صائمہ اپی تھی وہ نیّرہ کیانی نہیں تھی میرے خواب ہیں میں کبھی بھی شادی نا کرو کماز کم اس وقت تک تو بلکل بھی نہیں جب تک میرے خواب نہیں پورے ہوتے اور تم مجھے ناامید نا کرو_ اسکے سر پر رجسٹر مارتی کہا

"اڑے میں تو بس ویسے ہی کہ رہی تھی میرے دعا ہے اللہ تمہارے سارے خواب پورے کرے تم وکیل بن جاو اور تمہیں کوٹ میں ہی کیسی سے محبت ہو جائے اور نئی اور مزے دار کہانی شروع ہو جائے_" اپنے دماغ میں چلتی کہانیوں کو پاکیزہ نے نیرہ کا نام کیا

"اللہ نا کرے مجھے محبت ہو اور ویسے بھی محبت وحبت میں نہیں کرتی کچھ بھی نہیں رکھا اس میں_"ناک سے مکھی اڑاتی کہا

"اور فرض کرو ہو گی تو پھر کیا کرو گی؟؟"

"میں نے کہا نا نہیں ہو گی مجھے ہواوں میں اڑنا ہے اپنے خواب پورے کرنے ہیں میں اپنا دل نہیں توڑنا چاہتی اور تم مجھے اج کیوں ہر چیز فرض کروا رہی ہو پہلے وکیل نا بنا فرض کروایا پھر فرض ہی فرض میں شادی کروادی اور اب محبت لگتا ہے میم خالدہ کا لیکچر سر پر چڑھ گیا ہے"_

ایسی بات نہیں ہے میں نے کہی پڑھا تھا کہ_وہ کہتے کہتے رکی اور اسکا چہرہ دیکھا

"کیا؟؟"نیرہ نے پوچھا

"یہی جو کہتے ہیں ہمیں محبت نہیں ہو گی انہیں ہی بہت سخت قسم کی محبت ہو جاتی ہے"_

"تم ایک کام کرو ایک کہانی لکھ لو بہت مہربانی ہو گی تمہاری فالتو میں اپنی امیجینشن والی کہانیاں میری پریکٹیکل لائف سے جوڑتی رہتی ہو_"اسے برا لگا تھا

"لکھ لوں گی ایک بہت اچھی کہانی اور مجھے امید ہے اس کہانی کی سب سے پہلی ریڈر تم ہی ہو گی دیکھ لینا_"اسے کہاں گوارہ تھا اپنے اندر کی چھپی لکھاری کے بارے میں کچھ بھی سننا

"ہاں ہاں لکھ لینا وہی محبت و حبت جو اس دنیا میں اگزسٹ ہی نہیں کرتی"_

"اسکی بات پر پاکیزہ نے خفگی سے چہرہ دوسری جانب کر لیا"_

اپنے اندر کے سچے جذبات کی جب ناقدری ہو تو دل بہت بڑی طرح ٹوٹتا ہے اس کا دل بھی کرچیوں میں ٹوٹتا تھا جب کوئی اس کے اندر کے چھپی لکھاری کے بارے میں مزاق اڑاتا تھا_

"لو جی اب ہو گی میڈم ناراض افففف پاکیزہ یار مزاق کر رہی تھی"_

"رہنے دو تم اور عائشہ مزاق مزاق میں ہی میرے سچے جذبات کی دھجیاں اڑا دیتی ہو_ "اسنے اپنی چھوٹی بہن کا کہا وہ بھی اسی طرح اسکا مزاق بناتی تھی

"اچھا بابا سوری معاف کرو میری پیاری اکلوتی شہزادی مستقبل کی سب سے بڑی رائیٹر معاف کرو اپنی پاگل نکمی کم عقل دوست کو_ "ہمیشہ کی طرح اسنے اپنے ہی انداز سے معافی مانگی

"اسکا معافی مانگنا تھا اور پاکیزہ کے انسو انکھوں میں اگئے"_

"اہہ پاکیزہ کیوں ہو تم اتنی ایمو شنل_"اسکی انکھوں سے انسو صاف کرتی نیرہ نے کہا جو ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتیں دل پر لگا کر رونے لگ جاتی تھی"_

"تم۔لوگ جب جانتے ہو میرا دل کتنا بے فضول سا ہے ہر بات پر دکھ جاتا ہے تو پھر کیوں رلاتے ہو_"جیب سے ٹشو نکال کر انسو صاف کرتی پاکیزہ نے کہا

"اچھا میں سوری بولتی ہوں ائیندہ اپنی چڑیا جیسے دل والی دوست کا دل نہیں دکھاتی چلو اب رونا بند کرو وہ دیکھو ثمن لوگوں کا گروپ کیسے ہمیں دیکھ رہا ہے_"اسنے اپنے سے کچھ فاصلے پر گھاس پر بیٹھی چار لڑکیوں کے گروپ کی طرف دیکھتے کہا

"پاکیزہ نے اپنے انسو صاف کیے"_

"میں ایک دن رائیٹر بن جاوں گی اور اس میں سب سے پہلے اپنی تائی کا ناگن والا کریکٹر لکھ کر مار دوں گی حقیقت میں نا ہی فرضی دنیا میں ہی ان کا خاتمہ کر دوں گی" اسنے اپنی تائی کا کہا جو کافی خاڑ کھاتی تھی اس معصوم سے

"بری بات پاکیزہ تمہارے خیالات ایسے ہیں تو پھر اللہ کیسے تمہارے خواب پورا کرے گا ہمیشہ اللہ کی مخلوق کے بارے میں اچھا سوچتے ہیں پھر اللہ اپ کے حق میں بھی اچھا کرتے ہیں_ "نیرہ نے اسے سمجھایا

"لیکن تائی بھی تو انسان ہیں اور میں بھی اللہ کی مخلوق پھر وہ کیوں ابا سے میری چھوٹی شکایتیں لگاتی ہیں اور ابا بھی ان پر اعتبار کر کے مجھ پر شک کرتے ہیں میرا دل چاہتا ہے میں ان کا اپنے ہاتھوں سے قتل کر دوں مجھے ان سے سخت نفرت ہے نیرہ مجھے ان سے گھن اتی ہے وہ جب میرے ابا کے سامنے دکھاوا کرتی ہیں ان کے ساتھ مخلص ہونے کا تو مجھے انہیں مار دینا کا۔دل چاہتا ہے میرا دل چاہتا

ہے میں چیخ چیخ کر اپنے ابا سے کہوں کے جس عورت پر وہ انکھیں بند کر کے یقین کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ کھیل کھیل رہی ہیں لیکن نہیں کہ سکتی بھلا ابا کو کب بیٹیوں اور بیوی کی بات سچی لگی ہے میرا دل چاہتا ہے خود کو مار دوں یا تائی جیسی ناگن عورت کو مجھے تائی کے نام سے نفرت ہے نا جنے وہ کون لوگ تھے جنہوں نے تائی کے ساتھ امی لگایا_ "اج ایک بار پھر اسنے اپنے دل کا بوجھ اپنی دوست کے سامنے ہلکا کیا تھا

"ادھر دیکھو میں جانتی ہوں تم بہت بری حالت میں ہو لیکن تم دعا کرو پاکیزہ ہم لوگ دعا کر سکتے ہیں تم دعا کرو اللہ انہیں ہدایت دے"_

"ہدایت ان جیسی عورت کو اللہ دے بھی دیں تو ان کے اندر کا شیطان کبھی راہ ہدایت پر نہیں انے دیتا_ "اسنے کہا

مزید چند باتیں کی اور پھر بریک اور ہونے کی بیل ہو گی

"چلو کلاس میں_ "نیرہ نے اپنا بیگ اٹھاتے کہا

"تمہارا نام پاکیزہ نہیں میڈم فلاسفر ہونا چاہیے_ "اسکے ساتھ کوریڈور میں چلتے نیرہ نے مسکرا کر کہا

"اور تمہارا نام کیا ہونا چاہیے؟؟"

"پر اسکیٹو نیرہ کیانی ہی میرا نام اچھا لگتا ہے_ "کلاس میں انٹر ہوتے اسنے کہا

اسکی بات ہر پاکیزہ مسکرائی_
اور دل ہی دل میں اسکی یہ خواہش پورے ہونے کی دعا کی_

وہ دونوں ایک ہی گلی میں رہتی تھیٔ بچپن سے ایک ساتھ تھیٔ مگر اج تک ایک دوسرے کے گھر صرف ایک بار گئی ان کے ہاں بیٹیوں پر اتنا اعتبار نہیں کیا جاتا تھا دونوں کی فیملیز ایک ہی سوچ کی مالک تھی پاکیزہ کے ابا بہت اچھے تھے مگر پاکیزہ کی تائی کو نہیں اچھی لگتی تھیٔ یہ دونوں بہنیں اور نا ہی ان کی ماں البتہ نیرہ کے چاچو بہت اچھے تھے جو ائن فیملی میں رہتے تھے اس لئے نیرہ اج کالج میں ایف ایس ی کی سٹوڈنٹ تھی صرف اس کے چاچو کی وجہ سے ہی نیرہ کو کالج انے کی اجازت ملی تھی البتہ اس سے بڑی دو بہیں میں تھی جن میں سے ایک صائمہ جس کی شادی میٹرک کے بعد ہی کر دی گئی تھی تھی اور اس کے دو بچے تھے اس سے چھوٹی سویرہ جس نے بھی میٹرک ہی کیا تھا اور اجکل سلائی کڑھائی سیکھ رہی ساتھ ساتھ نیرہ کے ساتھ بچوں کو ٹویشن بھی پڑھا رہی تھی تیسرے نمبر پر نیرہ تھی جس کی اف ایس سی کے اخری دو ماہ رہے گے تھے اور اسکے خواب بہت بڑے تھے اتنے بڑے خواب ان کے خاندان می شاید کیسی لڑکے نے بھی نہیں دیکھے تھے اور سب سے چھوٹی زیمل جو نویں جماعت میں تھی اور ائے دن پاکیزہ کی طرح اسکے کرش اپڈہٹ ہوتے رہتے تھے_ اور پھر پتا چلتا کہ

اس کرش کی تو کوئی گرل فرینڈ منگیتر یا بیوی ہے تو پھر اجاتی نیرہ کے سامنے اپنے دکھ سنانے اور وہ بس ان کے دکھ سن کر انہیں ٹسوتھا متی تھی_

"ادھر بادشاہ سلامت اپنے دیدار کا شرف بخشتے جایے ہمیں_"جہاں زیب کیانی نے اپنے نکمے نالائق آوارہ بیٹے کو کہا جو رات دس بجے گھر میں ایا تھا

کانوں سے ہیڈ فون تارتے اس نے ڈھیٹوں والی سمائل پاس کرتے انہیں سلام۔کیا_

"اسلام علیکم ڈیڈی_"اسکی مسکراہٹ ہی کیسی معصوم بچے جیسی تھی جیسے دیکھ کر بندہ غصہ تو کیا اپنی بات بھی بھول جاتا تھا_

"یہ کوئی وقت ہے گھرانے کا کہاں تھے تم؟؟"ان کی آواز لاونج میں گرجی

ڈیڈی ایکو چولی وہ بات

"خبر ادرا گر کیسی دوست کا ایکسیڈنٹ کی مجھے دکھی جھوٹی کہانی سنائی یا پھر گاڑی خراب ہونے کی روداد سنائی مجھے سچ بتاو_" پچھلے تین سال سے وہ اسی طرح ہی کی ہی کہانیاں سناتا تھا انہیں اکر

"دوست کے ساتھ تھا_" گردن جھکا کر کہا

"کہاں تھے؟؟" وہی سرد آواز

"مرکز میں کلب میں_" اسنے سچ بتائا

"کتنی بار منع کیا ہے اس جگہ مت جایا کرو تمہیں سمجھ نہیں اتی میری بکواس_" وہ اگے بڑھتے اس پر ہاتھ اٹھاتے کے پیچھے سے اسیہ بیگم نے ان کا بازوں پکڑ لیا

ماں تھی کیسے جوان اولاد کو مار کھاتا دیکھتی

"ائیندہ نہیں جاوں گا_" گردن جھکائیں کہا

"ائیندہ تم کہی جاوگے ہی نہیں نائل کیانی کل سے چلو فیکٹری میں نے اور صارم نے ہر چیز کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے کر تمہیں بیگاڑ دیا ہے جب پڑے گی ناذمہ داری خود ہی سدھر جاوگے لوفرادمی_" وہ اپنے بڑے بیٹے کا کہتے اخر میں اسے اسکے لقب دیتے کمرے میں چلے گے

"افسوس ہے مجھے خود پر جو تمہاری تربیت نا کر سکی_" اسیہ بیگم اسے کہتی اپنے شوہر کے پیچھے گئ

"دیکھ لی موی اب نکلو اپنے کمرے میں_" اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی وفا کو دیکھتے اسنے اپنا غصہ اس پر نکالنا چاہ

جو بیچاری شور سن کر ہی باہر ائی تھی اور اب وہ اسے بے عزت کر چکا تھا ہمیشہ کی طرح ہر کیسی کا غصہ وہ نکالتا ہی اسی پر تھا

"ہونیہہ فیکٹری جاوں پہلے سکول میں دس سال خوار ہوا پھر کالج میں دو سال خواری اور چار سال یونی کی خواریاں اب بندہ زندگی انجوایے بھی نا کریں اس سے اچھا بندہ مر جائے_" منہ میں بڑبڑاتا وہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں اگیا اور دروازی اس قدر زور سے بند کیا کہ نیچے کمرے میں موجود جہاں زیب صاحب جو پانی پی رہے تھے انہوں نے اسیہ بیگم کو دیکھا اور انکھوں انکھوں میں ہی جیسے کہا ہو دیکھ لو صاحب زادے کا غصہ

"اب پریشان نا ہو وہ ٹھیک ہو جائے گا ابھی بچہ ہے مہینہ پہلے ہی تو یونی ختم ہوئی ہے اسکی تھوڑا ابجوائے کر لینے دے_"ماں نے بیٹے کا دفاع کیا

"رہنے دو جو کارنامہ وہ اہنی پڑھائی کے زمانے میں کر چکا ہے اس سے صاف واضع ہے اسنے اپنی ساری زندگی انجوئے منٹ میں ہی گزاری ہے یہ نہیں سدھرے گا میری قبر پر جب تختے ڈالے جائے گے تب اسے میری قدر ائے گی"_

"ایسے تو مت کہیں_"وہ مرنے کی بات کرتے تھے تو مانوں اسیہ بیگم کا سانس رک جاتا تھا

"سمجھاو اسے ورنہ میں نے اپنے طریقے سے جب سمجھایا تو پھر ساری زندگیٔ پچھتائے گا_"کہتے وہ بیڈ پر لیٹ کر لائف اف کر چکے تھے

"اللہ تمہیں ہدایت دے نائل_"دل میں دعا کرتی وہ بھی لیٹ گئی

"رہنے دے صارم یہ اس گھر کا معمول بن گیا ہے ہر بار نائل اولٹا کام کرتا ہے اور انکل اسے ڈانٹتے ہیں اور پھر سارے گھر والوں کی نیند سکون بر باد ہو جاتا ہے_"حورین نے صارم سے کہا جو سوئے ہوئے تھے اور جہاں زیب کی اواز کی وجہ سے اٹھ گئے تھے

"میں ڈیڈی سے بات کروں گا فلحال سو جاو تم_"وہ اسے کہتا واپس لیٹ گیا

"عجیب ڈرامہ ہے یہ خود تو وہ رات کو لیٹ اکر پھر دن کو گدھے گھوڑے بیچ کر سوتا رہتا اور ہماری نیند بر باد کر دیتا ہے_"وہ نائل کو کوستی سونے کی کوشش کرنے لگ گئی

"بتمیز آدمی ہے ایک نمبر ہے اچھا کرتے انکل اس کو ڈانٹتے ہیں اسی قابل ہے_"اپنے بیڈ پر لیٹتی وفا خود سے باتیں کرنے لگی

"ہونہہ بتمیز جاہل لوفر آدمی نیند برباد کر دیتا ہے اچھا ہے چلا جائے یورپ سکون ہو گا_"وہ کہتی انکھیں موند گئی

مگر جانتی تھی اگر وہ کہی دور چلا گیا تو سب سے زیادہ نقصان اسکے دل کا ہو گا_

یہ ہے جہاں زیب ولا اس گھر میں ٹوٹل سات افراد رہتے ہیں مگر فر واہ جہاں زیب اس گھر کی اکلوتی بیٹی سائیکالوجسٹ بن رہی تھی امریکہ میں وہ اپنی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اس لئے وہ ابھی اس گھر میں موجود نہیں باقی جہاں زیب کیانی اور ناہید کیانی دونوں بہن بھائی تھے ناہید کیانی اور ان کے شوہر کا ایک کار ایکسیڈنٹ میں وفات ہو گی بہن کی وفات کے بعد جہاں زیب اپنی بھانجیوں

حورین اور وفا کو اپنے گھر ہی لے ایا حورین اور صارم کی بات بچپن سے ہی طے تھی اس لئے صارم کے سیٹل ہوتے ہی ان کی شادی ہو گی ان کی شادی کو تقریباً چھے سال ہوئے تھے وفا ابھی فائینانس کی سٹوڈنٹ تھی اواسکا پانچواں سمیسٹر چل رہا تھا پھراتے ہیں نائل کیانی جو کرتا کچھ بھی نہیں تھا لیکن پھر بھی اس سے سب بہت تنگ ہیں اور کبھی کبھی وہ خود سے بھی تنگ ہو جاتا مہنہ پہلے ہی اسنے مر مر کر بزنس میں ڈگڑی حاصل کی تھی اب وہ بقول اسکے زندگی انجوائے کر رہا تھا کبھی کیسی کلب میں جا کر تو کبھی کیسیس پارٹی میں جا کر

ایے دن گھر لیٹ انا اور پھر جہاں زیب سے ڈانٹ کھانا تو جیسے اسکی غذا بن چکی تھی اور اسکی وجہ سے باقی سب افراد کی نیند خراب ہو نا سب اسے بہت تنگ تھے سوائے اسیہ بیگم کے ماں تھی ڈھیٹ سے ڈھیٹ اولاد سے بھی پیار کرتی تھی اسکی وجہ سے ہر بار جہاں زیب سے باتیں سننے کو ملتیٔ تھی کیونکہ اولاد کے بگڑنے میں بقول لوگوں کے ہاتھ ہی ماں کا ہوتا ہے

ایسا نہیں تھا کہ نائل کیانی بگڑا ہوا نواب زادہ ہے وہ بس اپنے لائف انجوائے کرنا چاہتا ہے کماز کم ایک ماہ تو ضرور مگر نجانے کیوں کوئی اسے کیوں نہیں اسکی زندگی انجوئے کرنے دے رہا

باقی وہ ایک سلجھا ہوا تھوڑے الجھے دماغ کا پر کشش لڑکا تھا_ جس نے ساری زندگی مر مر کر ہر کلاس پاس کی تھی اس کے لئے پڑھنا دنیا کا سب سے مشکل کام تھا مگر پھر بھی اسنے پڑھ ہی لیا بے شک ڈانڈے کے زور پر اور وہ ڈانڈے کا زور جہاں زیب کا تھا

روم۔ میں اتے ساتھ ہی اسنے شرٹ اتار کر بیڈ پر پھینکی اے سی ان کیا اور اپنا نائٹ سوٹ لے کر واشروم چلا گیا واپس وہ تقریبا دس منٹ بعد گیلے بالوں سمیٹ ایا_

بلیک ٹراوزر پہینے اسنے شرٹ پہیناضروری نہیں سمجھا_

بیگ سے چپس کا پیکٹ نکال کر اپنے سامنے رکھا_
لائٹ اف کی پھر بیڈ پر اولٹے ہو کر لیٹا_اور موبائیل ان کیا

اب کمرے میں اسکے موبائیل کی روشنی چمک رہی تھی اور اسکے چپس کھانے کی آواز
اب ساری رات اسکا ایک ہی کام تھا اپنی دن کی بنائی گی وڈیو اڈیٹ کرنا اور ٹک ٹاک پر اپلوڈ کرنا_
وہ لڑکیوں کا کرش تھا جس پر کئی لڑکیاں مرتی تھی
کرش ایک ایسی بیماری جو اجکل ہر دوسرے بندے کو ہے کئی لڑکیاں اسے پرپوز کر چکی تھی یہ جاننے بغیر کے وہ کس سوچ کا مالک ہے اسکا کردار کیسا ہے مگر صرف صورت شہرت دیکھ کر وہ کم عقل لڑکیاں اسے دل دے بیٹھی تھی_

"اور وہ بے مروت مرد یہ سب انجوائے کر رہا تھا یہ جانتے بغیر کہ ایک دن اللہ کے سامنے بھی حساب دینا ہے اس سب چیز کا"_

ساری رات دن کی بنائے گی وڈیوز اڈیٹ کر کے اپلوڈ کرنا اور پھر دوپہر تک سوتے رہنا یہی اسکا معمول تھا

"نیرہ بیٹا اپنے کوئی کپڑے پریس کر دو صبح کے لئے_" عظمی بیگم نے نیرہ سے کہا جو سنک کے اگے کھڑی رات کے کھانے کے برتن دھو رہی تھی

"کیوں امی۔ کل تو سنڈے ہے کہی جانا ہے کیا؟"

"ہاں تمہارے ابو کے ایک رشتے دار کی طرف سے شادی کی دعوت ائی ہے میری طبعیت خراب ہے اور سویرہ نے جانے سے منع کر دیا ہے باقی زیمل کا پیر

والے دن امتحان ہے اس لئے تم ہی چلی جاو اپنے ابو کے ساتھ_"انہوں نے اسے تفصیل بتائی

"لیکن امی اپ ابو کو ہی بھیج دے لازمی تو نہئں کیسی عورت کا جانا_"اسے بھی سویرہ کی طرح کیسی بھی ایوٹ میں جانا پسند نہیں تھا البتہ صائمہ اور زیمل اس کام میں اگے اگے تھیٔ ابھی بھی زیمل امتحان کا غم منا رہی تھی

"بیٹا انہوں نے سپیشل ہم سب کی دعوت دی ہے خالد کی بھیٔ کل رات کی ڈیوٹی لگ گئی ہے ورنہ ساتھ شاگفتہ چلی جاتی اور تمہارے شگفتہ بھی کل اپنی بہن کی طرف جا رہی ہے اچھا نہیں لگتا انہوں نے اتنے خلوص سے دعوت دی ہے_"انہوں نے چاچوں اور چاچی کی معصر وفیات کا بتایا

"اچھا ٹھیک ہے چلی جاوں گی لیکن امی میں وہاں جا کر کروں گی کیا کیسی کو تو جانتی نہیں میں"_

"وہاں حیالوگ بھی ہوگے تم ان کے ساتھ رہنا_"انہوں نے اسکی کزن کا بتائا جس سے اسکی کافی اچھی دوستی تھی

"اچھا ٹھیک ہے کس ٹائم جانا ہے؟"

"کل شام چھے بجے کی دعوت ہے_"انہوں نے بتایا

"سہی ہے میں پھر صبح ٹیسٹ یاد کرلوں گی_"اسنے کہا

"سہی ہے بیٹا اب جاو آرام کرو_"انہوں نے اسے کہا اور خود بھی کمرے میں چلی گئ

کمرے میں اکر اسنے زیمل کو دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی موبائیل میں سکرولینگ کر رہی تھی اور ساتھ والے بیڈ پر سویرہ دنیا جہاں سے بیگانہ سوئی ہوئی تھی_ تم نے کیا کہا تھا دس منٹ دیکھوں گی تمہارے دس منٹ پورے نہیں ہوئے؟ زیمل سے کہا جو اسسے دس منٹ کا کہ کر پورا گھنٹہ ہو گیا تھا

"اپی یہ دیکھے نائل کیانی نے اج کی پھر وڈیو پوسٹ کی دیکھے کتنا پیار الگ رہا ہے ناں ہایے ے ئ اللہ جی" وہ اسے اسکی وڈیو دیکھاتی حسرت سے بولی

"بھاڑ میں جائے تم اور تمہارا یہ نائل جب بھی ٹک ٹاک کھولوں اسی منحوس کے ناچنے کی وڈیوز اتی ہیں خبر ادرا گر ائیندہ میرے موبائیل سے اسکی کیسی بھی وڈیو کو لائک کی نجانے تمہیں اور پاکیزہ کو کیا دیکھتا ہے اس میں_" وہ غصہ سے اسے کہتی اسے موبائل لیا

"اللہ کو ماننے اپی اتنا پیار اتو ہے خیر اپ کیا جاننے پیار اکیا ہوتا ہے اور یہ موبائیل ابو نے کھس تھا میرا بھی ہے اس لئے میری مرضی_"وہ کہتی اپنی کتابیں سیٹ کرنے لگ گئ

"بیٹا پیپر زاچھے ناہوئے تمہارے تو ساری مرضی نکالوں گیٔ_"اسکی سر پر ہلکی سی چپیٹ لگاتی وہ بیڈ پر لیٹی

اب زیمل کا سر نیرہ کے بازوں میں تھا بچپن سے ہی زیمل نیرہ کے پاس سوتی تھی اسکے بغیر اسے نیند نہیں اتی تھیٔ_

"اپی ایک بات پوچھو؟"زیمل نے کہا

"ہیمم پوچھو_"انکھیں موندے نیرہ نے کہا

"ہم نائل لوگوں سے کب تک ناراض رہے گے ؟؟"_

"جب تک وہ ہمارا حق نہیں دے دیتے"_

"لیکن ہم معاف بھی تو کر سکتے ہیں نا"_

"تم یہ سب نائل کے لئے کہ رہی ہو ناورنہ تم تواپمنا ایک بال پین مجھے معاف نہیں کرتی اور کہاں وہ دس سیکڑ کی زرخیز زمین معاف کروگی_"نیرہ نے کہا

"اپکو پتا ہے اپی جب میں نے اپنی دوستوں کو بتایا کہ نائل کیانی ہمارے کزن ہیں تو وہ پہلے یقین نہیں کر رہی تھی مگر جب انہیں میں نے نائل کے بابا کی اور اپنے بابا کی بچپن کی تصویر دیکھائی تو وہ لوگ مان گئی اور اب وہ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ تم لوگ کیوں ناراض ہو ان سے_"اسنے بتایا

"زیمل لازمی نہیں جو جیسا دیکھتا یو وہ ویسا ہی ہو ان لوگوں نے ہماری زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور تمہیں کیا لگتا ہے ان کا بیٹا ان کی طرح نہیں ہو گا مظلوم پر ظلم کرنے ولا"_

"لیکن اپی مجھے وہ اچھے لگتے ہیں ان کی سمائل اتنی پیاری ہے اور وہ خود بھی تو پیارے ہیں_"زیمل نے اج اس دل کی بات بتائی

"زیمل خبر دار اب اگر تم نے اسے سوچا یہ دیکھا تم جانتی ہو نا سب خبر ادر اگر وی تمہیں اچھا لگا سمجھی بچی نہیں ہو چودہ سال کی ہو نا محرم کو اتنا حق مت دو کہ وہ تمہارے حواسوں میں سوار ہو جایے_"نیرہ نے سختی سے سمجھایا

"اپی غصہ مت کریں میں نے تو بس ویسے ہی کہا"_

"وہسی ہی نہیں کہاائیندہ اسکانام بھی مت لینا نفرت ہے مجھے اس خاندان سے جس نے میرے ابو کے ساتھ زیادتی"_

"اچھااپی سوری ائیندہ نہیں کروں گی نیندائی ہے"_

"سوجاو_"اسکی بالوں پر انگلیاں چلاتے کیا

اور خود بھی دس منٹ بعد سوگئی_

"اس بادشاہ سلامت سے کہوں شام کو تیار رہے وسیم کے بیٹے کے ولیمہ پر جانا ہے_"ناشتے کے ٹیبل پر جہاں زیب صاحب نے کہا

"اپ جانتے تو ہیں وہ کہاں رشتے داروں کی شادیوں پر جاتا ہے اپ اور میں چلے جاتے ہیں_ "ہمیشہ کی طرح اسکا ساتھ دیتے اسیہ بیگم نے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی اسنے منع ہی کرنا ہے

"میں نا مشورہ مانگا ہے اور نا اس شہزادے کی مرضی اس لئے جو کہا وہ کیا کرو مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں_ "انہوں نے کہا

اسیہ بیگم کچھ کہتیٔ کہ صارم نے انہیں اشارے سے منع کر دیا کہ ویسے ہی ناشتے پر بدمزگی ہو جائے گی اور جس کی وجہ سے ہو گیٔ وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا ہے فائیدہ؟؟؟

اتوار والے دن دس بجے ان کا بریک فاسٹ فیکسڈ تھا جس میں گھر کے تمام افراد شامل ہوتے سوائے نائل کے کیونکہ اسکی صبح عام دنوں میں بھی بارہ بجے ہوتی اور اتوار والے دن تو کچھ زیادہ ہی دیر سے ہوتی تھیٔ

"نائل تجھے کیا پڑی ہے اپنے رشتے داروں کی شادیوں پر جانے کی نا جا یار اج عمر پارٹی دے رہا ہے اسکی طرف چلنا تھا_"کلائی میں ریسٹ واچ پیینے اسنے کندھوں کے بیچ رکھے موبائیل سے اتے اپنی دوست کی بات پر غصہ ہی ایا

"تو تجھے کیا لگتا ہے میں مرا جا رہا ہوں شادی پر جانے کے لئے بوس کا اڈر ہے بڑا سخت قسم کا میں رسک نہیں لے سکتا_"وہ جانتا تھا جس انداز میں جہاں زیب صاحب نے اسے آڈر دیا ہے اگر وہ منع کرتا تو ضرور کیسی نا کیسی چیز پر پابندیٔ لگ جاتی جو ابھی وہ چاہتا نہیں تھا

"یار تیرے ڈیڈ بھی عجیب ہی جنگیز خان ہے_"دوسری طرف سے کہا گیا

"شٹ اپ ساجد تمیز سے بات کرو ڈیڈ ہی وہ میرے_" وہ خود جو مرضی کر لے لیکن کوئی دوسرا اسکے والدین کے بارے میں کچھ کہے اس سے یہ برداشت نہیں ہتا تھا غصے سے اسنے فون ہی کاٹ کر موبائیلل اف کر دیا

"ایک تو ویسے ہی موڈ اف تھا اوپر سے اسکی بکواس_" جھنجھلا کر کہتا اسنے خود پر پر پرفیوم چھڑکا_

خود کو ایک نظر ائینے میں دیکھا_

بلیک تھری پیس سوٹ کلائی میں سیلور ریسٹ واچ اور سیلقے سے سیٹ کیے بال وہ واقعی خوصورت تھا اور اج حد سے زیادہ ہینڈسم لگ رہا تھا_

اسکے پاس سے اتی مہنگے پرفیوم کی خوشبو کیسی کو بھی کیسی اور دنیا میں لے جا سکتی تھی

وہ سیٹی بجاتا سیڑھیاں اترتا نیچے ایا جہاں اسکے والدین پہلے سے ہی تیار اسکے انتظار میں تھے_

"پھر یہ کالا رنگ پہن لیا ہے تمہارے پاس اور کچھ نہیں پہننے کو_" جہاں زیب اسکے بلیک کلر سے سخت چیڑ تھی

"نہیں ڈیڈی کل دو لاکھ اکانٹ میں ٹرانفسر کر دینا اپکی پسند کی شاپنگ کر لوں گا_" پینٹ کی جیبوں میں ڈالتا وہ بادشاہ دو لاکھ کو دو ہزار سمجھتا کہ رہا تھا

"بادشاہ سلامت دو لاکھ میں کتنے صفر اتے ہیں پتا ہے یہ بھی_؟؟" جہاں زیب نے چڑ کر کہا

"جتنے بھی اتے ہو خیر دس میں ایک صفر سو میں دو ہزار میں تین دس ہزار میں چار اور"_

"چپ کرو نکمے_"انہوں نے غصے سے کہا

اسنے ہونٹوں پر انگلی رکھ لیا

"میری بات کان کھول کر سن لو اگر وہاں جا کر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی یاں پھر سارا وقت موبائیل پر لگے رہے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا میں تمہیں اس لئے وہاں کے کر جا رہا ہوں تا کہ تمہیں بھی خاندان کا کچھ پتا چلے"_

"جو حکم اقا_"فرمابرداری سے گردن جھکا کر کہا

"ڈھیٹ ہڈی_"وہ اسے کہتے مسکرا گئے

جو بھی تھا اسکی ہر حرکت میں شرارت تھی وہ تمیز سے بات کرتا تو پھر بھی اسکی انکھوں میں شرارت چمکتی اسکے ہونٹوں پر شرارتی مسکان ہمہ وقت رہتیٔ

"اپیہ بس کر دے اتنا تو تیار کر چکی ہیں اور کتنا کرے گی؟؟"ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی نیرہ نے سویرہ سے کہا جو اج اسے تیار کر رہی تھی

"صبر رکھو لڑکی اج پہلی بار تو تم کہی جا رہی ہو کنویں کی مینڈک_"اسکی انکھوں میں مسکارا لگاتی اسنے کہا

"تو کیا اج ہی ساری کسر نکالنی ہے کچھ اپنی شادی کے لئے بھی رکھے_"انکھیں چھپکاتے اسنے کہا

"انکھیں مت ہلاو اور میری شادیٔ نجانے کب ہو جب تک تم تیار نہیں ہو گی اور ویسے بھی لگایا ہی کیا دیا ہے تم نے سب سے لائٹ میک اپ کیا ہے"_

انکھیں کھول کر اسنے ائینے میں دیکھا_
انکھوں میں کاجل اور پالکوں پر مسکارا ہونٹوں پر ہلکی سی لیپ سٹیک تھی بال بھی سویرہ نے اج سٹائلش بنائے تھے
'یہ اگر لائٹ میک اپ ہے تو ہیویٔ کونسا ہو گا؟؟"خود کو دیکھتے کہا

"وہی جو اج شادی پر سب نے کیا ہو گا"_

"ابو ڈانٹے گے اتنا تیار کیا ہے_"اسے فورا یاد ایا کہ اسکے ابو کو اتنا تیار ہونا نہیں پسند

"ابو اتنے سخت نہیں جتنے تم نے سوچا ہوا ہے کچھ نہیں کہے گے اور ویسے بھی بہت لائٹ ہے ٹرسٹ می_ "سویرہ نے چیزیں سمیٹتے کہا

"ہیمم سہی ہے بس زیادہ اور رنا ہو جائے_ "اسنے کہا اور دوپٹہ سیٹ کیا

"اپی وہاں نائل لوگ ایے گے کیا؟؟" نے کہا

"اگر وہ ائے اور اپنے انہیں دیکھا تو انہیں میرا اسلام کہنا پلیز"_

"ہاں وہ تو جیسے تمہارے بچپن میں ایک ساتھ کھیلتے تھے ناں جو میں کہوں گی کہ زیمل میڈم تمہیں سلام۔ کہ رہی تھی اور وہ کہے گا اوا چھا وعلیکم اسلام زیمل پاگل ہو ابو انکا نام نہیں پسند کرتے اور تم سلام۔ بھیج رہی ہو"_

"ہونیہہ دیکھنا وہاں کیسے ساری لڑکیاں ان کے ساتھ پیکچرز وڈیوز بنائے گی اور پوسٹ کرے گی اور میں پیپر کی تیاری کروں گی_ "اپنے اگے رکھی کتابوں کو غصے سے دیکھتی وہ بولی

"ہاں وہاں سب گناہ کرے گے اور تم رہے جاوں گی اصل بے غیرت تو وہ مرد ہے ہونہہ پیکچرز "_

"اپی رہنے دو ہر کام میں گناہ ثواب لے اتی ہیں اپ_ "زیمل نے کہا

"تو وہ کام ہی ایسا ہوتا ہے اور تم زیادہ زبان مت چلاو کل پیپر ہے اسکی تیاری کرو ورنہ ابو ناسپلی کی خواری برداشت کرے گے اور ناہی امپرومنٹ کی_ "اسے کہتی وہ کمرے سے باہر نکل گی

"ہر وقت نائل نائل مت کرتی رہاں کر وابو کو پتا چلا تو غصہ ہو گے_ "سویرہ بھی اسے کہتئ باہر چلی گئ

"ہو نیہہ اب میں کیا کروں خود ہی وہ ذہن میں اتے ہیں"_

ہال میں اس وقت فل رونق لگی ہوئی تھی ہر کوئی اپنی خوبصورتی کے جوہر دیکھا رہا تھا_

اور ایک وہ تھی جو بس حیا اور لائبہ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی_

"آو یار وہاں چل کر کچھ پیکچرز لے_ 'حیا نے ایک طرف جانے کو کہا جہاں کا ویو بہت اچھا تھا

"رہنے دو یہی اچھے لگ رہے ہیں ہم_ "نیرہ نے منع کر دیا

"چلو نا یار دیکھو کتنی اچھی پیکچرز کلک کر رہی ہیں سب او پلیز_ "اسے بازوں سے پکڑ کر اٹھاتی اسنے ضد کی

"تمہیں نجانے کیوں سکون میسر نہیں_ "کہتی وہ اسکے ساتھ چل پڑی

وہاں جاتے ہی اسے حیا پر غصہ ایا کیونکہ وہاں کچھ لڑکے بھی تھے جو پیکچرز بنا رہے تھے اور ان کے سامنے لڑکیاں فالتوں میں شوخیاں مار رہی تھی

"نیرہ یہاں سے میری پیکچر لو_ "حیا نے اسے موبائیل پکڑاتئے کہا

وہ اسکی پیکچر لے رہی تھی _

"تھوڑا اس سائیڈ پر ہو جاو_ "ہاتھ سے اسے دوسری جانب ہونے کا کہا اور خود بھی تھوڑا آگے ہوئی تھی کہ کیسی چیز سے ٹکرائی_

پیچھے مڑنے کی دیر تھی وہ کرنٹ کھا کر ہیچے ہوئی_

"استغفر اللہ_"اسکی زبان سے نکلا

یہ وہی لڑکا تھا جس کو سلام کہنے کا زیمل نے کہا

"محترمہ دیھان سے فوٹو گرافی کرے_"مسکرا کر کہتا وہ سائیڈ سے ہوتا چلا گیا

اور وہ بس اسے دیکھتی رہی _

"لاحول لاولا قوہ کہا تھاناں تمہیں نہیں جاتے بناواب خود ہی پیکچز_"اسے موبائیل غصے سے پکڑاتی وہ وہاں سے اگئ_

اوراب اکیلے ہی بیٹھی تھی_

لیکن کچھ ہی دیر بعد اسکے ساتھ کچھ انٹیاں اگئ تھی_

ان کی سارے خاندان کی برائیاں سن سن کر نیرہ کا اب شادی پر انے پر ہی غصہ ارہا تھا_

"اس سے اچھا ابو ہی اجاتے عجیب ہی ہے_"دل میں سوچتے اسنے کہا

"اڑے یہ سلیمان کی بیٹی ہے ناں_"وہ اب بیٹھی ایک عورت نے اس سے پوچھا

جاس پر اسنے مسکرا کر جی کہا_دوسروں کا غصہ کیسی اور پر نکالنا اسے نہیں اتا تھا

"ماشاءاللہ بڑی ہو گی ہو عظمی نہیں ائی کیا_"ایک دوسری عورت نے کہا

"نہیں ان کی طبعیت کچھ خراب تھی اس لیے نہیں اسکی"_

"اچھا تم دوسرے نمبر والی بیٹی ہو نا سلیمان بھائی کی؟؟؟"

"نہیں تیسری_"اسنے کہا

"اچھا تینو بیٹیاں ہی ہیں سیلمان کی"ایک عورت نے کہا

"نہین چار ہیں مجھ سے چھوٹی بھی ہے ایک"_

"چار بیٹیاں بیٹا کوئی نہیں ہے نا"_

سب سے برا سوال جو اس سے کیا جاتا تھا_بیٹا نہیں ہے اور چار بیٹیاں ہیں

"نہیں_"اسنے کہا

"بیچارے اب تو عمر بھی ڈھلتی جارہی ہو گی اور گھر میں جوان تین تین بیٹیاں ہیں بہت بڑی ذمی داریاہوتی ہیں بیٹیاں"_

اسکادل چاہااس عورت کاکچھ کردے مگر خاموشی امی کی بات کی تلقین کرتے صبر کرگئی ورنہ اسے دوسروں کامنہ بند کرنابہت اچھے سے آتا تھا_

"بہت براخاندان تھاان کاجو جب بھی ان سے ملتاتوایک ہی چیز کاانہیں افسوس ہوتاکہ کوئی بیٹانہیں ہےاور ابو بھی ان کے سامنے بس خاموش ہو جاتے اسے دکھ ہوتاتھااپنے ابو کی اس خاموشی سے وہ کہ سکتے ہیں ناکہ میری بیٹیاں ہی میرے لئے بیٹے ہیں مگر وہ خاموش ہو جاتےاور نیرہ کو یہ خاموشی دل میں چبھتی تھی"_

کھاناوغیر کھاکراب زیادہ تر لوگ واپس گھر کو جارہے تھے

وہ بھی اپنی چادر اوڑھ کر اب ابو کا انتظار کر رہی تھی_

اسے ابو ایک ادمی کے ساتھ کھڑے باتیں کرتے نظر آگئے وہ ان کے پاس گئی_

"یہ تمہاری بیٹی ہے؟؟"اس ادمی نے ہو چھا

"جی_"ابو نے کہا

"اسلام علیکم بیٹا کیسی ہو؟"ان انکل نے اسے دلاسی دیتے پو چھا

"وعلیکم اسلام الحمد اللہ_"وہ پہچان گئی تھی کہ یہ ادمی کون ہے

"ماشاءاللہ سلیمان تمہاری بیٹیاں بڑی ہو گئی چاروں بیٹیاں ہی ہیں نا؟؟"جہاں زیب صاحب نے پو چھا

"جی_"ابو نے کیا

"ماشاءاللہ بیٹیاں تو اج کل بیٹوں سے زیادہ ذمیدار ہوتی ہیں والدین کا احساس بیٹیوں کو ہی ہوتا ہے ہیں نا بیٹا؟ انہوں نے نیرہ سے پوچھا

"جی_"اسنے محض اتنا ہی کہا

"کوئی بات نہیں اگر کوئی بیٹا نہئں اپ ہی اپنے بابا کا بیٹا بن کر بازو بن جانا اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے_"انہوں نے مسکرا کر کہا

یہ پہلا شخص تھے اس کے خاندان میں جنہوں نے یہ بات کہی تھی ورنہ اج تک سب افسوس ہی کرتے تھے اسنے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا_اور مسکرائی_

"چلیں جہاں زئب_"اسیہ بیگم نائل کے ساتھ اتی بولی

"جی بیگم بس چلتے ہیں ان سے ملو یہ سلیمان ہے تمہیں پتا ہے ناں میرے چچازاد سلیمان_"جہاں زیب نے بتایا

"جی جی میں جانتی ہوں کیسی ہیں بھائی اپ_؟؟"

"الحمدللہ بھابھی اپ سنائی"_

"اللہ کا کرم ہے یہ بیٹی ہے اپکی؟؟/"انہوں نے نیرہ کو سکام کرتے کہا

"جی"_

"ماشاءاللہ چھوٹی سی تھی تو دیکھی تھی اتنی بری ہو گی"_

"جو اپنے چھوٹی سی دیکھی تھی اج اسکے دو بچے ہیں یہ میری تیسری بیٹی ہے_ "سلیمان صاحب نے بتایا کیونکہ انہوں نے صرف صائمہ اور سویرہ کو ہی دیکھا ہوا تھا

"اچھا اچھا ماشاءاللہ"_

"سلیمان یہ میرا بیٹا نائل اس سے تم پہلے کبھی نہیں ملے چھوٹا بیٹا ہے اس کے بعد بیٹی ہے فرواہ_ "ابھوں نے نائل کا تعارف کروائا

"ماشاءاللہ مجھے تو بس صارم یاد ہے چھوٹا سا"_

"کیسے ہو بیٹا_ "سلیمان صاحب نے ہو چھا

"بلکل ٹھیک_"اسنے مسکرا کر کہا

نیرہ نے اسے دیکھا_اور پھر زیمل کا سلام۔یادایا_

نیرہ کے اس طرح دیکھنے ہر نائل کو وہ ٹکر یادائی_
وہ مسکرایا_

نیرہ نے نظرین جھکالی_

"اچھااب ہم۔چلتے ہیں رات ہو گئ ہے بہت"_

"اوہم ڈراپ کر دیتے ہیں_"جہاں زیب صاحب نے کہا

"نہیں شکریہ اللہ حافظ_"وہ ان سے اللہ حافظ کہ کر چلے گئ_

سلیمان سب کو حیرت تھی جو ادمی اسکے والدین کے مرنے پر بھی نا ایا اج کیسے
سب خیر خیریت پوچھ رہا تھا_ کیا اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا؟؟
ہاں شاید وہ سمجھ گیا ہو کیسی کا حق کھانا کتنا بڑا گناہ ہے

لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ دنیا میں۔ بہت سے شاطر دماغ ہیں اگر وہ خود سادہ
سوچ کے مالک ہیں تو دوسرے نہیں ان کے دماغ میں کیا چل۔ رہا ہے یہ سلیمان
صاحب کبھی نہیں جان سکتے تھے_
پیچھے جہاں زیب کے لب مسکرائے_

ان کی انکھیں چمک اٹھی تھی_ ایک عجیب چمک تھی
یہ تو اب وقت بتائے گا کہ ان کی انکھوں کی یہ چمک کس کی زندگی کو اندھیرے
میں ڈبو دے گا_

بیڈ پر لیٹی وہ سونے کی مسلسل کوشش کر رہی تھی مگر مجال ہے جو اسے نیند آ رہی ہو

بار بار ایک ہی جملے کان میں گونجتے

"محترمہ دیھان سے فوٹو گرافی کرے"_

اسنے تو کبھی کیسی نامحرم کو اتنا حق نہیں دیا تھا کہ وہ اسطرح اسکے حواسوں میں سوار ہو جائے مگر وہ؟؟؟

جب سے شادی سے ائی تھی اسکے ذہن میں وہی چل رہا تھا_

نہیں اللہ جی میں نے بہت سے گناہ کئے ہیں میں مزید نامحرم کو سوچ کر گناہگار نہیں ہونا چاہتی یہ شیطان مجھے بار بار گناہ کی طرف لے کر جا رہا ہے ورنہ مجھے اس جیسے مرد نہیں پسند بلکہ وہ تو میرے معیار پر ہی نہیں اترتا ہر کیسی کے ساتھ فری ہو جانا اس کی ذات میں تو کوئی وقار ہی نہیں مجھے ایسے مرد نہیں ہ پسند تھے اور نا ہیں_ اپنے ذہن میں سوچا

پھر اسے وہ انکل یاد آئے_

جہاں زیب انکل وہ واحد شخص تھے اسکے خاندان میں جنہوں نے اسے موٹیویٹ کیا تھا_
کتنے اچھے تھے ناں اللہ وہ کس طرح انہوں نے مجھے ابو کا بیٹا کہا ورنہ باقی سب تو افسوس ہی کرتے تھے_ اسنے دل میں کہا

"یا خدایا کیوں میں بار بار اپنے ذہن کو اس طرف لے کر جا رہی ہوں صبح کالج جانا ہے سو جاو نیرہ ورنہ لیٹ ہو جاو گی_ "خود کو ڈانٹتی کہا اور اپنے پاس لہٹی زیمل کو دیکھا_

اسکی پیشانی چومی_ وہ اج بھی اسے چھوٹی سی زیمل دیکھتیٔ تھی_
اس کی ہر ضد پوری کرنا نیرہ پر جیسے فرض تھا_

وہ اسکی لاڈلی بہن تھی_ جس سے وہ اپنے ہر لاڈ اٹھواتی تھی_

دونوں میں چار سال کا ہی فرق تھا مگر نیرہ نے ہمیشہ اسے خود سے بہت چھوٹا سمجھا تھا_

"جہاں زیب کیا بات ہے جب سے شادی سے ائے ہیں بہت خاموش ہیں_؟؟"ان کے پاس بیڈ پر بیٹھتی آسیہ بیگم نے ان سے پوچھا جو مسلسل کچھ سوچ رہے تھے

"کیا تم میری بات سنو گی اور اس پر عمل کرو گی؟؟"

"میں نے اج تک اپکی ساری باتیں ہی تو سنی ہیں اپ بتائیں"_

"پہلے وعدہ کرنا ہو گا کہ میرا ساتھ دو گی_"وہ جانتے تھے اس کام کے لئے اسیہ بیگم کا ساتھ بہت معنی رکھتا ہے ان کے لئے

"ارے بھئی وعدہ اپ بتائیں بھی_ "شوہر کی ہر بات ماننے والی اسیہ نے اج بغیر سننے ہی وعدہ کر لیا تھا

" سلیمان میں انا بچپن سے کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہے اور اج اس انا کا اچاڑ ڈالنے کا وقت اگیا ہے "^

"کیا مطلب؟؟اسیہ بیگم نا سمجی سے پوچھا

"اسکی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہی اسکے غرور کو خاک میں ملائے گی"_

"جہاں زیب اپ پہیلیاں کیوں بجھا رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں ارہی"

"ادھر میری بات سنو_ "اسیہ بیگم کو قریب کرتے اہیں ساری بات سمجھائی

"نہیں نہیں جہاں زیب میں اپنے بیٹے کی زندگی کے ساتھ نہیں کھیل سکتی"_ "اسیہ بیگم نے کہا

"اڑے تمہارے بیٹے کی زندگی میں سے یہ چند ماہ اسکی زندگی بدل دے گی تم سمجھو میری بات کو"_

"اپ جانتے ہیں نائل کو وہ کیسی صورت نہیں ماننے گا"_

"اسے منانا میرا کام ہے تم بتاو میرا ساتھ دو گی؟"

"لیکن جہاں زیب_ "ان کا دل نہیں مان رہا تھا

"لیکن کیا؟؟تم جانتی ہو اج جس طرح کی پر سکون زندگی تم جی رہی ہو وہ سب اسی زمین کی وجہ سے ہے ہر سال کڑوڑ واتے ہیں اس زمین کی فصل سے سوچو اگر اج ہی سلیمان عدالت چلا جائے اور ہم پر کیس کر دے تو کیا کرے گے ہم جو بھی کر لے عدالت اسی کے حق میں فیصلہ دے گی کیونکہ وہی اسکا حقدار ہے بس ہماری اور نائل کی زراہ سی قربانی سے ہماری نسل عیش کرے گی جیسے ہی وہ زمین کاغذی طور پر میرے نام ہو گی اسی وقت یہ کھیل ختم ہو جائے گا_"انہوں نے سمجھایا

"کیا کوئی اور حل نہیں ہے؟"

"میں نے اپنی زندگی گزار دی ہے اور اج تک جو سب سے اچھا حل لگا وہ یہی ہے "
—

"مجھے کیسی کی پرواہ نہیں ہے مجھے اپنے بیٹے کی فکر ہے"—

تو میں بھی یہ سب اپنی اولاد کے لئے ہی کر رہا ہوں میرا کیا کل ہی مر جاوں گا مگر سلیمان تو شاید بخش دے مگر اسکی بیٹیاں نہیں بخشے گی خاص کر جواج ملی ہے دیکھنے سے ہی چالاک لگتی ہے ہماری اولادیں کہاں یہ بھگتیں رہے گی میرے ہوتے ہوتے ہی یہ زمین صارم اور نائل کے نام ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ بعد میں کچھ بھی ہاتھ نہیں رہے گا"_

"اللہ اپکا سایہ ہم پر سلامت رکھے جہاں زیب میں اپکے ساتھ ہوں"_

ان کی بات سن کر چہرے پر مسکراہٹ ائی_

"بس پھر تم اسی ہفتے سلیمان کے گھر کا چکر لگاو اور اسکی بڑی بیٹی کو بھی دیکھ او
"
_

"ٹھیک ہے"_

"تم پہلی دفعہ اسکے گھر صرف مہمان بن کر جاوں گی ساتھ میں بے شک حورین یاوفا کو لے جانا دوسری بار جب میں اور تم جائے گے ہھر رشتے کی بات کرے گے"_

"میں حورین کو ساتھ لے جاوں گی وہ سمجھدار ہے'_

"جو تمہیں بہتر لگے مگر جانا تم نے اسی ہفتے ہے اس معاملے میں ڈلے نہیں کر سکتے خیر یہ بادشاہ سلامت گھر آگیا ہے"_

"جی آگیا تھا دس بجے"_

"ہیمم سہی ہے تم بھی سو جاو میں بھی صبح فیکٹری جانا ہے_"کہتے وہ لیٹ گئے

اوراسیہ بیگم نے لائٹ اف کر دی_ مگر ان کے ذہن میں انے والے حالات کے منظر سونے نہیں دے رہے تھے

"اتنا بڑا ڈرامہ کیسے کرے گے ؟"
یہی وہ سوال تھا جس کا جواب وہ ساری رات ڈھونڈتی رہی تھی

اج وہ معمول کے مطابق جلدی گھر اگیا تھا_
لاونج میں ہی اسے مشال اور وفا نظر ائی_ وفا مشال کو ہوم ورک کروا رہی تھی اور ساتھ میں خود بھی اپنی اسائمنٹ بنا رہی تھی_

"چاچو چاچو_" پنک کلر کے فراک میں پانچ سالہ مشال نے اپنی نوٹ بک سائیڈ پر رکھ کر اپنے چاچو کی طرف دوڑ لگائی

جس پر نائل نے اسے پیار دیتے گود میں اٹھالیا_

"کیسا ہے میرا بچہ ؟"اسے اسی طرح گود میں اٹھائے وہ لاونج میں رکھے صوفے پر وفا کے سامنے بیٹھ گیا_

"چاچو میں اپ سے بہت زیادہ ناراض ہوں_"شکوہ کیا گیا

"کیوں بھئی میری ڈول کیوں ناراض ہے مجھ سے ؟"اسکے گال چومتے کہا

"اپ مجھے ٹائم ہی نہیں دیتے_"اپنے ہاتھوں کے ساتھ کھیلتے کہا

"اہہ میرا بچہ ائم سوری میں بزی ہوتا ہوں نا"_

"ہاں مشال چاچو آواری گردی کرنے میں بزی ہوتے ہیں_"کب سے خاموش بیٹھی اپنی اسائمنٹ بناتی وفا نے کہا

"یہ بھی تو ایک کام ہے جو ہر کوئی نہیں کر سکتا خیر مجھے بتائیں میرا بیٹا کہاں جائے گا؟؟"وفا سے کہتے اسنے مشال کے بال سہی کرتے کہا

"اہہہ ائش کریم کھانے وہ بھی اپکے ساتھ بائیک میں بہت دور_"اسکے ساتھ بائیک پر جانا مشال کو بہت پسند تھا

"ڈن پہلے ہوم ورک کر لے پھر چلے گے اوکے"_

"اوکے میرا بس دو بکس کا ہوم ورک رہے گیا خالہ اج ٹیسٹ مت لینا پلیز_"اسنے اخر میں وفا سے درخواست کی جو اسکے ہوم ورک کا ساتھ ٹیسٹ بھی لیتی تھی

"کوئی بھی نہیں لے گا اج میرے بچے سے ٹیسٹ اپ ہوم ورک کرو میں کپڑے چینج کر کے اتا ہوں پھر بائیک پر پھر رررررر_"اسے گود سے اتارتا وہ بائیک کی آواز نکالتا بولا

اسکی بات پر مشال خوشی خوشی ہوم ورک کرنے لگی اور وفا نے گھور کر اسے دیکھا

"ایسے مت دیکھو تمہیں کوئی نہیں لے کر جا رہا میں_"نائل نے کہا

"ہاں مجھے شوق بھی نہیں ہے تمہارے ساتھ جانے کا_"اسے کہتی وہ واپس اپنے کام میں مگن ہو گی

"کنیویں کی میڈک نا ہو تو_"اسے کہتا وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے روم میں چلا گیا

"ہونہہ بتمیز جنگلی خود ہو گا_"اسے غصے سے کہتی وہ واپس اپنے کام میں لگ گئی

"خبر دار اگر جلدی میں ہینڈ رائیٹنگ خراب کی میں واپس سارا لکھواوں گی_"نوٹ بک پر جلدی جلدی کام کرتی مشال سے کہا جو جکدی میں گندہ گندہ لکھ رہی تھی

"خالہ میں لیٹ ہو جاوں گی نا"_

"ہاں وہاں تمہارے چاچو کے سسرال والوں نے دعوت دی ہے ناں جو لیٹ ہو جاوں گی زراہ بھی گندہ لکھا تو واپس سارا لکھو گی_"اسے ڈانٹتی وہ بولی

اور خود ہی اپنی بات پر لاحول کا ولا قوہ پڑھا_

غصے میں جو بھی منہ میں اتا بول جاتی تھی

تقریبا دس منٹ بعد وہ مشال کو بائیک پر لئے لاہور کی سڑک میں فل سپیٹ سے جارہا تھا_

وہ واحد اسکا چاچو تھا جس کے ساتھ بائک پر بیٹھتے اسے ڈر نہیں لگتا تھا ورنہ وہ اپنے بابا کے ساتھ بھیٔ بائیک پر نہیں بیٹھتیٔ تھی_

اچا چو اور تیز اس گاڑی سے اگے نکلنا ہے ہمیں_ "ایک کالی گاڑی کی جانب ہاتھ بڑھا کر کہتی مشال نے کہا

"ابھی دیکھنا_ "کہتا اسنے اس کالی گاڑی کو آور ٹیک کیا

"اور تیز چاچو اور تیز_ "اسکے سینے سے لگی مشال بازوں کو ہوا میں کھولے بولی

"گھر بھی جانا ہے بیٹا_"اتنی تیز سپیٹ پر تھا اور اسکی بھتیجی کو اور تیز چاہیے تھا

"نہئں چاچو اور تیز بہت مزہ ارہا ہے"_

"بازو بند کرو مشال_"ایک ہاتھ سے اسکے بازوں پکڑ کر بند کئے اور اسے خود سے مزید ساتھ لگا کر مضبوطی سے تھامنے کو کہا

ہفتے میں نہیں تو مہینے میں ایک بار وہ اسے ضرور رایڈ پر لاتا تھا اور وہ اس دن کا انتظار مہینہ مہنہ کرتی رہتی تھی ماما بابا چاہئے جہاں مرضی لے جائے مگر جو مزہ چاچو کی بائیک پر تھا وہ کہی نہیں تھا

اسکی شخصیت ہی ایسی تھی جس کے ساتھ ہر بچہ بہت اٹیچ ہو جاتا تھا صرف اسکے ہاتھ بڑھانے کی دیر ہوتی اور کوئی بھی بچہ اسکے ساتھ فری ہو جاتا چاہیے پہلی

ملاقات ہی ہوا سے بھی بچے بہت پسند تھے وی بچوں کے ساتھ واقعیٔ بچہ بن جاتا تھا_

اسے اسکے دوست یہی کہتے تھے کہ جب تمہارے بچے ہو گے تو تمہاری بیوی کو اپنے بچوں کے ساتھ ان کے ابا کو بھی سنبھلنا پڑے گا اور بے شرم وہ تھا جو کہتا تھا ان شاءاللہ بیوی کا لاڈلا بنوں گا کیونکہ گھر والوں کا لاڈلا تو بننے والے کرتوت نہیں

وہ نہیں جانتا تھا جس آزادیٔ سے وہ گھوم رہا وہ لاڈلی اولاد ہی اتنے بے فکر ہوتی ہے

"یہ کیا کہہ رہے ہیں اپ اسیہ کو اج کہاں سے یہاں انے کا خیال اگیا_ عظمی بیگم تو بہت حیران تھی جس عورت کے دولت کے گھمنڈ ہی ختم نہیں ہوتے تھے اج وہ کیسے ان کے غریب خانے میں انے کا کہہ رہی تھی

"میں نہیں جانتا لیکن وہ گھرا رہی ہیں مہمان ہیں ان کی عزت کرنا میں تو دفتر ہو گا تم اور شائستہ ہی ہو گی گھر پر_ "اپنی عینک صاف کرتے انہوں نے کہا

"جو بھی کہ لے بھائی صاحب مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا جیسے وہ کیسی اور مقصد کے لئے ارہی ہو_ "چائے پیتی شائستہ نے کہا

"جو بھی ہے دیکھا جائے گا لیکن گھرائے مہمان کی عزت ہم پر فرض ہے"

"اب بے فکر رہے میں سنبھال لوں گی_ "عظمی بیگم انہیں چائے دیتی بولی

نیرہ کب سے سامنے بیٹھی پاکیزہ کو دیکھ رہی تھی جو مسلسل اپنے موبائیل کے ساتھ لگی ہوئی تھی

"ٹھیک ہے تم دیکھو اس منحوس کو میں ہی جا رہی ہو_ "اخر تنگ کر اسنے کیا

"ارے نہیں نہیں میں تو بس ویسی ہی لگی تھی رات کو نائل نے نئیو وڈیوز پوسٹ کی تھی وہی دیکھ رہی تھی_ "موبائیل سائڈ پر رکھتی پاکیزہ نے کہا

"ہاں جیسے تم پر تو فرض ہے اسکی ہر وڈیو دیکھنا اگر نا دیکھی تو گناہ ہو گا"_

"پتا نہیں تمہیں اس پیچارے سے کیا چڑ ہے ہر وقت اسے برا بھلا کہتی رہتی ہو کبھی پیار سے دیکھنا اسے بلکہ میری انکھیں ادھار لے لو اور ان انکھوں سے دیکھو اسے"_

"رہنے دو اس پیچارے کو اور اپنی انکھوں کو میں تم سے کل والے نوٹس کا پوچھ رہی ہو کچھ دن بعد پیپرز ہیں اور تمہارا یہ نائل کیانی کا بھوت ہی نہیں اتر رہا پیپرز میں اسی کے حسن کے قصیدے لکھ کرانا"_

"چلو تم نے مانا تو سہی کہ نائل کیانی حسین ہے_"ساری بات بھلائے اسے یہی بات ملی تھی

"حسین ہو نہہ صرف فلٹرز میں حسین ہے یقین مانو حقیقت میں زرا بھی پیارا نہیں"_

"کیوں تم نے حقیقت میں دیکھا ہے؟؟'

ہاں وہ اس دن---وہ رکی اور زبان دانتوں تلے دبائی یہ نہیں بتانا تھا

کیا اس دن_؟؟؟ پاکیزی نے پوچھا

"کچھ نہئں چھوڑو_"اسنے ٹالا

ٹھیک ہے نیرہ اب تم مجھ سے باتیں چھپا رہی ہو سہیٔ ہے

"اوخدایا لڑکی کچھ بھی نہیں تھا بس اس دن میں نے اسے شادی پر دیکھا تھا بس یہ بات تھی"_

"ہائے ے سچی تم نے اسے حقیقت میں دیکھا ہے اللہ تم کتنی لکی ہو نیرہ کاش میں بھی دیکھ سکو افف"''_

"ہاں وہ بہت عظیم شخصیت ہے ناں جسے دیکھ کر میں بہت خوش قسمت ہوں پاگل ہو تم بھی"_

'تمہارا تو بس نہیں چلتا کہ اسے قتل ہی کر دو"_

"ہاں نہیں چلتا ورنہ اب تمک کر چکی ہوتی اسے شوٹ اور تم اگر کوئی اور بات ہے تو بتاو ورنہ میں اٹھ کر جا رہی ہو_

"اچھا بابا سوری_"اپنے کانوں کو پکڑتی پاکیزہ نے کہا

اسکے اس انداز پر نیرہ مسکرائی_

دوست کے روٹھنے پر است منا لینا چاہیے ورنہ دوست کی ناراضگی انسان کو پاگل بھی کر سکتی ہے

وہ کالج سے گھر آئی تو اسے وہی شادی والی انٹی گھر ہر نظر آئی"_

کالج کے یونیفارم میں ہی وہ انہئں سلام کرنے آگئ_

"اسلام علیکم_"کمرے میں اکر انہیں سلام کیا

"وعلیکم اسلام بیٹا کیسی ہو_'؟؟اسیہ بیگم نے پوچھا

"الحمداللہ انٹی اپ کیسی ہیں_؟؟"

"بلکل ٹھیک یہ میری بہو ہے حورین صارم اور حورین یہ نیرہ ہے_"اسیہ بیگم نے بتایا

"اچھاماشاءاللہ بہت پیاری ہو_"اسنے مسکرا کر کہا

جس پر نیرہ مسکرائی_یہ بات اسے سننے کو اکثر ملتی تھی مگر نجانے کہاں سے وہ لوگوں کو اچھی لگتی تھی وہی گندمئ رنگت جو ہر عام لڑکی کی ہوتی ہے وہی کالی

انکھیں تھی مگر واحد چیز تھی وہ اسکی گھنی پلکیں تھی اسکی پلکیں بہت گھنی تھی جو اسکی عام سی کالی انکھوں کو خوبصورت بنادیتی تھی_ اور دوسرا اسکا اخلاق تھا جو انجان سے انجان بندے کے ساتھ بھی بہت اچھا تھا

وہ لوگ چائے وغیرہ پی کر چلے گے تھے عظمی یگم نے کھانے کا بھی اسرار کیا مگر وہ نیکسٹ ٹائم کا کہتی چلی گئی ن

"اپی ایک بات پوچھو_ ؟؟" اپنے کمرے میں بیٹھی نیرہ نے سویرہ سے پوچھا

"ہوں پوچھو_" انکھیں موندے اسنے کہا

"مجھے ان انٹی سے اچھی وابز نہیں ارہی تھی اپ رامیز بھائی سے بات کرے اور انہیں کہے وہ رشتہ بھیجے اور کتنا وقت لگے گا_" اپنے ماموں زاد کزن کا کہا جیسے سویرہ پسند کرتی تھ اور رامیز بھی سویرہ کو پسند کرتا تھا مگر فلحال گھر والے نہیں

مان رہے تھے اور دوسرا وہ بے روزگار تھا بے ایے کے بعد اسے کوئی جاب مل ہی نہیں رہی تھی

"لگ تو مجھے بھی کچھ ایسا رہا تھا مگر نیرہ میں کیا کروں؟" سویرہ اٹھتی بولی

"اپی اپ کچھ نا کریے بلکہ یہ موبئیل لے اور رامیز بھائی کو کال کرے اور کہیں کہ رشتہ بھیجے بس بہت ہو گیا دو سال سے ان کے مسئلے ہی ختم نہیں ہو رہے"_

'کوئی فائیدہ نہیں ابو نہیں مانیں گے وہ بے روزگار ہے ابو کیا بلکہ کوئی بھی باپ اپنی بیٹی کی شادی اس مرد سے نہں کرے گا جس کے پاس کوئی روزگار نہیں"_

"ابو کو اسوقت سائیڈ پر رکھے اور اپنی بتائیں کیا اپ رامیز بھائی کا ساتھ ہر حال میں دے گی؟؟؟'

"عورت اپنے پسندیدہ مرد کے ساتھ بھوکی بھی خوشیٔ خوشی رہے سکتی ہے اور ناپسندیدہ مرد کے ساتھ محل میں بھی قید کی زندگی گزارتی ہے میں رامیز کے ساتھ ہر حال میں رہے سکتی ہوں مگر ابو وہ نہیں مانیں گے اور وہاں ممانی بھی تو نہیں مان رہی_ "مسئلے ہی مسئلے تھے

"ارے میری پیاری اپی پریشان نا ہو اپ رامیز بھائی سے کہے وہ ممانی کو منائے اوریی سوچ تو ہمارے معاشرے میں سب سے غلط ہے ارے مرد کا نصیب تو بنتا ہی نکاح کے بعد ہے ہو سکتا اپکا ان کی زندگی میں قدم رکھتے ہی ان کے حالات بدل جائے"_

"میں جانتی ہوں نیرہ مگر زمانہ اور ابو نہیں جانتے رامیز ان دنوں جاب کو لے کر بہت پریشان ہے میں مزید اسے پریشان نہیں کر سکتی میں بس دعا ہی کرتی ہوں"_

"میں بھی دعا کروں گی اللہ اپکی ساری مشکلات حل کر دے اور میری پیاری سی اپی کی زندگی خوشیوں سے بھر دے_ "اسکے گلے میں بہاہیں ڈال کر وہ پیار سے بولی

"امین اللہ میری گڑیا کے نصیب بھی بہت اچھے کرے جتنی وہ حسین ہے اس کا شوہر اس سے بھی حسین دل کا ہو_ "سیورہ نے کہا

"ارے اپی مجھے یہ دعا ابھی نہیں چاہے اپ دعا کرے میں وکیل بن جاوں اور پھر میں ہر مظلوم کو انصاف دلاوں اور ساتھ اپنے ابو کا حق بھیٔ ان جہاں زیب صاحب کے خلق سے نکال لوں"_

'اچھا اللہ تمہاری ہر مراد پوری کرے"_

"ہاں یہ ہوئی نا بات امین"_

"مجھے تو لایا ہی مانگ کر تھا_ "کمرے میں اتی زیمل نے دیکھا کہ نیرہ اور سویرہ اپس میں پیار کر رہی ہیں اور اے ھول گی ہیں

"ارے جیلسی لوگ بھی اجائے_ "سورہ نے اسے اپنے پاس بلاتے کہا

وہ اسکے پاس ائی سوہری نے اسے پیار فیا_۔

"صائمہ اپی کو ائے ماہ ہو گیا ہے اور اب تک بہیں ائے امی سے کہتی ہوں انہیں دعوت پر بلاے ورنہ عدیل بھائی تو دعوت کے بغیر سسرال انا پسند ہی نہیں کرتے_ "نیرہ نے اپنے بہنوئی کا کہا جو صرف سسرال دوعت پر انا ہی پسند کرتا

"ہیممم کافی ٹائم ہو گیا خدیجہ اور فہد سے ملے بھی اور صائمہ اپی کی تو مجھے بھی بہت یاد ارہی ہے_ سوہرہ نے بھی کہا

وہ اپنے دفتر میں بیٹھے کیسی فائل پر مہر لگا رہے تھے جب ٹیبل پر رکھا موبئل بجا_

یہ نمبر بہت سالوں بعد موبائیل سکرین پر چمکا تھا_
سلیمان صاحب کو حیرت ہوئی کہ اج کیسے جہاں زیب صاحب نے انہیں یاد کر لیا_

"اسلام علیکم_" جہاں زیب صاحب نے سلام کیا

انہوں نے کال ریسو کی اور دوسری جانب سے سلام کیا گیا
"وعلیکم اسلام"_

"کیسے ہو سلیمان پہچانا مجھے"

"جی جی پہچان لیا اپکا نمبر سیو تھا میرے موبائیل پر اپ سنائیں کیسے یاد کیا سب خیر ہت"_

"اہہ سلمان کیا پوچھتے ہو کچھ بھی خیریت نہیں_"انہوں نے ایک افسردہ سانس خرچ کرتے کہا

"کیوں کیا ہوا سب خیریت؟؟"سلیمان صاحب واقعی پریشان ہو گے تھے انکا دل ایسا ہی تھا نرم دل ہر ایک کی بات پر یقین کرنے والا وہ اس وقت بھول گئے تھے کہ یہ وہی بندی ہے جس نے انکی زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا_

"بس سلیمان میں نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ اب جو زندگی گزارنی ہے اپنوں کے ساتھ گزارنی ہے بہت دوریاں ہو گی"_

"کیا مطلب؟؟"

"مطلب میں اب تمہاری زمین تمہارے نام کرتا ہوں میں نے سوچا ہے ایک زمین کے ٹکرے نے ہمارے بیچ بہت بڑی دیوار کھڑی کر دی ہے جو ہماری انے والی نسل کو تباہ کر دے گی ہم نت تو جیسی تیسی کر کے گزار لی مگر میں چاہتا ہوں کہ انے والی نسل ایسی دوریوں اور ناراضگی بھری زندگی نا گزارے_"ان کے لہجہ سب کچھ تھا مگر شرمندگی نہیں تھی

"جہاں زیب یہ ناراضگیوں کی دیوار بھی تو تم نے ہی کھڑی کی تھی_"سلیمان صاحب نے کہا

"مگر اب یہ دیوار ہٹانا چاہتا ہوں اس سال اس زمین پر اگنے والی ساری فصل تمہاری ہے تم چاہوں تو بیچ ڈالو یا جو مرضی کرو مگر میرا اور میرے بیوی بچوں پر وہ حرام ہے"_

سلیمان صاحب ایک لمحے کے لئے بلکل خاموش ہو گے_ یہ اتنا اسان تو نہیں تھا جتنی اسانی سے ہو گیا تھا_

"کیا ہوا سلیمان؟؟" دوسری طرف طویل خاموشی پا کر حہاں زیب صاحب نے ہو چھا

"کچھ نہیں بس اللہ کا شکر یے دیر سے ہی سہی مگر بتن نے یہ تو مانا کہ وہ تہاری زمین نہیں ہے"_

"ہاں میں جانتا ہوں دادا جان تمہیں وہ زمین دے کر گئے تھے اور کاغذی طور پر بھی وی تمہارے نام ہی ہے لیکن میں بس دولت کے نشے میں تھا سارے رشتے بھول گیا تھا لیکن اب نہیں اب میں مزید کوتاہی نہیں کر سکتا"_

"سہی کہا تم نے ہم نے بہت سی دورہاں برداشت کی ہے اب ہمارے بچے ان دوریوں سے محفوظ رہے میری تو چاروں بیٹیاں ہیں کل نا جانے کس کے انگن میں ہونا کوئی بیٹا ہے جس کے لئے سب کچھ چھوڑ کر جاوں گا بس یہی ایک زبد گی ہے جس میں اہنی بیٹیوں کو اہنے گھر کا خرد عس باعزت ریقے تھے یہی میرے کیے سب سے بڑی بات ہو گی_" سلیمان صاحب نے کہا وہ یہ کہتے بھول گئے کہ اگر یہاں ان کی بیٹیاں ہوتی تو آن کے دک پر کیا گزرتی_ کیا سب کچھ بیٹوں کے لئے ہی کیا جاتا ہے کیا بیٹیاں صرف اس لیے ہوتی ہیں کہ ان کی بسشادی کر دی جائے

"سلیمان تمہاری بیٹیاں میری بیٹیاں میرے بچے تمہارے بچے ہیں بلکہ اس دن میری بیوی اور بہوایت تھے تمہارے گھر انہیں تمکاری بڑی بیٹی بہت پسندائی ہے بلکہ تنہارے بھا بھی تو اسے اپنے چھوٹے بیٹے کی بیوی بنانا چاہتی ہے_" اب وہ ائے تھے مطلب کی بات پر مگر سلیمان صاحب نا سمجھ سکے

"جہاں زیب مجھے لگتا ہے ابگی ہمیں یہ فیصلہ نہیں لینا چاہیے شاید ہمارے بچے اس بات کو قبول نا کرے ہر بچے کی الگ سوچ ہوتی ہے"_

"ارے تم فکر نا کرع نائل کی طرف سے کوئی مسئلہ نہیں وہ میرا بہت فرمانبرادر بچہ ہے تم بس اپنی بیٹی اور بھابھی سے مشورہ کر کے نھھے بتانا پھر ہم پروپر رشتہ لے کر ائے گے"_

"ٹھک ہے میں تمہیں مشورہ کر کے بتاوں گا"_

انکی بات پر جہاں زیب مسکرائے _

"بچپن کی طرح اج بھی تم بدھو ہی ہو سلیمان_"دل میں کہتے وہ مسلسل مسلرا رہے تھے

"او کے سلیمان اللہ حافظ"_

"جی اللہ حافظ_"کہتے فون بند کر کے ٹیبل پر رکھا_

"سویرہ کے لئے تو اجکل ویسے بھی ہریشان رہتے تھے اور اب رشتہ بھی اچھا تھا بھلا کیسہ کو کیا اعتراض ہو گا_" وہ دل میں سوچتے پھر سے فائل میں معصروف ہو گے_

دوسری طرف جہاں زیب بہت خوش تھے وی جانتے تے کہ سلیمان کی بچکن کی عافت ہے ایک دم یقین کر لینا کیو نخہ وہ خود جھوٹ فریب نہیں کرتا تھا اسکئے س کو اہنے جیسا سمجھ کیتا اور اج بھی یہی ہوا بس اب جہاں زیب صاحب کے کئے نائل کو راضی کرنا تھا_ جو تھوڑا مشکل تھا مگر یو جائے گا خود کی تسلی دی

"ماما ڈیڈی سے کہے اب ناراضگی چھوڑ دے پہکے بھی تو رات کو لیٹ اتا تھا اتنا تو وہ ناراض نہیں یوتے تھے جیسے اج تین دن مسلسل ناراض ہیں_" وہ اہنہ ماں کے سانے شکوے کر رہا تھا

"میں کچھ بھی نہیں کہ سکتی اس بارے میں تم جانو اور تمہارے ڈیڈی_ "اسیہ بیھم نے س ہاتھ پیچھے کیے_

"مامایار اٹس نوٹ فئیر اپ ڈیڈی کو سمجھایے ایبندی نہیں کروں گا پکا"_

"میں کیوں سمجھاو تم خود جا کر بات کرو"_

"اپ ان کی بیوی ہیں زیادہ اچھے سے انہیں سمجھا سکتی ہیں پلیز نا"_

"ہاں جیسے وہ تو میری ہر بات انکھیں بند کر کے مان لیتے ہیں تم جانتے نہیں ہو اہنے ڈیڈی کو کیا؟" یہ سچ تھا وہ اسیہ بیگن کی بھی ہر بات نہیں مانتے تھے چاہیے اس میں فائیدہ ہو یا نقصان

"یار کیسی بیوی ہیں اتنے سالوں میں شوہر نہیں اپنی مٹھی میں کیا گیا"_

"اچھا جب تمہاری بیوی ائے گی تو تم ہو گے اس کی مٹھی میں؟؟" انہوں نے پوچھا

" بلکل کم از کم می اسے اپنے بچوں کے سامنے بے یقینی نہیں ظاہر کروں گا_" اپنی عادت سے مجبور وہ اہنے دل کی بات کہے گیا تھا

"نائل جو ھی بکواس کرنی ہے ڈیڈیٔ کے سامنے جا کر کیا کرو مہر ادماغ منکھایا کرو_" وہ سچ تھا جو وہ اپنی اولد کے مجہ سے سننا نہخں چاہتی تھی مگر کہتے ہیں نا کہ کیسی کا برا سوچنے والوں کے ساتھ خود برا ہوتا ہے کیسی کی اوالس کا مستقطل خراب کرنے کا سوچنے والے اج اپنی ہی اولاد کے منہ سے سچ سن کر برداشت نہیں کر پائے تھے

یہ دنیا مکافات عمل ہے ابھی تو انہوں نے صرف سوچا تھا نا جنے اس وقت کیا ہو گا جب وہ اس گھر کی بیٹی کو محث زمین کے ٹکرے کی خاطر بیاہ کر لائے گے اور مقصد حاصل ہو گے ہی اسے در بدر کر دے گے

وہ اپنے روم میں اکر جھنجھلا کر بیڈ پر بیٹھا_ نجانے اس بار حہاں زیب صاحب کو کیا کو گیا تھا جو اس سے مسلسل تین دن سے ناراض تھے صرف اس بات پر کہ وہ رات کو لیٹ ایا تھا_ پہلے بھی تو اتا تھا بس ڈانٹ کر بھول جاتے کیکن اس بار تو یسے قسم کھالی تھی انہوں نے نے اسسے کوئی بات نہیں کرنی

اسے سمجھ نہیں ارہا تھا اخر اسکے ڈیڈ کع کیا مسئلہ تھا سسکے کلب جانے سے وہ ٹھوڑا وہاں کوئی غلط کام کرنے جاتا تھا وہ تو اس طرف مڑ کر دیکھتا بھی نہیں جہاں نشہ آور چیزیں ہوتی_ سارے اولٹے کام تو ان کے خلب میں نیچے بیسمینٹ میں ہوتے تھے مگر وہ تو اس جگہ کو ایک انکھ بھی نہیں دیکھتا تھا وہ بس اوپر کے پوشن میں کلب جاتا اور وہاں سنو کر کھیلتا تھا_

"پتا نہیں اسکے گھر والے یقین کیوں نہیں کرتے تھے اس پر"_

والدین کی بے یقینی ہی اولاد کو باغی بناتی ہے

اپنے ذہن میں چلتی خنگ کر ختم کرتا وہ ایک فیصلہ کر کے اپنے کمرے سے نکل کر سٹڈی روم کیطرف ایا جہاں پر اسکے ڈیدی موجود تھے_

"ڈیڈیٔ میں اجاوں_؟؟"روم کا دروازہ کھولتے اسنے اجازت لی

جہاں زیب نے عنیک اتار کر اسے دیکھا_

اور بس یہیم کہ کر واپس اپنی کتاب میں معصروف ہو گے_

"ڈیڈی اک بزی ہیں؟؟"ان کے سامنے صوفے پر بیٹھتے اسنے کہا

"کتابیں پڑھنا میرے لئے معصروفیت نہیں تفریح ہے"_

اہہہ اج وہ پھر کتاب نامہ نہیں سننا چاہتا تھا

"ڈیڈی پلیز پانچ منٹ بات سن لے جسٹ فائیو منٹش پلیز"_

"ہوں بولو_"کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے انہوں نے کہا

"ڈیڈیٔ ائم سوری ائی پرومس ائیندہ لیٹ نہیں اوں گا پلیز ڈیڈیٔ"_

"تم یہ بھی تو کہ سکتے ہو کہ ائیندہ اس جگہ جاوں گا ہی نہیں"_

"لیکن ڈیڈی میرا یقین کرے میں وہاں صرف سو کر کھیلھنے جاتا ہوں باقی ائیریا میں کیا ہوتا ہے میرا اس سے کوئی واستہ نہیں"_

"ہھر بھی وہ جگہ ہی بدنام ہے تو جانتے یو لاہور کا اس سے بدنام کلب ہی وہی ہے پھر بھی تن وہاں جا کر سنکور کھیلتے ہو اور رات کو گھر لیٹ اتے یو اگر تمہیں سنو کر

اتی پسند ہے تو گھر یں کھیلو ہر چیز کی سہولت موجود ہے گھر میں پھر بھی_"
انہوں کا لہجہ نرم تھا

"لیکن ڈیڈی گھر پر اپنے دوستوں کے انے ہر پابندی لگائی ہوئی ہے"_

"تو دوست بھی تو اچھے رکھو سارے گبڈے موالی تو تمہاری دوست ہیں"_

:ڈیدی وہ بہت اچھے ہیں بس ان کا گیٹ اپ تھوڑا خراب ہے_"وہ جانتا تھا ان
کے حلیہ سے ہی اسکے ڈیڈی کو چیر تھی

"تو تم ٹھیک کروا انکا حلیہ"_

"اچھا میں ان کو سمجھاوں گا لیکن اپ مجھے تو ابھی معاف کرنے قسم سے تین دن سے اپکی بے عزتی سننے کے لئے کام ترس گئے مان جائے نا_" وہ اب اپنی ازلی ڈھیٹھائی پر اترایا تھا

"ہو ہی اسی قابک کے تنہاری بے عزتی ہعتی رہے_" ان کے مسکراتے لب بتا رہے تھے کہ وہ مان گئے ہیں

والدین جب اپنی اولاد سے خف ہوتے ہیں تو انہیں ایک مان ہوتا ہے کہ ان کی اولاد ان سے معافی مانگ لے گی اور جب اولاد اس انکا یہ مان نہیں توڑتی تو وہ اپنہ ساری ناراضگی اولاد کی ایک معافی اور اپنی ایک مسکراہٹ سے ختم کر دیتے ہیں بس والدین کا مان نہیں توڑنا چاہیئے وہ ناراض ہو جائے تو انہیں منا لینا چاہئے چاہیئے قدموں میں بیٹھنا پڑ جائے

"تھیکیو سو مچ ڈیڈی"_

:تم سدھر جاونائل ہر بار میں معاف نہیں کروں گا_"انہوں ے کہا

:بس ڈیڈی نیکسٹ منتس سے فیکٹری جاناشروع کردعں گا"_

انہوں نئ حیرے سے اسے دیھا کہہ یہ خواب تھا نہیں نہیں

"اللہ تمہیں ہدایت دے نائل_"انہوں نے کہا

ان کی بات پر عہ امین کہتا مسکرا گئا

:میں جاون اب؟؟"اسنے پوچھا

:ہوں رکوایک بات کربی ہے_"انہوں نے اسے بیٹھنے کااشارہ کیا

وہ واپس صوفے پر بیٹھا

"کیا تم میری بات مانو گے ؟"

"جی ڈیڈی اپ حکم کریں" اسے لگا شاید پھر یہ تو بھابھی یا وفا کو کہی لے کر جانا ہے اور انہوں نے ڈیڈی سے سفارش کروائی ہے

"مجھے تمہاری ضرورت ہے ہماری نسل کے لئے تمہیں صرف چھوٹی سی قربانی دینی ہے نائل" _

"ڈیڈی کیا بات ہے ؟" اسے سمجھ اگیا بات بڑی ہے

سلیمان کی بڑی بیٹی ہے سویرہ نام ہے اسکا اس سے شادی کرنی ہے تم نے مگر--
ڈیڈی اپنے سوچ بھی کیسے لئے میں کیسی صورت بھی شادی نہیں کر سکتا وہ ان کی
بات کاٹتا بولا

"میری بات تو سن لو یہ شادی محض کچھ ماہ کی ہو گی اس کے بعد تم آزاد ہو گے جو
چاہئے کرو میں تمہیں کیسی چیز سے منع نہیں کروں گا"_

"کیکن ڈیڈی اس کچھ ماہ میں کیا ہو گا جو اپ یہ سب کر رہے ہیں؟"

انہوں نے اسے ساری بات سمجھائی اور اب وی اسکے چہرے کے تاثر دیکھ رہے
تھے_

"لیکن میں کیسے ایک میٹرک پاس لڑکی کو ساری سوسائیٹیؑ کے سامنے اپنیبیوی تسلیم کروں میرے بھی کچھ خواتھے لائفپارٹنر کو لے کر میں ایک ان پڑھ جاہل لڑکی شادی نہیں کر سکتا"_

"تو تم تھڑا حقیقی شادیٔ کرو بس کچھ ماں سمجھوتا کر کینا اس کے بعد جہاں کہو گے جس سے کہو گے میں شادی کرواوں گا تہاری"

"ڈیڈی میرا امیج ے میرے دوستوں کے سامنے سارے خاندان کے سامنے میں وہ برباد نہں کر سکتا"_

"ٹھیک ہے جب تم یی نہیں کر سکتے تو جاو جو مرضی کرو مگر اج سے ہھر تم میری اولاد میں شامل نہیں ہو گے_"انکا لہجہ یکدم سخت ہوا

اسے حینگیٔ ہوئی کہ ایک دم کیسی مچیبت اس پر انپڑی تھی_

"ڈیڈی وقت چاہئے مجھے"_

"ٹھیک ہے دو دن کا وقت ہے سوچ لو"_
وہ بجیران سے کچھ کہے خاموشی سے سٹڈی روم سے باہر نکل ایا

سامنے ہی اسے اسیہ بیگم نظر ائی_

"وہ جو کہ رہے ہیں کر لو انہوں نے بھئ ہمارے لئے بہت بڑی قربانیاں دیہیں کیا تمان کیخاطر یہ نہیں کر سکتے ؟"

"پلیز_" وہ کہتا اپنے کمرے کیجانب چلا گیا

اسیہ بیگم سٹڈی روم میں ایی_

"مجھے اپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے_"انہوں نے کہا

"جی کہو"_

"نائل کو ایک پڑھی لکھی اور بہادر لڑکیاں پسند ہیں اور سلیمان کی چھوٹی بیٹی کا مزاج ایسا ہی ہے میں جب اس سے ملی تو اسکے لہجے میں اعتماد تھا اقی دونوں بیٹیاں گھبرائی ہوئی تھی لیکن وہ ہر بات اعتماد سے کر رہی تھی اور خاص بات وہ ان دونوں بہینوں سے خوبصورت ہے کماز کم سوسئٹی میں اسے تعارف کرواتے شرمندگی تو نہیں ہو گی"_

"ہیمم وہہ جو اس دن شادی پر ملی تھی_"؟؟

"جی وہی پتا نہیں مشکل سا نام ہے اسکا_"اسکا نام ہر میا کو یاد نہیں رہتا تھا

"خیر ہمیں تو سلیمان کی بیٹی چاہیئے چاہئے وہ چھوٹی ہو یا بڑی مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تم بس نائل سے پوچھ لو"_

:جی میں اس سے بات کر لوں گی"_

"ہیمم بس یہ بات یاد رکھنا اسئ ہمیں ان ا اعتماد جیتنا ہے ہم نے اس شادی میں کوئی کسر نہئں چھوڑنی بہت دھوم دھام سے کرنی ہے تاکہ انہیں زرا ہ برابر بگ شک ناپڑے اور وفا حورین کو اس بات کا پتا نا چلے ہو ست تو تم بطئ بھوک جانا کہ اس شادی کا کیا مقصد تھا"_

"بے فکر رہے"_

"فروا سے بات ہوئی اج تمہاری؟"

"جی دن کو ہوئی تھی اپ کال کرلے اس سے"_

انہوں نے اب فروا کا نمبر ڈائل کیا_ اور اسسے باتوں میں معصرف ہو گے

"اپی اپ پلیز پریشان نا ہو میں ابو سے بات کرتی ہوں وی کیسے اس رشتے کو ہاں کر سکتے ہیں اپکی مرضی جب تک نا ہو"_

اسکی بات پر وک تلخی سے مسکرائی_

"اور ابو مان جائے گے نہیں نیرہ وہ نہیں مانے گے"_

"اپ ایسے نا امید نا ہو ابو نا مانے میں چاچو سے کہوں گی"_

"ٹھیک ہے ابو اگر مان گے تو بتاو میں کس اسرے ہر منع کرو گی کیا ابو رامیز کے لئے مانے گے"_

"یہ بعد کی بات ہے اپ فلحال اس رشتے سے چھڑ کر احاصل کرے مجھے تو وہ عورت اسی دن مشقوق ارادے سے لگ رہی تھی"_

"پتا ہے نیرہ مجھ جیسی ڈرپوک لڑکی کو محبت ہی نہیں ہونی چاہیے تھا شاید مجھ جیسی لڑکیوں کے لیے محبت تھی ہی نہیں"_

"پلیز اپی اتنا ایموشنل مت ہو میں ہوں نا اپکی ساتھ"_

"تم ہو مگر تم کیوں بھول جاتی ہو ہم مڈل کلاس لڑکیاں ہیں ہم اذادی کے خواب صرف دیکھ سکتی ہیں ہمیں محبت کا کوئی حق نہیں ہوتا کیونکہ جب ہم گھر والوں کے سامنے محبت کی شادی کا کہتی ہیں تو مم ان کی نافرمان بیٹیاں ہوتی ہیں ہمارے

ہاں اچھی بیٹی کا مطلب اپنے دل کی ہر خواہش کا قتل کرنے والی لڑکی ہوتی ہے ہماری کچھ خواہشات نہیں ہوتی ہمیں محبت ہو بھی جایے تو ہمارے مسائل ہی ختم نہیں ہوتے_" وہ زخمی دل والی لڑکی بہت شدید دکھی تھی اسکے الفاظ نیرہ کے دل پر لگے تھے

"مگر اپی محبت تو اللہ دل میں ڈالتا ہے اس میں کیسی انسان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا

"

—

"لیکن لازمی نہیں جس کی محبت اللہ دل میں ڈالے وہ نصیب بھی ہو جائے کچھ محبت صرف آزمائش ہوتی ہے جیسے میری ازمائش سے بھری محبت"_

"اپ فکر نا کرے میں ابو مناپوں گی مجھے امید ہے ابو مان جائے گے_" وہ اسے دلاسے دے رہی تھی اور اسکی تقدیر دور کھڑی مسکرا رہی تھی
ازمائش تو نیرہ کی زندگی بننے جا رہی تھی_

سویرہ نے اسکے کندھے پر سر رکھا_

"میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی رامیز سے محبت ہے ایک نامحرم سے محبت لڑکیوں کو اپنے محرم کے علاوہ کیسی سے محبت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ جب وہ محبت انہیں نہیں ملتی تو ان کے جسم میں بس ایک جان رہے جاتی ہے باقی سب تو پچھتاوے پر ختم ہو جاتا ہے"

"اپ ایسی باتیں مت کرے اپی_ "نیرہ نے دلاسہ دیا

"نیرہ کچھ بھی کر لینا زندگی میں بس محبت نا کرنا اگر محبت کی تو اپنے شوہر سے کرنا اسسے پہلے محبت مت کرنا ورنہ ساری زندگی اُپنے دل اور دماغ کی جنگ میں ماری جاوں گی"_

"میں جانتی ہوں ہم لڑکیاں چاہیے جتنا بہادر خود کو ظاہر کرلے مگر رہتی ہم اندر سے کمزور دل کی ہی ہیں ہم لڑکیوں کو کوئی چیز اتنا نقصان نہیں پہچا سکتی جتنا ہمارا دل ہمیں نقصان پہچانتا ہے بار بار اسی کی ضد کرتا ہے جو مقدر میں نہیں ہوتا ہمیں اپنے دل پر اختیار ہونا چاہئے اور مجھے اپنے دل پر اختیار ہے"_

"عورت بہت مضبوط ہوتی ہے نیرہ اسے بڑے سے بڑا دشمن نہیں ہرا سکتا اگر وہ ہار جاتی ہے تو اپنی محبت اور اپنی اولاد کے سامنے ہہ دونوں چیزیں عورت کا غرور فخر خاک میں ملانے کا ہنر رکھتی ہیں"_

"ہیمم اپ پریشان نا ہو اپ کو یہ دونوں چیزیں نقصان نہیں پہچائے گی"_

اسکی بات پر وہ بس خاموش رہی_

یہ محبت کی سزا تھی جو سویرہ نے بے انتہا رامیز سے کرتی تھی اور ابھی بھی کرتی ہے_

"لڑکیوں کو وقعی شادی سے پہلے محبت نہیں کرنی چاہیے ورنہ شادی کے بعد وہ شوہر سے تو دور کی بات اپنے اپ سے ہی نظریں نہیں ملا سکتیں_"

اج اتوار کا دن تھا ہر کوئی گھر پر پر تھا_

"نیرہ بچے کچھ اور چاہیے مجھے بتاو میں باہر جا رہا ہوں_" اسکے چاچو نے بائک کی چابی ٹیبل سے اٹھاتے پوچھا

"جی چاچو بس دہی لے ائے گا_ "کچن میں کھڑی اسے بتایا

"اور کچھ دیکھ لو"_

"نہیں باقی سب ابو لے ائے تھے دہی بھول گئے تھے"_

"سہی ہے میں لے کر اتا ہوں شگفتہ بچی ہے ساتھ مدد کروانا کیسی بھی چیز کی کمی نا رہے_ "وہ کہتے باہر نکل گئے

"ہونہہ کمی پتہ نہیں کہاں سے یہ جہاں زیب کو یاد اگئی_ "چچی منہ میں بڑبڑاتی چاول صاف کرنے لگ گئی

خیر دل تو نیرہ کا بھی یہی تھا کہ اس سارے کھانے میں بس ہلکی سی زہر ملا دے کیونکہ وہ شخص جو ساری زندگی گھر نہیں ایا اج وہ ابھی رہا تو اسنی بہن کی بربادیٔ لے کر_ جب لڑکی کی شادی اسکی مرضی سے نا ہو تو وہ بربادی ہی بن جاتی ہے_ سویرہ کو تو کل شام سے بہت تیز بخار تھا بے چاری بیڈ سے حل بھی نہیں سکتی تھی_

اس لئے سب کچھ نیرہ ہی سنبھال رہی تھی _

نجانے کیوں اسے اج کھانا بنانا اچھا نہیں لگ رہا تھا اول تو وہ۔ کچن کے کام سے کوسو دور رہتی تھیٔ ہے البتہ مہمانوں کے لئے وہ ہمیشہ دل سے سب کچھ تیار کرتی مہمان تو اللہ۔ کی رحمت ہوتے ہیں مگر نجانے کیوں ان مہمانوں کے لئے کچھ بھی کرنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا محض ابو اور امی کی خاطر وہ کچن میں پچھلے دو گھنٹوں سے مسلسل کام۔ کر رہی تھی_

اور ساتھ ساتھ چچی کی بھی بے تکی اور فضول باتیں سن رہی تھی_ اسے نہیں پسند تھا خاندان کا حال احوال سننا مگر چچی زبردستی سب کچھ سنا رہی تھی_

"اپی اپی اپکو ایک بات بتاوں بہت بہت مزے کی بات ہے_" وہ بریانی کو دم لگا رہی تھی جب زیمل نے چہکتے ہوئے کہا

"ہوں بتاوں_" چولہے کی انچ دھیمی کی

"نائل کیانی بھی ارہا ہے ان کے ساتھ ہائے ے اللہ جی میں تع پہلے ہی پیکچر لوں گی ان کے ساتھ پھر کل دوستوں کو جلاوں گی افففففف"_

"انے دو اس لنگور کو دیکھ لوں گی_" دل میں کہا البتہ اسکے سامنے بلکل نارمل رہی

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں جیسے سب کزنز کو حد میں رکھتے ہیں اسی طرح اسے بھی رکھنا خبردار جو زیادہ نائل نائل کیا_" کہتی وہ کچن سے باہر نکل ائی اور سویرہ کے کمرے میں ائی

جہاں وہ بیڈ پر دنیا جہاں سے بے پرواہ انکھیں موندے ہوئی تھی_ اسی انکھوں کے نم گوشے بتا رہے تھے ان میں بارش برسی ہے اور ابھی بھی برس رہی ہے

"اپی اٹھیں یہ میڈیسن لے اور کپڑے چینج کرے ابو نے کہا ہے_" نیرہ نے کہا

وہ بغیر کچھ کہے اٹھی اور دوائی کھالی_

"یہ چینج کرائے پھر ہلکا سا تیار کر دوں صرف ہلکا سا_" وہ جاتی تھی اسکی بہن کے دل میں قیامت گزر رہی ہے مگر وہ بھی مجبور تھی

اور حیرانگی تو اس بات کی تھی کہ وہ بغیر چوں چراں کے واشروم میں کپڑے چینج کر کے اگئی_

شکوے شکایت وہاں کی جاتی ہیں جہاں امید ہو کہ کچھ ہو جایے گا یہاں تو سب کچھ طے تھا پہلے سے_

اسمانی رنگ کے خوبو صورت سے جوڑے میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی سر پر سلیقے سے سفید رنگ کا دوپٹہ لئے ہونٹوں پر ہلکی سی لیپ سٹیک لگائے وہ اچھی لگ رہی تھی_

اسنے جیولری پہیننے سے پرہیز کیا

نہیں یار کیسے بندہ خود کو دھوکہ دے دل میں کوئی اور ہو اور سجے سنورے کیسی اور کے لیے

"نیرہ تم بھی کپڑے چینج کر لو بیٹا_"امی نے اسے کہا جو کام مین مگن تھی

"رہنے دے امی میں نے کیا کرنا ہے ویسے بھی کچن کے کاموں میں نئے کپڑے پہیننے کی کیا تک بنتی ہے"_

"پھر بھی زیمل سویرہ نے نئے کپڑے پہینے ہیں تم بھی پہن لو"_

"مجھے چھوڑے اپ پہن لے جا کر اور چچی سے بھی کہے میں سنبھال لوں گی سب_

"اچھا بیٹا سب دھیان سے کرنا پتہ ہے ناں وہ لوگ کافی اعلی سوچ کے ہیں کیسی چیز کی بھی کمی نا ہو اچھا نہیں لگتا"_

"رہنے دے امی اعلی سوچ ہو گی تو ان کے اپنے محل میں ہمارے گھر عام سا ہے مگر حق حلال کا ہے ان کی طرح دوسروں کا حق مار کر محل نہیں بنایا ہوا"

"ایک طرف سے کھلانا اور دوسری طرف سے ایسی باتیں کرنا مہمان نوازی نہیں ہوتی نیرہ ہر وقت ان کے خلاف رہتی ہو اتنی بدگمان مت رہا کرو اپنے خاندان والے سے"_

"بدگمان تو دور کی بات امی میں اپنے خاندان والو کو اپنے گمان میں بھیٔ نہیں لاتی اور اپ بدگمانی کا کہ رہی ہیں_"وہ واقعی کیسی کے بارے میں نہیں سوچتیٔ تھی_

"اچھا بس چھوڑو تم سے بحث نہیں ہوتی مجھ سے وکیلوں کی طرح شروع ہو جاتی ہو تو بس نہیں کرتی_"وہ اسے کہتی کچن سے باہر چلی گئی

پیچھے وہ مسکرائی_

" کچن میں کھڑے ہو کر خاندان والو کے خلاف بولنا تو اسان کام ہے جو ہر لڑکی کر لیتی ہے مگر عدالت میں جج کے سامنے اللہ کو حاضر و ناضر جان کر حق کے لئے بولنا بہت مشکل ہے جو ہر لڑکی نہیں بول سکتی"_

کھانا وغیرہ کھا کر وہ لوگ لانچ میں ہی بیٹھے تھے_

یہ تو نائل جانتا تھا کہ وہ کیسے وہاں بیٹھا تھا_ ہر کیسی سے اکتایا ہوا تھا کوئی بھی نہیں اسے وہاں اچھا لگ رہا تھا_ اسے تو زبردستی لایا گیا تھا

سویرہ سامنے والے صوفے پر بیٹھی تھی اور اسکے بلکل عین سامنے نائل بیٹھا تھا اور نظریں زمین پر گاڑے وہ مسلس کچھ سوچ رہا تھا_ وہ جب سے ایا تھا سوچے جا رہا تھا_

زیمل مسلسل نائل پر نظریں رکھے ہوئی تھی_ وہ جو اسے موبائیل پر دیکھ کر اپنے دل پر قابو نہیں رکھ سکتی تھی اج اپنے سامنے بیٹھا دیکھ کر تو معاملہ جان لیوا ہونے لگا تھا_

نیرہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی اور خود وہ اپنے چاچو کے ساتھ جا کر بیٹھنے لگی
تھی جب اسیہ بیگم نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا کہا
اسے تھوڑا عجیب لگا مگر وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئی_

"سلیمان تم اج ہمارے انے مقصد تو جانتے ہو نا مجھے امید ہے تم مجھے ناامید نہیں
کرو گے_" جہاں زیب صاحب نے بات شروع کی اور نائل اور سویرہ دونوں
کے دل دھڑکے تھے البتہ نیرہ بس ان کے لہجے میں کچھ تلاش کر رہی تھی_

جہاں زیب تم جانتے ہو بیٹیاں کتنی عزیز ہوتی ہیں تمہاری بھی ایک بیٹی ہے ہم
بیٹیوں کے والدین یہ جانتے ہیں کہ یہ ایک نا ایک دن ہمیں چھوڑ جائے گی مگر پھر
بھی ہم انہیں پیار محبت ان کی پڑھائی ان کی ہر ضروریات پوری کرتے ہیں
بیٹیاں مزدر کی ہو یا بادشاہ کی لیکن ماں باپ کی شہزادیاں ہی ہوتیہیں مجھے بھی
اپنی چاروں بیٹیاں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں باقی تم رشتہ لے کر ائے ہو

پر میں بھی باپ ہوں اپنی بیٹیوں کے نصیب سے ڈرتا ہوں_ سلیمان صاحب کے منہ سے الفاظ وہاں موجود سب نے پہلی بار سننے تھے

سویرہ اور نیرہ کے گلے میں گلٹی ابھر آئی تھی ان کی انکھیں بلکل برسنے کے قریب تھی_ وہ باپ جس نے اج تک پیار سے نام نہیں لیا تھا اور اج سب کے سامنے اپنی بیٹیوں کے لئے ان کی حفاظت کے لئے بات کر رہے ہیں اج ایک باپ کا اپنی بیٹیوں کے لیے اظہار ہوا تھا_

"میں جانتا ہوں سلیمان تم بے فکر رہو جیسے یہ تمہاری بیٹی ہے ویسی ہی میری بیٹی ہے بلکہ یہ بچی تو مجھے شادی والے دن ہی بہت اچھی سلجھی لگی تھی_ "نجانے کیوں انکا دل نہیں ڈرا تھا یہ جھوٹ بولتے مگر ساتھ بیٹھے یہ جھوٹ ڈرامہ دیکھتے نائل کی روح میں کچھ محسوس ہوا_

سلیمان صاحب اور عظمی بیگم نے ایک دوسرے کو دیکھا_

خالد (چاچو) نے معاملہ گڑبڑ ہوتا محسوس کیا_

انہوں نے نیرہ کو اشارہ کیا کہ وہ سویرہ اور زیمل کو لے کر باہر چلی جائے_
وہ سویرہ اور زیمل کو اشاری کرتی وی تینوں بہینیں لاونج سے اہنے کمرے میں اگئ_

"اپی یہ انکل کیا بول رہے تھے اپکو کچھ سمجھ ایا"_
نیرہ نے سویرہ سے ہو چھا

"پتا نہیں میں نے نہیں سننا_"سویرہ تو یہ کہ کر خاموش ہو گئ البتہ نیرہ کو بہت کچھ غلط محسوس ہوا_شادی پر انہیں صرف وہی ملی تھی_
"نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا مجھے ہی غلط فہمی ہوئی ہے"اپنے ذہن میں اتے خیالات کو جھٹکتی اسنے کہا

اپی اپکو پتا ہے میں نے نا اج نائل کیا نی کی ابھی چھپ کر پیک---

"شٹ اپ زیمل جسٹ شٹ اپ خبر دار اگر اسکا نام بھی لیا_"وہ اسکی بات کاٹتے غصے سے بولی

اپنی انیس سالہ زندگی میں اسنے پہلی بار زیمل پر غصہ کیا تھا _

اور اسے افلحال کوئی یا فسوس نہیں تھا_

وہاں لاونج میں کیا بات ہوئی اسے کچھ علم نہیں تھا وہ تو بس اسی وقت سے بہت پریشان تھی_ مہمان چلے گئے تھے مگر نیرہ بے حد پریشان تھی_

"ارے نیرہ فریج سے میٹھائی تو نکال کر لاو_"رات ے کھانے کے بعد چچی نے نیرہ سے کہا جو برتن سمیٹ رہی تھی_

"جی اچھا چچی_"وہ کہتی چریج سے میٹھائی نکال لائے اور سب کو سرو کی_

"تم بھی کھاونا بلکہ ہم سب سے زیادہ تو تمہیں کھانی چاہیے اخر تمہارے سسرال سے ائی ہے_"وہ اگ لگا چکی تھی وہی اگ جو وہ ہمیشہ لگاتی تھی _

میٹھائی کھانے کے لیے اٹھائی چیخ زمین پر گری _

اسکے وہم غلط نہیں تھے _

اسنے سب سے پہلی نظر اپنے ابو پر ڈالی جو بلکل سکون سے بیٹھے تھے_ابو نے میٹھائی نہیں کھائی تھی_

پھر اپنی ماں کو دیکھا_اور بس وہ صبر نہین کر سکی_

"کیا مطلب چچی؟؟"اسنے اگ لگانے والی کو ہی مخاطب کرنا ہی سمجھا تھا

"ارے مطلب کیا انہیں غط فہمی یہ ہو گی تھی کہ تم بڑی ہو اور سویرہ چھوٹی اس لئے حلانکہ وہ رشتہ تمہارا ہی لایے تھے جس پر بھائی صاحب نے ہاں کر دی تھی مبارک ہو بھئی تمہیں بس تمہارے پیپرز کے بعد شادی کی تاریخ طے کرے گے_ "وہ اسکے سر پر اسمان گراتی اللہ ہو اکبر کہتی کچن کی طرف چلی گئ _

اسکی چچی کی یہ بات تھی وہ جب کیسی بات پر اگ لگاتی تو خود کو کچن کے کاموں میں معصروف کر لیتی تھی_ وہ ابھی بھی سب جانتی تھی مگر انہونے جان بوجھ کر نیرہ کو اس انداز میں بتایا کہ وہ اپنے ماں باپ سے شکوہ کیے بغیر نہیں رہے سکی_

"شکر شادی سے پہلے بتا دیا ورنہ نکاح نامہ اگے اتا اور مجھے پتا چلتا_ "زندگی میں پہکی بار ابو کے سامنے اتنی بڑی بات کہی تھی اور کمرے میں اگئ_

وہ ابو سے یہ نہیں پوچھ سکتی تھی کہ اپ نے کیوں میری اجازت کے بغیر رشتہ طے کیا یہ فلاں فلاں _

ان کے ہاں بیٹیوں کو اتنا حق نہیں تھا_ صائمہ کی شادی بھی تو اسی طرح ہوئی تھی_

اسکے پیچھے بھاگتی سویرہ ائی تھی_

وہ کمرے میں اکر رضائی میں منہ دے کر لیٹ گئی_

سویرہ نے رضائی منہ سے ہٹائی_
اسکی انکھیں مسللس برس رہی تھی_نیرہ اٹھوا بھی بات اتنی نہیں بڑھی ہم کچھ کر لے گے

بس اپی بس میں اب اور خود کو جھوٹی تسلیاں نہیں دوں گی ارے اپی مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ ابو نے میرا رشتہ طے کر دیا اپی مجھ تو افسوس اس بات کا ہے کہ ابو نے مجھ سے پوچھنا بھی نہیں گوارا کیا میں انسان ہوں جیتی جاگتی ان کی بیٹی انہوں نے تو مجھے ایک جانوار سمجھ کر کی طرح میری زندگی کا فیصلہ کر دیا جیسے جانوار سے پوچھے بغیر اسے کیسی کے بھی ہاتھ میں سونپ دیا جاتا ہے_اسنے کہا

میں جانتی ہوں لیکن_

"لیکن کچھ نہیں اپی اپ جا کر سب کو بتا دینا نیرہ صائمہ نہیں ہے جو اپکے ہر فیصلہ پر سمجھوتا کرے گی مجھے یہ رشتہ نہیں قبول_ نکاح نامہ پر مہرے دستخط اپ میرے سینے ہر گولیاں اتار لے گی تب بھی حاصل نہیں کرے گے میں صائمہ اپی کی طرح ساری زندگی جانوار سے بدتر زندگی نہیں گزار سکتی"_

"شاباش شاباش بیٹا مجھے پتا تھا بیٹیاں ایسی ہی ہوتی ہیں ان کے ساتھ جتنا اچھا کرو رہتی بے وفا ہی ہیں_ "نجانے ابو کب کمرے میں ائے تھے اور کب اسکی ساری باتیں سن گئے تھے_

ابو یہ_ سویرہ نے کچھ کہا تھا کہ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا

"تم بارہوں کے امتحان دے کر تو دیکھاوں اگر تم جود کو نیرہ کہتی ہو تو میں بھی سلیمان ہوں بڑی ائی تم سے پوچھ کر میں فیصلہ کروں گا ارے تم ماں بیٹیاں ہو ہی نہیں میرے پیار کے قابل تم لوگوں کی زبان ہی ایسی ہے اج پہلی بار اپنی بیٹیوں پر فخر ہوا تھا اج ہی اہنی بیٹی کیز بان سے سارا فخر خاک میں ملا ہے لعنت ہے مجھ پر_ "ابو کہ کر کمرے سے باہر نکل گئے_

"ارے کہتی تھی ناں تمہاری زبان تمہیں مروائے گی دیکھ لو چچی کی بات سہی نکلی نا"_

"شگفتہ کمرے میں جاو اس سے پہلے میں تمہارے ساتے برا پیش اوں دفاع یو جاو یہاں سے_ "خالد نے اسے کہا جس کی وجہ سے اج جو جھی ہوا تھا

عظمہ بیگم ہمیشہ کی طرح اپنی بیٹیوں کو چھوڑ کر اپنے خاوند کے پاس گئی تھی_

"بیٹا تم جذباتی مت ہوتی تو اج یہ سب نا ہوتا بھای صاحب تم سے تمہاری مرضئ پوچھنے ایے تھے مگر تمہاری باتیں سن کر وہ غصہ ہو گے_"خالد اسے اپنے سینے سے لگاتے بولے

"لیکن چاچو میں تو_"اسکی ہچکی بندھ گئ

"بیٹی جذباتی ہر جگہ اچھی نہیں ہوتی مرد کا دل جتنا سخر ہوتا ہے اتنا ہی موم اج بھائ صاحب کا دل موم۔ ہوا تھا مگر تمہاری باتیں سن کر مزید پتھر دل ہو گیا ہے مگر تم پریشان مت ہونا میں کچھ کروں گا_"وہ اسے دلاسہ دیتے کمرے سے باہر چلے گئے

"چچی سہی کہتی تھی اپی میری یہ زبان مجھے کہی کا نہیں چھوڑے گی اج اج ابو غلط نہیں تھے اج میں غلط تھی اپی مجھے اچھی بیٹی بن جانا چاہیئے تھا"_

"غلطی میری ہے تم اس وقت غصے میں تھی اور مجھے تمہیں اس غصہ میں نہیں چھیڑنا چاہیے تھا مگر نیرہ نیر ادل کٹ سا جاتا ہے جب اپنی بہینوں کو روتیٔ دیکھتیٔ ہوں پھر کیسے برداشت کرتیٔ_"اسے پیار کرتی وہ بولی

"ابو سے کہے مجھے پیہر زد ینے دے اسکے بعد شادی کر دے بس مجھ نافرمان بدزبان بیٹی کر پیہر زد ینے دے_"وہ اسے کہتی بیڈ پر لیٹ گئ
جس کا صاف مطلب تھا وی اب مزید بات نہیں کرے گی_

وہ جذباتی تھی اور اج یہی جذباتی پن اسکی زبدگی کی سب سے بڑی غلطی ب گیٔ تھی_

ہم بیٹیاں جو مرضی کر لے جتنا مرضی پڑھ لے جتجیٔ مرضیٔ کامیاب ہو جائے مگر جب تک اپنے والد کے سامنے گردن جھکا کر ان کی ہر بات پر ہاں بہیں کہے گی تو ہم نافرمان ہی ہیں ہم اچھی عورت تو بن جائے مگر اچھی بیٹیٔ نہیں رہتیٔ_

ہم لڑکیوں کی کامیابی اسی چیز میں ہے کہ خود کو اپنے مردوں کی عادات میں ڈھال لے گھر کے مردوں سے اگر لڑے گی ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرے گی تو خالی ہاتھ رہے جائے گی اللہ نے مرد کا رتبہ عورت سے بڑا ہے یہ تو اب اس معد پر منحصر ہے کہ وہ اس رتبہ کو روب کے لئے استعمال کرتا ہے یا ذمہ دار ہوں کے لئے_

"ہمارے معاشرے میں نانویں فیصد مرد یہ رتبہ روب کے لئے استعمال کرتے ہیں_ "حالانکہ یہ رتبہ اللہ نے عورت کی حافاظت اکے کئے ہی بڑا کیا تھا _

۔وہ ساری رات پچھتاوے کے انسو بہاتی رہی تھی اور دوسری طرف ایک وہ تھا جو سگریٹ پر سگڑیٹ پھونک رہا تھا_ وہ مرد تھا اپنا غصہ سگڑیٹ کے دھوئے میں اڑا سکتا تھا مگر وہ ایک عام عورت تھی جو اپنے بستر پر رضائی میں منہ دئے اپنی دبی دبی آواز میں ہچکیون میں رو رہی تھی _

صبح فجر کی نماز پڑھ کر اسنے اللہ سے بہت معافیاں مانگی اور پھر سیدھا اپنے ابو کے کمرے میں چلی ائی _

"ابو اجاوں_" کمرے میں اکر اسنے اجازت مانگی

انہوں نے مڑ کر دروازے کی جانب دیکھا_ مطلب خاموشی سے کہا کہ اجاو

"ابو مجھے معاف کر دے میں بس جذباتی ہو گی تھی میں ہوں ہی بدزبان لیکن ہوں تو اپکی بیٹی ناں پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا معاف کر دے" _

"اگر تو یہ معافی تم اپنے امتحان دینے کی اجازت مانگنے کے لئے مانگ رہی ہو تو میری اجازت ہے تو صرف امتحان دو گی کالج نہیں جاو گی" _

"ابو میں اس قدر سنگ دل نہیں بیٹی ہوں اپکی والد ہیں اپ میرے میں میں اپ سے کام کے غرض معافی مانگو گی ابو_؟"ان کی بات دل پر تیر کی طرح لگی تھی

"جاو یہاں سے صبح صبح میرا دماغ مت خراب کرو"_

"ابو بس معاف کر دے اگر اپنے معاف نا کیا تو اللہ بھی نہیں کرے گے میں ساری رات نہیں سو سکی"_

"تو کیا ایک بوڑھا باپ اپنی جوان بیٹی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر سو سکا ہو گا_؟؟"

"معاف کر دے نا بس پہلی اور اخری غلطی سمجھ کر"_

"میں نے کہانانیرہ چلی جاو یہاں سے میرا دل انتہایی پتھر ہے نہیں پگھلے گا تمہارے یہ انسو دیکھ کر"_

"ابو پلیز پلیز معاف کردے اپ جیسا کہے گے جس سے کہے گے جب کہیے گیٔ اسیوقت شادی کرلوں گی میں میں پیپرز بھی نہیں دیتی بس اپ معاف کردے_"اسکے انسو مسلسل بہ رہے تھے

"تم پیپرز دو مگر کالج نہیں جاو گی اور تمہارے اخری پیپر والے دن نکاح ہو گا تمہارا اور اسکے اگلے ماہ شادی جاواب اپنے کمرے میں_"وہ سنگدلی کی ساری حدیں پار کر کے کمرے سے باہر نکل گے پیچھے اسنے اپنی گالوں سے انسور گڑے

—

کیا کوئی باپ اتنا بھی پتھر دل ہو سکتا ہے اپنی بیٹی کی گڑگڑا کر معافی مانگنے پر بھی معاف نہیں کیا_

"لیکن یہ وہ باپ ہی جانتا تھا کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے اور اسکا کس کو فایدہ ہے"_

"اسیہ میری بات کان کھول کر سن لو اس شادی پر سارا خاندان ائے گا ہر وہ بندہ جو کبھی نہیں ایا میری اور سلیمان کی ناراضگی کے بارے میں بھی سارا خاندان جانتا ہے اور اب ہماری راضی ہونے کی خبر بھی سارے خاندان کو پتا چلے گی اسی لئے میں سارے خاندان کو بلاوں گا اس لیے بہت اچھا انتظام کرنا ہے بہت اچھے سے اس لڑکی کا ویلکم کرنا ہے اج سے ہی شاپنگ پر لگ جاو مجھ سے مانگو پیسے میں دے دوں گا مگر کیسیس نھی چیز کی کمی نا رہے_"ناشتہ سے فارغ ہو کر انہوں نے اسیہ بیگم سے کہا

"جی اپ بے فکر رہیئے میں اور حورین سارے انتظام سنبھال لے گے"_

"ہوں اور وفا کو اج ہسپتال لے کر جاوا گر ضڈ کرے مجھے بتاو فیکٹری سے اکر میں لے جاوں گا_"وہ کہتے چیئر سے اٹھے

"جی اچھا"_

وفا کو کل سے بہت تیز بخار تھا اور وہ ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جا رہی تھی_

اسنے گھڑی میں ٹائم دیکھا بارہ بج کر پچیس منٹ _
جلدی سے بیڈ سے اٹھا اور فریش ہو کر نیچے ایا_

اسے سامنے ہی وفا اور مشل نظر ائی_

"چاچو چاچو گڈ مارننگ_"وہ اسے دیکھ کر اچھلی

"گڈ مارننگ چاچو کی جان_ "اسکے گال چومتا وہ اسے گود میں بھر کر لاونج میں بیٹھ گیا

اور اپنے سامنے بیٹھی وفا کو دیکھا جو مرجھائی ہوئی تھی_

"کیا ہوا کیوں بدروح بنی ہو؟؟"اسنے پوچھا

وفا نے اسے دیکھا_ دل پر اختیار نا رہا مگر انسو پر اختیار کرتی وہ انہیں پی گئی_

"بھئی شادی میری مرضی کے خلاف ہو رہی ہے دروح بنو تو میں بنو تم کیوں اداس روح بنی ہو؟"

"کیا تم راضی نہیں ہو اس شادی کے لیے_"؟؟وفا نے پوچھا

"بلکل بھی نہیں زبردستی سونپ رہے ہیں مجھے وہ لڑکی"_

"انکار کردونا_"وفاکادل دھڑکا جیسے کہی امید کی کرن بظرائی

"نہیں کرسکتاڈیڈی نارض ہوجائے گے"_

"نائل تم کیوں کررہے ہو یہ شادی جب تم راضی ہی نہس کیاوہ لڑکی راضی ہے؟؟؟"

ظاہرہ وہ لڑکی راضی تب ہی توانہوں نے رشتے کے لیے ہاں کی ہے اور میں انکار نہیں کرسکتا_"وہ اسے کہتا مشال کو ساتھ لیے چلا گیا

"انے دواس لڑکی کو نہاں ایسے کسے اپنی بچپن کی محبت کواس کل کی ائی لڑکی کی جھولی میں ڈال دو_ "دل میں پکاارادا کیا

وہ اس بیچاری سے بدلہ لینے کا سوچ رہی تھی جواب اپنی زندگی سے ہی خفا تھی___ جواہنی زندگی سے خفا ہو ان سے بھلا کوئی بدلہ لے کر کیا ہی کرے گا____

وقت کا پتا ہی نہیں چلا_ نیرہ کا کل اخری پیپر تھا_ اسنے سارے پیپر بلکل خالی دماغ سے دیئے تھے_ سارا سال کی محبت رائے گا گئی تھی_

وہ ایسی سٹوڈنٹ تھی جو پیپر کرنے کے بعد کبی بار اسے پڑھتی تھی اور اس بار اسنے بس پیپر دیے تھے_

حالات وقت انسان کو بہت بدل دیتے ہیں ان حالاتوں نے نیرہ کو بھی بدل دیا تھا_ اسکے ابو ناراض تھے اس سے یعنی دنیا کی ہر شے بری لگ رہی تھی _

اسے کوئی نہیں بدل سکتا تھا ناحالات ناوقت اسے بس اسکی ابو کی خاموشی اور ناراضگی نے بدل دیا تھا_

پیپر دے کر وہ ایی تو گھر میں مہمان اچکے تھے_
اسے بھی تیار ہونے کا کہ گیا تھا_
وہ بغیر کچھ کہیے تیار ہونے کے کئے سویرہ اور ائمہ کے اگے بیٹھ گئی_اسنے ایک لفظ بھی نہیں کہا_
اسکے نکاح کا جوڑا وہی س ایا تھا_نکاح کا جوڑا انتہایی ہیوی تھا اسنے پہلے کبھی اتنے ہوی نہیں پہینا تھا اج پہلی بار پہینے پر اسکا دل گھبرا رہا تھا_مگر پھر بھی زبان سے کچھ بھی نہیں کہا

"نائل تیار ہو گیا ہے؟؟" جہاں زیب کلائی میں گھڑی پہینتے اسیہ بیگم سے پوچھ رہے تھے_

"جی اسکے دوست اور صارم اسے تیار کر رہی ہیں_ "انہوں نے بتایا

"اسے سمجھا دینا اسیہ وہاں جا کر منہ نا لٹکا کر رکھے وہاں سب سے اچھے سے پیش آئے اور اپنہ بیوی کے ساتھ بات چیت کرے اسے کہی سے بھی شک نا ہو_ "ا

"جی میں سمجھا دوں گی"_

اج یہ دن دو دو دلوں پر قیامت سا دن تھا_ ایک وہ تھی جس کے ماتھے پر بندھی لگائی جا رہی تھی وہ اسکی انکھوں سے انسو گالو پر بہ رہے تھے_ اور دوسری طرف وہ تھا جو اپنے سفید کرتے کے گریبان کے بٹن بند کر رہا تھا اور اسکا دل کہی بہت دور کرچیوں میں مسلسل ٹوٹ رہا تھا_

یہ کیسا نکاح تھا جس میں دولہن اور دولہا دونوں محض والدین کی خاطر اپنے دل پر پتھر رکھ کر نکاح کر رہے تھے اور اس بات سے انجان کہ یہ ان چاہ بندھن کب کونسے رشتے میں بدل جایے گا اور اس پر بھی ان کا اختیار نہیں رہے گا_

"اب یہ تو وقت بتائے گا کہ نیرہ کی نفرت جیتے گی یا نائل کا صبر ؟؟"

وہ دولہن بنی بیٹھی تھی_ خاندان کی ہر لڑکی حیران تھی اج تک کیسیس نے بھی اتنی خوبصورت اور مہنگا لہنگا نہیں دیکھا جو اج اسے پہینایا گیا تھا اسکی جیولری بھی گولڈ کی تھی _

اج تک ان کے خاندان نے اپنے نکاح پر اتنا مہنگا انتظام نہیں کیا تھا جیسے اج اسکا ہوا تھا_ مگر کیا فائیدہ جب دل ہی خوش نا ہو تو پھر کوئی ہیرے لا کر پہینا دے کوئی فرق نہیں پڑتا_

سب اچکے تھے_ان کے نکاح کی کاروائی بھی پوری ہو گی تھی _
اسکے چاچو نے نکاح نامہ اسکے سامنے رکھا اور اسے سائن کرنے کو کہا_

"ابو کو بلادے_"اسنے بغیر ہچکچائے کہا تھا_

خالد صاحب نے اپنے بڑے بھائی کو بلا لیا تھا_

انہیں ڈر لگ گیا تھا_اپنی دولہن بنی بیٹی کی لال ہوتی انکھوں سے_قبول ہے اگر
اج ان کی بیٹی نے یہ نا کہا تو سارا خاندان ان پر ملامت کرے گا_

وہ اسکے پاس ائے _
نیرہ نے اپنے چہرے پر پڑا لال دوپٹہ اٹھایا_کمرے میں بلکل خاموشیٔ چھا گئی
تھی_یہ دولہن اج کیا کر رہی تھی_اسیہ بیگم کو کچھ غلط ہوتا مژسوس ہوا

"معاف کردے ابو خدا کی قسم اج اپنے ہاتھوں سے اپنے اپ کو نکاح نامہ پر صستخط کر کے اپنی تدفین کر دوں گی طس اپ معاف کر دے_"اسنے بہت دھیمی آواز میں کہا اتنی دھیمی کے سلیمان صاحب کے سوا کوئی بھی نہیں سن سکا

وہاان موجود ہر کوئی ان باپ بیٹی کو دیکھ رہا تھا_

"معاف کیا نیرہ معاف کیا تجھے میری بیٹی مجھے خوف اتا ہے اپنی بیٹیوں کے نصیب سے معاف کیا مجھے فخر ہے اپنی بیٹی پر باپ کی خاطر سر جھکا دینے والی بیٹیاں ہی بہادر ہوتی ہیں جا معاف کیا اج میں نے اپنی بیٹی کو میری بیٹی سے زیادہ کوئی فرمانبرادر بیٹی نہیں_"اسے اپنے سینے سے لگاتے انہوں نے کہا_

"بس اب نیرہ خوشی خوشی کچھ بھی کر سکتخ تھی اسکے ابو نے معاف کر دیا تھا اب کچھ نہین چاہیئے تھا کچھ بھی نہیں"_

انہوں نے نیرہ کے ہاتھ تھام کر اسکے دستخط نکاح نامہ پر لیئے _
اج سے نیرہ سلیمان کیانی کا حقدار نائل کیانی ہو گیا تھا_ وہی مرد جو اوے دنیا جہاں کا برا مرد لگتا تھا_
مگر اپنے ابو کی خاطر اج سے اسی مرد کو اپنا سب کچھ مان لیا تھا_

پھر کہا جاتا ہے اخر بیٹیاں کرتی ہیں کیا ہے خاندان تو بیٹے سنبھالتے ہیں بیٹیاں تو رخصت ہو کر پرائے گھر چلی جاتی ہیں اس بیٹی سے پوچھنا کہ وہ کیا کرتی ہے اج ایک بیٹی نے بھی محض اپنے باپ کی خاطر اپنے سارے خواب مارے تھے_ اپنا دل خود اپنے ہاتھوں سے توڑا تھا_

نائل نے نکاح نامہ پر دستخط کرتے ایک بار اپنے باپ کی جانب دیکھا_
وہ ویسے ہی اپنے باپ کی نافرمان اولاد تھا اج اگر انکار کر دیتا تو ساری زندگی نافرمانی کا ٹیگ اسے لگ جاتا_

اسنے دستخط کر دیئے_ ایک ایسی لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر دیا جس سے محض ہلکی سی ملاقات پر ہی وہ ایک انکھ نا بہائی تھی_

نکاح کے بعد وہ اپنے باپ کے گلے ملا_

"اج سارے شکوے شکایت ختم کر دئے تم نے_" اسکی پیشانی چومتے وہ بولے_

وہ محض مسکرایا_ قربانی تو دی تھی مگر بدلے میں والد کی طرف سے پیار مل گیا تھا_

نجانے کیوں اس موقع پر اکثر والدین خود غرض بن جاتے ہیں_

نکاح کے بعد ان کا فوٹو شوٹ بھی تھا_ جو بھی تھا جس بھی حال میں نکاح ہوا تھا مگر نکاح ہوا تھا_

انہیں اب اکٹھے بیٹھانا تھا _

نیرہ کے چہرے پر سے لال دوپٹہ انھی بھی نہیں اٹھایا گیا تھا کیونکہ اسیہ بیگم نے کہا تھا نکاح کے بعد سب سے پہلے شوہر ہی بیوی کا چہرہ دیکھتا ہے یہ کوئی رواج تھا انکا _

نائل کمرے میں ایا_ اور زیمل کی دوستوں نے اسے دیکھا_ مطلب زیمل سچ بولتی تھی اسکے بہنوئی بن چکے تھے اسکا کرش_

زیمل نے بھی فخریہ انہں دیکھا_

نائل نے اسکے چہرے پر سے وہ لال دوپٹہ ہٹایا _

دونوں کا دل بہت بری طرح دھڑک رہا تھا_

نیرہ کی جھکی پلکیں مسسل لرز رہہ تھی_ نائل کا دل یکدم دھڑکنا بند ہوا_

اسنے بہت خوبصورت دلہنی دیکی تھی مگر اس کی دولہم سے زیادی پیاری کوئی دولہن نہیں دیکھیتھی _

وہ اتنی حسین دولہن ہوگی یہ کبھی نائل نے نہیں سوچا تھا _
وہ مرد ائک لمحے کے لئے بس بھول گیا اگت دیکھتا رہا تو اس جھکی نظروں والی اہنی دولہن کو _

نیرہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا _ وہ اسکا دوپٹہ پکڑے کھڑا تھا _

اسے کچھ محسوس ہوا _
آس کی دولہن کی جھکی نظریں اٹھنے کی دیر تھی نائل کیانی کا دل دھڑکا تھا _

وہ لاکھ کوشش کر رہا تھا کہ اسے نا دیکھے مگر نجانے کیوں بار بار اپنی قریب بیٹھی دولہن پر نظریں چلی جاتی _

شاید وہ مرد اپنی بیوی کی خاطر سب کچھ بھولتا جا رہا تھا_
مگر پھر یکدم اسنے خود ہر کنٹرول کیا_ کیونکہ سامنے ہی زیمل اسے دیکھ رہی تھی_ اور شاید اسنے یہ نوٹ بھی کیا تھا_

اسے اس طرح خود پر قابو پاتے دیکھ کر زیمل مسکرائی_

"اسلام علیکم_ "زیمل نے نائل کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھتے کہا_

"وعلیکم اسلام_ "اتنا تو وہ جانتا تھا یہ اسکے فولورز میں سے ہے_

"اپ کو پتا ہے میری فرینڈز یقین ہی نہیں کرتی تھی کہ اپ میرے کزن ہیں اس لیے اج سپیشل اپکی وجہ سے میں نے ان سب کو انوائٹ کیا ہے کیا اپ ان سے مل لے گے؟"زیمل نے پوچھا

جی_ اسنے اتنے ہہ کہااور زیمل اٹھ کر اپنی دوستوں کو بلانے چلی گئی تقریبا کچھ سیکنڈ بعد ہی وہ اپنی دو دستوں کے ساتھ ائی_

ان دونوں لڑکیوں نے نائل کو سلام کیا_

جس پر اسنے جواب دیا_

"نیرہ اپی مبارک ہو اپکو_ "زیمل کی ایک دوست نے نیرہ کو مبارکباد دی_

جس پر نیرہ نے بس گردن اثبات میں ہلائی_ سخت زیر لگ رہی تھی اس وقت ہر مبارک باد_

"مجھے تو یقین ہی نہیں ارہا کہ اپ زیمل کے کزن ہیں خیر اپ زیمل کے کزن ہیں سمجھو میرے بھی کچھ لگتے ہیں اگر نہیں بھی لگتے تو کماز کم میں اپکو فولو تو کرتی

ہوں بہت اچھے لگتے ہیں اپ اپکہ ہر وڈیو پر لائک کرتی ہوں پکی ویورز میں سے ہوں اپکی_ "زیمل کی دوست مناہل نون سٹوپ شروع ہو گی_

"بہت شکریہ اپکا_ "اسنے مسکرا کر کہا _
اج پہلی بار اپنے کیسی فین سے ملنا اچھا نہیں لگ رہا تھا_
"مناہل میرے کزن کے ساتھ پک لے لو پھر جا کر صبا لوگوں کو بھی بتانا کہ زیمل سلیمان جھوٹ نہیں بولتی تھی_ "زیمل نے فخریہ کہا

جس پر نائل ناچاہیے ہوئے بھی حیران ہوا_ یہ چھوٹی سی لڑکی اسی سب سے زیادہ چالاک لگی تھی_

مناہل اور اسکی ایک اور دوست نے اسکے ساتھ پک لی_

"ہونہہ یہ بے حیا مرد کیا اپنی بیوی کی حفاظت کرے گا جو خود غیر لڑکیوں سے منٹوں میں فری ہو جاتا ہے غیرت تو چھو کر بھی نہیں گزرہ" نیرہ نے دل میں سوچا

اسے نائل کی سب سے بری چیز ایک یہی لگتی تھی کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ فری ہو جاتا تھا_ اسے نہیں پسند تھے ایسے مرد_
مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اگر مرد کو اسکی پسندیدہ عورت مل جائے تو وہ اپنا سب کچھ چھوڑ سکتا ہے_
وہ لڑکیاں چلی گئی_

"بھائی ان سے زیادہ منہ مت لگانا ویسے ہی اپکے ساتھ فری ہو جایے گی_" زیمل نے ان کے جانے کے بعد کہا

اسکی بات پر نائل مسکرایا_ اسنے کیسی لڑکی کے چکر میں پڑ کر اپنے ڈیڈی سے مار نہیں کھانی تھی_ وہ بھی اب شادی شدہ ہو کر

ان دونوں کو فوٹو شوٹ ہوا_ نیرہ نے طبعیت خراب کا بہانہ بنایا اور بس چند فوٹو کلک ہوئی_ اسے زہر لگ رہا تھا سب کچھ_

اسیہ بیگم نے نائل کو اہک رنگ دی جو اسنے نیرہ کو پہنائی_ اس عقل سے پیدل دولہے کو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ نکاح کے بعد رنگ کس انگلی میں پہنائی جاتی ہے_ اسنے درمیانی انگلی میں پہنائی تھی_

حورین نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلایا_
اسکا ہاتھ نائل کے ہاتھ میں ہہ تھا_
"چول ادمی ساتھ والی انگلی میں پہناو_" اسکی کان میں اہستہ سے کہا_

اب نائل نے اس انگلی سے انگوٹھی اتار کر شہادت کی انگلی میں پہیناتے لگا_ جس پر نیرہ نے ہی اپنی اصل انگلی کی طرف اشارہ کیا_

"ویسے مکمل ہاتھ ہی پر میرا حق ہے جس پر دل چاہیے پہینا سکتا ہوں_ "انگوٹھی پہیناتا وہ اہستہ سے بولا

نیرہ کا دل دھڑکا _

"حق--وہ تو تمہیں میں بتاوں گی کہ کیا ہوتا ہے_ "وہ دل میں سوچتی چپ ہو گی_

وہ خود نہیں سمجھ سکا کہ اسنے یہ کیوں بولا تھا حلانکہ ایسا کچھ بھی نہیں تھا ان کے درمیان_

پھر یکدم اسنے اپنا حق جتایا تھا_

وہ اب مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا مزید اپنے دل کی نہیں سننا چاہتا تھا اس لئے وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا_

جس پر نیرہ نے شکر ادا کیا_

دم گھٹ رہا تھا اسکی موجودگی میں_

وہ شیشے کے اگے کھڑی اپنا چہرہ دیکھ رہہ تھی_ جب اسکی نظر اپنی ہاتھ میں پہینی انگبوٹھی پر گے ی_

"ویسے مکمل ہاتھ میں ہی میرا حق ہے جس پر چاہیے پہینا سکتا ہوں_ "انگھوٹھی پر ہاتھ پھیرتی اسے وہ یاد ایا_

اسنے ایک لمبی سانس خرچ کی_

"شوہر ہو اب بے غیرت بھی نہیں کہ سکتی_ "دل میں کہا اور مسکرائی_

ورنہ پہلے وہ جب بھی اسے دیکھتی یہی لفظ اسکی شان میں کہتی_

ایک داستاں شروع ہو چکی تھی_

محبت نفرت کی داستاں

صبر اور انا کی داستاں

حق اور باطل کی داستاں

بدلے سے شروع اور لازوال عشق پر ختم ہونے والی داستاں

نائل کیانی اور نیرہ کیانی کی نفرت انا اور بدلے کی داستان

سویرہ کمرے میں ائی اور اسے اس طرح مسکراتے دیکھ کر وہ حیران ہوئی_ کل تک جو کیسی سے بات نہیں کر رہی تھی آج اکیلے اکیلے مسکرا رہی تھی_

"اہم اہم کیوں مسکرایا جا رہا ہے؟؟" اسنے اکر پوچھا

"بس ویسے ہی_ "نئیرہ نے کہا

"کچھ تو ہے لیکن خیر نہیں بتانا تو چھوڑو_ "ایمو شنل بلیک میلینگ میں تو سویرہ نے پی ایچ ڈی کر رکھی تھی_

"کچھ نہیں اپی بس ویسی ہی مسکرا رہی تھی شکر ہے ابو راضی ہو گے اس سے بھر کر اور کیا خوشی ہو گی میرے لئے_ "اسنے کہا

"ہیمم میں تو ڈر گئی تھی جب تم نے نکاح کے وقت ابو کو بلوایا تھا_ "بید کی چادر سہی کرتی سویرہ نے کہا

"اپ سب کو کیا لگا کہ میں انکار کرنے والی ہوں؟؟"_

"ظاہری سی بات ہے تمہاری ساس کا تو چہرہ ہی پیلا پڑ گیا تھا امی الگ پریشان ہو گئ تھی سب بہت پریشان ہو گئے تھے"_

وہ مسکرائی _

"ہم لڑکیاں اپنی خواہشات اپنے خواب کا قتل اپنے ہاتھوں سے کر سکتی ہیں مگر اپنی نظروں کے سامنے اپنے والدین کو کسی کے سامنے جھکتا نہیں دیکھ سکتی"_

"ایک بات بولو نیرہ مجھے لگتا ہے نائل کی یہ پسند کی شادی ہے_"اسنے نجانے کہاں سے یہ نوٹ کیا تھا_

"اللہ جانے_"اسنے بے نیازی سے کندھے اچکائے_

"ایک مشورہ دے رہی ہوں شادی کے بعد نائل سے اور اپنے سسرال والوں س اچھی سے بنالینا خاص کر نائل سے اگر تم اسے پیار محبت سے مناوں گی تو شاید

وہ تمہاری اگے پڑھائی کے لئے مان جائے اور مجھے امید ہے وی تمہارا ساتھ دے گا"_

"مرد ہے اپی پل میں ہر رنگ بدلے گا"_

"مرد جب اپنی پسند کا ایک رنگ پکڑ لے تو قیامت تک نہیں چھوڑتا تم ہر وقت ہر مرد سے بدگمان مت رہا کرو اگر رہتی بھی ہو تو کماز کم اب اپنے شوہر سے مت ہونا"_

"مجھے مرد ذات پر بھروسہ نہیں"_

"اور یہ بھروسہ توڑنے والا کون ہے تمہارا میرے خیال سے تو تمہاری زندگی میں کوئی ایسا مرد نہیں تھا تمہارے شوہر سے پہلے ؟؟"سوہرہ نے پوچھا

"مجھ جیسی کئی بیٹیوں کا دل سب سے پہلے ان کے ابو توڑتے ہیں اپنی باپ بیٹیوں کے لئے رول ماڈل ہوتے ہیں اور میرے رول مڈل نے ہمیشہ مرد کا برا امیج ہی بنایا ہے مجھے مرد کی محبت پر یقین نہیں_ "اسکے دل پر بہت پرانے زخم تھے

"ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا نیرہ"_

: مگر ہمارے خاندان میں ہر مرد ایک جیسا ہی ہے اگر کچھ مرد اچھے ہیں تو محض بیٹیوں اور بہینوں کے حق میں ورنہ سب ہی تو بیویوں پر روب جماتے ہیں انہیں بار بار یہی باور کرواتے ہیں کہ وہ ان کی محتاج ہیں مجھے یہ محتاجی اور ذلت سے بھری بیوی والی زندگی نہیں جینی تھی مجھے اپنے شوہر کے سامنے زرا زرا سی چیزوں کے لئے ذلت نہیں سہی تھی مگر-- خیر_ "ایک لمبی سانس خرچ کرتے اسنے بات ہی کرنا چھوڑ دی_

"دعا کرو نائل ایسا نا ہو"_

"وہ ایسا ہی ہو گا خون کا اثر بہت ہوتا ہے جہاں زیب انکل بھی ایسے ہی ہیں وہ بھی ویسا ہی ہو گا"_

"تمہیں سمجھانے سے بہتر ہے میں دیوار پر سر مار دوں کب سے کہ رہی ہوں اچھی امید رکھو مجال ہے جو سمجھ رہی ہو ہر بار ایک ہی بات"_

"سچ بات ہے مجھے کیسی پر بھروسہ نہیں کیسی پر بھی نہیں میرا مرد سے اعتماد میرے اپنے ہی گھر کے مرد نے توڑا ہے اپی دنیا کے سارے مرد مل کر بھی اب میرا کھویا ہوا اعتبار نہیں لا سکتے"_

"اگر نائل لے ایا تو؟؟؟"

"بھاڑ میں جائے ساری زندگی ہی نائل نامہ رہے گا میرے ساتھ یہ ایک ہفتہ تو اسکے بغیر سکون سے جینے دے پھر ساری زندگی کا سر درد ہے_" وہ اکتا گئی تھی اس کی گفتگو سے

"اللہ۔ تمہارے دل میں اعتماد ڈال دے اس وقت محبت سے زیادہ اعتماد کی ضرورت ہیٔ تمہیں_" سویرہ کہتی کمرے سے باہر چلی گئی_

"ہونہہ ساری زندگی امی کی طرح شویر کے خوف میں گزارنی ہے کچھ ہی دن ہیں سکون کے وہ بھی اس شخص کی خاطر برباد نہیں کر سکتی"_

"بیٹیوں کے باپ کو اتنا سخت نہیں ہونا چاہیئے بیٹیوں کو سونے کا نوالہ نہیں دے تو وہ کوئی شکوہ نہیں کرے گی مگر اعتبار نہیں کرے گے تو ان کا دل ٹوٹ جائے گا اور ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ لڑکیوں کا دل کیسی لڑکے کی محبت میں نہیں بلکہ اپنوں کے روایہ پر ٹوٹتے ہیں"_

"نائل تو کنجوس کیوں بن گیا یے دے دیں ٹریٹ ؟؟"اسکے دوست علی نے کہا

"بھئی تم لوگوں کو کیوں ہر چیز میں ٹریٹ چاہیے ایکسیڈنٹ سے بچ جاوں تب ڈریٹ دوں برتھ ڈے ہو تو تب ٹریٹ دوں بھائی کی شادی ہو تب ٹریٹ دوں جاوں بھئی ہم کاسٹ سے باہر ٹریٹ نہیں دیتے_"وہ کہتا بیڈ پر ڈھے گیا

تین ماہ پہلے اسکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا ری کوری کے سب نے اس سے ٹریٹ لی تھی ہر بات میں انہیں ٹریٹ چاہیے تھی _

کاش شادی کی طرح دوستوں کو ٹریٹ دینا بھی کاسٹ سے باہر عزت کا معاملہ ہوتا_ بھئی ان دوستوں کا کوئی بھروسہ نہیں_

"چل نکل اتنا کنجوس ہو گیا نکاح کی ٹریٹ نہیں دے سکتا اب ہم تیری شادی پر دیکھی کیا کرے گے سارے سڑی ہوئی شکلیں لائے گے اگر کاسٹ سے باہر

ٹیرٹ نہیں دے گا تو بھول جا کہ کاسٹ والے لوگ تیری شادی پر شغل لگائے گے لکھوالے تیر شادی پر ماحول تو ہم نے ہی بنانا ہے_ "اسکے ایک اور دوست نے کہا

"رہنے دے بھیی اج نکاح کی دو کل شادی کی پھر اپنے بچوں کی پیدائش کی ساری دولت تو میری تم لوگوں پر لگ جائے گی"_

"دکھ لو سب ابھی شادی ہوئی بھی نہیں اور یہ لفنگا بدل گیا ہے اس میں بھابھی کا کوئی قصور نہیں یہ ہی ہی بے وفا"_

"شٹ اپ_ "وہ ایک دم اسکے ذکر میں بھڑک گیا_

"کیا ہوا؟؟" علی نے حیرانگی سے پوچھا ابھی تو وہ ٹھیک تھا

"ائیندہ اسکے ذکر مت کرنا کیسی کی بھی زبان میں اسکا ذکر نہیں ہو گا بلکہ ہمارے درمیان کیسی عورت کا ذکر ہو گا ہی نہیں"_

"تو بھول رہا ہے نائل عورتیں ہمارے پیچھے نہیں تیرے پیچھے ہیں تجھے ہی پسند تھا عورتوں کو اپنے پیچھے لگانا_"ذیشان نے کہا

"شٹ اپ جو ہو گیا ہو گیا اج کے بعد کوئی بھی ذکر نا کرے تو بہتر ہو گا_"اسے نجانے کونسا دورا پڑ گیا

"اچھا اج اپنی بیوی اگئی تو تب غیرت بھی اگئی پہلے کہاں سوئی ہوئی تھی یہ؟؟؟"ذیشان نے طنز کیا

"میری سوئی ہوئی تھی جاگ گئی لیکن تمہارا کیا ہو گا جس کے پاس یہ ہے ہی نہیں"_

اسے نہیں پسند تھا دوستوں کے منہ سے اپنی بیوی کا بھابھی بھابھی کہنا_ شاید وہ زیادہ پوزیو سیو تھا_ کماز کم اپنی عورتوں کے لئے وہ اتنا پوزیسو تھا_

ذیشان نے اسے بہت بری نظروں سے دیکھا _

"اچھا بس کرو تم دونوں اچھا بھلا ماحول خراب کر دیا ہے_" علی نے انہیں کہا

"کل جایے گے اج میں نے ایک ضروری کام سے جانا ہے کل شام کو سب اجانا ریسٹورنٹ_" وہ بیڈ سے اٹھتا بولا

"اچھا تو ناراض تو نا ہو"_

"نہیں ہوتا ناراض بس اسے کہو بکواس مت کیا کرے میرے ساتھ_" نائل نے ذیشان کو دیکھتے کہا

"اچھا نہیں کرتا میں نے تو بس ویسے ہی کہا تھا مجھے کیا پتا تھا تم چنگیز خان بن جاو گے_"ذیشان نے کہا

"خبر ادر میرے اباواجداد کا ذکر تمیز سے کرو_"نائل نے کہا

"اچھا معاف کردے_"ذیشان نے ہاتھ جوڑتے کہا

"جا کر دیا معاف_"احسان کرتے کہا

"نوازش_"ذیشان نے گردن جھکا کر کہا

دوستی کا رشتی ایسا ہی ہے لڑ کر جھگڑ کر ہھر ایک جیسے کماز کم دل میں ایک دوسرے کے لئے بغض لئے نہیں گھومتے _

مخلص دوست مل جانا نعمت ہے جو بات دل میں رکھ کر پیٹھ پیچھے وار نہیں کرتے

_

انسان کیسی اور معاملے میں خوش قسمت ہو یا ناہو اسے دوستی کے معاملے خوش قسمت ہونا چاہیئے _

وہ چاروں بھی ایسے تھے غصے میں ایک

پکڑتے انہیں ہاتھوں سے ایک دوسرے کو گلے لگا لیتے_ غصہ نکالنے والا شخص بخیل نہیں ہوتا

_____ق

ان دونوں کی شادی تھی مگر شکلوں سے دیکھ کر کہی بھی نہیں لگ رہا تھا_ وہ بلیک شیر وانی پہنے دولہا بنا سٹیج پر بیٹھا تھا اور اسکے پہلو میں لال لہنگا پہینے وہ بیٹھی تھی_ ان کی شکلوں سے یہی لگ رہا تھا کہ وہ کمرہ امتحان میں بیٹھے ہیں اور دونوں کو ہی پیپر نہیں اتا_

ساری رسم ورواجوں کے بعد اسکی رخصتیٔ کا وقت ایا_

زندگیٔ کے انیس سال گزارے تھے مگر کبھی یہ دن نہیں سوچا تھا_ اسنے تو کبھی خیال میں بھی نہیں سوچا تھا خود کو دولہن کے روب میں _

کبھی کبھی وہ ہو جاتا ہے جو ہمارے وہم وہ گمان مں نہیں ہوتا_ مگر وہ کرنے والی اللہ کی ذات ہوتی ہے جس کے ہر کام میں ہمارے لئے بہتری ہوتی ہے_

باپ کی خاطر باپ کی عزت کی خاطر وہ خاموشی سے کیسی انجان شخص کے ساتھ سادی زندگی گزارنے کے لئے تیار تھی_

گھر چھوڑتے رونا اتا ہے_ مگر نجانے کیوں اسے وہ بھی نہیں ایا_ شاید وہ پہلی دولہن ہو جس کی شادی مرضیٔ کے بغیر ہو رہی تھی مگر وہ پھر بھی نہیں رو رہی تھی _

جب درد حد سے بھر جائے تو انکھیں بھیگنا چھوڑ دیتی ہیں دل شکوہ نہیں کرتا بندہ بس خاموشی سے سب سہتا رہتا ہے _

اسکے چاچو واحد مرد تھے جنہوں نے اسے سینے سے لگایا_ البتہ ابو ابھی نہیں ملے تھے_

"تم میری بیٹی ہو نیرہ اپنا باپ سمجھ کر اپنا بھائی سمجھ کر تم مجھ سے ہمیشہ اپنے مسائل شئیر کر سکتی ہو تمہیں رخصت کر رہا ہوں ابھی بھی تم ہمارے گھر کی بیٹی ہو تمہارے لیے تمہارے چاچو کے دل اور گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں ہر بار سمجھوتے اور صبر کرنے کی ضرورت نہیں اور ہر بار جذباتی ہو کر اپنے گھر کو چھوڑنا بھی نہیں باپ کی دلہیز سے بہت عزت واحترام سے رخصت ہو رہی ہو مجھے امید ہے اخری وقت شوہر کی دلہیز سے بھی عزت واحترام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گی___" وہ اسے سینے سے لگا کر سب سمجھا رہے تھے_

وہ اسکے زندگی کے واحد مرد تھے جس سے وہ اپنا ہر مسائلہ شئیر کرتی اُن کے ہوتے نیرہ کو کبھی بھائی کی کمی محسوس نا ہوئی_ ان کی خود کی کوئی اولاد نہیں تھی مگر اپنے بھائی کی چار ویٹیاں انہیں جان سے زیادی عزیز تھی_

ان کی یہ باتیں سن کر نیرہ کا دل پگھلا انکھیں نم ہونے لگی_
وہ رونے لگ گئی تھی_
لڑکی تھی زراہ سے نرم لہجہ کی بات تھی سارے دکھ درد بھلا چکی تھی_
اسکے ابو نے بھی اسے خوش رہنے کی دعائیں دی_
مگر نا جانے کیوں انہوں نے چاچو کی طرح سمجھایا نہیں_

"تم میری سب سے سمجھدار بیٹی ہو نیرہ میں جانتا ہوں تم سب سنبھال
لو گی_ "اسے سینے سے لگائے وہ بولے_
انہوں نے یہ بات اج تک اپنی کیسی بیٹی کو بہیں کہی تھی _
شاید واقعی نیرہ انکی سمجھدار بیٹی تھی_
نیرہ کو محسوس ہو رہا تھا گھر چھوڑ جانے کا دکھ_
کاش گھر والے جو اعتماد بھروسہ رخصتی کے وقت دیتے ہیں وہ گھر میں بھی دیتے

وہ اپنی بہینو سے ملی_ صائمہ سویرہ کو چھوڑ جانے کا بھی دکھ تھا_
مگر زیمل_ اسکو تو بچوں کی طرح پالا تھا_ اسکے بغیر وہ کیسے سوئی گی_

اسکے گلے لگی وہ کہ رہی تھی "اپی اپکے بغیر نیند نہس ائے گی_" ہچکیاں بندھ گئی تھی_

نیرہ نے اسے اپنے ساتھ لگا کے رکھا_

اللہ نے ان چھوٹے بہن بھائیوں میں ایک الگ کشش رکھی ہے وہ کشش جو شاید ایک ماں کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے ہاں ماں کا درجی دنیا کا کوئی رشتہ نہیں کے سکتا مگر ماں کے بعد اگر کوئی محبت دے سکتا ہے تو وہ بڑی بہیننں ہیں_

زیمل کو سویرہ نے خاموش کروایا_ مگر اج تو جیسے اسکے انسو تھمبے کا نام نہیں لے رہے تھے_

وہ بہینیں جو بہن کی شادیٔ کی خوشیٔ میں سب کچھ بھول کر کاموں میں لگی رہتیٔ ہیں اخر میں رخصتی پر رونا بھی سب کو زیادہ انہیں کو ہوتا ہے_

اس سے سب مل چکے تھے اسے پاکیزہ کا انتظار تھا_ اسے تو بلایا تھا شادی پر مگر نجانے کیوں وی نہیں ائی _
نیرہ کا دل بہت دکھ سا گیا تھا_ پاکیزہ ہہ تو اسکی سہیلی تھی_ مگر وہ بھی اج نہیں تھی_

دوستی کا رشتہ جتنا مضبوط ہوتا مگر جب ٹوتنے میں اتا ہے تو محض ایک چھوٹی سی بات برسو کی دوستی کو ہوا میں اڑا دیتیٔ ہے_ ان کے درمیان ایک چھوٹی سی بات نائل کیانی تھا_
زیمل بہن تھی اسے اچھا لگا تھا اپنی بہن کو اپنے کرش کے ساتھ دیکھ کر مگر لازمی نہئں اب ہر لڑکی کو اچھا لگے گا نیرہ کو نائل۔ کی دولہن بنا دیکھ کر_ پاکیزہ بھی بھول گئی کہ وی اسکی دوست تھی_

اسکا ویلکم کافی شاندار تھا_ وہ نائل کے ساتھ کھڑی تھی اسمان روشنیوں سے رنگ گیا تھا_

اسے یہ سب شور نہیں پسند تھا مگر اج یہ اچھا لگا تھا کیونکہ اج کا یہ ویلکم اسکے لئے تھا_

کیا واقعی وہ خوش قسمت تھی؟

ایسا ویلکم کیسی کا نہیں یوا تھا کما از کم ان کی فیملی میں تو اج تک کیسی نے بھی اپنی بہو کا ویلکم اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح نیرہ کو ہوا تھا_

اسے حورین نائل کے کمرے میں بیٹھا کر چلی گئی تھی_

تھوڑی دیر بعد ہی حورین کھانے کی اٹرے لئے کمرے میں ائی اسکے ساتھ اب مشال بھی تھی_

کھانا تو اس سے ویسے بھی ان دنوں نہیں کھایا جا رہا تھا_ دل بند سا ہو گیا تھا ابھی بھی اسنے بس حورین کا دل رکھنے کے لئے دو تین لقمے لیے تھے_

اسکے پاس ابھی مشال بیٹھی_ جو ضد کر کے بیٹھ گئ تھی_ اسے اچھی لگی تھی اپنی ئی چچی_

"اپکو پتا ہے میرے چاچو بہت اچھے ہیں وی مجھے رائیڈ ہر بھی لے کر جاتے تھے میرے ساتھ کھیلتے بھی تھے مجھے ہوم ورک بھی کرواتے تھے اور ممی بابا کی ڈانٹ سے بھئ بچاتے تھے اپ بھی ایسی ہو گی نا_ ؟؟؟" معصومانہ سوال تھا_ اگر نیرہ کی جگہ کوئی نک چڑھی سی دولہن ہوتی تو شاید اب تک مشال کمرے سے باہر ہوتی مگر اسکے تو خود بھانجی بھانجے ایسے ہی سوال پوچھ پوچھ کر اسے پاگل کر دیتے ہیں

"اپ اگر میرے ساتھ کھیلوں گی تو ضرور کھیلے گے"_

"اپ مجھے پڑھائے گی تو نہیں نا_ ؟؟" وہ پڑھائی سے جان چھڑانے والی بچی تھی اس لئے اپنی چچی سے نہیں پڑھ سکتی تھی_

"اپ مجھ سے پڑھو گی ؟؟"

"پڑھوں گی بٹ اپ پر امس کرے اپ خالہ کی طرح بہت زیادہ ٹسٹ نہیں دے گی"_

"دیکھے گے_" اسنے مسکرا کر کہا

"اپ کو پتا ہے چاچو مجھے ہر ویک ائینڈ پر اوٹینگ ہر لے کر چاتے ہیں اگر اپ میری دوست بن گئی تو اپ کو بھی ہم لے کر جائے گے"_
مطلب اتبی دیر سے وہ اس سے باتیں کر رہی تھی بغیر دوستی کے

"اوکے اپ فرئینڈ بنائے گی مجھے_ "نیرہ نے ہوچھا

"امممم میرے بیڈ فرئینڈ چاچو ہیں چاچو کے بعد بابا مادادو دادی خالہ بھی ہیں مگر وہ فرئینڈ ہیں بسٹ فرئینڈ ہیں اپ بھئ چچی ہیں تو بسٹ فرئینڈ ہوگے "_

"اوکے ڈن ایک بات پوچھو اپ سے ؟؟"

"جی پوچھت چچی_ "۔

افففف چچی ابھی تو بجانے کیسے کیسے رشتے سنے تھے_

"اپکے چاچو کو غصہ اتا ہے ؟؟"اسکا سب سے بڑا ڈر یہی تھا_

باپ کا غصہ برداشت کرنے والی لڑکیاں شوہر سے نرم لہجے کی امید رکھتئ ہیں _

"چاچو کو غصہ نہیں اتا وہ بہت سوفٹ ہارٹ ہیں اگر انہوں نے اپکو غصہ کیا نا اپ دادا ابو کو بتانا چاچو دادا ابو سے بہت ڈرتے ہیں_"وہ فری میں اسے ٹہ دے چکی تھی_

"اچھا سہی ہے"_

اپ کو ایک بات بتاوں چاچو----وہ کچھ کہنے لگی تھی مگر اس سے پہلے ہی حورین روم میں ائی ساتھ میں وفا بھئ تھی_

"مشال بیٹا چلیں روم میں_"حوریں نے اسے بیڈ سے اٹھایا_

"تم سو جانا نائل اج گھر نہیں ائے گا_"حورین نے کہا اور روم کا سے باہر نکل گئ_

پیچھے نیرہ اور وفا ہی رہ گئے تھے_

"کوئی بات نہیں جب تک نائل اتا میں یہی تمہارے پاس ہوں_" وفا اسکے ساتھ بیٹھتی بولی_

"کونسے سیلون سے تیار ہوئی ہو سچ بتاوں زرا بھی اچھی نہیں لگ رہی ہو اتنا اور میک اپ اور ڈریس بھی اتنا خاص نہیں اتنا اولڈ ڈیزائن ہے_" وہ اسے دیکھتی دل۔ کی بھڑاس نکال رہی تھی_

وہ خاموش رہی_ جواب دینا اتا تھا مگر اج وہ نہین دینا چاہتی تھی_
امی سہی کہتی تھی سسرال۔ میں ہر رشتہ اچھا نہیں ملتا_ صبر کرنا پڑتا ہے_ بس شوہر اولاد اور والدین کی خاطر

"نائل جب غصہ ہوتا ہے تو ساری ساری رات گھر نہیں اتا شاید وہ ابھی نا ایے اس لئے اتار دو یہ سب "_

"او کے جب انکا غصہ ڈھنڈا ہو گا تو وہ گھر ائے گے نا تب اتار لوں گی_ "وہ ننھی نیرہ تھی ایک بار معاف کر دیا تھا_
نائل غصہ کیوں ہے یہ بات وہ اس س تو ہر گز نہیں ہو چھ سکتی تھی_ وہ اس لڑکی کو سمجھ گئی تھی _

"کیا فائیدہ اسے تو یہ سب نہیں پسند ؟"

"اٹس او کے اب ہو جائے گا اگر اپ تھک گئی تو اپ جا سکتی ہیں مجھے ساری رات اپنے شوہر کے انتظار کرنے میں کوئی تکلیف نہیں "_

"تم سے پہلے اسکا راتوں میں انتظار میں کرتی تھی اس لئے مجھے عادت ہے_"وفا نے باور کروائا

"اب میں ہوں نا اس لئے اپکو نیند قربان کرنے کی ضرورت نہیں_"اسنے اسکی انکھوں میں دیکھتے مسکرا کر کہا

"میں اس کی خاطر جان قربان کر دو یہ تو نیند ہے"_

"اچھا تو جائے کر دے_"اسے کہتئ اسنے بیڈ کراون سے ٹیک لگئ_

"زیادہ خوش فہمی مت پالو نائل کے ارگرد بہت لڑکیاں ہیں اج اگر اسکا دل تم سے بھر گیا تو کل کوئی اور اجائے گئ_"اسے زیر لگ رہی تھی نیرہ کے چہرے پر ئہ اعتمادی

"اچھا مجھے امید ہے ان کے ارگرد منڈالتی مکھیوں میں اپکا شمار بھی ہو گا خیر مجھے کوئی ڈر نہیں اپنے شوہر کو کھونے کا_ "زبان سے وار کرنے کا ہنر نیرہ کیانی کو اللہ نے تحفے میں دیا تھا_۔

"بیٹھی رہو اسی کے انتظار مین نہیں انے والا وہ اج_ "وہ اکتا گئی تھی اسکے ہر جواب سن کر اس لیے بیذ سے اٹھ گئی_

وہ اس ارادئ سے ائی تھی کی پہلے دن ہی اسے اہنے قابو میں کرے گی مگر نیرہ کو اپنے قابو میں اج تک کوئی نہیں کر سکا_

جہاں زیب کیانی کی زندگی سب سے بڑی غلطی نییرہ کیانی کو بہو بنا کر اسے استعمال کرنے کی تھی_

"نکاح نامہ پر دستخط کر دئے ہیں ساری زندگی اپنے شوہر کا انتظار عبادت سمجھ کر کے کروں گی_ "اسے کہا

"شوق سے کرے_" کہتی وہ کمرے سے باہر نکلگئی_

پیچھے نیرہ نے انکھیں موندی_ کیا یہ شادی اسکی مرضی سے نہیں ہوئی تھی_

کیا ہو رہا تھا یہ سب؟؟ کل تک جو خاندان اسکے گن گاتا نہیں تھکتا تھا اج اسے مڑ کر دیکھ بھی نہیں رہا تھا_ کیا صرف بہو بنا کر گھر لانا ہی انکا مقصد ہے؟

جو بھی لیکن نائل؟؟؟ یا اللہ یہ کہاں ہو گا؟؟ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے _

اسے خود اس بھاری ڈریس سے آزادی چاہیے تھی مگر امی اور صائمہ اپی نے سختی سے منع کر دیا تھا جب تک نائل نا سے کہیں وہ یہ نہیں اتارے گی _

چاہیں جو مرضی کہیں _

تھکاوٹ سے جسم چور چور تھا_ اس لئے کچھ ہی دیر میں وی نیند کی وادیوں میں چلی گئی_

وہ انتظار کر سکتی تھی_ کیونکہ وہ انتظار کرنے والوں میں سے تھی_

صبح اذان کے وقت اسکی انکھ کھلی_ اور اسی وقت کمرے کا دروازہ بھی کھلا_ وہ اپنے بکھیرے بالوں اور کرتے کے کھلے گریبان سمیت کمرے میں ایا بغیر اسے پر

ایک نظر بھی ڈالے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی گھڑی اتارنے لگا_

نیرہ کی کمر اور گردن غلط ڈائیر کشن میں رکھنے کی وجہ سے اکڑ سی گئی تھی_

"اوچ- بے ساختہ منہ سے نکلا

نائل نے گردن موڑ کر اسے دیکھا_ گھڑی ٹیبل پر رکھ کر اب وہ بیڈ کے قریب ایا_

"تم نے یہ کیوں پہن رکھا ہے اتارو اسکو؟؟" اسکی جانب انگلی سے اشارہ کرتے بیزاری سے کہا

نیرہ نے خاموشی سے نظریں جھکالی_

"منہ دھو کراوں تاکہ پتا چلے کہ بغیر میک اپ کے کتنی خوبصورت ہو یا یہ سب میک اپ کا کمال ہے_ "اسکے منہ سے کماز کم وہ اس بات کی توقع نہیں کر سکتی تھی_

"سنا ہے سلیمان صاحب کی تیسرے نمبر والی بیٹی کافی خوبصورت ذہین اور پڑھی لکھی ہے ہم بھی تو دیکھے خوبصورتی اور ذہانت شاباش جاو منہ دھو کر اواور اس لہنگے غرارے وٹ ایور کو بھی کہی پھینک کرانا_ "اسے واشروم کی جانب اشارہ کیااور خود بیڈ پر بیٹھا_

اسکی یہ ساری باتیں دل میں برس رہی تھی _
رات کو وفا کی ہر بات کا جواب کا دینی والی نیرہ اسکے سخت الفاظ سہے رہی تھی_ نجانے کیوں وہ اسہے اگے نہیں بول رہی تھی_ اسکے اگے وہ خاموش تھی اور انسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی_

"وہ دل برداشتہ ہو کر روئی تو اپنے باپ کے اگے نہیں تھی شوہر تو ہمر شوہر ہے
"_

"مرد ایک جیسے ہوتے ہیں مگر میرے ابو نے تو اج تک امی کو ان کی خوبو صورتی یا بدصورتی کا ذکر نہیں_ "اسنے دل مین سوچا اور دکھ سے اسے دیکھتی وی واشرم چل گئی_

ابھی کہاں ابھی تو نیرہ کو پتا چلے گا مرد کیسے ہوتے ہیں_ مردوں کو ڈیفائن کرنے والی نیرہ بھول گئی تھی_ مرد کے جذبات کو اج تک یسی سے کوئی بہیں ڈیفائن کر سکا_ مرد کب بدلے کوئی پتا نہیں_

وہ ائینے کے سامنے کھڑی اپنے ترچہرے کو دیھ رہی تھی _
یہ شادی کا کھانا یہ انتظام یہ دولہن کا میک اپ ہوتا تو محض چند گھنٹوں کے لئے مگر اس کے پیچھے ایک باپ ہی جانتا جو محنت وہ لگاتا _

اور پھر سننے کو کیا ملتا ہے کھانا اچھا نہیں تھا دولہن کا میک اپ لوکل تھا لہنگا کا ڈیزائن پرانا تھا وغیرہ وغیرہ_

اسکے انسو گال ہر بہ رہے تھے_ابو جیسے بھی تھے لیکن ابو نے بہت محنت کی تھی بہت پیسا بہایا تھا اسکی شادی پر_اسی شادی پر جس کے لئے اج ان کی بیٹی کو اپنا ہی شوہر طنز کر رہا تھا_

باپ جیسا بھی ہو باپ ہوتا ہے اور شویر شوہر ہی ہوتا ہے باپ طعنہ نہیں دیتا اور شویر طعنے دے دے کر زندگی برباد کر دیتا ہے_

ایک بیٹی بن کر جینا سب سے اچھا وقت ہوتا ہے جب ایک بیوی بن کر جینا پڑتا ہے تو پھر سب کچھ بس برداشت ہی کرنا پڑتا ہے بیوی بن کر اپکے احساسات اپکی خواہشات بھی بس صبر کی ں ظر ہوتے ہیں

وہ منہ دھو کر سادہ سے کپڑے بہن کر واپس روم میں ائی_

وہ اب بیڈ کر واں سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور اپنے موبائیل میں معصروف تھا_

اسے ایک نظر اٹھا دیکھا_ اسکا چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے پاک تھا_ وہ سفید رنگت کی لڑکی نہیں تھی_ عام سی گندمی رنگت تھی _

"ادھر او_ "اسے اپنے پاس انے کا کہا_

نیرہ کو اپنے ہی قدم من من کے لگ رہے تھے_

"اس کمرے میں جو بھی ہو گا یا ابھی ہوا ہے اس کا ذکر کیسی سے کیا تو یاد رکھنا اچھا نہیں ہو گا اور چالاکی ذہانت اپنے ماں باپ کے گھر چھوڑانا میرے ساتھ بلکہ اس گھر میں رہنا ہے تو اس زبان کو بند رکھنا ہو گا اور نظریں جھکا کر بات کرنا ائیندہ یہ نظریں نا اٹھے_ "وہ نائل تھا جس نے کبھی کیسیں ملازم سے بھی سختی سے بات نہیں کی تھی اج اپنی ہی بیوی کے ساتھ انتہائی سخت لہجہ رکھ رہا تھا_

اسنے گردن اثبات میں ہلائی_ نجانے کیوں اسکی زبان تالو سے جا چکی تھی_

"شاباش_"اسے کہتا وہ بیڈ پر لیٹا_

"میں سو رہا ہوں لائٹ اف کر کے کمرے سے اوٹ ہو جاو_"وہ بلیکٹ اپنے اوپر لیتا بولا

صبح کے پانچ بجے وہ اب کمرے سے باہر نکل کر کیا کرے_؟؟سب تو سوئے ہو گے_شادی کے بعد دولہن کی پہلی صبح نجانے کتنی خوبصورت ہوتی ہو گی اسکی تو ساری رات انتظار میں گزری اور اب سورج نکلنے سے پہلے ہی اسے اسکا شوہر کمرے سے باہر نکلا رہا تھا_

"لائٹ اف کرو_"نائل نے نیند سے بھری آواز میں کہا_

نیرہ نے اسے دیکھا_ "کاش تم مختلف مرد ہوتے کاش_ "اسکے انسو گال پر بہنے لگے_

لائٹ اف کر کے وہ کمرے سے باہر نکل ائی_

لاونج میں ہی اسے جہاں زیب صاحب اور اسیہ بیگم چائے پیتے نظر ائے_

"او بیٹا ہمارے پاس او_ "جہاں زیب صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا_

وہ ہلکا سا مسکرائی_ اور ان کے برابر والے صوفے پر اسیہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی_

"تم جلدی اٹھنے کی عادی ہو کیا؟ اسیہ بیگم بہو کو چاے دے_ "وہ اسسے پوچھتے اخر میں اسیہ بیگم سے اسے چائے دینے کا کہا

"جی انکل میں چائے نہیں پیتی_ "اسنے کہااور چائے سے منع کیا

"اچھا بھئی ہم تو بہت چائے پیتے ہیں_ "جہاں زیب نے کہا

وہ مسکرائی_ """ابو کو بھی چائے بہت پسند ہے وہ بھی فجر کی نماز کے بعد چائے پیتے ہیں_ """اسے اپنے ابو یاد آئے_

"ہیمم سلیمان کو تو مجھ س زیادہ چائے پسند تھی خیر نائل کہاں ہے؟؟"

نیرہ کے ہونٹوں کی مسکراہٹ تھم گئی _

"وہ سوئے ہوئے ہیں_ "اسنے بتایا

"اچھا تم بھی آرام کر لو جا کر ابھی بہت وقت ہے ویسے بھی ولیمہ رات کو ہے اگر تم ناشتہ کرنا چاہتی ہو تو ملازمہ کو بتا وہ بنا دے گی باقی ہم اور بچے نو دس بجے ناشتہ کرتے ہیں_" وہ اپنی چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھتے صوفے سے اٹھ گئے_

اسیہ بیگم تو ان سے پہلے ہی چلی گئی تھی _

اسے حیرت ہوئی کل تک کیسے تھے سب اور آج؟ کیا اسے کرتے ہیں نئی نویلی دولہن کے ساتھ_

اسے رونا آرہا تھا مگر وہ رونا نہیں چاہتی تھی_

اسے کوئی شوق نا رہا گھر گھومنے کا وہ واپس اپنے کمرے میں آئی_
کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا_ سائیڈ ہر رکھے ٹیبل سے ٹکرائی _
"اوچچچ_" بے اختیار منہ سے نکلا_

پاوں بہت زور سے مڑ گیا تھا _

"کیا تکلیف ہے دفاع ہو جاو کہا بھی ہے _" وہ جھنجھلا کر کہتا نیند سے چوڑ آواز میں بولا _

اسکی نیند بہت کچی تھی ہلکی سی آواز پر انکھ کھل جاتی _

"پاوں مڑ گیا ہے _" وہی زمین پر بیٹھے اسنے روتے ہوے کہا

"بھاڑ میں جاو پاوں مڑ گیا ہے اندھی ہو دیکھ کر نہیں چل سکتی تھی _" وہ بیڈ سے اٹھ گیا _
نیند برباد ہو گی تھی _

"لائٹ ان کردے نظر نہیں ارہا کچھ "اندھیرے کمرے میں بندہ اندھا ہی ہوتا ہے_

"کرلو خود جیسے بند کی تھی ویسی ہی "وہ کہتا پتا نہیں کیسے واشروم چلا گیا_اور دروازہ زور سے بند کیا_

"اللہ ایک ہی دن میں یہ سب؟؟"اسنے اوپر چہرہ کر کے شکوہ کیا_

اسے کچھ سمجھ نہیں ارہا تھا کس طرف جائے_ایک ہی رات میں تو اسے کتنا ہی کمرہ یاد ہو گا_اسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ وہ ہے کہاں_

اپنے اس پاس ہاتھ ہلایا_وہی ٹیبل پڑا تھا جس سے وہ ٹکرائی تھی_اسی کا سہارا لے کر وہ اٹھی_درد کی ایک لہر سارے پاوں میں دوڑی_اسکا یہ پاوں بچپن میں ایک دفاع مڑا تھا اور اج پھر مڑ گیا تھا_

اسکے انسو گال پر بہتے جا رہے تھے وہ ٹیبل کا سہارا لے کر کھڑی ہو گی مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ لائٹ کہاں سے ان کرنی ہے_ لنگڑا کر وہ دیوار کا سہارا لے کر چل پڑی ساتھ ساتھ دیوار پر ہاتھ مار کر اسنے سوئچ بورڈ بھی ڈھنوڈنا چاہ_

یہ سب اسنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا_ کیا واقعی کوئی اتنا سنگ دل ہوتا_ ابو توزرا سی چوٹ لگنے پر ہسپتال لے جاتے تھے_ وہ بھول گئی وہ ابو تھے آور یہ شوہر_ جس کے سر پر اسے زبردستی مسلط کیا گیا تھا_

واشروم کا دروازہ کھلا_ اور وہ جیسے ہی باہر نکلا اسکے ساتھ ٹکرائی _

نائل نے اسے بازو سے پکڑ گرنے سے بچایا_
ایک۔ لمحے کے لئے نائل نے اسکی دھڑکن سنی_ جو انتہائی تیز تھی_ نیرہ نے انکھیں بند کر لی_

"اندھی عورت معذور ہونے کا شوق ہے؟"اسے چھوڑتا وہ لائٹ ان کرنے گیا_

لائٹ ان کرتے ہی کمرے میں روشنی پھیل گئ _

اسکئ پاوں پر ٹیبل پر لگی کیل لگ کر زخم ہوا تھا_ جس سے خون نکل رہا تھا_ خون اتنا نہیں نکلا تھا بس پاوں تک ہی لال ہوا تھا_

"چلنا بھی نہیں اتا تمہیں یا خود یہ سین کرئیٹ کرنے کا شوق تھا؟؟"اسنے سائیڈ ٹیبل سے فرسٹ ائیڈ بکس نکال کر بیڈ پر پھینکتا بولا_

نیرہ کا دل چاہ وہ اسکا دماغ ٹھکانے لگادے مگر درد تھا اس وقت_

"اب اوں گی یہاں یا اٹھا کر لاوں_"اسنے اسے وہی کھڑے دیکھ کر کہا_

وہ دیوار کا سہارا لیتی بیڈ تک ائی_

"سکون برباد کر دیا فلمی عورت_" وہ اسے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا_

"منحوس مرد جنگلی مرد_" اسنے بھی کہا تھا_

صبر کی حد ہوتی ہے اور اج نیرہ نے وہ بھی پار کی تھی_
اسنے شاید سنا نہیں تھا اس لئے دروازہ زور سے بند کرتا کمرے سے باہر نکل گیا_

نیرہ نے وہ زخم صاف کیا_ زخم گہرا نہیں تھا پاوں پر موچ ائی تھی اس کا درد بہت زیادہ تھا_

اسکا دل چاہ وہ واپس اپنے گھر چلی جایے_ یہاں کیسے ساری زندگی گزرے گی؟
یہاں کے لوگوں کے سینوں میں تو اسے دل نہیں پتھر لگتے تھے_

اسنے اسی بکس سے ایک ویکس نکال کر مالش کی _
رات کو کیا ہو گا؟؟اسنے سوچا _

"بھاڑ میں جایے سب اب میں بھی دو بجے اٹھوں گی کر لے جو کرنا ہے ان کو نیک
سلجھی ہوئی بہو چاہیے ہی نہیں اور نا ہی اسے جنگلی ادمی کو فرمانبردا بیوی چاہیئے خود
کو نائل سمجھتا ہے میں بھی نیرہ ہوں غرور انا میں اسے چار ہاتھ اگے
ہوں_ "فرسٹ ائینڈ بکس سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ بلیکٹ اوڑھ کر اسی جگہ سو گئی
جہاں وہ سویا ہوا تھا
کچھ دیر بعد اسے پاوں کے درد کا سکون اگیا اور وہ سو گئی_ نائل کہاں گیا تھا اسے
کوئی پرواہ نہیں تھی جب وہ ساری رات باہر گزار سکتا ہے امب بھی باہر رہے
لے گا_

وہ سوئی رہی اور کیسی نے بھی اسے نہیں اٹھایا_ سب نے ناشتہ کیا اور اسے بلانا ضروری نہیں سمجھا_ نائل سے پوچھا کہ وہ کہاں اور اسنے یہی بتایا کہ اسکے پاوں میں موچ ائی ہے کمرے میں ہی ہو گی_ اور وہ بھی ناشتہ کر کے سونے چلا گیا_ باقی گھر میں کیسی سے بھی اس سے کوئی لگاو نہیں تھا_ کہ وی کھانا کھائے یا نہیں_

تین بجے اسکی انکھ کھلی_ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا_ جب سے نکاح ہوا تھا اسے کھانا کھایا پہ نہیں جا رہا تھا اور رات کو بھی اسنے دو نوالے لئے تھے_ عجیب سسرال تھا اسکا_ سوئے ہوئے کو مرا ہوا سمجھ کر بھول ہی جاتے تھے_

پاوں کا درد کافی ہلکا تھا_ تھا مگر برداشت والا_
وہ منہ دھو کر کمرے سے باہر نکل ائی_

باہر شور تھا_ شاید سب رات کی تیاریاں کر رہے تھے_

"بیگم صاحبہ ناشتہ لگاوا پکے لئے؟؟"ایک ملازمہ نے پوچھا

"سب گھر والے کہاں ہیں؟؟"

"بڑے صاحب اور صارم صاحب باہر گے ہوئے ہیں بی بی جی حورین بی بی پالر گئی ہیں"_

"اور نائل؟؟"

"وہ اوپر اپنے کمرے میں سوئے ہوئے ہیں جی_"ملازمہ نے بتایا

اسکی بات سن کر وہ حیران ہوئی_اپنا کمرہ؟؟کیا وہ الگ رہے گا؟؟
"ہونہہ جائے جہاں مرضی_"دل میں کہا۔

"ناشتہ کرے گی اپ؟؟"

"نائل نے کیا ہے ناشتہ؟؟" وی اسے بھاڑ میں بھیج کر پھر بھی اسی کا پوچھ رہی تھی_

"جی باقی سب نے دس بجے ہی کر لیا تھا اپ سوئی ہوئی تھی اس لئے اپ کو نہیں اٹھایا"_

"اچھا میں نہیں کرتی ناشتہ_" وہ کہتی کمرے میں چلی ائی_

جن کی شادی ہے وہ سویے ہوئے تھے اور باقی سب پالر پہنچ گئے تھے_ عجیب ہی دنیا کے لوگ ہیں_
نیرہ کو تو سب ہی عجیب لگے تھے_

کچھ دیر گزرنے کے بعد حورین تیار ہوئی کمرے میں ائی _

"تمہاری نئند پوری ہو گی ہو تو یاد ہو گا رات کو ولیمہ ہے" _

"میں اٹھ گئی تھی بھابھی _" نیرہ نے کہا

"ہوں چلو سیلون اب گھر میں ڈریوار تو نہیں ہے نائل سے کہتی ہوں تمہیں سیلون چھوڑائے" _

وہ خاموشی سے سنتی رہی _ حورین کمرے سے باہر نکل گئی _

"اپنے لڑکے کا کوئی حوش نہیں ساری رات نجانے کہاں مٹر گشت کرتا رہا اور اب میں سو گئی تو طعنے مارنے لگ گئی _" وہ بڑبڑائی _

تھوڑی دیر کمرہ لاک ہوا_ اور مشال روم میں ائی_

"چچی اپ باہر اجائے چاچو بلا رہے ہیں" مشال نے اتنا کہا اور باہر نکل گئی_
یہ وہی بچی تھی جو رات کو اسے دوستی کر کے گئی تھی_

"خون کا اثر تو ہو گا_" دل میں سوچتی وہ کمرے سے باہر نکل ائی_

وہ گاڑی کے قریب ائی جہاں وہ بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا_

وہ خاموشی سے اسکے ساتھ بیٹھ گئی_ اور اسی خاموشی سے وہ اس سیلون چھوڑ کر
واپس اگیا_

ان کا ولیمہ ہو چکا تھا_ نائل تو ولیمے پر ایسے غائب
تھا جیسے یہ ولیمہ اکیلے دولہن کا ہی ہے دولہا تو ہے ہی نہیں_ عام لڑکیوں کی طرح شادی کو لے کر نیرہ کے کچھ زیادہ خواب نہیں تھے_ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ اس جذبے سے بلکل خالی دل۔ تھی._

کمرے میں اکر اسنے اپنے کپڑے چینج کر کے وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کی_ کھانا اسنے اج بھی سہی نہیں کھایا گیا_ امی ابو چاچو سب سے ملی مگر کیسی کو بھی یہاں کا روایہ نہیں بتائا_ نجانے کیوں وہ خاموش ہو گی_ حلانکہ وہ خاموش رہنے والوں میں سے نہیں تھی_

نماز ادا کر کے وہ بیڈ پر اکر سونے کی کوشش کرنے لگ گئی_ پھر نجانے کہاں سے انسو انکھوں سے نکلنے لگے_

کیا کوئی اتنا سنگ دل بھی ہو سکتا ہے کل بھی ساری رات وہ باہر رہا اور اج بھی سارا وقت وہ اسے نظر نہیں ایا_ اور اب رات کے گیارہ بج رہے تھے اور اسکا کوئی نام ونشان بھی نہیں تھا_ اب تو گھر والوں کا رویہ بھی بدلا بدلا سا تھا _

کیا بس ایک دن کی ہی دولہن ہوتی ہے ؟؟ اسے کیسے نے بھی اج بھی کھانے کا پوچھنا مناسب نہیں سمجھا_

سسرال میں سب سے بڑا سہارا شوہر ہوتا ہے جب وہ ہی ساتھ نا دے تو باقی سب سے یہ امید بندہ رکھ سکتا ہے_

ان ساری سوچوں میں نجانے کب اسکی انکھ لگ گئی اور وہ سو گئی_ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ بہت گہری نیند میں چلی گئی _

وہ سوئی ہوئی معصوم لڑکی انجان تھی قسمت بہت برا کھیل کھیلنے والی ہے اسکے ساتھ _

بارہ بج کر چالیس منٹ تھے جب وہ کمرے میں داخل ہوا_ لائٹ ان تھی مگر وہ بلیکٹ اوڑھے بے خبر سو رہی تھی_ وہ چلتا ہوا بیڈ کے قریب ایا_

نائل کل بھی محض اسی وجہ سے ساری رات باہر گزرا کر ایا تھا کیونکہ وہ اس لڑکی کی موجودگی میں اپنا اپ کھو دیتا تھا_ وہ جب بھی ار گرد ہوتی تو وہ اپنے اپ پر اختیار نہیں کر سکتا_ اور کل تو وہ بے حد حیسن لگ رہی تھی_ دولہن کا روب اس پر بہت چڑھا تھا یہی وجہ تھی کہ نائل ساری رات باہر گزار کر ایا اور اج بھی وہ باہر رہنا چاہتا تھا مگر اسے سکون چاہیے تھا وہ بھی تھک گیا_ مگر اب پھر اسے اس طرح بے خبر سوئے دیکھ کر وہ بے اختیار ہو رہا تھا_ مگر خود پر اختیار کیا_

اور کچھ سوچ کر اسکے لب مسکرائے

'بیوی ہے کچھ بھی کر سکتا ہوں_ "دل میں سوچا

"نیرہ نیرہ_ "اسے پکارا جو ایک بار گہری نید۔ میں چلی جائی تو پاس ڈھول بجالو وہ نہیں اٹھتی تھی _

"نیرہ اٹھو_ "اسے بازوں سے پکڑ کر چھجھوڑا

وہ بدک کر اٹھی_ اور سامنے اسے دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی_

'کانوں میں روئی گھسا کر سوتی ہو؟"" راگینگ چیئر پر بیٹھتے پوچھا

اسکی انکھیں نیند سے بند ہو رہی تھی_ بامشکل ہوں کہا_

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ چینچ کرو کیا میں نے تمہیں دیکھا تھا؟؟"

اسکی بات پر نیرہ کی انکھیں کھلی_ کل تو اکر اتا رواد یا تھا اسی لئے اج اس کے کہنے سے پہلے چینج کر لیا تھا_

"نماز پڑھنی تھی_" کہا

"تو؟؟ شوہر کے لیے تیار ہوئی تھیٔ نا اج لیکن میں نے تو نہیں نا دیکھا تھا چلو اٹھو اور تیار ہو بلکل۔ وہسے ہی جیسے ہوئی تھی_" اسے کہتا وہ چیر پر جھولنے لگا

"اپ کو یاد ہو کل بھی اپ کے لیے ہی تیار ہوئی تھی_" نیرہ نے کہا

"پیار سے سمجھاوں گا اور ایک بار سمجھاوں گا میرے اگے یہ زبان بلکل بند ورنہ نائل کیانی نام ہے چٹکیوں میں تمہاری زبان بند کروں گا_" اسے وارن کیا

"سمجھ کیا رکھا ہے اپ نے مجھے اگر یہی سب کرنا تھا تو بیاہ کر کیوں لائے تھے عزت سے میرے گھر والوں نے اپ کے ساتھ رخصت کیا ہے اپکے ماں باپ

رشتہ لے کرائے تھے میرے گھر بھاگ کر نہیں ایی میں اپکے ساتھ_ "صبر پگھل رہا تھا_ کل۔سے بے حد صبر کر چکی تھی وہ اب اسکی بات سن کر اسے غصہ اگیا

وہ چیئر سے اٹھا اور اسکے قریب ایا_ بیڈ پر سے اسے اٹھا کر واشروم کے دروازے کے باہر لا کر کھڑا کیا_

"مجھے اگلے دس منٹ میں تم تیار چاہیے بلکل وہسے ہی جیسے ہوئی تھی اگر نا ہوئی تو اسکے قریب ایا_ بھول جانا میں انسان ہوں"_

"نیرہ نے لال۔ہوتی انکھوں سے اسے دیکھا"_

"کیا کرو گے کرو جو کرنا ہے تم جیسے مرد تو شادی کرتے ہیں جسم کے لئے کر لو جو کرنا ہے نہیں ڈرتی میں نا تم سے اور نا تمہاری دھمکیوں سے_ "وہ بھی اب ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی_

نائل نے اپنا دائیاں ہاتھ اسکے گال پر چھاپ دیا تھا_ تھپڑ اس قدر زور سے پڑا تھا کہ نیرہ کو اپنا سر چکڑاتا ہوا محسوس ہوا_

"ساری بکواس سن لیتا تو ہاتھ نا اٹھاتا مگر یہ جو بکواس جسم والی کی ہے یہ اسکی سزا ہے اگر جسم کی چاہ ہوتی تو کل تم میرا روب دیکھتیٔ میں تو تمہارے سامنے بھی نہیں ایا تھا کل تم جیسی بدزبان عورت میرے قابل ہی نہیں"_

نیرہ خاموشی سے بس اسے دیکھ رہی تھی_

دل کے کیسی کونے سے آواز ائی_ نیرہ یہ نہیں بولنا چاہیے تھا_ مگر اب کیا فائیدہ_

"صرف دس منٹ دس منٹ میں تیار ہو کر اوا گرنا ائی تو میرے پاس بہت سے طریقے ہیں دفاع ہو جاو_ "اسے ہاتھ سے واشروم جانے کا کہتا وہ واپس چیئر پر اکر بیٹھا_

کماز کم۔وہ اس لڑکی سے اتنی گھٹیا بات کی امید نہیں رکھتا تھا_ وہ تو اسے معصوم لگی تھی_ اسے تو اج ہی محسوس ہوا تھا جیسے سب غلط کہ رہے ہیں اسکے بارے میں کہ وہ چالاک ہے حلانکہ وہ وہ تو مصوم سی ہے مگر سب سہی کہتے ہیں وہ ایک نمبر کی بدزبان بداخلاق بتمیز ہے_

وہ اپنی پیشانی مسل رہا تھا جب واشروم کا دروازہ کھجھول کر وہ باہر نکلی_ وہی کپڑے پہینے ہوئی تھے_ البتہ اسکی انکھیں لال تھی جو واضع بتا رہی تھی کہ وہ روئی ہے_

ثابت ہوا نیرہ جیسا ڈھیٹ دنیا میں نہیں_

"وہ وہی کھڑی رہی

_تمہیں میری بات اثر نہیں کرتی؟؟"نائل نے پوچھا

جواباً اسنے گردن نفی میں ہلائی _

"ڈھیٹ ہو خیر میں نے بھی بہت ٹیڑھی ہڈیاں سیدھی کی ہیں تمہیں بھی کر لے گے_"وہ بولا

"تمہاری ہی پسلی سے بنائی گی ہو مجھے سیدھا کرو گے تو اپنی ہی پسلی توڑو گے_"اطمیمان سے کہتی بیڈ کے قریب ائی_

"اپنی انا کی خاطر میں کیی ہڈیاں پسلیاں توڑ سکتا ہوں"_

"توڑتے رہو دھرتی سے بوجھ ہی کم۔ہو گا_"وہ بیڈ ہر بیٹھی_۔

"یہ بوجھ دھرتی سے کم ہوا تو تم دھرتی پر بیوہ کہلاوں گی_ "اسنے بتایا

"کل سے بڑا سہاگن کہلا رہی ہو_ "بے دھیانی میں ہی اسنے بہت کچھ کہ دیا تھا_

"تو کیا چاہتی ہو؟؟" وہ چیئر سے اٹھا

"سکون کی نیند_ "کہتی وہ بیڈ پر لیٹ گئی_

"اٹھو_ "وہ دھاڑا_

ابھی ہی تو وہ اتنا نرم۔ ہو گیا تھا_

وہ اٹھ گئی_

"کھڑی ہو_ "اسے کہتا وہ چیئر پر جا کر بیٹھا_

"اور کھڑی رہو جب تک میرا دل نہیں بھر جاتا_ "وہ چیئر پر جھولتا مزے سے بولا_

"نیرہ کی زبان بند ہو گئی تھی_ ایک تو نیند اوپر سے بھوک اور یہ ظلم "_

"خبردار اگر یہ جھوٹے انسو نکالے ڈرامے باز عورت_ "اسے رونے کے قریب دیکھ کر نائل نے منع کیا_

تقریبا ایک گھنٹہ ہو چکا تھا اسے اسی طرح ایک ہی پوزیشن میں کھڑے_ اب تو اسے چکر سے انے لگے تھے_

وہ اتنی ہی پر سکون انداز میں جھولا جھولتا اسے دیکھ رہا تھا_ نیرہ کو سمجھ نہیں ارہا تھا اخر وہ یہ کر کیوں رہا ہے حلانکہ اسکی خود کی انکھیں نیند سے چور تھی_

اسی طرح اسے ایک اور گھنٹہ گزرا_ گھڑی دو بجا رہی تھی_ رات کے دو بج رہے تھے_

اب ہمت ختم ہوتی جا رہی تھی_ بھوک نیند سے بس ہو گی تھی_

وہ جو کچھ وقت پہلے اسے جواب دے رہی تھی اب ایک بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی_

نائل جانتا تھا اسکی حالت مگر پھر بھی انجان بنا اسے دیکھتا رہا _

"تقریبا دس منٹ بعد اسے چکر ایا اور وہ نائل کے قدموں میں جا گری" نائل کو بلکل اندازہ نہیں تھا کہ باتوں کی پکی اندر سے اتنی کمزور ہے _

اسے اپنے قدموں سے اٹھایا اور بیڈ ہر لیٹایا_ اور خود کمرے سے باہر نکل کر اوپر اپنے کمرے میں اگیا _

فرش ہو کر وہ بلیکٹ اوڑھ کر بیڈ پر لیٹ گیا_ انکھیں بند کی تو نیند سے بھری لال انکھیں نظر ائی_

"اچھا ہے ہو ہی اسی قابل_ "کہتا وہ سونے کی کوشش کرنے لگ گیا_ اور کچھ دیر بعد سو بھی گیا_

اور نیچے وہ ساری دنیا سے بے خبر اپنے محرم کے ظلم کی ماری انکھیں موندے ہوئی تھی_

رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی_ ایک سزادے کر پر سکون کی نیند سو رہا تھا اور ایک سزا کھا مکر دنیا سے بے خبر بیڈ پر پڑی ہوئی تھی_

صبح دس بجے اسکی انکھ کھلی_ سر اس قدر بھاری تھا جیسے اسمان گر گیا ہو_ رات کا سارا منظر انکھوں کے سامنے لہرایا_

وہ زمین پر اسکے قدموں میں گری تھی_ جو کیسی کے سامنے نا جھکنے والی محض ایک رات میں ہی اپنے شوہر کے قدموں میں گر گئ تھی _
قسمت ہی ایسی تھی_ وہ اج تک کبھی کیسی کے سامنے نہیں جھکی تھی اور اج قسمت نے اپنے ہی محرم کے قدموں میں پھینک دیا_ اس سنگ دل محرم کے قدموں میں جو ادھی رات کو اسے اکیلا چھوڑ کر چلا گیا تھا_ بغیر یہ پرواہ کئے کہ وہ مر بھی سکتی ہے_

نیرہ کا دل کیا وہ چیخیں مار کر روئے_ دنیا کے سارے غم اسے ہی برداشت کرنے تھے_ پہلے اپنے خواب کا قتل کر کے یہ شادی کی اور اب شادی کے بعد یہ سب؟؟؟

"ابو اپکی خاطر سب برداشت کیا سب کچھ_" وہ اپنے ابو کی خاطر سب برداشت کرلے گی_ وہ ان کی سمجھدار بیٹی ہے_ مطلب ہر درد برداشت کرنے والی_ والدین بہت مان اور فخر سے اولاد کو سمجھدار ہونے کا لقب دے دیتی ہے مگر یہ وہی سمجھدار اولاد جانتی ہے کہ اسنے کتنے دکھ درد برداشت کرنے ہیں_

بھوک سے برا حال تھا_ کمزوری اس قدر ہو گی تھی کہ بیڈ سے اٹھتے ہی چکرایا اور وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی_

وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی_ منہ پر ہاتھ رکھے وہ اپنی سسکیوں کو روک رہی تھی_ وہ کیسی کے سامنے نہیں روتی تھی_ اج تک وہ اپنی ماں کے سینے سے لگ کر بھی نہیں روئی_ ہر بار منہ چھپا کر اکیلے میں روتی تھی_ دوسرے کیا جانے ان انسو کی قیمت_ ان انسو کا درد صرف اللہ جانتا ہے_ اس لیے وہ صرف تنہائی میں روتی_ جب وہ اور اسکے اللہ ہوتے_

بہت حمت جمع کر کے وہ بیڈ سے اٹھی اور منہ ہاتھ دھو کر کمرے سے باہر ائی_
کچن کس جانب تھا اسے نہیں علم۔ تھا_ وہ ادھر ادھر نظریں گھما کر کچن ڈھوڈ
رہی تھی جب ایک طرف سے وفا اتی نظر ائی _
"کما از کم وہ اس حالت میں اس پاگل لڑکی سے نہیں پوری ڈال سکتی تھی_" اسنے
اسے دیکھ کر انکھیں گھمائی_
وفا اسکے پاس ائی _
"کیا ہوا کچھ چاہیے تھا؟؟" وفا نے پوچھا
نیرہ کو حیرت اسکے اس تمیز دار نہ لہجے پر ہوئی _
: کچن کہاں ہے؟؟"

"کچن کیوں جانا ہے میں یہی چھری لا دیتی ہوں لیکن سنوں لان میں جا کر
خود کشی کرنا گھر میں تمہارے گندے خون کی سمیل پھیل جائے گی جو مہنگے سے

مہنگے ائی فیشنز سے بھی نہیں جائے گی_ "دل کا زہر زبان سے اگلتی وہ بھول گئی اگلی کے دل پر یہ تیر کی طرح برس رہے تھے_

وہ خاموشی سے اسکے قریب سے گزرنے لگی_

"کیا ہوا بس ایک رات میں ہی نائل نے بولتی بند کروادی_ ؟؟؟"اسکا پلٹ کر جواب نا دینا وفا کو بہایا نہیں

"میرے شوہر نے رات کو سمجھا دیا تھا کہ یہاں ایک پاگل عورت ہے اور مجھے اسکی باتوں پر غور نہیں کرنا اور اس سے بچ کر رہنا ہے_ "اسے جواب دیتی وہ اسکے تن من میں اگ لگا کر کچن ڈھوڈنے لگ گئی_

"اجاو نائل کے بچے تم نے مجھے پاگل کہا تم گھراو_ "وہ نائل کو کوستی اپنے کمرے میں چلی گئی_

نیرہ کے لب مسکرائے_ نیرہ کیانی اپنے شوہر نائل کیانی کے ظلم برداشت کرلے گی مگر کیسی اور کو حق نہیں دے گی کہ کوئی اس کی ذات کی دھجیاں اڑائے_

بلاخر اسے کچن مل گیا تھا_

"اپ اٹھ گئی اپ کے لئے ناشتہ لگاوں؟؟' ملازمہ نے اسے کچن میں دیکھ کر پوچھا

"جی لگادے پلیز_ "اسنے کہا اور وہی رکھی چیئر پر بیٹھ گئی_

کچھ دیر بعد وہ ناشتہ کر کے اسی ملازمہ سے دل بھلانے کے لئے باتیں کی اور واپس کچن سے باہر نکل ائی_

لاونج میں اسے اسیہ بیگم اور حورین باتیں کرتی نظر آئی_
جاوں یا نا جاوں؟؟ وہ ان کے ساتھ بیٹھنے کا سوچ رہی تھی_

پھر وہ ان کے پاس اکر بیٹھ گئی _
اسے وہاں اکر بیٹھتا دیکھ کر دونوں خاموش ہو گی_ نیرہ پانچ منٹ وہاں بیٹھی رہی مگر دونوں کی زبان پر تو جیسے تالا لگ گیا تھا نیرہ کو دیکھ کر_ اسے وہاں بیٹھنا اب اعجیب لگ رہا تھا_ جہاں اپکی موجودگی کھٹکے وہاں سے نکلنا ہی بہتر ہوتا ہے_

" یا اللہ کہاں پھس گئی یہاں کے تو لوگ ایسا بے ہیو کرتے ہیں جیسے میں ان کے بیٹے کے ساتھ بھاگ کر ائی ہوں_ "کیا کروں کس کو بتاوں؟؟؟ اپنا موبائیل وہ زیمل کو ہی دے ائی تھی_ موبائیل بھی نہیں تھا جو وہ گھر کال کر لیتی _
یہاں کیسی سے تو امید نہین تھی کہ دے گے؟؟ کیا نائل دے دے گا؟؟؟ دے گا اگر نا دیا تو میں لے لوں گی

—

شام کو اسے جہاں زیب صاحب کی آواز لاونج سے ائی _

وہ واپس اپنے کمرے سے نکل کر لاونج میں ائی _

انہوں نے اسے وہاں دیکھ کر بیٹھنے کا کہا _

شکر کیسی کو تو خیال ایا کہ وہ بھی اسی گھر کہ فرد ہے _

"کیا حال ہے بھئی تمہیں تو بہت نیند اتی ہے جب پوچھو سوئی ہوتی ہو؟؟"

"نہیں انکل میں سوئی ہوئی نہیں تھی بلکہ میں تو باہر ایی بھی تھی لیکن کوئی بات ہی نہیں کرتا _ "اسنے بھی شکایت لگائی _

"تم باہر نکلو ان سے بات کرو تو کرے گے خیر اہستہ اہستہ تم سیٹل ہو جاو گی یہاں _ "انہوں نے کہا

"ہونہہ سیٹل منہ نہس لگاتا یہاں کوئی "اسنی دل میں کہا _

"یہ لے فروا کی کال ہے_ "اسیہ بیگم نے جہاں زیب کو موبائیل دیا اور کہا

وہ موبائیل لے کر وہاں سے اٹھ گئے _

اسنے ابھی تک نافروا کو ہد یکھا تھا اور نا ہی بات ہوئی تھی _
"وہ بھی انہس کی طرح ہو گی اور ہے بھی امریکہ اٹیٹیوڈ کی دوکان ہو گی_ "اسنے دل میں سوچا_

"گھر کے کام وغیرہ کر لتی ہو_ ؟"صارم نے پہلی بار اسے بات کی

"جی بھائی کر لیتی ہوں_ "نیّرہ نے مسکرا کر جواب دیا

"ٹھیک ہے اب گھر کے کاموں میں حورین کا ہاتھ بٹانا"_
"اہہہ کاش میرا شوہر بھی ایسا ہوتا_ "اسکے دل نے کہا

اسے برا نہیں لگا تھا وہ جانتی تھی جیسے اپنے گھر کام کرتے ہیں ویسے ہی سسرال میں کرنا ہوتا بلکہ یہاں تو ذمہ داری سے کرنا ہوتا مگر صارم کا اسے اس طرح کہنا اپنے حق میں برا لگا تھا مگر حورین کے حق میں اچھا لگا تھا_ کیونکہ اسے اپنہ بیوی کا۔ خیال تھا_

وہ الگ بات تھی کہ اسکے شوہر کو نہیں تھا_

صارم کو وہ اتنی بھی چالاک نہیں لگی جتنا اسکی ماں اور بیوی بے بتایا تھا_ کچھ دیر کی ہی اسکے ساتھ گفتگو کے بعد وہ پہچان گیا تھا اسے_ نائل کی سوچ کے مطابق کی لڑکی ہے_

اسے کچھ دیر بات کرنے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں ائی_ پاوں کا درد پھر سے شروع ہو گیا تھا_ بیڈ پر بیٹھی وہ اپنے پاوں پر جیل لگا رہی تھی اور وہ دھڑ دروازہ کھول کر اندر ایا_

اسکے ہاتھ سے جیل لے کر دور پھینک کر اسے بازوں سے پکڑ کر بیڈ سے اٹھایا_

"کیا بکواس کیا ہے وفا کے ساتھ کہ میں نے تم سے کہا کہ وہ پاگل ہے؟" اسکی انکھوں میں غصہ تھا جسے دیکھ کر نیرہ گھبرائی

"چھوڑو درد ہو رہا ہے_" اپنا بازوں چھڑانا چاہ

"تم سمجھتی کیا۔ ہو خود کو میں تمہاری ساری بکواس سنتا ہوں تو تم کچھ بھی کہ دو گی برداشت کر لوں گا حد میں رہو نیرہ ورنہ عرش سے فرش پر پٹخ دوں گا ہواں میں مت اڑو پر کٹ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گا_" اسے جھٹکا دے کر بیڈ پر گرایا_

"نہیں اتنی تکلیف کیوں ہو رہی ہے تمہیں کیا لگتی ہے وہ تمہاری؟ صرف کزن ہے نا تو پھر اتنا بھڑک کیوں رہے ہو میں اسکے سامنے کہتی ہوں کہ وہ پاگل ہے

کیونکہ جو باتیں اسنے مجھ سے شادی کی رات کی وہ کوئی پاگل ہی کر سکتا ہے اور میرے پر کاٹو گے اڑے پر تو اسی وقت کاٹ دیے تھے جب میں نے تمہارے ساتھ نکاح کیا تھا_ انگلی اٹھا کر اسے ورن کرتے کہا" مجھ پر اپنی مرانگیٔ مت چھڑنا_ "

وہ بلکل بے خوف ہو کر گویا ہوئی

"میری وہ جو بھی لگتی ہے تمہیں اس سے کوئی موت نہیں پڑنی چاہیے تم حد میں رہو"_

"موت تو پڑے گی مسٹر نائل شوہر تم میرے ہو سمجھے"_

"لیکن تم تو میری بیوی نہیں_"اسے دیکھتے کہا

'کیوں پھر کون ہے تمہاری بیوی نام۔بتاوں اسکا؟؟"

"ابھی ہے نہیں لیکن ہو جائے گی پھر نام بھی بتادوں گا_"یک دم نائل کا لہجہ بدلا_

"تو تم دوسری شادی کروگے؟؟"

"ہاں کروں گا کیا کرلو گی تم میرا؟؟؟_"اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی

"کچھ نہیں کروں گی بلکہ اپنی سوتن کو تو کچھ بھی نہیں کہوں گی ہاں تمہارا قتل کرکے خود بھی تمہارے ساتھ اوپر جاوں گی پچھلے سنبھالتی رہے وہ تمہارے بچوں کو_"اسے کہا

"اچھا اگر میں کہوں کہ دوسری بیوی ہی تم۔ ہو اور میری پہلی بھی بیوی ہے پھر؟؟"نائل نے اسکی انکھوں میں دیکھتے مسکرا کر کہا

نیرہ کا دل دھڑکا_ انکھیں یکدم نم ہونے لگی_

نائل اسکی حالت سے محفوظ ہو رہا تھا_ بڑی ائی قتل کر دوں گی_ دل میں اسکا مزاق اڑاتا وہ بیڈ کراوں سے ٹیک۔ لگا کر اب اسے دیکھ رہا تھا_

وہ سب کچھ برداست کر لے گی گھر والوں کی زیادتی نائل کا۔ ظلم سب کچھ مگر سوتن نہیں_
اسے دیکھتی وہ کمرے سے باہر نکلی اور دروازہ زور سے بند کیا_

"باپ نے لگا کئے دئے تھا اسکے_ "نائل نے اہستہ سے کہا اور انکھیں موند کر اسکی نمی سے بھری انکھیں یاد ائی_

وہ مسکرایا_ دو گھنٹے کھڑے تو ہو نہیں سکی پھونک مارو تو اڑ جائے اور قتل کر دے گی _

اسکی کمزوری پر طنز کرتا وہ مسلسل۔ مسکرا رہا تھا _

اور کچھ ہی دیر میں اسکا بلوا یا تھا جہاں زیب صاحب کی طرف سے_ اسکی سٹڈی روم میں پیشی ائی تھی_

"ضرور اس چھپکلی نے ڈیڈی کو شکایت لگائی ہو گی_ "شرٹ کے بٹن بند کرتا وہ بڑبڑایا_

سٹڈی روم میں ایک طرف جہاں زیب صاحب بیٹھے تھے اور ان کے سامنے وفے پر نیرہ بیٹھی تھی _

اسکا۔ شک بلکل سہی ثابت ہوا تھا_

"جی ڈیڈی اپ نے بلایا؟" اندرا کر اسنے پوچھا

"تم نے نیرہ سے کیا کہا کہ تمہاری پہلی بھی شادی ہوئی ہے؟؟" ان کا لہجہ سخت تھا

نائل نے اس دو گز کی زبان والی چھپکلی کو دیکھا_

"نہیں ڈیڈی یہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے تو اس سے کوی بات ہی نہیں کی _"ایک دم وہ انکاری۔ ہو گیا تھا

"نائل جھوٹ مت بولے اپنے خود کہا تھا کہ اپکی پہلی بیوی بھی ہے اور دو بچے بھی_"وہ بھی نیرہ تھی ایک کے ساتھ دو لگانا اچھے سے اتا تھا

"جھوٹی میں نے صرف شادی کا کہا تھا بچے کہاں سے اگے اور وہ بھی دو_" وہ حیرانگی سے سچ بول۔ گیا_

"اسکا مطلب اپ اعتراف کرتے ہیں کہ اپنے شادی کا کہا تھا ہیں نا نائل؟؟؟" اسے دیکھتے معصومیت سے پوچھا

جہاں زیب حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے کہ کیسے صرف دو منٹ میں اس سے سچ اگلوالیا تھا جس سے اج تک وہ سچ نہیں اگلوا سکے_

"نائل انسان بن جاو کوئی اسکی شادی وادی نہین ہوئی مزاق کر رہا ہو گا ڈگڑی اسکی کچھ ماہ پہلے مکمل ہوئی اور میں اسکی شادی کرتا بلکل جھوٹ ہے بیٹا تم بے فکر رہو اسے عادت ہے مزاق کو بھی سیریس ہو کر کرنے کی_" جہاں زیب صاحب نے اسے تسلی دی

"جی انکل میں جانتی تھی_ "اس نکمے کو کوئی اپنی بیٹی نہیں دے گا" اخری بات دل میں کہا

"انسان۔بن جاواور عقل۔سے کام۔لو_ "سٹڈی روم سے نکلتے وہ نائل کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے اور باہر چلے گے_ کماز کم کچھ ماہ نیرہ کے ساتھ بہت اچھا رہنے تھا کیونکہ سارا خاندان یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ اس لڑکی کے ساتھ انکا روایہ کیسا ہے_

وہ روم۔سے باہر نکلے اور نائل اسکی طرف ایا_

"اوہ زرا تم کمرے میں_ "اسے کہا

"اپ ائے زرا ہ کمرے میں اپکی دوسری شادی میں کراوتی ہوں_ "وہ کہتی صوفے سے اٹھ کر کمرے میں اگئ

"یاخدایا کیا یہی بچی تھی میرے لئے_"چھت کی طرف دیکھتے کہا
اس سے اچھی تو وہ دوسری ہی تھی کماز کم زبان تو نہیں چلاتی تھی_اسے سوایرا
کا۔کہا

جہاں زیب صاحب نے کمرے میں اکر اسیہ بیگم کو ساری بات بتائی_

"میں کہتی تھی نا یہ لڑکی بہت تیز ہے دیکھے کیسے ایک دم اپسے شکایت لگانے
اگئی"_

"اسیہ جو بھی کہالو نائل کو یہی پٹڑی پر۔لائے گی ایک دم اسکے مطابق کی۔لڑکی
ہے اچھا ہے جب تک رہے گی اسے سدھار دے گی_"جہاں زیب نے ک

"مہرے معصوم بیٹے کو زراہ بھی یہ چلاک لڑکی نہین سوٹ کرتی"_

"تمہارا معصوم بیٹے کو اچھے سے جانتی ہوم بھی اور میں بھی کہ وہ کتنا معصوم ہے"_

"جو بھی جلدی ہے سے معاملہ ختم کرے اور میرے بیٹے کی جان چھوڑوائے اس چڑیل سے"_

"صبر رکھو سارا خاندان کی نظریے ابھی ہم پر"_

"میں نہیں جانتی بس میں اس لڑکی کو نہیں برداشت کر سکتی"_

"برداشت کرنا پڑے گا"_

"صرف کچھ عرصہ بس"_

"بلکل صرف کچھ عرصہ_"جہاں زیب مسکرائے_

"جو بھی بکواس کرنے ہوتی ہے مجھ سے کیا کرو میرے ڈیڈی کو بیچ پر مت لایا کرو_"کمرے میں اکر نائل نے اس سے کہا

"تواپ بھی دوسروں کہ بکواس سن کر مجھ پر غصہ مت کیا کرے"_

"تم کام ہہ ایسا نا کرو کیوں جا کر وفا سے کہا کہ تمہارے شوہر نے بتایا کہ یہاں ایک پاگل ہے"_

"بس کہا میری مرضی اس وقت مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ اس عورت کے ساتھ لڑ سکتی اس لئے بات ختم۔ کرنے کے لئے مجھے یہی سہی لگا"_

"شاباش تم اپنے معاملات سیدھے کر کے مجھے ان میں الجھادیا کرنا"_

"تو شوہر ہو فرض ہے تمہارا" بیڈ پر لیٹی اسنے کہا

"شوہر ہوں تمہارا کوئی پراپرٹی نہیں جو سب کے سامنے اتنی اتراتی پھیرتی ہو_"اسے وفا کی بات یاد آئی جو اسنے کہی تھی کہ وہ اسے بہت بہادری سے پنا شوہر کہہ رہی ہے

"بیوی کے لئے اسکا شوہر ہی سب سے بڑی دولت ہوتی ہے مسٹر نائل کیانی"_

"کیا شوہر بیوی لگا رہی ہو نیرہ میڈم تم تو میری بیوی نہیں نا ہی تمہیں اپنی بیوی بنا رہا ہوں میں"_

"نکاح تو کیا ہے نا؟؟"

"نکاح کیا ہے اسی لیے اسی حد تک رہو زیادہ بیوی بیوی مت کرو"_

"نکاح کیا ہی تو میری ساری ذمہ داری تم پر ہے مجھے موبائیل لے کر دو_"نیرہ نے ساتھ موبائیل۔ کا مطالبہ کیا

"کیوں کیا کرنا ہے تم نے موبائیل کا؟؟"

"تمہاری طرح کچھ نہیں کرنا اپنے گھر والوں کی خیر خیرت پوچھنی ہے اگر سمارٹ فون افورڈ نہیں کر سکتے تو سادہ فون لے دو جس سے میں اپنی فیملی سے

کنٹیکٹ میں رہوں_ "وہ اچھی بیوی تھی شوہر پر اپنی خواہشات کا بوجھ نہیں ڈال سکتی تھی_

"پہلی بات میں سب کچھ افورڈ کر سکتا ہوں دوسری بات اپنے گھر سے موبائیل۔لے کراتی تیسری بات کوئی بھی نہیں لے کر دے رامو بائل سارا دن اسی کے ساتھ لگی رہو گی اور یہاں کی بات تم وہاں پہناچاتی رہو گی جو تم عورتوں کا کام۔ہے_ "اسنے کہا

"مسٹر پہلی بات موبائیل تو تم لے کر دو گے کیونکہ میرے باپ نے مجھے تم کو سونپا ہے اب ان کی ذمہ داری نہیں اور دوسری بات مجھے کوئی شوق نہیں اپنی اور اپنے شوہر کی باتوں میں کیسی بھی تیسرے کو شامل کرنا چاہیے وہ تیسرا میری ماں یو یا بہیں میں "_

"پھر میرا شوہر زبان نکالوں گا اب تمہاری اگر یہ کہا_"اسے غصہ ارہا تھا جب وہ بار بار اسے اپنا کہہ۔رہی تھی

"میرے سر تاج کو سب کی اجازت ہے_"اسے دیکھتی مسکرا کر کہا

"سر تاج ایی بڑی سر تاج بنانے والی دماغ مت خراب کرو اٹھو یہاں سے مجھے سونا ہے جب سے میری زندگی میں ائی ہو مجال ہے جو سکون سے سویا ہوں_"اسے مسکراتا دیکھ کر نائل کے دل کو کچھ ہوا

"مسٹر کیانی اپ جہاں مرضئ جا کر سو جائے میری طرف سے اپکو اجازت ہے_"بلیکٹ خود ہر اوڑھتی وہ بولی

نائل نے اگے بڑھ کر اسکے اوپر سے بلیکٹ اٹھایا

"اٹھو یہاں سے"_

"کیا ہے سکون کیوں نہیں کرنے دے رہے"_نیرہ نے غصے سے کہا

"اٹھو اور یہاں زمین پر سو تمہارے باپ کا نہیں ہے یہ سمجھی"_اسے بیڈ سے نیچے کرتا وہ بولا

"میرا باپ دے رہا تھا مجھے اپکے ہی باپ کو جہیز جیسی لعنت نہیں چاہیے تھی سمجھے ائیندہ یہ بات کہی تو یاد رکھنا بہت برا کروں گی میرے ابو کے بارے میں کچھ بولا تو زبان کاٹ کر ہاتھ میں دوں گی سمجھے"_وہ نائل سے اس طعنے کی امید نہیں رکھتی تھی

"بڑی ائی زبان کاٹ کر دون گی جاو بی بی اپنی اوقات دیکھو"_نائل اسے باہر کا دروازہ دیکھاتا بیڈ پر لیٹا

"نائل یہ بات مت بھولنا دونوں کی رگوں میں ایک ہی خاندان کا خون دوڑ رہا ہے اگر تم میں انا غرور ہے تو میں بھی انا ذادی ہو اپنی عزت کی خاطر سب داو پر لگا دوں گی زبان سنبھال کر رکھنا میرے خاندان کے بارے میں کچھ کہا تو اچھا نہیں ہو گا اور قسم خدا کی اسے دھکی مت سمجھنا میں کر دیکھاوں گی"_

"اچھا بیگم میں تو ڈر گیا نکلوائی بڑی" اسکا تکیہ زمین پر پھیکتے اسنے کہا

نیرہ نے فرش پر گرے تکیہ کو دیکھا_ وہ رونا نہیں چاہتی بلکل بھی نہیں_

"فکر نا کرو بہت مہنگا اور قیمتی ماربل ہے میرے گھر کا تمہارے گھر کا سیمٹ کا سخت فرش نہیں سکون سے سو جاو گی تم_ "ایک اور طنز کا تیر بار سا تا وہ بلنکٹ اوڑھ کر انکھیں موند لی

ضبط کیے ہوئے انسو اب گال پر بہ رہے تھے _

سب کی باتیں سب کے طنز برادشت ہو جائے گے مگر نائل کے نہیں _ وہ یہ سب مت کرے

صبح اٹھ بجے ہی وہ اٹھ گئی اٹھتے ساتھ ہی اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے اسکے وئلیٹ پر گئی ناچاہتے ہوئے بھی۔اسکے لب مسکرائے وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں مسکرائی ہے پر اسکی وجہ سے وہ مسکرا رہی تھی
تقریبا بیس منٹ تو وہ اسی طرح مسکراتی رہی

"افف اللہ کیا ہو گیا نیرہ؟؟" منہ میں بڑبڑاتی وہ اٹھی وروشروم فریش ہونے چلی گئی فرش ہو کر باہر نکلی
اب وہ آسمانی رنگ کے سادہ سے ممیز شلوار زیب تن کئے ہوئے تھے یہ رنگ اس پر ویسے بھی بہت جچتا تھا اور آج وہ کچھ زیادہ ہی اچھا لگ رہا تھا

آئینے کے سامنے کھڑی وہ خود کو دیکھ رہی تھی

سر پر دوپٹہ لیا -

تیار تو ایسے ہو رہی ہو نیرہ جیسے تمہارا شوہر تمہیں دیکھ کر تعریف کرے گا—
کانوں میں جھمکے پہینے ءاسنے خود سے کہ ورز خمی سا مسکرائی

تیار ہو کر وہ کمرے سے باہر نکل آئی باہر سب ناشتے کے ٹیبل۔پر بیٹھے تھے
اسکی نظریں تو بس نائل کے قریب بیٹھی وفا پر پڑی —
اسے نائل کے ساتھ بیٹھا دیکھ کر اسنے کڑوا گھونٹ بھرا —
یہاں اسکا حق تھا نائل کے ساتھ وہ بیٹھتی اچھی لگتی کیونکہ وہ نائل کی بیوی ہے
وفا؟؟؟ یہ کس حق سے بیٹھی ہے اور نائل وہ؟؟؟
اسکا دل چاہ واپس چلی جائے لیکن جہاں زیب صاحب اسے دیکھ چکے تھے
وہ آگے آئی اور سب کو سلام کیا

"اسلام علیکم "نیرہ نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام بیٹھو بیٹا۔" جہاں زیب صاحب نے اسے حورین ہے ساتھ والی خالی نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا
وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ گئی اسکی موجودگی کیسی کے لئے جیسے معنی ہی نہیں تھی نائل نے تو ایک نظر اٹھ کر بھی نہیں دیکھ تھا

ایسے حالت میں ہر لقمہ پتھر لگتا ہے جب گلے میں آنسو اٹکے ہو اور آنسو کی وجہ بھی آنکھوں کے سامنے ہو تو پھر کس کے خلق سے نوالہ اترتا ہے

ناشتہ اسنے بہت مشکل سے کیا اور بغیر کیسی سے کچھ کہے واپس ہنے کمرے میں آگئی

کمرے میں آکر اسنے کب سے رکے آنسو بہنے شروع ہو گئے

"یااللہ یہ کیسی سزا ہے اللہ؟؟"

پھوٹ پھوٹ کر رونے کے بعد اسکا دل ہلکا ہوا تقریبا دس منٹ بعد اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے اسکے وائلٹ پر پڑی

دل چاہ کہ نادے اسے یہی رہنے دے جیسے وہ اسے لاپرواہ ہے وہ بھی ویسی ہی ہو جائے مگر دل نا جانے کیوں نہیں مانا اور اسکا وائلٹ لے کر وہ کمرے سے باہر آگئی

وہ فیکٹری جانے کے لیے تیار تھا اور گھر کا دروازہ کھول کر باہر نکل رہا تھا جب نیرہ نے اسے پیچھے سے پکارا

"نائل نائل بات سنیں۔"

وہ پیچھے مڑا اور اسے دیکھا جو ہاتھ میں اسکا وائلٹ لئیے کھڑی تھی۔

نیرہ اسکے قریب آئی سیڑھیاں چڑھتی وفار کی اور انہیں دیکھنے لگ گئ

نیرہ نے وفا کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ لیا تھا اس لئیے اب چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے وہ نائل کے پاس آئی

"یہ آپکا وائلٹ روم میں رہے گیا تھا۔" وائلٹ اسے تھاتی وہ بولی

"اوہہ تھینکس۔" نائل کو واقعی اس وائلٹ کی آج بلکل بھی یاد نہیں تھی

"شکریہ کیسا آپ کے کام کرنا مجھ پر فرض ہے ناں بیوی ہوں پکی میں آپکے کام کروں گی تو مجھے ثواب ہو گا اگر کوئی اور لڑکی کرے گی تو اسے گناہ ہو گا محرم نا محرم کی بھی تمیز ہوتی ہے ناں" وفا کو دیکھتی وہ اسے سنا گئی تھی

نائل نے وفا کو دیکھا اور پھر نیرہ کو

مطلب اب وہ ان دو خواتین کے درمیان پیس جائے گا نیرہ کو بھی وہ اچھے سے جان گی تھا اور وفا کو بھی دونوں ایک جیسی ہی تھی

"اللہ حافظ" وہ کہتا باہر نکل گیا

نیرہ واپس جانے کے لئے مڑی ہی تھی کہ وفا نے اسے روکا۔

"رکو نیرہ"۔

نیرہ رکی اور سے سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ماں نا پڑے گا ہو تم بہادر" وفا نے کہا

"اچھی بات ہے مان لیا۔" نیرہ نے آنکھیں گھما کر کہ

ویسے نیرہ تمہیں اس کمرے سے ڈر نہیں لگتا؟؟ وفا نے اسے پوچھ

کونسے کمرے سے؟؟

"اسی کمرے میں جہاں تم رت کو اکیلے سوتی ہو" وفا نے کہ

"کیوں اس کمرے میں کیا ہے جو میں ڈروں گی؟؟" اسنے کندھے بے نیازی سے آچکائے

ارے تمہیں تمہارے شوہر نے نہیں بتایا؟؟ اسنے شوہر پر زور دیا

"نہیں۔" نیرہ نے کہ

"ارے تمہارے یہاں آنے سے پہلے وہ کمرہ بلکل بند ہوتا تھا اس کمرے میں کیسی چیز کا سایہ ہے جو روزانہ۔ رت کو اس کمرے کی بالکونی میں آتی ہے حیرت

ہے اسے تمہیں کچھ نہیں کہا ورنہ نائل اسی لئے ہی وہاں نہیں سوتا" وفا اسے دیکھتی بولی

نیرہ نے سانس لی-دل دھک دھک کر رہا تھا- کی یہ سچ بول رہی ہے؟؟

"مجھے ان چیزوں سے ڈر نہیں لگتا تمہارے بتانے کا بلکل بھی شکریہ نہیں-
"اسے کہتی وہ وہاں سے چلی آئی

کمرے میں آکر اسنے اس بالکونی میں دیکھا جہاں دھوپ آرہی تھی نیرہ کا دل کانپا

"نائل کیا واقعی وہ اسی لئیے یہاں نہیں سوتے؟؟ کیا سے شرم نہیں آتی ایک عورت کو اکیلا اس بھوت والے کمرے میں سلاتے ہوئے-"اسنے خود سے کہا

"اللہ جی پلیز پلیز بچالیں مجھے نہیں رہنا یہاں مجھے امی کے گھر جانا ہے اللہ" وہ اب رو رہی تھی امی کا گھر اسے بہت یاد آیا

بے شک چھوٹا تھا مگر اس محل میں موجود بھوت چڑیل تو نہیں تھے نا

"آجاؤ نائل کے بچے تم آج گھر -'نائل کو ذہن میں لاتی بولی کماز کم وہ اسے یہ تو بتا دیتا

"آپی ایک بات پوچھوں آپ سے ؟'زیمل نے سوایرہ سے پوچھا

"ہاں پوچھو "سبزی کاٹتی سویرہ نے کہا

"آپ کو نیرہ آپی کی یاد آتی ہے ؟؟"

"کس کو نہیں آتی بہینوں کی یاد'

"مجھے بہت یاد آتی ہیں وہ" زیمل کی آنکھیں نم ہونے لگ گی

"ادھر آوں میری جان میں ہوں نا تمہارے پاس" اسے اپنے سینے سے لگاتی سویرہ نے کہا
جب سے نیرہ کی رخصتی ہوئی تھی تب سے ہی زیمل خاموش خاموش رہنے لگی تھی

"آپ بھی ایک دن اسی طرح چھوڑ کر چلی جائے گی پھر میں بلکل اکیلی ہو جاوں گی" آنسو صاف کرتی وہ بولی

"میں چلی جاؤں گی تو تم یہاں تھوڑ ہمیشہ رہو گی تم بھی تو ایک نا ایک دن چلی جاؤں گی" سویرہ نے کہا

"میں کہی نہیں جاؤں گی امی ابو کو چھوڑ کر ہمیشہ یہی رہوں گی ان کے ساتھ انکا بیٹا بن کر "زیمل نے کہا

"اچھا بھئ ہم تمہارے اچار ڈالے گے نا" سویرہ نے اسے تنگ کرنا چاہ

"نہیں آپی میں کبھی شادی نہیں۔ کروں گی ہمیشہ یہی رہوں گی"

"سب یہی کہتے ہیں زیمل مگر شادی کرنی ہی ہوتی ہے نیرہ بھی یہی کہتی تھی آپی بھی یہی کہتی تھی اور اب میں بھی یہی کہتی ہوں کہ نہیں کروں گی شادی مگر شادی ہو جاتی ہے بس دعا کرو کہ جس سے شادی ہو وہ مرد ہو نامرد نا ہو"

"چھوڑے آپ یہ بتائیں نیرہ شاڈی کے بعد نہیں آئی"

"ہمم واقعی اور نا ہی اسکی کوئی کال آئی ہے"

"نائل بھائی کو کال کروں؟" زیمل نے پوچھا

"تمہارے پاس نمبر ہے نائل کا؟"

"جی میں نے نکاح والے دن لیا تھا"

"اوکے کرو" سویرہ نے کہا

زیمل نے نائل ک نمبر ملایا کال دو بیلز کے بعد اٹھالی تھی سنے

"اسلام علیکم نائل بھائی" زیمل نے سلام کیا

"وعلیکم السلام" اسنے حیران ہو کر جواب دیا کہ یہ کون ہے جو بھائی کہ رہی ہے

"بھائی میں زیمل ہوں" اسنے خود ہی بتادیا

"کون زیمل؟؟" وہ واقعی اسے بھول گیا تھا

زیمل کا دل یکدم کہہ دور ٹوٹا تھا- وہ اسے ہمشہ یاد رکھتی تھی اور وہ پوچھ رہا تھا کون زیمل

"نیرہ آپی کی چھوٹی بہن"

"اوہ اچھا زیمل سوری میں بھول گیا تھا"

"کوئی بات نہیں آپ پلیز نیرہ آپی سے بات کروادے میری"

"میں تو ابھی فیکٹری ہوں شام کو گھر جاؤں گ تو کروادوں گا"

"او کے یاد سے کروادیجئے گا"

"اللہ حافظ "نائل نے کال کٹ کردی

"کیاہوا کیا کہہ رہاہے؟؟"سویرہ نے پوچھا

"کہہ رہے ہیں شام کو بات کرواؤں گا ابھی فیکٹری میں ہوں "اسنے کہہ

"اچھا کوئی بات نہیں۔تم پریشان نہیں ہو وہ کروادے گا بات "سویرہ نے اسکا مرجھایاہوا چہرہ دیکھ کر کہا

"آپی انہیں میرا نام بھی یاد نہیں تھا"

"خیر ہے زیمل شاہد وہ بھول گیا ہو"

"کیوں آپی وہ کیوں بھول گے ہیں میں تو انہیں نہیں بھولتی"

"کیا مطلب"؟

"کچھ نہیں" وہ موبائیل وہی رکھ کر کمرے میں چلی گئی

سویرہ کو بہت کچھ برا محسوس ہوا

"یہ اللہ اسکے دل میں سے یہ خیال نکال دے" سویرہ نے کہا

+----------_ ————————&————————·_——————————

شام کو وہ گھر واپس آیا تو وہ اسے لاؤنج میں کیلی ہی صوفے پر بیٹھی ملی

اسے دیکھ وہ کھڑی ہوئی اور رسلام کہا

"اسلام علیکم"

"وعلیکم السلام کہاں ہیں سب ؟"گھر میں خاموشی دیکھ کر اسنے کہا

"انٹی اور حورین آپی کیسی کے گھر گئی ہیں اور وفایونی میں ہے"اسنے بتایا

"چاچو چاچو"سیڑھیاں اترتی مشال نے اسے پکارا

"چاچو کہ جان کیسی ہو"اسے گود میں اٹھا کر اسے چومتا وہ بولا

"میں سب سے ناراض ہوں چاچو ماما اور دادی مجھے اکیلا گھر چھوڑ گے"شکائت لگائی

"کوئی بات نہیں ہم بھی انہیں اکیلا چھوڑ کر جائے گے"

"رائیڈ پر ناں؟؟"اسنے پوچھا

"جی جائے گے "نائل نے کہا

'یہ لو پانی"اسے اچھی بیوی کہ طرح پانی دیا

نائل نے حیرانگی سے اسے دیکھا آج تک اسکے گھر کی عورتوں نے اپنے شوہر کو پانی نہیں دیا تھا ہمیشہ فیکٹری سے واپسی پر ملازمہ ہی چائے پانی دیا کرتی تھی اسکی سگی ماں نے آج تک اسکے باپ کو یوں پانی اپنے ہاتھوں سے نہیں دیا تھا

"نائل نے اسکے ہاتھ سے پانی لیا"

"تھینک یو" خالی گلاس اسے پکڑاتے کہا

وہ گلاس لے کر کچن میں جا رہی تھی تب نائل کو یاد آیا زیمل نے کال کی تھی

"سنو"

وہ پیچھے مڑی

"تمہاری بہن کی کال آئی تھی یہ لو اپنے گھر کال کر کے بات کر لو" فون اسے دیتا بولا

نیرہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا کل تک جو من ہی نہیں رہا تھا آج خود کال کرنے کو کہہ رہا تھا

نیرہ نے اسکے ہاتھ سے فون لیا اور گلاس ٹیبل پر رکھا
اور خود اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھی

"لاک؟؟"موبائیل پر لگا پاسورڈ کھولنے کا کہا

"مجھے آتا ہے"مشال نے جھٹ سے کہا

نیرہ نے فون اسے ہی دے دیا مشال نے اسے پاسورڈ کھول کر دیا

اسے یک دم اپنے چاچو کا فون یاد آیا ان کے فون پر بھی نیرہ کا سی طرح قبضہ ہوتا تھا صرف اسے ہی انکا پاسورڈ پتا ہوتا تھا

نیرہ کی آنکھیں نم ہونے لگی مگر آنسو چھپا لیا اور ابو کے نمبر پر کال کی

"اسلام علیکم ابو"

"وعلیکم السلام میری بیٹی کیسی ہے؟؟"انہوں نے پوچھا

اسکا دل چاہ وہ چیخ چیخ کر بتائے کے کہ کیا سلوک ہو ریا ہے اسکے ساتھ یہاں

"ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟؟"

"الحمد للہ بیٹا" انہوں نے کہا

ان سے بات کرنے کے بعد اسنے امی سے بات کی پھر سویرہ زیمل اور چچی سے بات کرنے کے بعد اسنے کال بند کر دی چاچو دفتر تھے اس لئیے ان سے بات نہیں ہو سکی

"شکریہ" موبائیل اسے پکڑاتے کہا

"اٹس اوکے"

"چاچو چلے نا" مشال نے نائل سے کہا

"چلو آپ کیز لاؤ بائیک کی ہم چلتے ہیں" وہ بہت تھک ہوا تھا لیکن مشال کی خوشی ساری تھکن اتار دیتی تھی
مشال اسکی گود سے اتر کر کمرے میں چلی گئی بائیک کی کیز لینے

"تم کہی جا رہے ہو؟؟"

"ہاں مشال کو بائیک پر لے کر جانا ہے" شرٹ کی بازوں فولڈ کرتے کہا

نیرہ کا دل دھڑکا پہلے تو پھر مشال گھر تھی اب وہ بلکل اکیلی ہو گی

"کچھ دیر رک جاؤ جب تک گھر والے آتے ہیں پھر چلے جانا" اسنے کہا

"کیوں بچی ہو جو ڈر جاؤں گی؟؟"صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے کہا

"جاؤ جہاں جانا ہے اگر گھر واپسی پر میری لاش ملی تو اسکے ذمہ دار تم ہو گے"

"اچھا پھر تو ضرور جاؤں گا"اسے دیکھتے کہا

نیرہ نے نظریں گھمائیں اور نائل کے لب مسکرائے

"چاچو لیٹس گو" بائیک کی کیز مشال اسے دیتی بولی

"بیٹا بعد میں چلے تھوڑا تھک گیا ہوں"نائل نے کہا

"اوکے میں آپکا سر دباوں؟؟"اسکے پاس آکر بیٹھتے کہا

"نہیں میرے بچے۔" اسکے ہاتھ پر پیار دیتے کہا

نیرہ کو بار بار اپنے چاچو یاد آرہے تھے کتنا خوبصورت رشتہ ہوتا ہے چاچو بھتیجی کا عقیدت محبت سے بھرا یہ رشتہ بہت پیار ہوتا ہے مگر مضبوط نہیں اگر مضبوط ہوتا تو چچیاں کبھی بھتیجی کے چاچو کو اس سے دور نہیں کر سکتی

اسکی چچی نے بہت کوشش کی تھی ان کے چاچو سے دور کرنے کی مگر وہ یہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی وہ تو خود اپنی چاچو کی لاڈلی تھی تو پھر کیسی اور کہ بھتیجی کو کیسی اس کے چاچو سے دور کر دیتی؟

نیرہ اسکے لئیے چائے بنا کر لے آئی تھی۔

نائل کو یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا آج تک کیسی نے بھی اسکے ساتھ یہ روایہ نہیں رکھ تھا۔ بلکہ س گھر میں مردوں کے ساتھ ایسے کوئی عورت سلوک نہیں کرتی تھی اسکی بیوی یہ کر رہی تھی عجیب لگ رہا تھا

کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھا اسی کے بارے میں سوچتا رہا اور وہ بس یہی سوچ رہی تھی کہ اسے بتائیں کہ اس کمرے میں بھوت ہے؟؟

"نہیں یہ مزاق بنائے گا میرا" نیرہ نے سوچا

"نائل ایک بات پوچھوں؟؟" نیرہ نے اسے پوچھا

"ہمم پوچھو"

"کیا ہماری شادی سے پہلے ہمارا والا کمرہ بند ہوتا تھا؟؟"

"ہاں بند ہوتا تھا"

"کیوں؟؟"

"کیونکہ میں ایک وقت میں دو کمرے نہیں استعمال کر سکتا تھا اور باقی سب کے پاس ان کے کمرے تھے"

"کیا اس گھر میں کوئی سایہ وغیرہ ہے دیکھو سچ سچ بتا دینا"

"سچ کہو تو ہے لیکن تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں" اسکا موڈ بن چکا تھا اسے ڈرانے کا

"دیکھو نائل جھوٹ مت بولو پلیز"

"میں کیوں جھوٹ بولوگا اگر نہیں یقین کرنا تو نا کرو میں تو بس تمہیں بتا رہا ہوں" وہ جھوٹ بھی بہت پکا ہو کر بولتا تھا

"بھوت وت کچھ نہیں ہوتا بس اللہ کا نام دم کر لو خود پر پھر دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی" وہ خود کو تسلی دے رہی تھی

"میں نے بھی خود پر بہت دم درود پڑھے تھے لیکن پھر بھی مجھے چڑیل چپک گئی" اسکی طرف اشارہ کرتے کہا

"ہو ہی بتمیز تم مجھے ڈرا رہے ہو میں جانتی ہوں"

"ایزیو وش اگر کبوتر کی طرح بیلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنا چاہتی ہو" ٹیبل سے چائے کا کپ اٹھتا وہ بولا

نیرہ کا دل تو بہت ڈر گیا تھا مگر وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی اور نائل جانتا تھا کہ وہ ڈر گئی ہے مگر مضبوط بنی ہے

کچھ دیر بعد گھر والے آ گیے تھے وہ اسے گھر چھوڑ کر اب مشال کے ساتھ رائیڈ ڈ پر نکل گیا تھا

نیرہ اپنے کمرے میں نے سے بہت گھبرا رہی تھی مگر انا تو تھا نا اس لئے آپکے کمرے میں ائی وراس بالکونی میں دیکھا

اسی وقت آیتہ الکرسی پڑھ کر پھونکی

"یا اللہ آپکے حوالے پلیز اپنی معصوم بندی کی حفاظت کرنا" اللہ سے دعا کرتی وہ واپس کمرے سے باہر نکل آئی

"بات سنو لڑکی "حورین نے اسے بلایا

نیرہ نے اسے دیکھا- "نیرہ نام ہے میرا "

"جانتی ہوں محترمہ نیرہ صاحبہ اب آپکی مہندی کا رنگ ہلکا ہو گیا ہے اور پیروں کی مہندی بھی اتر گئی ہے شان میں گستاخی نہیں ہو گی کچن کا رخ کر لے ہمارے ہاں کھانا گھر کی خواتین بناتی ہیں اور میں اکیلی اب اس گھر کی بہو نہی۔ تم بھی ہو آپکی ذمہ داریاں اٹھاؤ"

"تو بھابھی جان آپ مجھے میری امی داریاں سونپے اور مہندی کا کیا ابھی اتر گئی تو اور لگالوں گی"

"زبان کنڑول میں رکھو اور آج رات کا کھانا تم بناؤ گی"

"شیور میں ہی بناؤں گی"

ٹھیک ہے آج چکن بنالو ساتھ میں کچھ میٹھا بنالینا اور نائل چکن نہیں کھاتا اس لئے اس کے لئے مٹن بنالو یا کچھ اور بنالو میٹھا بھی بنالینا اور

"سٹاپ بھابھی جان انیس سالہ شادی شدہ عورت ہوں سب جانتی ہوں کیا کرنا ہے اور جب آج کا کھانا میں نے بنانا ہے تو پھر میری مرضی ہی کا بننا چاہیے نا" اس کے حکم کرنا زیر لگ رہا تھا

"بھاڑ میں جاؤ جو کرنا ہے کرو"

"آپکے گھر کا کچن بھاڑ ہے بھابھی؟؟" معصومیت سے آنکھیں گھماتے پوچھا

حورین کا دماغ گھوم رہا تھا اسے پاگل کہتی وہ چلی آئی

"ہونہہ آئی بڑی" اسے جاتا دیکھ کر کہا اور خود کچن میں چلی آئی

اسنے مٹن پلاؤ اور ساتھ میں چکن کڑاہی بنانے کا سوچا میٹھے میں وہ کھیر اچھی بنا لیتی تھی

پچھلے چار گھنٹوں سے وہ مسلسل کچن میں کھڑی کام کر رہی تھی

آج تو ملازمہ بھی پتا نہیں کہاں گئی تھی سارا کام خود ہی کرنا پڑا تھا گھر میں تو امی اگر اسے کچھ کام کہتی تو ادھے سے زیادہ وہ خود کر دیتی تھی سالن بنانا نیرہ کا کام تھا مگر اسے ساری سبزی دھلی ملتی تھی کچن صاف ملتا تھا برتن سویرہ دھوتی تھی پھر سالن بنانا کونسا مشکل کام تھا مگر یہاں اسے سب اکیلا کرنے پڑا

وہ ٹیبل پر کھانا لگ رہی تھی جب وفا صبح والی نشت پر بیٹھی۔ نیرہ مسکرائی

سب اچکے تھے کھانے پر نائل بھی اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا آرہا تھا-

نیرہ نے اسکے لئیے چیئر نکالی- نائل نے اسے دیکھا جس کی مسکراہٹ خطرناک تھی

وہ خاموشی سے اسی کرسی پر بیٹھ گیا
نیرہ نے سب کو کھانا سرو کیا- نائل کی ایک جانب آسیہ بیگم بیٹھی تھی اور دوسری جانب مشال
نیرہ کو برا نہیں لگا وہ اپنی مان اور بھتیجی کے ساتھ بیٹھا تھا کمازکم وفا کے ساتھ نہیں بیٹھا

نائل نے کھانا کھاتے یک نظر اسے دیکھا- وہ شکل سے تو ایک نکمی اور گھر کے کاموں سے فرار لڑکی لگتی تھی مگر آج کھانا اسنے بہت اچھا بنایا تھا مگر تعریف کرنا تو نائل کی شان کے خلاف تھا اسنے آج تک کیسی کے بھی کھانے کی تعریف نہیں

کی تھی چاہیے کھانا جتنا بھی اچھا ہو نائل کیانی تعریف کے دو بول نہیں بولے گا مگر وہ قسمت سے انجان نہیں جنتا تھا آگے آنے والے وقت میں وہ کیسی کے ہاتھ کے ٹینڈے بھی کھائے گا اور تعریف بھی کرے گا

جہاں زیب صاحب اور صارم نے اسکی تعریف کی تھی بقی سب نے تو بس کھایا اور یہ گے وہ گے

اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کوئی تعریف کرے یا نا کرے وہ مطمئین تھی کیونکہ اسنے بہت محنت اور محبت سے بنایا تھا سب کچھ

کھانے کے بعد اب وہ اپنے کمرے میں آگئی۔عشاء کی نماز ادا کر کے اسنے نائل کے کمرے میں آنے کا انتظار کیا تھا مگر وہ نہیں آیا

نیرہ نے لائٹ آن ہی رکھی اور بیڈ پر آکر بیٹھی دل بہت بری طرح سے گھبرا رہا تھا بار بار نظریں اسی بالکونی میں جا کر ٹھہر رہی تھی

"اللہ نائل کو ہی کمرے میں بھیج دے بہت ڈر لگ رہا پلیز آ اللہ ڈر کو ختم کر دے پلیز میں نے ساری زندگی اسی کمرے میں گزرانی ہے ڈر ڈر کر کیسے رہو گی"
اسنے آنکھیں۔بند کی- پھر ڈر کر واپس کھل لی

تکیہ اپنے سینے سے لگائے وہ بیڈ کراؤں سے ہی ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

نائل کا کمرہ نیرہ کے کمرے کے اوپر ہی تھا- وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا رات چاندنی کی دیکھ رہا تھا اسے چاند بہت پسند تھا بے حد پسند تھا وہ اکثر گھنٹوں اس بالکونی میں کھڑا رات کو یہ چاند دیکھتا رہتا تھا اور آج بھی وہ کافی ٹائم بعد یہ چاند دیکھ رہا

وہ اوپر اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا چاند دیکھ رہا تھا اور نیچے اس کمرے کے
کمرے کی بالکونی میں کیسی کا سایہ لہرایا
نیرہ ک سانس رک گیا چاند کی روشنی میں اسے کیسی کا سایہ نظر آیا
وہ بیڈ سے اٹھی اور بالکونی کے قریب آئی
اسنے چاند کو دیکھا اور زمین پر بنے سایہ کو -
"اس کمرے میں چڑیل ہے" وفا کی بات ذہن میں گونجی
اسکی چیخ بے ساختہ نکلی —
وہ چیخی تھی اور اوپر کھڑا نائل نے نیچھے جھانک کر دیکھنا چاہ

"نائل نائل اللہ پلیز بچالیں" اسنے اونچی آواز میں کہا
نائل نے سنا تھا وہ سے ہی پکار رہی تھی وہ بھاگتا وہ نیچے آیا
اسکے کمرے کے باہر جہاں زیب صاحب اور آسیہ بیگم پہلے سے کھڑے تھے—
"کیا ہوا ماما یہ کیوں چیخ رہی ہے؟؟" اسنے آسیہ بیگم سے پوچھ

"یہ تو ہم تم سے پوچھنے ائے تھے کہ یہ کیوں چیخ رہی ہے" جہاں زیب صاحب نہیں جانتے تھے کہ وہ اوپر سوتا ہے اور وہ نیچے الگ کمرے میں

"پتا نہیں ڈیڈی میں تو اوپر تھا" اسنے دروازے کا لک کھولنا چاہ پر وہ انڈر سے لاکڈ تھا

"نیرہ دروازہ کھولو" نائل نے دروازہ بجایا

کمرے میں سری سہمی کھڑی نیرہ کی جان میں جیسے جان آئی تھی اسکی آواز سن کر

اسنے دوڑ کر دروازہ کھولا

سامنے اسے دیکھ کر وہ رو دی

"کیا ہوا ہے کیوں چیخ رہی تھی؟؟" اسکا لہجہ سخت تھا

'وہ وہ وہاں کچھ تھا؟؟" بالکونی کی جانب اشارہ کیا

"کیا تھا وہاں بیٹا؟؟" جہاں زیب صاحب نے پوچھا

"انکل وہاں کچھ تھا سایہ جیسا"

"نہیں بیٹا تمہارا وہم۔ ہو گا" انہوں نے کہا

"نہیں انکل وہاں کچھ تھا وفا نے بھی بتایا تھا اس کمرے میں کیسی چیز کا سایہ ہے"

"وفا نے تم سے یہ کہا؟؟" انہوں نے پوچھا

نیرہ نے نائل کو دیکھا- کہا تو اسنے بھی تھا مگر اسنے صرف وفا کا بتایا

"بیٹا وہ تم سے مزاق کر رہی ہو گی بے فکر رہو یہاں کچھ بھی نہیں ہے"

اسنے سر اثبات میں ہلایا مگر دل ابھی بھی ڈر رہا تھا

"فالتوں میں ٹائم ویسٹ میں سمجھا پتا نہیں کیا ہو گیا ہے" نائل کہتا واپس مڑا

'رکو تم کہاں جا رہے ہو؟؟" جہاں زیب صاحب نے پوچھا

"روم میں"

"تمہارا روم یہ ہے اسکے پاس رہو یہ ڈر جائے گی رات کو"

نائل نے نیرہ کو دیکھا- "نیا عذاب" منہ میں بڑبڑایا

"بیٹا سکون سے سو جاؤ کچھ بھی نہیں ہے ایسا صبح میں وفا کی کلاس لیتا ہوں" اسکے سر پر دلاسہ دیتے وہ بولے اور واپس اپنے کمرے میں چلے گے

"جب تم اپنی شکل آئینے میں دیکھتی ہو تم نہیں ڈرتی کی؟" بیڈ پر لیٹتے نائل نے کہا

"ہاں ڈرتی ہوں جب اپنے عکس میں تمہارا عکس دیکھتی ہوں" اسنے کہا اور بیڈ کی دوسری جانب آکر بیٹھی

'کہاں دیکھا تھا تم نے سایہ؟؟"

"وہ وہاں" اشارے سے بتایا

"بیوقوف عورت اوپر میں کھڑا تھا اپنے روم میں میرا سایہ تھا وہ"

"جھوٹ مت بولو" ,وہ ماننے سے انکاری تھی

"پاگل ہو تم مت کرو یقیں بے شک "آنکھیں بند کرتے کہا

"نائل تم سو رہے ہو؟؟ "

"ہوں لائٹ آف کرو "آنکھیں موندے ہی کہا

"نائل لائٹ نہیں آف کرنی ڈر لگتا ہے"

"باتیں تو تم مجھے قتل کرنے کی کرتی ہو اور اندھیرے سے ڈر لگتا ہے"

"تم پلیز مت سو"

"اوہ بی بی میں نے صبح کام پر جانا ہے تمہاری طرح سارا دن بیڈ نہیں توڑتا"

"نائل نا کرو پلیز" وہ رونے کے قریب تھی سے ڈر لگ رہا تھا

"مسئلہ کیا ہے نیرہ پہلے ہی میرا سکون برباد کیا ہے تم نے اب سونے بھی نہیں دے رہی" وہ چڑ گیس تھا

"مجھے امی کے گھر چھوڑ آؤ مجھے نہیں پتا"

"جاؤ وہ رستہ جا رہا ہے" دروازے کی جانب اشارہ کیا

نیرہ کی بس ہوئی اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی صبر کی بھی حد ہوتی تھی وہ بھی پار کر گئی تھی

نائل نے اسے پہلی بار اس طرح روتے دیکھا تھا

نائل نے یک لمبی سانس خرچ کی

"اچھا رو نہیں" وہ اٹھ کر بیٹھا

"امی کے پاس لے جاؤ نہیں رہنا یہاں" وہ بچوں جیسے ضد کرتے بولی

"ابھی کہا لے جاؤ رات ہے بہت صبح جانا"

"نہیں رہنا میں نے یہاں"

"تو کہاں رہنا ہے پھر؟؟"

"اپنے گھر جانا ہے بھوت بنگلہ ہے یہاں"

"اس بھوت بنگلے میں سب سے بڑی چڑیل تم۔ہی ہو چپ کر کے سو جاؤ ڈرامے نالگاؤ میرے ساتھ" وہ سے کہتا واپس سے لیٹ گیا

وہ سکی اسکی بات سن کر مزید رونے لگ گئی

نائل اسے روتا دیکھتا رہا تقریا دو منٹ وہ سے دیکھتا رہا -

وہ اٹھا۔"ایم سوری یہاں لیٹو میں تمہارے پاس ہی ہوں"

"نہیں لیٹنا امی کے پاس جانا ہے"

'نیرہ پلیز ترس کھاو مجھ پر سا اردن فیکٹری میں کام کر کے تھک جاتا ہوں ور گھر میں تم آکر تنگ کر رہی ہو آرام کرنا مجھے بھی پلیز" وہ واقعی بہت تھکا ہوا تھا

"تو سو جاؤں نا میں نے منع کیا ہے"

"نیرہ تم کیوں چاہتی ہو کہ میں برا مرد بنوں کیوں ایک ہی بار میری بات سن لیتی میں نہیں بننا چاہتا برا مرد" وہ پہلی بار اسکے سامنے عاجز ہوا تھا

"تم ہو ہی برے بننے کی کیا ضرورت ہے"

"نیرہ تم نے ابھی صرف میری خاموشی اور میرا صبر دیکھا میرا غصہ نہیں دیکھا مت مجبور کرو کہ میں وہ مرد بن جاؤ جو سب چاہتے ہیں"

نیرہ نے اسکی نکھوں میں دیکھا وہاں نیں مد تھی تھکن تھی اور سچائی بھی جو انسگ پہلی بار اسکی آنکھوں میں۔ دیکھی تھی

"ایک بات سچ سچ بتانا نائل"

"ہاں"؟؟

"تم نے مجھ سے شادی کس مجبوری میں کی ہے کیا گھر والوں نے زبردستی کروائی ہے؟؟"

نائل اس سوال کی توقع نہیں کرتا تھا

"پتا نہیں" نظریں چرائی

"چھوڑ دو اگر زبردستی کی ہے تو" اسکے لہجے میں کوئی خوف نہیں تھا

نائل نے اسے دیکھا وہ پگل ہو گی تھی

"چھوڑ دو نائل میں سب سنبھال لوں گی تم ہر کوئی بات نہیں آنے دوں گی بس تم مجھے چھوڑ کر اپنی پسند سے شادی کر لو"

"اگر تمہارے ہوتے ہوئے اپنی پسند سے شادی کر لوں تو؟؟"

"نہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتی میں تمہیں مکمل حاصل کرنا چاہتی ہوں یا مکمل کھونا چاہتی ہوں بانہوں ما نہیں چاہتی میں سمجھوتے نہیں کر سکتی"

"سو جاؤ" وہ واپس لیٹا مگر در حقیقت وہ گھبرا گیا تھا

"نائل تم شوہر ہو میرے یقین کرو شادی سے پہلے کوئی ارادہ نہیں تھا کیسی بگی مرد سے محبت کرنے کا اور نا ہی شادی کرنے کا مگر قسمت کو یہی منظور تھا اب تم شوہر ہو میرے اچھے لگتے ہو تمہارا ہونا۔ جھے خود کو محفوظ ہونے کا احساس دلاتا ہے تم پلیز مجھ سے اچھے سے رہو بے شک محبت نا دو مگر سلوک اچھا کرو میں تم

سے تمہاری توجہ کی بھیگ نہیں مانگ رہی بے شک مجھے کوئی وقت نادو مگر دو لوگوں میں اکماز کم اچھے سے بات کر لیا کرو مجھے کیسی کے سامنے شرمندہ مت کیا کرواکیلے میں چاہیے جو مرضی کر لو"

نائل نے اسے دیکھا"اوکے ابھی سو جاؤ "

وہ بیڈ پر لیٹی آج پہلی بار وہ ایک ساتھ لیٹے تھے

"نائل"اسے پکارا

نائل نے آنکھیں زود سے بند کی وہ جب اسکا نام پکارتی تھی تو دل اسی طرح بہت شور کرتا تھا

"آیسا لگ رہا جیسے وہاں کوئی ہے" بالکونی میں دیکھتے کہا

"تمہارا وہم ہے نیرہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے"

"ہے نائل"

"نیرہ سو جاؤ پلیز پلیز" وہ تھک گیا تھا

وہ خاموش ہو گی مگر اسکی نظریں ابھی بھی اسی بالکونی میں گھم رہی تھی

نائل کو لائٹ میں نیند نہیں آتی تھی تقریبا دس منٹ بعد اسنے نیرہ سے کہا

"نیرہ لائٹ آف کرو پلیز"

وہ نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اس کی نیند کی خاطر لائٹ آف کر دی

بالکونی سے چاند کی روشنی نظر آرہی تھی
اسنے نائل جو دیکھا جو انکھیں موندے سو گیا تھا یا سو رہا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔ مگر
اسے نیں د نہیں آرہی تھی وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر۔ ہتھ گئ
ذ
آدھا گھنٹا وہ اسی طرح بیٹھی اس بالکونی کو دیکھتی رہی اسکے دماغ میں۔ یک چیز
م۔پڑ جائے تو نکلنا نا ممکن ہو جاتا تھا

نائل کرواٹ بدل رہا تھا جب وہ اسے بیٹھی نظر آئی

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں تم سو جاؤ" نیرہ نے کہا

نائل نے اسکی گود میں رکھا ہاتھ پکڑا "سو جاؤ میں یہی ہوں "

نیرہ کا دل ایک سیکنڈ کو دھڑکنا بھول گیا اسکا ہاتھ نائک کے ہاتھ میں تھا- یہ پہلا لمس تھا۔ نائل کا نیرہ کا سانس رک رہا تھا

"وہم ہے تمہارا سارا خود ہی کہا تھا نا کہ آیتہ الکرسی پڑھے تو کچھ نہیں ہوتا ابھی پڑھ کر مجھ پر بھی اور خود پر بھی پھونک دو" اسے لیٹتے ہوئے کہا

نیرہ نے اس ہاتھ کی جانب دیکھا- انکھیں نم ہونے لگ گئ
اسنے آیتہ الکرسی پڑھے پہلے اس پر پھونکی اور پھر خود پر

"سو جاو اور سونے دو" نائل نے کہا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لی ء ہی وہ سکے قریب ہوا

نیرہ کا دل بیت بری طرح دھڑک رہا تھا- سانس رک رہی تھی
وہ اسکے قریب تھا سکے ساتھ اسکی موجودگی ہی اسے تحفظ کا احساس دیتی تھی

وہ بہت دیر اسی کے بارے میں سوچتی رہی اور پھر آخر کب اسکی انکھ لگ گئی پتا بھی نہیں چلا

"ساری رات نائل نے نیرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سینے سے لگائے رکھا تھا

"

وہ تھوڑی تھوڑی نزدیکی قریب کر دیتی ہے مگر یہ قربت قیامت بن جاتی ہے

"نائل اور نیرہ کی محبت ہی قہر بن کر ٹوٹے گی ان پر"

صبح چار بجے اسے فجر کی اذان کی آواز آئی وہ ہمیشہ فجر کے لئیے خود ہی تھی جاتی تھی آج تک اسے نماز کے لئیے ناہی کیسی الارم کی ضرورت پڑی اور ناہی کیسی کے کہنے کی

وہ اٹھی مگر اسکا ہاتھ نائل نے پکڑا ہوا تھا اور وہ عین نائل کے سینے پر رکھا ہوا تھا نیرہ کے لب مسکرائے وہ کافی دیر بیٹھی اس ہاتھ کو دیکھتی رہی وہ یہ ہاتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہتی تھی کبھی بھی نہیں مگر نماز کا وقت نکل رہا تھا اس لئیے نیرہ نے ہاتھ چھڑوایا اور وضو کرنے واشروم چلی گئی

واپس آئی تو اب وہ دوسری جانب کڑوٹ کر کے سو رہا تھا وہ ناچاہتے ہوئے بھی پانچ منٹ جائے نماز ہاتھ میں لئیے کھڑی اسے دیکھتی رہی

پھر احساس ہونے پر نماز بچھائی اور نماز ادا کرنے لگ گئی

نماز ادا کر کے قران کی تلاوت کی کچھ دیر بیٹھی اسے دیکھتی رہی۔

وہ۔ سکرائی اور پھر اپنے ہاتھ جو چھوا۔ ساری رات یہی ہاتھ اسنے تھامی رکھا تھا۔ وہ ہاتھ تھام لے تو پھر چھوڑتا نہیں تھا

"ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تھام لو" اسنے سوچا اور واپس آ کر لیٹی

وہ اسے اٹھانا چاہتی تھی مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ وہ غصہ ہو گا

اسنے سوچا تھا اسکے دل میں پہلے اللہ کی محبت ڈالنی ہے ور پھر اپنی

وہ اسی کی سوچ میں واپس سو گی تھی۔

دوبارہ اسکی انکھ اٹھ بجے کھلی فورا دوسری جانب دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا

"نائل شاہد اپنے روم میں چلا گیا تھا آفیس کے لئے تیار ہونے اسنے سوچا اور انگڑائی لیتی اٹھی

دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور کیچڑ سے نکلے بکھیرے بالوں کو کھولا۔اپنے بال کو چھوتے اسے چچی یاد آئی۔لاکھ بری سہی مگر اسکے بالوں کو دھیان چچی ہی رکھتی تھی

بال کھولے وہ اپنے گھر والوں کو یاد کر کے دھیما سا مسکرا رہی تھی جب واشروم کا دروازہ کھلا اور وہ گیلے بالوں کو تولیے سے سکھاتا باہر آیا

نیرہ کا سانس رک گیا اسنے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں ہو گا

نائل نے اسے دیکھا جو بغیر دوپٹے کے کھلے بالوں میں بیٹھی تھی-اسے دیکھ کر تکیہ کے پاس رکھا دوپٹہ اوڑھا

پہلی بار نائل نے اسے کھلے بالوں اور بغیر دوپٹے کے دیکھا نظریں بھٹک رہی تھی

نیرہ کے چہرے پر شرمندگی تھی اور نائل کے چہرے پر مسکراہٹ

نیرہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں مسکرا رہا اور جانتا تو نائل بھی نہیں تھا کہ وہ کیوں مسکرا رہا ہے؟؟؟

"رات کو چڑیل آئی تھی کیا؟؟" شیشے کے سامنے کھڑا بالوں پر تولیہ مارے پوچھا

"نہیں آپ پاس تھے تو کیسی کی بھی مجال نہیں تھے میرے پاس انے کی" بیڈ سے اٹھتی وہ بولی

"اچھا ایسا کیوں ہوا بھلا؟؟" نائل نے اسے دیکھا

"شوہر ساتھ ہو تو بیوی ہر بلا کا مقابلہ کر سکتی ہے مسٹر "اسے دیکھ کر مسکرا کر کہا

"مگر میں تو تمہارے ساتھ نہیں"

"تم ساتھ نہیں مگر تمہارا دل ساتھ ہے بے شک نا مانو"
سکی بات پر نائل نے نظریں گھمائیں "ملازمہ سے کہو میرے کپڑے لے آئے
"اسے کہا دراصل بات گھمائیں

"اچھا کہاں رکھے ہیں میں لے آتی ہوں"

"میرے سسرال پڑے ہیں ظاہرہ ہے کمرے میں ہو گے"

"سسرال سے مجھے لے آئے ہو اور کیا چاہیے وہاں سے اب"

"اسی بات کا تو دکھ ہے"

"اب بناتے رہو ساری زندگی یہ دکھ" اسے کہتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی اور ملازمہ سے اسکے کپڑے لانے کا کہ

نائل نہیں چاہتا تھا کہ وہ اسے کوئی امید دلائے وہ س سے دو دن کی محبت دے کر ساری زندگی کا غم نہیں دے سکتا تھا

وہ عجیب کشمکس میں تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا یہ طرف یہ لڑکی جو اسکی بیوی تھی دن بدن دل کے قریب ہوتی جارہی تھی اور ایک طرف باپ سے کیا وعدہ بیوی کی محبت نائل سے بہت قربانیاں مانگ رہی تھی

"نائل یونی ڈراپ کر دو ڈرائیور آج نہیں ہے" وفا نے اس سے کہا

"یار تمہاری یونی پاکستان کے اس کونے میں ہے اور فیکٹری دوسری کونے میں
"اسکی یونی واقعی فیکٹری سے بہت دور تھی

"تو کیا کروں اب کیب میں جاؤ کیا؟؟" وہ جانتی تھی نائل کو اکیلی اسکا کیب میں
جانا نہیں گوارہو گا

"اچھا جلدی آو میں ویٹ کر رہا ہوں"

"اوکے ابھی آئی بیگ لے کر" وہ نیرہ کو جلانے والی مسکراہٹ سے دیکھتی
کمرے کی طرف بھاگی

"زیادہ عبد لستار ایدھی بننے کی ضرورت نہیں ہے جانے دون کیب میں ویسے
بھی اسے کیسی چیز سے ڈر نہیں لگتا" نیرہ نے اسے کہا

"میرے گھر کی عورت غیر مرد کے ساتھ جائے۔ گی اچھا نہیں لگتا مجھے تمہیں جلنے کی ضرورت نہیں وہ کزن ہے میری" نائل نے کہا

"ہونہہ جلنا بھاڑ میں جاؤ"

"کون جائے بھاڑ میں ؟؟"

"میں جاؤں بھاڑ میں بس خوش" اسے غصہ سے کہتی وہ کچن میں چلی گی

"عجیب رات کو چھوڑنے کی بات کر رہی تھی اور اب کزن کو یونی چھوڑنا برداشت نہیں ہو رہا
پاگل خاتون" وہ بولتا گھر سے باہر نکل کر گاڑی میں اسکا ویٹ کرنے لگ گیا

کچن میں موجود نیرہ کا دل چاہ وہ اس وفا کو گولی سے اڑا دے

"ہونہہ اگر اتنا اچھا لگتا تھا تو کر لیتی شادی اب پتا نہیں کیوں میرے شوہر سے چپک رہی ہے" وہ خود سے بڑبڑ رہی

"بی بی جی اپنے کچھ کہا"؟ برتن دھوتی ملازمہ نے پوچھا

"نہیں یار" وہ اسے کہتی کچن سے باہر نکل آئی

اب سارا دن خراب گزرے گا وہ جانتی تھی وفا کی وجہ سے کل بھی اسکا دن برباد ہوا تھا اور آج بھی

اپنے افیس میں بیٹھا مسلسل اسے ذہن سے نکالنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ تھی یا اسکی یاد ذہن سے نکل ہی نہیں رہی تھی

میں نہیں تمہیں سوچنا چاہتا نیرہ میں نہیں تم سے جھوٹی محبت کا ڈرامہ نہیں کر سکتا میں تم سے بلکل خالص نفرت کرنا چاہتا ہوں مگر کروں میں پاہ رہا وہ خود سے جنگ لڑ رہا تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ جنگ ہتھیاروں سے نہیں بلکہ جزبے اور دعا سے لڑ کی جاتی ہے اور یہ جذبہ دعا نیرہ کے پاس تھا

وہ سارا دن اسی کی سوچ میں رہا کبھی اسکی کوئی بات یاد آگئی تو کبھی کوئی شا شام کے وقت جب وہ افس سے نکلنے لگا تھا تب اس نے وفا قی کالائی "کیا تم مجھے اج یونی سے پک کر لو گے ڈرائیور نہیں ایا ابھی تک"

وہ کچھ دیر خاموش رہا- "نہیں وفا مجھے اج بہت ضروری کام ہے تم صارم بھائی سے کہو"

وفا نے فون بند کر دیا

"عجیب دو دو مصیبتیں گلے پڑ گئی ہیں میرے" بڑبڑاتا وہ افیس سے باہر نکل آیا اسے نیرہ کے لیے فون خریدنا تھا اس لیے اسنے وفا سے منع کر دیا اور وہ بھی جانتا تھا کہ ڈرائیور اس وقت گھر پر ہی ہے اس لئیے اسنے ڈرائیور کو کال کر کے بھیج دیا وفا کو یونی سے پک کرنے

نیرہ کو آج پھر شام کو ہی کچن میں بھیج دیا گیا تھا وہ مسلسل تین گھنٹوں سے کچن میں کھڑی رات کے کھانا بنا رہی تھی اسے سمجھ نہین آتی تھی کہ سارا دن ملازمہ آگے پیچھے گھومتی تھی اور اس کے کچن میں اتے ہی وہ پتا نہیں کہاں چلی جاتی تھی اور بے چاری نیرہ کو سارا کام اکیلا ہی کرنا پڑتا تھا

وہ لڑکی جو سارے دن میں ایک بار کچن جاتی تھی آج سسرال میں چار چار گھنٹے کچن میں کام کرتے گزار رہی تھی

بیٹی بن کر جینا آسان ہے بہو بن جائے تو کندھے ذمہ داریوں سے جھک جاتے ہیں

وہ سب سے بہت تھک جاتی تھی مگر کس سے شکوہ کرتی جا کر کون تھا یہاں سکے دکھ سننے والا؟؟

وہ گھر آیا تو معمول کے مطابق ہر کوئی اپنے اپنے کمرے میں تھا
وہ کچھ دیر لاؤنج میں ہی بیٹھا رہا کل اسنے پانی لا کر دیا تھا؟؟اج کہاں گئی دو دن۔ کا شوق ہوتا ہے یہ بھی لڑکیوں کا اتر جاتا ہے وہ خود سے بڑبڑایا
اسنے ملازمہ سے پانی لانے کا کہا

"آپ کہاں تھی سعدیہ باجی؟؟" کچن میں۔ ملازمہ کو دیکھ کر پوچھا جو تین گھنٹوں سے غائب۔ تھی

"جی بی بی جی کپڑے دھو رہی تھی ساتھ میں حوریں بی بی کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی" گلاس میں پانی ڈالتی ملازمہ نے پوچھا

"اب آپ کہاں جا رہی ہیں؟؟" اسے واپس پانی کا گلاس باہر کے کر جاتا دیکھ کر نیرہ نے پوچھا

"صاحب جی آئے ہیں افیس سے انہیں پانی دینے جا رہی ہوں"

"کونسے صاحب؟؟'

"نائل صاحب" ملازمہ نے بتایا

ا" چھا آپ یہ کاٹے میں دے کر آتی ہوں" اسے بھری پکڑتی اسکے ہاتھ سے گلاس لیتی وہ بولی اور باہر نکل گئی

وہ اسے کل کی طرح ہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ملا

"اسلام علیکم نائل پانی" سلام کہتی اسے پانی دیا

نائل نے اسے دیکھا- "وعلیکم اسلام مجھے لگا آج بھول گئی ہو تم" اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتے طنز کرنا نہیں بھولا

"نہیں میں بھلا اپنے فرائض کیوں بھولو بس کچن میں ے ھی اس لئے تمہارے آنے کی خبر نہیں ہوئی"

جواباوہ خاموش رہا

"چائے لاوں؟؟"

"ہاں کمرے میں لے آنا" کہتا وہ صوفے سے اٹھا

"کونسے کمرے میں؟؟"نیرہ نے پوچھا ویسے بھی اسکے دو دو کمرے تھے

"جس کمرے میں چڑیل سایہ فلاں فلاں ہے"اسے کہتا وہ اسی کمرے میں چلا گیا

نیرہ کے لب مسکرائے وہ اسی طرح مسکراتی ہوئی کچن میں گئی نجانے کیسے ساری تھکن اتر گئی تھی وہ اب خود کو فرش محسوس کر رہی تھی

سارے کام چھوڑ کر وہ اب اسکے لئے چائے بنا کر کمرے میں کے کر جا رہی تھی

آگے وہ اسے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سویا ہوا ملا

اسنے اسے ہلکی سی آواز دی مگر وہ شاید گہری نیند سو گیا تھا

نیرہ نے چائے کا کپ وہی سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور کمرے سے باہر نکلتے نکلتے اسکی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر ایک شاپنگ بیگ نظر آیا یہ پہلے تو یہاں نہیں تھا اور وہ بیگ بھی موبائل فون۔ کا تھا

اسنے کندھے اچکائے اور باہر نکل گئی

اسکے بعد نا نیرہ کمرے میں واپس آئی اور نا ہی نائل کمرے سے باہر نکلا وہ سو گیا تھا اور نیرہ کام میں مگن ہو گی تھی

اسے بہت عجیب لگا تھا یہاں کا سسٹم کیسے لوگ تھے ہر وقت آپنے اپنے کمروں میں۔ گھسے رہتے تھے نا کوئی ہنسی نا کوئی مزاق بس کھانا کھایا اور واپس اپنے کمروں میں اس سے اچھا تو وہ تین کمروں والا چھوٹا سا گھر تھا جہاں ایک گلاس بھی ٹوٹے تو سارے اکٹھے ہو جاتے تھے دن یو رات ہو یا شام ہر وقت چاچو اور ان تینوں کی بات چیت ہوتی رہتی کبھی چچی کیسی بات کو پکڑ لیتی تو دو گھنٹے اسے پر بحث چلتی تو کبھی ابو پرانی سی مشین کھول کر بیٹھ جاتے اور اسکے پرزوں کو الگ الگ کرتے

سہہ جہاں محبت نہیں وہاں۔کا محل بھی قید خانہ کیافائیدہ اس محل کا جس میں کوئی پیار محبت نہیں

کچن میں۔ کھانا بناتے وہ مسلسل یہی بات سوچ رہی تھی اسے تو یہی لگتا تھا کہ جوائن فیملی ہو گی سہی ہنسی مزاق ہو گا ہر وقت گھر میں شور ہی ہو گا مگر یہاں تو قبرستان جیسی خاموشی ہوتی تھی

وہ اپنا دل بھلانے کے لئے ملازمہ سے ہی باتیں کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ کھانا بھی بنا رہی تھی

انتھک محنت کے بعد اسنے کھانا بنالیا تھا ٹیبل پر سیٹ کرتے اسنے ملازمہ سے کہا

آ"پ گھر والوں کو سب کو بلائے میں نائل کو بلاتی ہوں"

اسنے آہستہ سے کمرے کا دروازا کھولا

نائل ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے شرٹ لیس کھڑا تھا- نیرہ کا دل بند ہوا

نائل نے اسکا عکس آئینے سے دیکھا- وہ اپنی آنکھیں پٹکا رہی تھی اور مسلسل جھکا رہی تھی

"کیا ہوا؟؟' اسے احساس ہی نہیں تھا اس بات کا اس لئے اسکی طرف مڑتے پوچھا

نیرہ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھا "شرٹ پہینو"

اسکی بات پر اسے حوش آیا اور بیڈ پر پڑی شرٹ پہنی وہ اکیلا ہوتا تھا کمرے میں اس لیے اکثر شرٹ اتار دیتا آج بھی اسنے یہی کام کیا تھا مگر آج بھول گیا تھا کہ وہاں شادی شدہ ہے اور ایک عدد بیوی بھی ہی

'کھول لو آنکھیں اب" واپس سے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف مڑتے کہا

"کھانا لگ گیا ہے آجاؤ" اسے کہتی وہ کمرے سے باہر نکل رہی تھی جب نائل نے اسے پکارا

"بات سنتی ں ما وجاؤ"

وہ رکہ اور پیچھے مڑی

'یہاں آؤ" اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ دیا

نیرہ اسکے پاس آئی

"یہ میں تمہارے لئے لایا تھا" اسے وہی شاپنگ بیگ دیتے وہ بولا

یقیناً وہ موبائل تھا نیرہ اتنا تو جان گئی تھی اسکے ہاتھ سے لیتی اسنے وہ بکس بیگ سے نکالا وہ موبائل ہی تھا

مگر بہت مہنگا تھا

"اس سے تم اپنے گھر والو سے کنیکٹیڈ رہنا"

نیرہ نے سر اثبات میں ہلایا اور ذہن آج سے دو سال پیچھے گیا جب اسکے ابو نے پہلی بار موبائیل اسے لے کر دیا تھا

وہ خاموش تھی اور نائل کو حیرت ہو رہی تھی نائل تو یہی سمجھ رہا تھا وہ ضرور اس میں سے نقص نکالے گی مگر اسنے خاموشی سے وہ لے لیا تھا عجیب؟؟

"کیا ہوا سہی نہیں ہے کہا؟؟"

"نہیں بس مجھے ابو یاد آ گئے تھے "اسکی آنکھیں نم ہو گی

"کیوں؟؟"""ناچاہتے ہوئے بھی پوچھا

"پہلی بار فون مجھے میرے ابو نے لے کر دیا تھا بس وہی وقت یاد آ گیا تم جانتے ہو جب میں نے وہ فون کیا تھا تو دل میں ارادہ کیا تھا کہ اگلی بار فون میں اپنے پیسو سے خریدوں گی مگر؟؟"وہ روہانسی ہوئی

نائل کو کچھ محسوس ہوا جسے اسکا دل دکھی ہے

"کوئی بات نہیں لڑکیوں کی ضروریات مرد ہی پوری کرتے ہیں"

"لیکن میں نے ایسی لڑکی نہیں بننا تھا جس کے خواب کیس بھی مرد کے محتاج ہو"

"مگر اب بن گئی نا ایسی لڑکی اب رونے دھونے کا کیا فائیدہ اسی میں۔ صبر شکر کرو" اسے کہتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا

پیچھے نیرہ نے وہ فون وہی ٹیبل پر کھا
اسکے خواب کیسی مرد کے محتاج تھے یہی بات اسکے دل کو زخمی کر رہی تھی

وہ ساری رات کمرے میں۔ اسکا انتظار کرتی رہی مگر وہ نہیں آیا نیرہ نے اس جگہ کو دیکھا جہاں وہ کل سویا ہوا تھا
اسکی آنکھیں بھر آئی وی اسے اچھا لگنے لگا تھا اسکے ہونے سے روح کو سکون ملتا تھا
وہ اسے کیسے یہ بات سمجھائے وہ اسے محبت کرنے لگی تھی؟؟

اسلیے اپنا وہ ہاتھ دھو یا جو کل ساری رات نائل کے ہاتھ میں تھا اسلیے اس ہاتھ پر اپنے لب رکھے اور بہت عقیدت سے اس ہاتھ کو اپنی نم آنکھوں کے ساتھ لگا یا محبت ہو جانا عام ہے ہو جاتی ہے مگر عادت ؟؟ عادت ہو جانا اور وہ بھی انسان کا سب سے زیادہ خطرناک ہوتا عادت نہیں ہونی چاہیے کما زکم انسان کی عادت تو نہیں ہونی چاہیے یہ انسان بہت ترساتے ہیں انہیں پتا چل جائے کہ کیسی کو ان کی عادت ہے تو وہ جان کر ترساتے ہیں

اسنے روتے ہوئے ہی سر تکیہ پر رکھا

"اللہ آپ سب جانتے ہیں نا آپ جانتے ہیں مجھے یہ شادی نہیں کرنی تھی مجھے لائیر بننا تھا اپنے ابو کا نام روشن کرنا تھا لیکن اپنے میری قسمت میں یہ شادی لکھی تھی میں راضی ہو گی آپکے اور ابو کے فیصلے پر لیکن اللہ اب شوہر کی بے رخی شوہر کا دکھ نہین برداشت کر سکتی آپکی یہ بندی میرا دل دکھتا ہے اللہ آپ جانتے ہیں نا" وہ روتے ہوئے اللہ کو پکار رہی تھی

اسکے انسو تکیہ کو نم کر رہے تھے
کوئی ان تکیوں سے پوچھے کہ ان میں سر رکھنے والا شخص کتنا مضبوط ہے

وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں سکون سے سویا ہو گا اور وہ اسکی یاد میں رو رہہ ہے مگر نہیں
وہ بھی نہیں سویا تھا وہ بھی جاگ رہا تھا بس فرق اتنا تھا کہ وہ رو کر دل ہلکا کر رہی تھی اور وہ بغیر روئے اپنا دل مزید بھاری کر رہا تھا

نائل آج اسکی خاطر بالکونی میں بھی نہیں گیا ورنہ وہ رات کو بالکونی میں چاند ضرور دیکھنا تھا اور خاص کر جب اسے نیند نا آئے مگر آج تو نیند بھی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور وہ اسکی خاطر بالکونی میں بھی نہیں جا رہا تھا
پھر اسکا سایہ نیچے لہرایا گا اور وہ ڈر جائے گی
اپنے بیڈ پر سیدھا لیٹا وہ کمرے کی چھت کو گھور رہا تھا

سوچو کا تسلسل تھا کہ ٹوٹ ہی نہیں رہا تھا وہ کب سے یہی سوچ رہا تھا کہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے

ڈگری مکمل ہونے کے بعد اسکا ارادہ انجوائے کرنے کا تھا جو انسے دو ماہ میں کیا مگر یہ لڑکی یہ شادی یہ اداکاری یہ سب تو اسنے سوچا بھی نہیں تھا پھر بھی کوریا تھا اور کیسی لڑکی کا خیال؟؟ یہ تو نائل کہ ڈشنری میں ٹائم ویسٹ تھا اور آج وہ خود ٹائم ویسٹ کر رکا تھا وہ کب سے نیرہ کو سوچ رہا تھا

وہ جانتا تھا نیرہ اس سے اٹیچ ہو رہی ہے اٹیچ؟؟؟ وہ اسے محبت کرنے لگ گئی ہے اور وہ صرف اٹیچمنٹ کا سوچ رہا تھا

وہ اسے خود سے اٹیچ نہین ہونے دے سکتا تھا وہ جانتا تھا یہ سب چند ماہ کا ڈرامہ ہے اسکے بعد اسکے گھر والے اس خاندان کی لڑکی کو کبھی بھی اپنی گھر میں برداشت نہیں کرے گے وہ اسے طلاق دینے پر مجبور کرے گے اور وہ اسے چھوڑ دے گا تو پھر کیوں وہ اسے سوچے کیوں اس سے محبت کرے کیوں اسکا خیال رکھے صرف چند ماہ کے لیے وہ اسے پیار کا جھوٹا دکھاوا کرے

وہ تو ایک چیونٹی کو نہیں مارتا تھا تو پھر کیسے اک لڑکی کا دل اپنے پیروں تلے مسلے وہ اسے روکنا چاہ رہا تھا کہ وہ رک جائے مگر وہ خود اسکی یادوں سے خود کو باز نہیں رکھ پا رہا تھا تو اسے کیسے رکے

" یا اللہ میں اسے دھوکا کیسے دوں وہ تو معصوم ہے میں کہاں جاؤں میرے مالک ایک طرف باپ جس کہ شفقت محبت کے احسانات میں ساری زندگی نہین چکا سکتا اور ایک طرف وہ لڑکی جو کل آئی ہے اور آج میرے دل میں بس چکی ہے میں اسے نہیں دھوکا دے سکتا وہ نادان ہے "

وہ نماز نہین پڑھتا تھا مگر اللہ سے باتیں وہ بہت کرتا تھا اسنے آج بھی اپنے دل کا حال اللہ کو سنایا وہ جانتا تھا کہ یہ بات وہ کیسی دوست کے ساتھ نہین شئیر کر سکتا اس وقت اپنے دل کا حال وہ صرف اللہ کو سنا سکتا تھا

اسنے سنا دیا اپنا حال اس ڈر کے بغیر کہ اللہ جج نہیں کرے گے

"اللہ جج نہیں کرتے لوگ جج کرتے ہیں"

لوگ ہماری باتوں سے ہمارے خیالات سے ہمیں برا اور اچھا سمجھنے لگتے ہیں

وہ دونوں ساری رات جاگتے رہے صبح ہوتے ہی نائل بغیر ناشتہ کئے فیکٹری چلا گیا آسیہ بیگم اسے ناشتہ کا کہتی رہی اور فیکٹری میں کرلوں گا کہتا چلا گیا

وہ ایسا لڑکا تھا جو آگ لگ جائے جنگ شروع ہو جائے اسے بس ناشتہ کھانا چاہیا تھا چاہیے یونی سے لیٹ ہو جائے یا سکول سے وہ ناشتہ کر کے جائے گا اسے نیند آئی ہے تو وہ سویا گا چاہی کل پیپر ہے اور اسے کچھ بھی نہیں آتا اسکے لئے اسکی نیند اور پیٹ دونوں بہت اہم تھے مگر نیرہ کے بعد اسکے لئے اب کچھ بھی اہم نہیں رہا تھا

"آج نائل کی طبیعت خراب ہے جہاں زیب اسے جلدی افیس سے گھر بھیج دینا ناشتہ کرتے آسیہ بیگم نے جہاں زیب سے کہا"

"ہوں بھیج دوں گا مگر انسے بتایا کہ کیا ہوا ہے اسے ؟؟"

"نہیں بس چلا گیا لیکن مجھے اسکی طبیعت خراب لگتی ہے ورنہ وہ ناشتہ کئے بغیر کہاں جاتا ہے"

"ہیمم چلو میں دیکھ لوں گا تم پریشان نا ہونا" وہ انہیں تسلی دے کر خود بھی فیکٹری کے لئے نکل گئے

"اج وہ مہارانی نہیں آئی ناشتے پر" وفا نے نیرہ آج ناشتے پر نہیں دیکھا تو پوچھا

'کیا پتا سوئی ہو گی" آسیہ بیگم بے نیازی سے کندھے اچکاتہ بولی

"بڑی کی کوئی چالک لڑکی ہے ممانی ہم سب کو بیچ کھائے گی"

'کیا تم اپنے ماموں کو نہیں جانتی وہ چالک لوگوں کے ساتھ کہا کرتے ہیں؟؟؟"

"جانتی ہوں ناموں کو اسی لئے تو حیراں ہوں کہ مامون اس لڑکی کو کیوں لائے ہیں وہ بھی نائل کی بیوی بنا کر حلانکہ ماموں انہیں زراہ بھی نہیں پسند کرتے" وفا نے آسیہ بیگم کو جانچتی نظروں سے دیکھا کچھ تو تھا جو وہ چھپا رہی تھی

'کچھ چیزیں ہمیں وقت پر چھوڑ دینی چاہئیں وقت ہمیں زیادہ اچھے سے سمجھا دیتا ہے تمہیں یونی سے لیٹ ہو رہا ہے"

ان کی بات پر وہ مسکرائی "ممانی جو چیزیں اپنو کے سمجھانے کے بجائے اگر وقت سمجھائے تو انسان پھر کبھی اپنو۔پر بھروسہ نہیں کرتا خیر اللہ حافظ "آخر میں وہ مسکرائی اپنا بیگ کندھوں میں ڈال کر چلی گی

وہ بیڈ پر بیخبر پڑی ہوئی تھی وہ سوئی ہوئی نہیں تھی اسکی آنکھوں میں بوچ تھا اسکے پلکوں پر جیسے من من کا وزن تھا اسے آنکھیں نہین کھولی جا رہی تھی

بہت مشکل سے انسے آنکھیں کھولیں اور گھڑی میں دیکھا جہاں ساڈھے گیارہ بج رہے تھے

اور واپس سے آنکھیں موندلی اسکا بلڈ پریشر لو ہوتا تھا آج بھی اسے لگا کہ وہی ہو گیا مگر اسے اپنے سانسیں گرم محسوس ہو رہی تھی

اسے میں اتنی حمت نہین ہو رہی تھی کہ اٹھ کر باہر جا کر کیسی کو بتائیں کہ اسکی طبیعت خراب ہو رہی ہے اسنے واپس آنکھیں کھولنی چاہیئے مگر اس بار آنکھیں نہین کھلی

بلکہ اسکا دماغ بلکل ماوف ہو گیا جو کچھ پہلے زراہ زراہ سمجھ آ رہا تھا اب بلکل ختم ہو گیا

باہر سب سمجھ رہے تھے کہ وہ سوئی ہوئی ہے مگر وہ تیز بخار کہ وجہ سے بلکل ماوف ہو گی ہے

وہ اسی طرح پڑی رہی کیسی نے بھی کمرے میں آکر پوچھنا یا دیکھنا مناسب نہیں سمجھا کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گئی ہے

اپنے افیس میں بیٹھا اسکا دل ہر چیز سے اکتایا ہوا تھا وہ فائیل اٹھاتا وہ واپس رکھ دیتا لیپ ٹاپ ان کرتا پھر آف کر دیتا

جہان زیب اسکے افیس میں آکر اسنگ گھر جانے کا بولنا چاہتے تھے مگر وہ تو پہلے سے ہی اپنے بازوں ٹیبل پر رکھ ان پر سر رکھ کر بیٹھا تھا

"نائل" انہوں نے پکارا

اسنے سر اٹھا کر اں ہی۔ دیکھا اور پھر اپنی چیئر سے اٹھا

"کیا ہوا بیٹا طبیعت خراب ہے؟"

"پتا نہیں ڈیڈی دل اکتایا ہوا ہے" اسنے بتایا

'چلو ڈکٹر کے پاس چلتے ہیں"

"نہیں ڈیڈی ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا بس گھر جانا چاہتا ہوں"
او کے بیٹا چلے جاؤ گھر آرام کرو گھر جا کر" انہوں نے اسے کہا

"ٹھیک یو ڈیڈی"

'میں ڈرائیور کو کہتا وہ تمہیں گھر ڈراپ کرائے مجھے تمہاری کنڈیشن ڈرائیونگ
والی نہیں لگ رہی" اسکی مرجھائی ہوئی آنکھیں دیکھ کر انہوں نے کہا

"نہین ڈیڈی اہم فائن میں چلا جاؤں گا اللہ حافظ"

'اچھا گھر پہنچ کر کال کر لینا" انہوں نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھا
وہ بس گردن ہلا کر باہر نکل آیا

کاش یہ لوگ جیسے اپنی اولاد کو سمجھتے ہیں ویسے ہی ہر کیسی کی اولاد کو سمجھتے

وہ دو بجے افیس سے نکل آیا رستے میں اسنے سوچا کہ وہ کیسی دوست کی طرف چلا جائے گھر جا کر تو اور طبیعت خراب ہونی تھی نیرہ کی باتیں سن کر مگر پتا نہیں دل صرف گھر جانا چاہتا تھا

اسنے ایک بار پھر آنکھیں کھولنی کہ کوشش کی اب کی بار گھڑی دو بجا رہی تھی
اسے نہیں پتا تھا کہ یہ دن کی دعا ہیں ہا رات کے بس اسے پتا تھا تو اتنا کہ آج اسکا یہ آخری دن ہے
گلہ اسکق قدر خشک ہو چکا کہ اسکے گلے میں گانٹھ چھب رہے تھے
اسنے حمت کر کے خود کو بیڈ سے اٹھایا سائیڈ ٹیبل پر رکھا جگ خالی تھا

اسنے ایک لمبی سانس خرچ کی

"خدا تم سب پر عذاب نازل کرے" اسکے دل سے آہ نکلی تو جو آسمان تک پہنچی تھی

بغیر دوپٹے کے اسنے سائیڈ ٹیبل سے وہ خالی کانچ کا جگ اٹھایا اور پانی لینے کے لئے جانے کہ کوشش کی مگر آنکھوں کے آگے ایک بار بھی اندھیرا چھا گیا

سر چکرانے لگا وہ توازن برقرار نا رکھ سکی اور زمین بوس ہو گی

کانچ کا جگ نیچے گرا اور کرچیوں میں ٹوٹ گیا کچھ کرچیاں اسکی ٹانگ اور ہاتھ پر چھپ گئی تھی ہاتھ اور ٹانگ سے خون نکل رہا تھا جو سفید ماربل کو لال کر رہا تھا اور وہ بغیر دوپٹے کے زمین پر بے حوش پڑی تھی کانچ ٹوٹنے پر بھی کیسی نے بھی زحمت نا کی

ان کے سینے میں شاہد پتھر تمھا دل ہوتا تو آ جاتے

پتھر دلوں کے خاندان میں ایک موم سا دل رکھنے والا لڑکا تھا نائل کیانی

وہ گھر آیااور اپنے روم میں جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا پھر رکااور کچن میں ملازمہ کو چائے کا کہا

وہ کچن سے باہر نکلااور کچھ سوچ کر واپس اندر آیا کچھ بولنے کے لئے لب کھولنے چاہی مگر رک گیااور واپس اوپر اپنے کمرے میں آگیا

اسنے بالکونی میں آکر ایک لمبا سانس خرچ کیا

اس وقت سب اپنی کمرے میں ہوتے تھے شاہد آج وہ اسکے آنے پر چاہے پانی نا دے

ملازمہ نے کمرے میں آکر اسنے چائے دی

وہ جانتا تھا نیرہ ہوتی تو وہ پہلے پانی دیتی تھی اور پھر چائے

اسنے بے اختیار اس سکا پوچھا

"نیرہ کہاں ہے؟"

"جی صاحب وہ تو صبح سے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلی سوئی ہوئی ہیں"

ملازمہ کہ بات پر وہ حیراں ہوا
تین بج رہے تھے اور وہ سوئی ہوئی ہے
"اچھا تم جاؤ" ملانسہ سے کہا وہ چکی گئی

اسنے چائے لبوں سے لگائی
اسکا دل اُچاٹ ہوا چائے وہی کمرے میں رکھ کر وہ نیچے آیا

'تم کب آئے بیٹا؟؟-قسیہ بیگم نے اسے وہاں دیکھ کر پوچھا

"بس آدھی دس پندرہ منٹ پہلے"

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟؟-

"ٹھیک ہوں"

"آرام کرو تھک گے ہو بہت" وہ اسے کہتی واپس کمرے میں چلی گئ

"ہاں تھک گیا ہوا داکاری کر کے" کہتا وہ اسکے کمرے کی طرف آیا

کمرے کا دروازہ کھولا اور اسکے دل کہ بے ساری یکدم غائب ہوئی

اسے اپنا دل باہر آتا ہوا محسوس ہوا

وہ فرش پر اوندھے منہ گری ہوئی تھی بازوؤں اور ٹانگ سے خون نکل کر فرش پر جم چکا تھا

نائل اسکے پاس آیا اسکی سانسیں مدھم مدھم چل رہی تھی

"نیرہ" اسے دیکھا کیا

اسے آج نہیں پتا تھا کہ وہ دوپٹے میں ہے یا نہیں اسے پتا تھا تو اتنا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے اسنے پاس پڑے کانچ کے ٹکرے دیکھے
اسے کانچ چبھا تھا نائل نے آنکھیں زور سے بھینچی

اسے اپنا درد یاد آیا تین سال پہلے اسکا کار آکسیڈنٹ ہوا تھا گاڑے کے شیشے اسکی بازوؤں میں چبھے تھے

اسنے وہی سے ملازمہ کو آواز لگائی

اسکی اونچی آوازیں سن کر آسیہ بیگم اور حوریں اپنے اپنے کمروں سے بھاگی آئی

"ایمبولینس کو کال کرو" ملازمہ سے کہا

وہ بوکھلائی ہوئی ایمبولینس کو کال کرنے چلی گی

"اسے کیا ہوا ہے یہ سب ؟؟" آسیہ بیگم کانچ کے ٹکرے زمیں پر بکھیرے دیکھ کر بولی

"مر جائے گی یہ ماما" اسکے لہجے میں درد لہرایا

حوریں نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جو درد میں تھی یہ آنکھیں اسنے پہلی بار دیکھی تھی

"نائل اسے ہوا کہا ہے یہ پوچھ رہی ہوں؟؟"

مجھے کیا پتا گھر ہر آپ لوگ ہوتے ہیں آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ ایک جانور ہی سہی
مگر ہے اسے بھی دیکھ لے مگر نہیں—ماما اگر یہ مر گئی تو پھر—, وہ رکا
ماں تھی آداب کا دائرہ آگیا ورنہ آج کوئی اور ہوتا تو وہ نائل کو پہچان نا پاتا
پہچان تو آج حوریں بھ اسے نہین رہی تھی وہ نائل نہیں تھا جو لاپرواہ بے فکر ہوتا
تھا یہ تو کوئی اور تھا

ایمبولینس آگئی تھی اسے سٹیچر پر لیٹا کر ایمبولنس میں ڈال رہے تھے جب نائل
نے محسوس کیا کہ وہ بغیر دوپٹے کے ہے

ان کی فیملی میں بس عورتوں کا گلے تک ہی دوپٹہ رکھنا کافی سمجھا جاتا تھا

"اسکا دوپٹہ لاؤ" پاس کھڑی ملازمہ سے کہا اور اس لڑکے کو رکنے کو کہا

"ان کا خون بہ رہا ہے جلدی کرنی ہو گی" اس لڑکے نے کہا

"شٹ اپ یہ بیوی ہے میری اسکی عزت اور جان دونوں میرے پر فرض ہیں
"آج پہلی بار وہ چلایا تھا
اسکے غصے سے گھر کا ہر ملازم ڈر گیا تھا وہ لڑکا سب بلکل خاموش ہو گیا

ملازمہ نے اسے دوپٹہ لا کر دیا
نائل نے وہ آسمانی رنگ کا دوپٹہ نیرہ کے گرد اچھے سے لپٹا
اب اسے ایمبولینس پر رکھا جا رہا نائل کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے خوش ہوئے
روئے یا غصہ کرے

"اسے نیرہ کا بہتا خون پاگل کر رہا تھا" اسنے کبھی نہیں چاہ تھا کہ اسے کوئی تکلیف ہو وہ اگر اسے سکھ نہیں دے سکتا تھا تو کم از کم وہ اسے دکھ بی نہیں دینا چاہتا تھا

اسے ایمرجنسی میں لے گے تھے نائل کو ریڈور میں مسلسل چکر کاٹ رہا تھا

"ایک نئ مصیبت گلے میں ڈال دی اپنے مر گئ تو زندگی عذاب ہو جائے گی سب کی آپ کو احساس نہیں ہوا کہ ایک بار دیکھ بھی لے کے مر تو نہیں گئ اس حالت میں مر گئ تو ساری زندگی تھانہ کچھیڑی کے چکر کاٹتے رہے گے ہم" وہ آسیہ بیگم سے کہ رہا تھا

"مجھے کیا پتا تھا کہ بیمار ہے"

'ماما پتا ہونا چاہیے پتا ہونا چاہیے مام وہ میرے نکاح میں ہے انسان ہے وہ ما مر جائے گی" اسکا لہجہ یکدم بدلا

"تو مرنے دو نا تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے" کب سے خاموش کھڑی وفا نے کہا اسے حوریں نے بلا لیا تھا

"اگر وہ مری تو یاد رکھنا ڈیڈی سے لے کر آنے والی سات نسلوں تک قہر مچ جائے گا" اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ بولا

"کون مچائے گا یہ قہر؟؟" وفا نے پوچھا

"میں ـــــ مچاؤں گا یہی سننا چاہتی ہو نا سن لو اور اب بکواس بند کر کے چلی جاؤ" وہ اسے کہتا دوسری جانب چلا گیا

وفا نے حوریں کو دیکھا جس نے حیرانگی سے آسیہ بیگم کو دیکھ رہی تھی

جہاں زیب صاحب بھی اب ہسپتال اچکے تھے وہ پچھلے دو گھنٹوں سے ایمر جنسی میں تھی

"تم عورتیں پاگل ہو ایک بار جا کر اسکا پتا کر لیتی اگر وہ صبح سے باہر نہیں آئی تو تم لوگ جا کر دیکھ لیتی سب نئی مصیبت" جہاں زیب صاحب نے انہیں کہا

"میں نوکرانی نہیں تھی اسکی" آسیہ بیگم نے کہا

"لیکن ماما وہ تو انسان تھی اپنے تو جانور سے بھی بدتر سلوک کیا اسکا خون بہ کر جم گیا تھا ماما لوگ قربانی کے جانور کا خون دیکھ کر بھی کانپ جاتے ہیں وہ تو میرے نکاح میں ایک جیتی جاگتی انسان تھی" نائل کے لہجے میں موجود کرب وہاں موجود سب نے محسوس کیا

"آپ ہیں ں ییرہ کی فیملی؟" ایک نرس نے آکر وہاں ہو چھا

"ان کے ہیسبنڈ کو ڈاکٹر صاحبہ بلا رہی ہیں" وہ نرس کہتی چلی گئ

نائل نے جہاں زیب صاحب کو دیکھا- نا جانے کیوں اسکا دل گھبرا رہا تھا

"نیرہ آپکی وائف ہیں نا؟؟" ڈاکٹر نے پوچھا

"جی"

"آپ کو احساس بھی ہے وہ کیسی حالت میں ہیں ادھر آج آپ محض چند لمحے دیر کر دیتے تو ان کی دماغ کی نس پھٹ جاتی ان کا بلڈ پریشر ہائی تھا صرف ہائی ہی نہیں بلکہ ڈینجیرئس زون میں تھا"

نائل نے گردن جھکالی آج ماں کی وجہ سے گردن جھکانی پڑ رہی تھی

"اب کیسی ہے وہ؟" اسنے پوچھا

"آپ ان کے ذکر میں گردن جھکا رہے ہیں نائل اور وہ بے حوشی میں بھی آپ کو پکار رہی تھی"

نائل نے گردن اٹھا کر سامنے بیٹھی ڈاکٹر کو دیکھا

آپ جانتے ہیں کہ لوگ۔ بے حوشی میں بھی ایک نام کیوں پکارے ہیں
جب کوئی مریض بے ہوش ہو کر کسی کا نام پکارے، تو یہ کئی وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے، اور اسے "ہذیانی کیفیت (delirium) "یا "غنودگی کی حالت میں ذہنی ردِ عمل (subconscious reaction) "کہا جاتا ہے۔
ایسی حالت میں مریض شعوری طور پر ہوش میں نہیں ہوتا، لیکن لاشعوری ذہن میں موجود جذبات یا یادیں ابھر سکتی ہیں۔ جو نام مریض پکارے، وہ اکثر ایسا

شخص ہوتا ہے جس سے جذباتی تعلق بہت گہرا ہو، جیسے ماں، محبوب، یا کوئی قریبی دوست۔

اور نیرہ آپکا نام لے رہی تھی ڈاکٹر نے اسے سمجھایا

نائل بس خاموش رہا اسکے پاس الفاظ ختم ہو چکے تھے ڈاکٹر کہ بات سن کر

"اب بہتر ہیں وہ آپ ان سے جا کر مل سکتے ہیں صرف آپ وہ بھی اس لئے کہ وہ آپ کو پکار رہی تھی ورنہ اس کنڈیشن میں کم پیشنٹ کو کیسی سے بھی نہیں ملنے دیتے

" تھیکیو سو مچ " وہ ڈاکٹر سے کہتا چیئر سے اٹھا اور نرس کے ہمراہ اسکے کمرے میں آیا

وہ آنکھیں کھولے دروازے کی جانب ہی دیکھ رہی تھی اور اسے وہاں دیکھ کر آنکھیں بند کی

آنکھوں سے انسو بہ رہے تھے جو نائل نے اپنے دل پر گرتے محسوس کئے

"نیرہ ایم سوری ائم سو سوری مجھے معاف کر دو" ناحال پوچھا تھا نا کوئی بات کی تھی بس اسے معافی مانگی تھی

نیرہ نے آنکھیں کھولی۔

"بہت برے ہیں تمہارے گھر والے نائل بہت برے" روتے ہوئے شکوہ کیا

"ائم سوری ائم سوری" اسکے پاس بیٹھتے کہا

"میں میں سارا دن بے حوش رہی میں پیاسی تھی مجھے بخار تھا میں آٹھ نہیں سکتی مجھے پانی چاہیئے تھا پانی نہیں تھا میں میں نے پانی کے لئے باہر انس چاہ لیکن میں بے حوش ہو گی مجھے کانچ چھپے نائل مجھے بہت درد ہوا تھا نائل مجھے ابھی بھی بہت درد ہو رہا" روتے یوئے ف اسے سب کچھ بتایا

نائل نے اسکے انسو صاف کئے۔

"میں جانتا ہوں میں جانتا ہوں سب لیکن سب کے باوجود مجھے معاف کر دو میرے گھر والو کو معاف کر دو"

"نہیں کرتی تمہارے گھر والو کو معاف کیسی صورت نہیں کرتی میرے باپ نے ان پر یقین کر کے انہیں دیا تھا مجھے اور انہوں نے کیا کیا؟؟؟"

"تم میرے نکاح میں ہو میرے گھر والوں کی زمہ داری نہیں تھی میری ذمہ داری تھی میری کوتاہی تھی نیرہ مجھے معاف کر دو"

نیرہ نے اسے دیکھا-وہ کیسے اسے جھکا ہوا دیکھتی-

"وہ بس پھوٹ پھوٹ کر رو دی "نیرہ کا دل کیا وہ نائل کے سینے سے لگ کر روئے مگر نائل نے اسکے انسو صاف کئے

"رو نہیں زیادہ ورنہ طبیعت زیادہ خراب ہو جائے گی"

"مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ نائل پلیز مجھے نہیں رہنا یہاں"

"میں چھوڑ آؤں گا تمہیں وہی مگر ابھی مت رو"

"میری امی کا بلاؤ مجھے ان کے پاس جانا ہے مجھے ان کے گلے لگنا ہے نائل مجھے میری امی کے پاس جانا ہے" اسکے رونے میں شدید آ گئی تھی

"میں تمہارے گھر کال کر کے بتاؤ گا لیکن پہلے ہسپتال سے گھر چلو"

"میں تمہارے اس محل جیسی بے حس لوگو کے گھر ایک قدم بھی نہیں رکھنا چاہتی"

"میرے لئے بھی نہیں کرو گی؟؟" وہ جانتا تھا ان کے درمیان ایسا کوئی رستہ نہیں تھا جس کی وجہ سے نیرہ رک جاتی

مگر ابھی اسکے کہنے پر نیرہ خاموش ہو گی۔

اسکی یہ خاموشی نائل پر قیامت کا چکی تھی وہ ڈر رہا تھا نیرہ کہ اس محبت سے اس چاہت سے وہ ڈر رہا تھا اسے ڈر لگ رہا تھا اپنی بیوی کی محبت سے

"تم آرام کرو میں تمہارے لئے کھانے کے لئے کچھ بھیجتا ہوں' وہ اسے کہتا بیڈ سے اٹھا

"نہیں تم یہی رہو نائل "نیرہ نے اسکی بازو پکڑی

نائل نے اس بازؤں کو دیکھا جو نیرہ نے پکڑی ہوئی تھی

"بھوک لگی ہو گی تمہیں نیرہ"

"نہیں مجھے کچھ نہیں کھانا کچھ نہیں پینا مجھے یا تو میرے گھر لے جاؤ یا تم میرے پاس رہو"

"میں یہی ہوں تمہارے پاس لیکن ابھی تو تم نے کچھ کھانا ہے نا" وہ واپس بیڈ پر بیٹھتا بولا

"نہیں کھانا کچھ بھی"

"اچھا ویٹ میں صارم بھائی سے کہتا وہ کچھ منگوادے گے" وہ جیب سے فون نکالتے ہوئے بولا

"مجھے تمہارے گھر والو کے ہاتھ سے کچھ نہیں چاہئے"

"صارم بھائی کا کہا قصور وہ تو میرے ساتھ افیس میں تھے نا"

"سب ایک جیسے ہیں سب ہی قصور وار ہیں"

"اور میں؟؟" نائل نے پوچھا

نیرہ نے اسے دیکھا- "تم بھی ہو مگر تمہیں معاف کر دیا ہے تمہیں میرے خون کا آخری قطرہ بھی معاف ہے نائل"

نائل مسکرایا- "سارا خون تو آج ضائع ہو گیا اس لئے معاف کر رہی ہو"

"ایسے مت کہو تمہیں سب معاف کر چکی ہوں اپنا خون اپنی جان اپنی سانسیں سب کچھ"

"اچھا اور نیرہ نے ایسا کیوں کیا ہے؟؟" وہ جانتا تھا لیکن پھر بھی اسکے منہ سے سننا چاہتا ہوں

"کیونکہ تم میرے شوہر ہو اسئے لئے"

"صرف شوہر؟"

"ہاں تو کیا اب سہیلی بھی بناؤں؟"

اسکی بات پر وہ مسکرایا—"نہیں نہیں شوہر ٹھیک ہے"

"اب تم جانتے ہو نا کہ تم میرے شوہر ہو"

"اوکے میں تمہارا شوہر ہوں اور تم میرا سر درد-ڈن"

"سر درد نہیں کہو آگے جا کر میں ہی تمہارا سر دباؤ گی جب تم تھک جاؤ گے"

"فلحال تم ٹھیک ہو جاؤ اور مجھے تمہارے لئے کچھ لانے دو اگر مجھے نہیں جانے دو گی تو ہسپتال والے ڈرپس کے ذریعے خوراک دے گے "نائل نے اسے کہا

"تم جلدی نہیں آؤ گے پھر اگر چلے گے "

"ارے پاگل ڈرائیور سے کہوں گا وہ کا دے گا"

"تو پاگل پہلے کہ دیتے"

" پاگل تن خود نہیں جانتی"

"نہیں پاگل میں کیسے جانوں گی خود"

نائل مسکرایا- "نیرہ تم ہسپتال کے بیڈ پر پڑی ہو اور پھر بھی تمہیں مستیاں سوجھ رہی ہیں واقعی پاگل ہو"

"تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں خود کو پاگل"

وہ مسکرایا- "میں آیا" اسے کہتا وہ باہر آیا

اسکا دل اب ہلکا ہو چکا تھا نیرہ کو اب صرف جسمانی درد محسوس کو رہا تھا اسکا قلبی درد ختم ہو چکا تھا

باہر آکر اسے ڈروائیر سے اسکے لئے لیے کھانے کے لئے منگوایا
ڈاکٹر سے اسکے ڈسچاچ کے بارے میں پوچھا جنہوں نے آج کی رات اسے ہسپتال میں رہنے کا ہی کہا تھا

اسنے باقی سب کو بھی بتایا کہ وہ اب ٹھیک ہے اور آج اسے یہی ہسپتال میں ہی رہنا ہے

"ڈیڈی آپ سب کو کے کر چکے جائے گھر یہاں رہنے کا کوئی فائیدہ نہیں ہے"

جہاں زیب صاحب نے اسے دیکھا

"یہ لڑکی ہسپتال میں اکیلی رہے گے کیا؟" وہ نائل سے تو امید نہیں رکھتے تھے کہ اسکی خاطر وہ اپنی نیند برباد کرے گا

"میں یہی ہوں آج"

"تم؟؟؟"

"اسے یہاں پہنچایا بھی میں نے ہی ہے ڈیڈی"

"تمھارا کیا قصور نائل؟؟"

"میرا یہی قصور ہے کہ میں نے آپکی بات مان کر یہ شادی کی تھی"

جہاں زیب صاحب نے نظریں جھکائی

"آپ سب کو لے کر جائے"

"میں تمہارے ساتھ رک جاتی ہوں نائل ویسے بھی اکیلے یہاں بور ہو گے تم" وفا نے کہا

"ہسپتال میں کامیڈی فلمز نہیں چلتی جو تم میرے ساتھ یہاں رہے کر انجوائے کرو گی جاؤ تم بھی گھر زیادہ بہتر ھو گا"

"میں تو تمہارے لئے کہ رہی تھی کہ یہاں اکیلے ہو گے نیرہ تو روم میں سکون سے بیڈ ہر آرام کرے گی تکلیف تو تمہیں ہو گی"

"دعا کرو کہ نیرہ جیسا ہسپتال کے بیڈ پر لیٹ کر تمہیں یہ سکون نا ملے"

اسکی بات ہر وفا نے نظریں جھکالی- ہونہہ منحوس عورت اپنے ڈرامے بازیاں دیکھا کر نائل کو قابو میں کر لیا ہے

وہ سب کو گھر بھیج کر خود اسکے کمرے میں صوفے یر بیٹھا ہوا تھا نیرہ کو نیند کی گولیاں دے کر س nahi krta کا دیا گیا تھا اسکا درد بھر رہا تھا اس وجہ سے اسے نیند کی گولی دی گی

وہ کبھی کیسے کے لئے بھی اپنی نیند نہیں قرباں کرتا تھا مگر ان اسکی خاطر نا نیند قربان کی تھی بلکہ کچھ کھایا بھی نہیں تھا آسیہ بیگم نے اسے بہت کیا کہ کچھ کھالے مگر اسنے انہی۔اچھا کہ دیا مگر کچھ کھایا نہیں

وہ ساری Dil hi صوفے پر بیٹھا نیرہ کو دیکھتا رہا اور وہ بیخبر نیند کی گولیوں کے زیر اثر سوتی رہی

صبح ہوئی اور نائل نے شکر ادا کیا اسکے ڈسچارج پیپرز بنوائے اور گھر لے آیا

"نائل تم نے کہا تھا کچھ ؟؟"نیرہ نے کہا

"کیا کہا تھا؟؟"

"تم نے میرے گھر کال۔ نہین کی نائل مجھے میری امی سے ملنا ہے نائل "اسکے لہجے میں عنقریب رونے والا۔ تھا

"وہ پریشان ہو جائے گے سارے"

"پریشان نائل وہ میری ماں باپ ہیں مجھے ہلکا سا بخار ہوتا تھا تو میں امی کے پہلو سے چپک جاتی تھی ابھی تک میں نے برداشت کیا ہے میں خود حیراں ہوں خود کے اس صبر پر"

"اچھا میں کر دیتا ہوں تمہارے گھر کال"

نیرہ کے دل۔ کو اب سکون مل رہا تھا۔

"نائل ایک بات پوچھوں؟؟"

"ہاں پوچھو" موبائل میں سلیمان صاحب کا نمبر نکالتے کہا

"مجھے میرے امی ابو کے گھر جانے دو گے ان کے ساتھ پلیز" اسنے کہا
نائل نے موبائل سے نظریں آٹھا کر اسے دیکھا
"وجہ؟؟؟"
"وجہ یہی ہے کہ۔میں وہاں رہے کر جلدی ریکوری کروں گی یہاں تم افیس چلے جاؤ گے اور باقی سب کارویہ تم جانتے"
"کیا۔میں تمہارے لئے کافی نہیں یہ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں؟؟؟"
"نہیں نائل تمہارے اعتبار کے سہارے ہی تو واپس اس گھر میں۔آئی ورنہ" وہ رک گئ

"ورنہ نہیں نا اتی اب آگئ ہو اس لئیے خود کو میرے حوالے کر دو اگر تم میری وجہ سے اس حالت میں پہنچی ہو تو واپس تمہاری اصلی حالت میں۔لے کر جانا

میری ذمہ داری ہے اگر پھر بھی تم جانا چاہو تو جاؤ بے شک میں نہیں روک رہا
"وہ اب واپس سے موبائیل میں نمبر ڈھونڈ رہا تھا

"کیا ہوا ابو کا نمبر نہیں مل رہا؟؟"اسے کافی دیر موبائل پر نمبر سرچ کرتا دیکھ کر اسنے پوچھا
"نہیں پتا نہیں کہاں گیا"
"سچ بولو تو تم نے کبھی ابو کا نمبر لیا ہی نہیں تھا تو کہا سیو ہو گا لکھو میں لکھوا رہی ہوں"اسے کہتی وہ اپنے ابو کا نمبر اسے لکھوا رہی تھی

نائل نے سلیمان صاحب کو فون کر کے صرف نیرہ کی طبیعت خرابی کا بتایا کتنی طبیعت خراب ہے یہ نہیں بتایا

وہ کچھ دیر اسی طرح اسکے پاس بیٹھا رہا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی آنکھیں۔ موندے ہوئی تھی

"سنو" نائل نے پکارا

اسنے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

"میں بہت تھک گیا ہوں اوپر روم میں جا کر تھوڑا ریسٹ کر رہا ہوں کوئی چیز چاہیئے تو مجھے کال کر لینا"

"یہی ریسٹ کر لو قسم سے میں شور نہیں کروں گی" نیرہ نے ہوتے ہوئے کہا

"نہیں میں یہاں نہیں کر سکتا" اسے کہتا وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا وہ مزید وہاں اسکے پاس نہیں رک سکتا تھا نائل کا دل کل۔ سے بہت عجیب کشمکش میں تھا وہ اس کشمکش سے تب ہی نکل سکتا تھا جب وہ نیرہ سے دور ہو گا اسے نیرہ کی محبت میں ڈر لگتا تھا

کچھ دیر گزری تھی کہ سلیمان صاحب عظمی بیگم اور خالد صاحب اسکے پاس آگے تھے وہ اپنوں سے مل کر ناچاہیے ہوئے بھی رو دی

نیرہ حیران تھی بہت حیراں کہ جن کی بیٹی موت کے منہ سے آئی ہے اسے تو وہ گھس نہیں ڈالتے اور سکے ماں باپ کی خدمت کر رہے تھے انہیں بہت اچھے سے چائے اور لوازمات پیش کئے گے تھے

لاؤنج میں خالد صاحب اور سلیمان صاحب جہاں زیب کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہی تھے
اسکے کمرے میں اس وقت صرف عظمی بیگم تھی

"نیرہ نائل کہاں ہے کیا وہ تمہارا خیال نہیں رکھتا؟؟" وہ کافی ٹائم سے وہاں آئے ہوئے تھے مگر انہیں وہ ناہی ملا تھا اور ناہی نظر آیا تھا

"نہیں امی وہ بیمار تھا اور پھر میں بیمار ہو گی کل ساری رات وہ میرے ساتھ ہسپتال میرے ساتھ ساری رات جاگتے رہے بہت تھک گے تھے اسلئے اوپر روم میں۔ ریسٹ کرنے گے ہیں" اسنے تفصیل بتائی

"اوپر کیوں گیا یہی سو جاتا"

"امی یہاں سب بار بار آتے جاتے ہیں میرا حال چال پوچھنے تو ڈسٹرب ہوتے ہیں میں نے خود کہا تھا کہ وہاں جا کر آرام سے سو جائے" وہ جھوٹ بول رہی تھی محض اپنے شوہر کی خاطر

اور دروازے کھولتے اسکے شوہر کے لب مسکرائے وہ اسکی پوزیشن کلئیر کر رہی تھی خود جھوٹ بول کر

"اسلام علیکم "نائل نے عظمی بیگم کو سلام کیا

"وعلیکم اسلام بیٹا اللہ لمبی عمر کرے تمہاری ابھی میں اس سے تمہارے بارے میں ہی پوچھ رہی تھی" عظمی بیگم اس سے ملتی بولی

وہ جو بابس مسکرایا -

وہ کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا کچھ ورنہ پہلے وہ ان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا اور آج باتیں کر رہا تھا

"بیٹا اسکو میں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتی ہوں تم اجازت دے دو میں جانتی ہو یہ اپنی صحت کے معاملے میں بہت لاپرواہ سی ہے"

"یہ اپنی صحت کو لے کر سیریس نہیں ہے بٹ میں تو ہوں آپ بے فکر رہے میں خیال رکھوں گا جب ٹھیک ہو جائے گی پھر میں اسے بھیجوں گا" وہ کیسی م صورت بھی اسے اس حالت میں وہاں نہیں بھیج سکتا تھا

"اچھا بیٹا بس دھیان رکھنا یہ بہت لاپرواہ ہے" ماں کے دل کو مطمئن کرنا سب سے مشکل کام ہے

"اٹس اوکے آپ پریشان نا ہو" وہ انہیں مسکرا کر بولا

"اب بیٹھے باتیں کرے میں باہر لاؤنج میں جاتا ہوں" وہ کہتا صوفے سے اٹھا اور باہر چلا گیا

"کتنا اچھا ہے ماشاءاللہ" عظمی بیگم سے کہا

نیرہ مسکرائی۔"بہت "آہستہ سے کہا کہہ آمی ناسن لے

"آپ سنائیں امی سویرہ اپی اور اس چٹکی زیمل کا کیا حال ہے آئی نہیں وہ"

"ٹھیک ہیں۔ یٹاوہ آئی اس لئے نہیں کہ اچھا نہیں لگتا کہ بیٹی کے گھر سب اجائے"

"امی یہ کیا بات ہوئی بیٹی کا گھر بھی اور پرایا بھی؟؟"

"ایسا ہی ہوتا ہے بیٹا جب بیٹی بیاہ دی جائے تو وہ اگلوں کے گھر ہوتی ہے اچھا نہیں لگتا کہ میکے والے جائے

"قففف امی آپ بھی نا اگلی بار انہی ساتھ لانا۔ جھے یاد آتی ہے ان کی آپکی ابو کی چاچو کی چچی کی "اسکی آواز بھر آئی

"سچ پوچھو نیرہ تو مجھے بھی تمہاری بہت فکر ہوتی تھی لیکن اب نایل اور باقی سب سے مل کر زراہ بھی ٹینشن نہیں ہے تم خوش ہو الحمدللہ"

اسکا دل چاہ کہ وہ ماں کے گلے لگ کر بتائی کہ وہ کتنی خوش ہے مگر چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ انہیں دیکھتی رہی

"نیرہ یقین کرو جب سے اس فصل کے پیسے آنا شروع ہوئے ہیں گھر کی کئی ضروریات پوری ہو گی ہیں اب میں تو تمہارے ابو سے کہ رہی ہوں کہ یہ پیسے جمع کر کے سویرہ اور زیمل کا جہیز کے لئے رکھتے ہیں" وہ اسے بتا رہی تھی ان کے لہجے میں خوشی تھی اطمینان تھا

"امی پلیز خدا کے لئے زیمل کو پڑھنے دیجئے گا پلیز اس کی شادی بہت دور ہے ابھی آپ سویرہ اپی کا سوچے ابھی بس"

"سویرہ کا کیا سوچو تم ہی اسے کچھ سمجھاو پچھلے دنوں اتنا اچھا رشتہ منع کر دیا اتنے اچھے اچھے رشتے آرہے ہیں منع کر رہی ہے نجانے کیا چل رہا ہے اس کے دماغ میں۔"

"اچھا میں سمجھاوں گی آپ پریشان نا ہو ویسے بتائی۔رامیز بھائی کہ جاب کا کیا بنا ؟؟؟"

"کیا بتاؤ نیرہ اس بے چارے کی تو قسمت ہی نہیں کھل رہی وہی بے روزگاری "ان کے لہجے میں افسوس جھلک رہا تھا

"آپ کہے تو میں نائل سے بات کرو اس کا ضرور کہی کوئی ہاتھ واتھ ہو گا"

"تم جانتی ہو رامیز کو وہ کیسی کا احساں کہاں لیتا ہے ایسے تو تمہارے ابو بھی اسے کتنی بار کہہ چکے ہیں لیکن وہی اسکا جواب میں اپنے کندھوں پر کرنا چاہتا ہوں جو بھی کروں گا"

"چلے اللہ پاک ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے"

"نیرہ کو سویرہ کو سمجھاو کہ ایک مرد کے لئے اپنا مستقبل نا برباد کرے وہ جس کے انتظار میں بیٹھی ہے وہ ابھی اپنی زندگی میں بہت پیچھے ہے اسے سمجھاو اپنا گھر بسائے کیسی کے ساتھ "ماں جانتی تھی کہ کونسی اولاد کے دماغ میں کب کیا چلتا ہے

"امی جب آپ سب جانتی ہیں تو آپ تو اپی کا ساتھ دیں آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ بیٹی وفادار ہے"

"عورتیں محبت میں جب وفاداری کرتی ہیں تو ننانوے فیصد برباد ہو جاتی ہیں
ساری زندگی انتظار کرتی رہتی ہیں ایک فیصد جو خوش قسمت ہوا نہی۔اس انتظار کا
صلہ ملے ورنہ ساری زندگی انتظار مقدر بن جاتا ہے اور ہم سادہ غریب لوگ ہیں
ہماری زندگی کا مقصد ہی اپنی اولاد کا گھر بسانا ہوتا"

"امی آپ فکر مت کریں میں سمجھاوگی" وہ سویرہ کو تو سمجھا سکتی تھی مگر امی کو
دلیل دے کر نہیں سمجھا سکتی تھی

وہ کچھ دیر اسکے پاس بیٹھی رہی پھر وہ اپنے گھر چلے گے
نیرہ کو اب دلی سکون محسوس ہو رہا تھا اولاد چاہئے جتنی بڑی ہو جائے ماں کی کمی
ہمیشہ ایک چھوٹے بچے کی طرح محسوس ہوتی ہے
ماں تو ہر حال میں چاہئے ہوتی ہے لیکن بیماری میں سب سے زیادہ شفا ماں کے
سایہ سے ملتی ہے ماں کے ہاتھ سے دی گی دوائیاں ہی اثر کرتی ہیں

وہ انیس سال کی ہوئی تھی جب اسکی شادی کی تھی ان انڈیس سال میں وہ جب بھی بیمار ہوتی تو عظمی بیگم کے پاس ہی سوتی وہ بیماری میں بچی بن جاتی تھی چڑچڑا پن جیسے دو ماہ کا بچہ ہو جاتا ہے جو تکلیف میں ہوتا ہے مگر بول نہیں سکتا نیرہ کا بھی ایسا ہی سین ہوتا تھا

جب سے اسکے گھر والے گے تھے اس کے بعد کوئی بھی نہیں آیا تھا اسکے پاس اور نائل بھی کہی غائب ہو گیا تھا کمرے میں۔اس وقت وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی آنکھیں موندے سکون کر رہی تھی باقی سب کی شکل تو وہ ویسے بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور نائل شاید وہ کیسی کام سے چلا گیا ہو

اسے امی کہ کہی بات یاد آئی کہ اس ماہ کی فصل کے پیسوں سے ان کی کتنی مشکلات حل ہو گی ہیں

وہ مسکرائی

ہم مڈل کلاس لوگ ہماری بنیادی ضروریات پوری ہو جائے تو ہم ذہنی سکون
حاصل کر لیتے ہیں مسئلہ تو بڑے لوگوں کا ہے جو جتنا پیسا اکٹھا کرتے ہیں اتنا ہی کم
لگتا ہے ان کا دل آنکھیں مان کبھی پیسوں سے بھرتا ہی نہیں
وہ اسی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ لاک ہوا اور ملازمہ کمرے میں آئی
"بی بی جی یہ سوپ لایا ہے آپکے لیے" سائیڈ ٹیبل۔پر پیالہ رکھتے کہا

"اچھا نائل کہاں ہیں؟؟"

"وہ باہر گے ہیں کیسی کام سے"

"اوکے "آسنے کہا اور آنکھیں واپس سے موند لی
ملازمہ باہر چلی گئی اور سوپ وہی پڑا پڑا ٹھنڈا ہو گیا
اور وہ آنکھوں موندے واپس سے بیڈ کراوں سے ٹیک لگا کر سونے کی کوشش
کر رہی تھی

ٹانگ اور ہاتھ میں چھبے کانچ نکال تو دیا گیا تھا مگر اسکے تکلیف ابھی بھی بہت تھی پتا نہیں۔ ساری زندگی وہ کیسے ان لوگوں کے ساتھ گزرے گی

نائل اس وقت آپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا

"تجھے کیا ہوا ہے کیوں اداس روح بنا ہوا ہے ؟؟" اسکے دوست نے پوچھا

"کچھ نہیں یار"

"کچھ تو ہے بتادے دل کا بوجھ ہی ہلکا ہو گا"

اسکا دل چاہ وہ اپنے دل کی ساری کفینت انہیں بتادے انہیں بتائی۔ کہ جس لڑکی کو وہ دیکھنا بھی نہیں گوارا کرتا تھا اب وہ دل میں رہنے لگی ہے مگر اپنے سے کیسی جڑی عورت کو وہ اپنے دوستوں کی محفل میں نہیں ڈسکس کر سکتا تھا

"نائل کوئی پریشانی ہے کوئی بات ہے بتادے لیکن اس طرح اداس نا ہو قسم سے پکا عاشق لگ رہا ہے وہ بھی ناکام عاشق"

وہ گردن جھٹک کر مسکرایا

"کچھ نہیں ہوا بس طبیعت خراب تھی تب ہی تم منہوس کی شکل دیکھنے آگیا کہ شاید طبیعت ٹھیک ہو جائے گی"

"تو تو بیٹا بدل گیا شادی کا سب سے زیادہ اثر تجھے ہوا اب تو ملتا ہی نہیں اس ورنا ہی کوئی وڈیو پوسٹ کرتا ہے بدل گیا ہے بے وفائی کر رہا ہے تو" اسکے ایک دوست نے شکوہ کہا

"لعنتی اگر بدل جاتا تو اس وقت اپنے گھر ہوتا اپنی بیوی کے پاس تم لوگوں کے پاس نا ہوتا"

"ہاں یہ تو ہے خیر چل اٹھ تھوڑا انجوئے کرے شکل دیکھ آپنی"

"کیوں کہا ہوا ہے شکل کو میری کیا شادی کے بعد نور آگیا ہے؟؟"

"ہاں وہ تو تجھے آئے گا نورررررر" آسنے نور لفظ ہر شور دے کر کہا

"خبیث آدمی" اسکے بازؤں پر بینچ مرتا وہ بولا

کچھ دیر میں بعد نائل اپنے دوستوں کے ساتھ وڈیو بناتے نظر آرہا تھا ایک دوسرے دھکے دیتے وہ شور کرتے نظر آئے

"آبے چول آدمی تجھے کہا تھا اس طرف سے پیکچر لہ ساری پک خراب کی" نائل نے شان سے کہا جو اسکی تصویر خراب کر کے اب کھڑا مسکرا رہا ہے

"یہ تو ہے ہی منحوس آدمی خود کی شکل برباد ہے میری شکل پر بھی گندے فلٹر لگا کر خراب کرتا نعمان یر تو بنا-" وہ اپنے دوسرے دوست سے کہتا اسکے ہاتھ سے فون کھینچا

"جنگلی آدمی"

"خود ہو گا جنگلی جاہل"

"بیٹا تو ایک بار وڈیو پوسٹ کری ڈائریٹ تیرے ابا حضور کو نا بھیجی تو کہی" نائل جانتا تھا شان کہ والد اسے سوشل۔ میڈیا پر وڈیوز وغیرہ پوسٹ کرنے سے منع کرتے تھے

"کردی میں بھی بھیجوں گا دیکھی اور تیرے تو لڑکیوں کے کومنٹس بھی بھیجوں گی دیکھی" وہ جل کر بولا

"بھیجی"

"آ بے جنگلیوں انسان بنو جانوروں کی طرح منہ مارتے ہو" نعمان نے کہا

"سمجھا اس جاہل کو" نائل نے کہا

وہ مزید لڑتے اس سے پہلے ہی نعمان نے انہیں سمجھایا جتنا شان اور نائل لڑتے تھے اتنی ہی ان دونوں۔ میں بنتی تھی لڑائی تو عام سی بات تھی وہ تو جب بھی وہ لوگ ملتے تو کر لیتے تھے مگر جو سکون دوستوں کے ساتھ گزرے وقت میں ہوتا ہے وہ کہی بھی نہیں ملتا

اس سب مین وہ واقعی نیرہ کو بھول گیا تھا

وہ اب گھر لوٹ رہا تھا ہر ٹینشن سے آزاد دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا وہی پرانا نائل جو رات گیارہ بجے گھر گھس رہا تھا اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ آج جہاں زیب صاحب نے اسے کچھ نہیں کہا تھا

وہ اوپر اپنے کمرے میں جا رہا تھا جب سے سکا خیال آیا- ایک عدد بیوی بھی تھی اسکی جو بیمار تھی

وہ واپس سیڑھیاں اتر کر اسکے کمرے کی طرف آیا دروازہ کھولا تو وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئی تھی

وہ اسکے پاس آیا سائیڈ ٹیبل پر پڑا سوپ دیکھ کر وہ سمجھ گیا نا ہی اسنے کچھ کھایا ہو گا ور نا ہی دوائی لی ہو گی

وہ خود لاپرواہ تھا وہ کیسے اس لاپرواہ لڑکی کا خیال رکھ سکتا تھا

"بیوی بھی ملی وہ بھی اپنی جیسی نخریلی" وہ منہ میں بڑبڑایا اور اسے پکارا

"نیرہ نیرہ اٹھو"

وہ بدک کر اٹھی ایسا لگا جیسے کوئی عذاب آ گیا ہو

"اٹھ گئی ہوں"

"تم نے یہ سوپ کہوں نہیں پیا؟؟

"دل نہیں کر رہا تھا" اسنے کہا

"کچھ اور کھایا ہے؟" نائل کو لگا شاہد اسنے کچھ اور کھا لیا ہو گا

"نہیں"

"کیوں نہیں کھایا؟؟"

"دل نہیں کر رہا تھا"

"میڈیسن لی؟؟"

"نہیں"

"کیوں؟؟"

"دل نہیں کر رہا تھا" وہی جواب سن کر نائل نے آنکھیں زور سے بند کی

"اچھا تو بتانا پسند کروں گی کہ تمہیں کس چیز کا دل چاہ رہا"

"کیسی کا بھی نہیں"

"نیرہ سیدھی اور صاف بات ہے میں نے آج تک کیسی کے نخرے برداشت نہیں۔کیے مین تو اپنے نخرے نہیں اٹھاتا تو تمہارے کیسے برداشت کروں گا انسانوں کی طرح جو ملازمہ دیتی ہے کھالیا کرو اور میڈیسن لے لیا کرو اب میں بچوں کی طرح تمہارے.ں.ہ کھول کر نہیں ڈال سکتا" وہ کہتا اسکے پاس ہی بیٹھا "تو کس نے کہا تھا کہ مجھے رکھو اپنے پاس جا رہی تھی نا اپنے گھر والوں کے ساتھ جانے دیتے اس وقت تو بڑ مین سنبھال لوں گا آپ فکر نا کرے ہیر و بننے تھے ابھی پچھلے تین گھنٹوں سے مجھے لاوارثوں کی طرح اکیلا پھینک کر پتا نہیں کہا گھومنے گے تھے"

نائل کو اب سمجھ آ گیا تھا کہ اصل میں بات کیا ہے

"کام سے گیا تھا میں"

"ہاں کام سے گے تھے ٹک تک پروڈیوز اپلوڈ کرنا تمہارا کام۔ہے "نیرہ نے اسکی آدھا گھنٹا پہلے پوسٹ کی گئی وڈیوز دیکھی تھی

"ارے لڑکی اتنے دنوں بعد تو پوسٹ کی"

" بات نا کرو مجھ سے مجھے میرے گھر چھوڑ کر آؤ ایسا لگتا ہے انڈیا سے آئی کوئی جاسوس ہوں جس کے ساتھ تمہارے گھر والے بدتر سلوک کر رہے ہیں پانی کا ایک گلاس کا بھی نہیں۔پوچھتے کیا بھاگ کر آئی ہوں تمہارے ساتھ "

"اچھا تم۔گھر والو کی وجہ سے مجھ سے کیوں لڑ رہی ہو"

"میں لڑ نہیں رہی نائل مجھے دکھ ہوتا ہے میں نے یہ سب روایہ کبھی برداشت نہیں کی "اسکی آنکھوں میں باقاعدہ انسو آگے تھے

"میں نے بھی تو کیسی کے نخرے نہیں اٹھائے دیکھو آج اٹھا رہا ہو "سوپ کا پیالہ سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے وہ بولا صرف اپنی بیوی کے لئے کر رہا ہو یہ سب تم بھی اپنے شوہر کی خاطر برداشت کر لو اسے سوپ پلاتے کہا

"یہ ٹھنڈا ہے نائل ٹیسٹ عجیب ہو گیا ہے "ایک چمچ پی کر ہی نیرہ کو اسکا ذائقہ خراب لگا

"تو کب سے بے چارہ۔ میری طرح رل رہا تھا خراب تو ہو گا

نا بیٹھو میں ملازمہ سے کہتا ہو وہ کچھ اور لے آئے "وہ بیڈ سے اٹھتا بولا

"رہنے دو ملازم اس وقت سب اپنے کوارٹرز مین ہوتے ہیں آرام کر رہے ہو گے

"

"کوئی بات نہیں میں خود کچھ کے آتا ہوں تمہارے لئے "کہتا وہ سوپ لے کر باہر نکل گیا

نیرہ کا دل بے حد بھاری سا ہو گیا کیا وہ اس کی خاطر ساری زندگی یہ سب برداشت کرتی رہے گی؟؟

"خیر ہے کر لوں گی "وہ مسکرائی

"نائل تم کیا کر رہے ہو کچن میں "آسیہ بیگم اسے اس وقت کچن میں دیکھ کر بولی

"یار ماما مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی "فریج سے بریڈ نکالتا وہ شکوہ کر رہا تھا

"میں نے کیا کیا بیٹا؟؟"

"ماما۔ نیرہ نے کچھ بھی نہیں کھایا وہ بیمار ہے کماز کم بیماری کا ہی کوئی لحاظ کر لے بھوکی ہے وہ"

"تو سوپ۔ بھیجا تو تھا اسکے کمرے"

"وہ پڑا ہے سوپ نہیں پیا اسنے "شلف پر رکھے سوپ کی طرف اشارہ کرتے کہا

"تو اب میں کیا کرو اس مہارانی کے نخرے ہی نہیں ختم ہوتے بیمار بندے کی ہیی غذا ہوتی ہے اب بندہ منہ میں تو نہیں ڈال۔ سکتا"

"ماما وہ کیسی کی بیٹی ہے کیسی کی بہن جیسے آپ کے لئے فروہ ہے جیسے میری لیے فروہ ہے اسی طرح وہ بھی کیسی کی فرواہ ہے اسکی زراہ سی تکلیف پر اکسے گھر والے بھی بلکل ویسے ہی پریشان ہوتے ہیں جیسے ہم فرواہ کے لئے ہوتے ہیں اپ کو پتا ہے نا اگر وہ بیمار ہو جائے تو کتنی ضدی ہو جاتی تھی ویسے ہی نیرہ ہے ماما سب لڑکیاں ایک جیسی ہوتی ہیں" وہ اسکے لئے بریڈ جام ڈش پر رکھتا بولا

"لیکن وہ تمہاری بیوی ہے نائل اسے سر پر مٹ چڑھاؤ تم سب جانتے ہو وہ کس صورت میں یہاں موجود ہے آج تک تمہارے باپ نے مجھے اس طرح بیڈ پر

بیٹھا کر نہیں کھلایا جو تم اسکے لئے ٹرے سجا سجا کر لے کر جا رہی ہو تمہارے باپ نے دیکھ لیا تو پھر دیکھنا وہ کیا کرے گے "آسیہ بیگم نے کہا

"مام ڈیڈی نے یہ سب نہیں کیا وہ ان کا معاملہ تھا لیکن اپنے میری تربیت میں ہمشہ عورت کی عزت کرنا سیکھایا ہے اور میں عورت کی عزت کرنا جانتا ہون ماما وہ جیسی بھی ہے لیکن فلحال میرے نکاح میں ہے اس لئے وہ میری عورت ہے عارضی ہی سہی مگر ہے"

آسیہ بیگم خاموش ہو گی وہ اب اسکے لئے گلاس میں جوس ڈال رہا تھا۔

آسیہ بیگم اسے دیکھ رہی تھی وہ ان کے خاندان کے باقی تمام مردوں سے الگ تھا ان کے ہاں مردوں کا اپنی عورت کے لئے یہ سب کرنا زن مرید تھا جو وہاں کے مرد کیسی صورت برداشت نہیں کرتے تھے اور ان کا یہ بیٹا خوشی خوشی یہ سب کر رہا تھا

"آپ ریسٹ کرے اور پلیز ماما ریکسووٹ ہے میری خاطر نیرہ کو پوچھ لیا کرے بس پوچھ لیا کرے باقی کچھ بھی نا کرے وہ مجھ سے شکوے کرتے روتی ہے میں اسے بھاگا کر نہیں لایا بلکہ آپ خود عزت سے اسکے گھر رشتہ لے کر گے تھے وہ یہ

سب مجھے کہتی ہے پلیز باقی سب کی طرح آپ مت اسکے ساتھ ایسا روایہ رکھے
کماز کم جب وہ یہاں سے جائے تو اسکے دل میں آپکے لئے اور میرے لئے کچھ برا
نہں ہو گا" وہ کہتا ٹرے اٹھا کر کچن سے باہر نکل گیا
پیچھے آسیہ بیگم کو وہ بہت ہریساں کر گیا تھا اسکا لہجہ
کمرے میں وہ آیا اسکے آگے بریڈ جام اور جوس کا گلاس رکھا نییرہ نے اسے دیکھا
اور وہ مسکرائی
" تھیکیو" نییرہ نے کہا

"مہربانی تو تمہاری ہو گی جب تم اسے نوش فرما کر میڈیسن لے کر سو جاؤ گی"

"اور پھر تم آزاد ہو جاؤ گے"

"یا خدایا تم بتاؤ میں نے ایسا کب کہا"

"مطلب تو وہی ہے"

"احسان کرو محترمہ خود سے کنیاتی اور مجازی معنی مت نکالا کرو میری باتوں کا پلیز" اسکے آگے ہاتھ جوڑتے کہا

اسکی اس بات پر نیرہ دل کھول کر ہنسی تھی۔یہ پہلی بار وہ اپنی شادی کے بعد اتنا ہنسی تھی نائل نے پہلی بار اسے اتنا ہستا دیکھا تھا

"کھالو اب یہ آج ہنس کر ہی پیٹ بھرنا ہے"

"نہیں نہیں تم کتنے معصوم لگ رہے تھے آہ مائے گڈ" وہ ہنسی رکنے کی ناکام کوشش کرتے بولی

"تو کیا میں معصوم نہیں؟؟" نائل نے پوچھا

"معصوم اور تم توبہ کرو"

"اچھا نہیں۔ ہو مین معصوم اب۔ تم کھاؤ یہ"

"کھا رہی ہوں" بریڈ پر جام لگاتے کہا

"میں لگا دیتا ہوں" اسکے ہاتھ سے جام لیتا کہا

"اب تم مجھے سر پر چڑھا رہے ہو نائل" نیرہ نے کہا

"اٹس اوکے جب ٹھیک ہو جاؤ گی تو اتار لوں گا" اسے بریڈ پکارتے کہا

اسے کھانا کھلا کر میڈیسن دے کر وہ اب اپنے کمرے میں جا رہا تھا

"کچھ چاہیئے ہو گا تو مجھے کال کر لینا میں اوپر روم میں ہی ہوں"

"اوکے" نیرہ نے دل لیکن دل کہی ڈوب سا گیا

وہ دروازہ کھول کر باہر نکل رہا تھا جب نیرہ نے اسے پکارا

"نائل یہی سو جاؤ نا"

گردن موڑ کر اسے دیکھا

اور واپس بیڈ کے قریب آیا

"لائٹ آف کرنی ہو گی پھر" کہا

"اوکے کر لو لیکن" وہ رکی

"لیکن؟؟؟"

"کچھ نہیں "اب وہ اتنی بے شرم نہیں تھی کہتی کہ جیسے اس دن ساری رات میرا ہاتھ پکڑا رہا ویسے آج بھی ہجری رکھنا

"اچھا میں آف کر رہا ہوں لائٹ تم لیٹ جاؤ "لائٹ کرتے کہا اور بیڈ ہر آ کر لیٹ گیا

تھوڑی دیر گزری تھی کہ نیرہ کو نیند آ گئی مگر سند گیے ٹکی وجہ سے ڈر لگ رہا تھا

"نائل "نیرہ نے اسے پکارا

آج پھر نائل نے اپنا دل بند ہوتا محسوس کیا

"کیا ہوا نیرہ؟؟"

"مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے"

"میں تمہیں اسی لئے کہہ رہا تھا کہ مجھے دوسرے روم میں۔ سونے دو تم یہاں لائٹ آف کرنے سے ڈسٹرب ہوتی ہو" وہ اٹھتا ہوا بولا

"نہیں نہیں لائٹ سے نہیں ہے تم یہی رہو بس" اسکی بازوؤں پکڑتے کہا نائل نے پھر اس ہاتھ کو دیکھا جس ہاتھ سے نیرہ نے اسکا بازوؤں پکارا ہوا تھا اندھیرے میں بھی وہ اسے محسوس کر رہا تھا

"آئی تھینک تمہیں بخار ہو رہا ہے نیرہ" اسکے ہاتھوں کی طپش محسوس کرتے نائل نے کہا

نائل نے اپنے موبائل کی ٹارچ ان کر کے نیرہ کے چہرے کو دیکھا جو بے حد لال ہو رہا تھا- اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا- وہ بے حد گرم تھی پھر اسکے گال پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا وہ بھی گرم تھی

"تمہیں بخار ہے نیرہ" نائل نے کہا

وہ خاموشی سے بس لیتی رہی اسکی طبیعت واقعی اچانک سے خراب ہو گی تھی

ہسپتال چلو گی یا ڈاکٹر کو گھر پر بلاو؟؟؟"

"کہی نہیں جانا کیسی کو نہیں چیک کروانا بس پاس رہو"

"میں تمہارے ساتھ ہی ہوں نیرہ لیکن تمہیں بہت تیز بخار ہے"

"ٹھیک ہو جائے گا بس درد کی وجہ سے شاید ہو گیا ہے"

"تمہیں درد ہو رہا ہے؟؟؟"

"بہت زیادہ نائل بے حد درد ہے وہ کانچ کے ٹکرے جسم سے تو نکال لیے ہیں مگر ان کے دیے زخم ابھی بھی بہت تکلیف دے رہے ہے" وہ۔ کہتے درد کی شدت سے رو پڑی

"آئی نو یہ بہت تکلیف دیتا ہے میرا بھی جب کار آکسیڈنٹ ہوا تھا تو کانچ بازوں میں چھب گیا تھا بہت درد ہوتا ہے"

"تمہیں پتا ہے نائل جب ڈاکٹر وہ کانچ میرے جسم سے نکال رہے تھے تو میں حوش میں نہیں تھی یا تھی مگر مجھے اس وقت بھی درد ہو رہا تھا بہت تکلیف دہ تھا وہ"

اسکی آواز رونے کے باعث بھر آئی تھی

"ٹھیک ہو جاؤ گی پریشان مت ہونا" اسے تسلی دی

وہ اسکی بات پر مزید سسکی تھی- وہ اسے کیسے لفظوں میں سمجھاتی اپنی تکلیف بے حد تکلیف تھی کانچ جب جسم میں جاتا ہے تو تب بھی درد دیتا ہے اور جب اسے جسم سے نکالا جاتا ہے تب بھی درد دے جاتا ہے

وہ کچھ دیر اسکی سسکیاں سنتا رہا پھر نجانے کیوں اسکا دل بھر آیا اسے بے حد برا لگا ایک عورت کا اپنی موجودگی میں رونا

وہ بیڈ سے اٹھا اور لائٹ آن کی اسکا چہرہ اب حد فرجہ کا لال ہو چکا تھا ساتھ میں رونے کی وجہ سے آنکھیں بھی لال ہو رہی تھی

"نیرہ تم کیوں رو رہی ہو اتنا؟؟"

"مجھے تکلیف ہو رہی ہے نائل بہت زیادہ درد ہو رہا ہے" جذبات سے کہتی وہ اب پھوٹ پھوٹ کر رو دی

نائل نے ایک لمبی سانس خرچ کی-اسنے کبھی کیسی کو اتنا روتے نہیں دیکھا تھا جیسے وہ آج اسکے سامنے رو رہی تھی-

"دیکھو نیرہ اگر تم ایسے رو گی تو میرا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا مضبوط بنو زندگی میں بہت سی تکلیف سہنی ہوتی ہیں اور تم اس زراہ سی تکلیف پر بچوں جیسے رو رہی ہو"

"نائل یہ زراہ سی نہیں ہے یہ بہت گہرا زخم ہے جو جسم کے ساتھ ساتھ روح پر بھی لگا ہے"

"زخم روح کا ہو یا جسم کا ایک نا ایک دن بھر جاتا تم کیوں اتنا رو رہی ہو بس کر دو میرے سر میں درد ہو گیا ہے" وہ اسے یہ کہ رہا تھا مگر وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا کہ اسے اسکا رونا اچھا نہیں لگ رہا وہ نیرہ کا تو کیا وہ کیسی کا بھی رونا نہیں برداشت کر سکتا تھا

"تو چلے جاؤ اپنے کمرے میں چھوڑ دو مجھے مرنے دو" انسو صاف کرتی وہ بولی

"اچھا سوری" نائل نے کہا

"بھاڑ میں گے تم تمہارا سوری اور تمہارا پورا خاندان"

"جو بھی ہے نیرہ لیکن یوں بار بار میرے خاندان کو مت لاؤ بیچ میں"

"تو آج میرے اس درد تکلیف کا ذمہ دار کون ہے نائل؟؟؟ تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے نا اپنے گھر والوں کے بارے میں یہ سن کر تو مجھے بھی ہو رہی ہے وہ تکلیف جو تم نے محسوس کی تھی تم نے تکلیف محسوس کی تھی نائل تم نے اپنوں کی دوریاں نہیں برداشت کی تم اپنے ماں کے آنچل میں تھے س تکلیف میں ہر کوئی تمہارے ارگرد تمہاری خدمت میں موجود ہو گا مگر میرے ساتھ کون ہے میرے ساتھ تو میری ماں بھی مجھے تکلیف ہو رہی ہے اور میں کھل کر رو بھی

نہیں۔ سکتی مجھے پتا ہوتا شادی کے بعد بندہ رو بھی نہیں سکتا تو میں زہر کھا لیتی لیکن شادی نا کرتی"

"تو کیا میں تمہاری خدمت نہیں کر رہا ہے آج تک خود آتے کر پانی تک نہیں پیا اور تمہیں بیڈ پر ٹرے سجا کر آگے رکھی تمہیں اپنے ہاتھوں سے کھلایا دوائیاں دی اور کیا چاہتی ہو تم مجھ سے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ شادی کے بعد ہر چیز ہر رشتہ ویسا نہیں ملتا جیسے ہم چاہتے ہیں تم ھے کہا یہاں میرے پاس سو جاؤ تو میں چپ چاپ لیٹ گیا ہر بات مان رہا ہوں تمہاری کیا چاہیے اور تمہیں؟؟" وہ پہلی بار اس پر غصے سے بول رہا تھا

"مجھے درد ہو رہا ہے" نیرہ نے کہا

"تو احساس ہے مجھے تمہیں درد کو ریا ہے تو اب کیا کروں جو میرے بس میں ہے وہ کر تو رہا ہوں اور کیا چاہیئے" اسکا لہجہ اب دھیما تھا

"امی چاہیئے ان کے ساتھ چاہیے مجھے رونا ہے" وہ روتے ہوئے بولی

"تو کب سے رو رو کر میرا دماغ کھا رہی ہو صبح افیس میں جاؤ اور رات کو تمہارے ڈرامے یار میری زندگی تو عزاب بن گی ہے جتنی کوشش کر رہا ہوں تمہیں کوئی تکلیف نا دو اپنے روایہ سے تم اتنا ہی مجھے مجبور کر رہی ہو"

"تو ٹھیک ہے چھوڑ آؤ مجھے میرے گھر نہیں رہنا مجھے تمہارے ساتھ ایسے شوہر کا کہا فائیدہ جو دل کی بات ہی نا جان سکے"

"تو بتاؤ کونسی بات ہے تمہارے دل کی مجھے نا ہی دل پڑھنے آتے اور نا ہی آنکھیں جو بھی کہنا ہے منہ سے بولو کوئی چیز چاہیئے تو مجھے بتاؤ میرا کام ہے مین لا کر ڈوں گا مگر خدا کے لیئے ہوں رو کر لڑائی کر کے مجھے ذہنی بے سکونی مت دو میری زندگی ویسے ہی بہت بری چل رہی ہے تم مزید اپنا حصہ مت ڈالو مجھ پر ظلم۔ کرنے والے اور بہت ہیں تم یہ مت کرو" وہ عاجز ہو کر واپس بیڈ ہر بیٹھا

نیرہ خاموش ہو گی اور اب وہ بنا آواز کے رو رہی تھی

"نیرہ کیا چاہیئے مجھے بتاؤ؟؟؟"

"تم چاہیے ہمشہ ہمشہ کے لئے مجھے تم چاہیے تمہاری محبت چاہیئے" اسے دیکھتے وہ بولی

نائل نے اسے دیکھا۔"تمہیں۔ادھی رات کو ہی میں چاہیے تھا"

ء"کیا مطلب؟؟؟'

"نیرہ مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی کیا چاہتی ہو تم عجیب ہی کوئی عورت ہو پل میں مجھ سے لڑائی کر رہی ہوتی اور پل میں مجھ سے محبت کا کہ رہی ہوتی تم پہلے خود ڈیسائیڈ کرو تمہیں مجھ سے کیا چاہئے"

"تم ہی کوئی عجیب مرد ہو کچھ نہیں چاہیے تم سے بس لائن ان کر کے جاؤ یہاں سے"آنکھوں پر بازوں رکھتے کہا

"اللہ ہو اکبر استغفر اللہ"کہا اور لائٹ آن ہی کی وہ واپس بیڈ پر لیٹ گیا

یہ تو سچ تھا کہ نیرہ اسکی سمجھ سے باہر ہے سو زیادہ سمجھنے کی اسی عادت ہوتی تو وہ ٹاپ سٹوڈنٹ ہوتا نہین تھی عادت اسے اپنے دماغ سے زیادہ کچھ بھی سمجھنے کی اسی لئیے ابھی بھی وہ سو گیا تھا

نیرہ اس آدمی کو یکھ رہی تھی جو اکسی نیند برباد کر کے خود سو گیا تھا

"جنگلی جاہل"اسے دیکھ کر کہتی وہ ایک بار پھر سے اپنے درد میں رونے لگ گی

وہ ایسی ہی تھی جب خود درد تکلیف میں ہوتی تو سارے لحاظ بھول جاتی وہ اپنے درد میں دوسروں کو بھی تکلیف دینے والی لڑکی تھی

صبح نیرہ کی آنکھ کھلی تو وہ سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا اسے دیکھ کر نیرہ کو اپنی رات کی فالتو کی لڑائی یاد آئی

"اسلام علیکم "نیرہ نے سلام کیا

نائل نے مڑ کر اسے دیکھا" وعلیکم السلام"

"تم افیس جا رہے ہو؟"

"نہیں دوسرے سسرال جا رہا ہوں چلو گی؟؟-" عجیب۔ سوال کرتی تھی وہ

'وہاں تم ہی جاؤ خیر میرا کیا ہو گا؟؟"

"تمہارے لئے میں نے ملازمہ سے کہا وہ اپنی بیٹی لے آئی گی وہ تمہارا خیال رکھے گی"

"اور تم افیس سے کب آؤ گے؟؟"

"میڈم وہ میرے باپ کا افیس ضرور ہے مگر میرا باپ یعنی تمہارے سسرال کام کے وقت کوئی بیٹا نہیں دیکھتے پانچ بجے ہی اوں گا"

"تو ٹھیک ہے پانچ بجے سیدھا گھر جانا اپنے آورہ دوستوں کے ساتھ اورہ گردی مت کرنا"

"تمہاری آنکھ کھلی نہیں سہی سے اور صبح صبح لڑائی کرنے لگ گی ہو۔ کوئی تو خیال کرو نیرہ "

"تو لڑائی شروع کس نے کی تھی میں نے عزت احترام سے تم سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو تم نے ہی کہا کہ دوسرے سسرال جارہے ہو یہ کوئی جواب تھا"

"اچھا یہ دیکھو غلطی ہو گی معاف کر دو" ہاتھ جوڑتے کہا

"کر دیا معاف "نیرہ نے کہا

وہ مسکرایا اور کمرے سے باہر نکلنے لگا

"ارے کہاں چلے ؟؟"اسے پوچھا

"ناشتہ کرنے اب بھوکا تو نہیں ناجاؤ۔گا"

"اور میرا ناشتہ ؟؟"اسے اپنی پر گی تھی

"ارے نہیں اترے گا تمہارے بغیر کچھ بھی خلق سے روم میں بھیجواتا ہوں ملازمہ کو"وہ کہتا کمرے سے باہر نکل گیا

پیچھے نیرہ کو آج احساس ہوا کہ صحت کی قیمت کیا ہے
تندرستی ہزار نعمت ہے یہ بات اسی احساس دلا رہی تھی
اگر ایک عضو بھی جسم کا تکلیف میں ہو تو سب سے پہلا خیال آتا ہی نماز چھوڑنے کا ہے لیکن جسم بھی تندرست ہو اور تب بھی نماز نا پڑھے یہ تو پھر اپنی جان سے دشمنی ہے

اسنے پرسوں سے نماز نہی ادا کہ تھی ایسا لگ رہا تھا کچھ کھو سا گیا ہے ٹھیک ہے وہ زیادہ نمازی نہیں تھی وہ بھی جب بیمار ہوتی تھی تو نماز چھوڑ دیتی کیسی شادی پر ہوتی تب بھی چھوڑ دیتی گھر میں زیادہ مہمان آگے تب بھی چھوڑ دی امتحان ہوتے تو تب بھی چھوڑ دیتی مگر جب چھوڑتی تو اسے اپنا کچھ کھویا ہوا محسوس ہوتا تھا

جائے نماز پر ٹکرے مارنے سے اللہ نہیں ملتا اگر دو فرض بھی دل سے ادا کرو گے تو وہ اللہ کو بہت عزیز ہو گے کماز کم اس سے بہتر ہو گے جو پانچ وقت مسجد میں جا کر ٹکرے مارتے ہیں مگر محض دکھاوا

نماز پڑھنی چاہیے چاہیے فرض ہی پڑھ لیجیے چاہی دن میں ایک بار ہی پڑھے لیکن اس رب کے آگے جھک جائے خالص دل کے ساتھ

اس کے سوا کوئی نہیں ہے زندگی میں ایک وہی ہے اگر اسکے آگے بھی نہیں جھکو گے تو کس کے آگے جھکے گے ؟؟

ایک نماز نہیں پڑھنے والے ہوتے انہیں چاہیے کچھ بھی کہ لو ان کے آگے قرآن کہ آیتیں رکھ دو وہ نہیں پڑھے گے

اور ایک ہوتے ہیں وہ جو نماز پڑھتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں پھر اچانک کوئی اہت کوئی بات یاد قجائے تو پھر اللہ کی طرف رجوع کر لیتے ہیں ہر بار سچے دل سے معافی مانگتے لیکن پھر پھسل جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے دل اللہ کی محبت سے واقف ہوتے ہیں بس ایسے دلوں کو چاہیے کہ آخری وقت اللہ کہ راہ کے مسافر ہو ایسے دلوں کی دعائیں ہونی چاہیے کہ مرتے وقت اللہ راضی ہو

ایسے دلوں کو اپنے حال میں چھوڑ دینا چاہئیے یہ جب اللہ کی جانب پلٹتے ہیں تو خود ہی رو رو کر اللہ کو راضی کر لیتے ہیں

اسے واقعی آج اپنی حالت میں رونا آرہا تھا وہ کیسے صحت یاب ہوتے ہوئے۔ بھی نماز چھوڑ دیتی تھی

"اسی کی دنیا میں رہے اسی کا حکم ماننے کا وقت نہیں ملتا؟؟؟"

کچھ دیر وہ اسی طرح ملازمہ کا انتظار کرتی رہی۔

محتاجی بیماری انتظار یہ سب آسے برداشت کرنے تھی

آج اپنی ہی حالت میں ترس آرہا تھا

دروازے کی گھنٹی بجی تھی۔
عظمی بیگم نے زیمل کو آواز لگائی لیکن اسنے نہیں سنی

"ارے زیمل آگ لگے تمہارے اس موبائل کو باہر دیکھو کون آیا ہے" کچن میں کھڑی وہ غصے سے بولی

موبائیل صوفے پر پھینکتی وہ دروازے کی جانب بھاگی۔

"ارے رامیز بھائی آپ اسلام علیکم" زیمل نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام گڑیا کیسی ہو؟؟" اسکے سر پر دلاسہ دیتے وہ اندر آیا

"بلکل ٹھیک آپ بتائی۔ آج راستے کیسے بھول گے؟؟"

"صبح کا بھولا اگر شام کو واجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے" وہ اسے کہتا صحن میں رکھی کرسی پر جا بیٹھا

کچن سے جھانک کر دیکھتی عظمی بیگم کو تو اپنی آنکھوں پر شک ہوا۔
"رامیز وہ بھی انکے گھر اللہ خیر ہی کرے" وہ کہتی کچن سے باہر آئی

وہ ان کے گھر بہت کم آتا سال میں بس ایک عید پر اگر وہ اجائے
حیرانگی تو اس بات کی سویرہ کو ہوتی تھی کہ وہ کبھی اتنا ملے ہی نہیں تھے بچپن میں بھی سویرہ اپنی شرمیلی طبیعت کے باعث اس سے دور دور رہتی تھی پھر پتا نہیں محبت اتنی گہری کیسی ہو گی حلانکہ انہوں نے کبھی راتوں کو باتیں نہیں کی تھی یہ روح کی کشش تھی پاکیزہ روح کی ایسے محبتیں بہت انمول ہوتی ہیں جن میں ملاقاتیں بہت کم ہوتی ہیں

"ارے بھئی آج تو چاند نکلا ہے" اسے پیار دیتی عظمی بیگم نے کہا

"بس پھوپھو آج آپکے چاند کی نوکری لگ گئی اسی خوشی میں سوچا اپنی پھوپھو کے گھر میٹھائی دے او آخر یہ سب آپ سب کی دعاؤں سے جو ہوا ہے' وہ انہیں میٹھائی کا ڈبہ دیتے بولا

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ بہت بہت مبارک ہو بیٹا یہ تو بہت خوشی کی خبر ہے اللہ تمہیں مزید ترقی دے بیٹا"

"امین آپ سنائیں آپکی طبیعت کیسی ہے اور نیرہ کیسی ہے امی بتا رہی تھی کہ وہ بیمار ہے؟؟؟"

"بس بیٹا کیا بتاؤ وہ تو بہت بیمار ہے شکر اللہ کا کہ سسرال اچھا ہے ورنہ میرا دل مطمئن کہاں ہوتا؟؟؟"

وہ بس گردن ہلا کر رہے گیا۔

"تم بیٹھو میں تمہارے لئے چائے بنا کر لاتی ہوں" وہ کہتی کچن میں چلی گئ
وہ انہیں منع کرتا رہا لیکن انہوں نے نہیں سنی

"اور سنائیں بھائی اب آگے کا کیا پلن ہے؟؟"

"تمہاری بہن کو زوجہ بنانے کا پلن ہے" اسی کے سوال کے مطابق کا جواب دیا

"اچھا بھئی پاپڑ بیلنے پڑے گے اتنا آسان نہیں ہماری سگھڑ سلیقہ مند آپی کو زوجہ
بننا پہلے ہمارے آبا حضور کا دل جیتنا ہو گا"

"یہ تمہاری زبان زیادہ نہیں چلنے لگ گی چھٹکی؟" وہ اسے اب معصوم سی زیمل کہی سے بھی نہیں لگ رہی تھی

"ارے بھائی پتا نہیں آپ لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آرہا جب میں بڑی ہو رہی ہوں تو زبان بھی بڑی ہی ہو گی نا ہر کیسی کو ایک ہی شکایت ہے مجھ سے میری اور میری زبان کی تو کیسی کو قدر ہی نہیں۔"

"استغفر اللہ لڑکی سنبھالو اپنی زبان اسکی بریکیں فیل ہیں" وہ نظریں ارگرد گھماتا بولا

"فلحال آپ اپنی نظروں کو بریک لگائیں" وہ جانتی تھی کہ وہ کس کو ڈھونڈ رہا ہے

"ویسے کہاں ہیں تمہاری بہن؟؟"

"میری تین بہنیں ہیں ماشاءاللہ سے آپ بتائیں آپ کس کا پوچھ رہے ہیں"؟؟

"تمہاری سب سے حسین سمجھدار سگھڑ اور عقل مند بہن کا پوچھ رہا ہوں"

""""اچھا تو سویرہ اپی اوہ آپ لیٹ ہو گے وہ کچھ دیر پہلے ہی چچی کے ساتھ بازار چلی گی تھی آپ۔ سیج کر دیتے تو شاید کچھ—""""وہ شاید کو لمبا کرتی بولی

'نہیں بھئی ہم تمہاری بہن کو بغیر دیکھے ہی ٹھیک ہیں بہت مشکل سے باجمات نماز ادا کرتا ہوں"

"مطلب؟؟"زیمل کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی

"رہنے دو یہ بات ہر کیسی کی سمجھ میں نہیں آئے گی"

"خیر بھائی سیریس بتا رہی ہوں آپی کے رشتے آرہے ہیں اور امی ہر رشتے میں آپی کو ملیک میل کر رہی ہیں یہ نا ہو آپی ایموشنل ہو کر کچھ الٹا سیدھا کر دے"

اسکی بات پر رامیز دل سے گھبرایا مگر چہرے پر مسکراہٹ ویسی ہی تھی

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری؟؟" رامیز نے پوچھا

"بڑی ہی کوئی سلو موشن میں لگڑاتی لگڑاتی چل رہی ہے" منہ بناتے کہا

"اچھا تو بیٹا سپیڈ تیز کرو ورنہ پیچھے رہے جاؤ گی"

"سپیڈ تیز کی تو ں ہ کے بل گر جاؤ گی اس لئیے بس سلو موشن میں ہی سہی ہے"

"عجیب ہی کوئی مخلوق ہو ہمارے خاندان میں "اسکی بات پر رامیز اتنا ہی بول سکا جو بچی کل تک اسکی گود میں کھیلتی تھی آج پیٹر پٹر ہر سیدھی بات کا الٹا جواب دے رہی تھی-

---

سویرہ اپنی چادر تہ لگا کر الماری میں رکھ رہی تھی جب زیمل نے اسکے منہ میں میٹھائی لا کر ڈالی

"تمیز سے زیمل انسان بن جاؤ" اسے میٹھا نہیں پسند تھا

"ارے خبر سن کر اپنے ویسے بھی میٹھائی کھانی ہے تو میں نے پہلے ہی کھلا دی"

"کیوں تم نے ٹاپ کیا ہے؟؟"

"اللہ آپ پڑھائی کیوں لے آتی سارا موڈ خراب کر دیا"

"بہت تکلیف ہوتی ہے نا تمہیں پڑھائی کے نام سے بھی لیکن خیر یہ کس خوشی میں ہے؟؟؟"

"رامیز بھائی آئے تھے ان کی جاب لگ ہے اسی خوشی میں"

"اللہ تیرا شکر الحمدللہ" سویرہ نے اللہ کا شکر ادا کیا

"کہ رہے تھے کہ اب میری بہن کو اپنی زوجہ بنانے کا سوچے گے میں نے بھی کہ دیا کہ اتنا آساں نہیں ہے یہ"

"ہاں تمہارا کہا ہے تمہیں بڑا شرم آتی ہے کچھ بھی کہتے" وہ جانتے تھی ضرور زیمل نے بہت ہی فالتو باتیں اس سے کی ہو گی

"یہ تو ہے شکر آپکی طرح اتنی شرم نہیں آتی ویسے ایک بات بولوا گر آپ کو برا نہیں لگے تو"

"ہیمم بولو لیکن خبر دار اگر بکواس کی"

"اپکو رامیز بھائی کو کال کر کے مبارکباد دینی چاہیئے"

"اچھا تم میری دادی اماں نا بنو"

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

ویسے تو سویرہ نے کبھی بھی رامیز کو کال وغیرہ نہیں کی تھی آج بھی کرنی کی ہمت ناہوئی اس لئے بس اسے میسیج پر ہی مبارکباد دے دی

نیرہ اپنے کمرے میں بیٹھی آنکھیں موندے سونے کی کوشش کر رہی تھی مجال ہے جو اس شخص کو اسکی زرا بھی پرواہ ہو دن کے تین بج رہے تھے اور نائل نے اسے کوئی کال مسیج تک نہیں کیا

"انہیں کا خون ہے اثر تو ہو گا نا آخر بھاڑ میں جائے مجھے کوئی شوق نہیں اس سے بات کرنے کا" وہ خود کو تسلی دے رہی تھی لیکن اسکا دل بہت دکھ گیا تھا

وہ سونا چاہتی تھی مگر اسکی باتیں اسکی یادیں اسے نہیں سونے دے رہی تھی

دروازہ لاک ہوا اسنے حیرانگی دروازے کی جانب دیکھا ملازمہ کے علاؤہ آخر کون ہو سکتا؟؟؟

کمرے میں آنے کی اجازت دی لیکن کمرے میں آتی شخصیت کو دیکھ کر وہ حیراں ہوئی

"آگئی دماغ کھانے" وفا کو کمرے میں آتے دیکھ کر وہ بڑائی

"کیسی ہو نیرہ؟؟"

'ٹھیک ہوں"

"سوچا تمہاری عیادت کر آؤں" اسکے بیڈ پر بیٹھتی کہا

"جوابا نیرہ بس مسکرائی"

"بیچارہ نائل تواس دن تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھا آخر اسکی زندگی میں ایک سے ایک نئی مصیبت پہلے شادی کی مصیبت اور پھر تمہاری یہ بیماری کی مصیبت "وہ آگ لگانے آئی تھی سولگارہی تھی لیکن آگے بھی نیرہ تھی جو جلتی آگ میں پیٹرول چھڑک سکتی تھی اور آگ لگانے والے کو ہی اس بھڑکتی آگ مین پھینک دیتی تھی

"لیکن مجھے تو لگتا ہے نائل کی زندگی کی پہلی مصیبت تواسی دن آئی تھی جس دن تم اس دنیا میں آئی تھی" مسکرا کر اسکا دل جلادیا

وفا دھیما سا مسکرائی

"لیکن یہ مصیبت تو اسنے خوشی خوشی قبول کی تھی نیرہ اسی مصیبت کے ساتھ اسنے بچپن گزارا اسی مصیبت کے ساتھ آج تک اسنے اپنے ہر مسائل شئیر کیا اسی مصیبت کو ہی تو اس نے۔ آج تک اپنا بہترین دوست پایا ہے"

"اچھی بات ہے چھوٹی بہنوں کے ساتھ بھائیوں کی اسی ہی بونڈینگ ہونی چاہئے تاکہ بھائی اپنا غم بہن کو بتاتے ہوئے ہچکچائے نااور ناہی بہن بھائی سے ہچکچائے "نیرہ نے جان بوجھ کر نائل کو اسکا بھائی کہا تھا

"نیرہ ہم۔بہت اچھے دوست ہیں صرف دوست "وفا نے دوست ہر زور دیا

"بٹ وفا اسلام میں تو مرد اور عورت کی دوستی کا کوئی کونسیپٹ ہی نہیں تو تم کیسی دوست ہوئی؟؟؟"

"انسان جس کے ساتھ بچپن گزارتا ہے وہی اسکا سب سے اچھا دوست ہوتا ہے "

"بچپن میں نادانی ہوتی ہے انسان سانپوں کے ساتھ بھی نادانی مین کھیلتا ہے لیکن جوانی میں عقل آجاتی ہے اور اسی لئیے اللہ کا حکم بڑا سخت ہے محرم اور نامحرم کے درمیان فرق کا شاہد تمہیں کبھی وقت نہیں ملا اس بارے میں سوچنے یہ پڑھنے کا "

"تم جو بھی کہ لو نائل تو میرا بہت اچھا دوست ہے اور رہے گا"

"اور تم بھی جو مرضی کہ لو نائل کی قانونی شرعی بیوی ساتھی شریک حیات زوجہ مین ہی ہوں" مسکرا کر کہا

"اچھی بات ہے" وفا نے کہا

"نیرہ اسے دیکھ رہی تھی کیسی عورت ہے آگ لگانے آجاتی ہے ہمشہ"

وہ ابھی اسی پاس بیٹھی ہوئی تھی جب نائل کمرے میں ایا اسے وہاں دیکھ کر نائل حیران ہوا

نیرہ نے نائل کو دیکھا جو آج کچھ پریشان کچھ غصے میں لگ رہا تھا
وفا نے نائل کو سلام کیا اور نیرہ نے ان دونوں کے ہاتھوں کی جانب دیکھا

"ہونہہ کھلے عام بیغیرتی" وہ دل میں کہتی رخ دوسری جانب کر گی
وفا اب کمرے سے باہر نکل رہی تھی جب نیرہ نے اسے پکارا

"وفا سعدیہ (ملازمہ) کو میرے پاس بھیج دو پلیز"

"اوکے" کہتی وہ چلی گی

نائل اب صوفے پر بیٹھا اپنی گردن صوفے کی پشت کر رکھ کر آنکھیں موندے ہوئے تھا

نیرہ کا دل چاہ کہ وہ پوچھے کہ کیا ہوا۔ لیکن جب یاد آیا کہ اسنے بھی اسکا حال چال نہیں پوچھا تو وہ کیوں پوچھے

کچھ دیر بعد ملازمہ کمرے میں آئی

"جی بی بی جی اپنے بلایا؟؟"

"جی سعدیہ نائل کو پانی لادے اور پھر کافی بھی بنا کر دے دیں پلیز "

"جی میں ابھی لائی" ملازمہ گردن ہلاتی باہر چلی گی

نائل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا منہ سے نہیں ہو چھا کہ کیا حال ہے مگر چائے پانی کی فکر ہے ہو نہہ

گردن جھٹکتا واپس صوفے پر سر رکھ گیا

کچھ دیر بعد نائل نے خود ہی اس سے پو چھا

"طبیعت کیسی ہے تمہاری؟؟"

"جیسی بھی ہو تم سے مطلب" اسے دکھ تھا اور دکھ میں وہ اکثر بد تمیز ہو جایا کرتی تھی

"بھاڑ میں جاؤ ہو ہی ناشکری عورت پو چھو تب بھی مسئلہ نا پو چھو تب بھی مسئلہ" اسکے جواب ہر نائل کا دماغ گھوم گیا تھا افیس کی کم پریشانی اسکے سر پر تھی اور اب اس محترمہ کے نخرے

"ناپوچھونا"

"نیرہ آج صاف صاف لفظوں میں بتادو کہاچاہتی ہو مجھ سے ایک ہی بار قصہ تمام کرو میرا پاگل بنا کر رکھ دیا ہے تم سب نے مجھے"

"مجھے میرے امی ابو کے گھر چھوڑ آؤ میں یہاں بے دل لوگوں کے ساتھ نہیں رہے سکتی"

"میں نے ایک بار ہی طلاق نامہ منہ پر مار کر تمہیں۔ وہاں پھینک انا ہے کتنی بار منہ سے بھونک چکا ہون کہ چھوڑو سب کو لیکن تمہیں میری توجہ کی کوئی اہمیت نہیں بس جو میرے گھر والے روایہ رکھتے ہیں اسکی فکر ہے تمہیں زندگی عذاب کر کے رکھ دی ہے" وہ غصے سے کہتا واشروم کی جانب گیا

"دے دو مجھے طلاق چھوڑ دو میری جان تم میری جان کا عذاب بن چکے ہو نائل اس شادی سے اچھا تھا میں خود کشی کر لیتی اس حلال کی زندگی سے بہتر حرام کی موت ہی تھی کم از کم جہنم میں جاتی تو اپنی گناہوں کی وجہ سے اس گھر کی طرح بے گناہ کی آگ نا برداشت کرتی"

"دفاع ہو جاؤ جہنم میں" وہ کہتا واشروم کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا اور پیچھے دروازہ زور سے بند کیا

نیرہ کی آنکھوں میں رکے آنسوں اب گال میں بہ رہے تھے وہ اسے طلاق کی دھمکی دے کر گیا تھا وہ اسے جان کا عذاب کہ کر گیا تھا اب کیسے وہ اسکے ساتھ رہے گی؟؟؟ اسے اپنی عزت نفس بہت عزیز تھی جو آج اسکے شوہر نے پیروں تلے روند دی تھی

وہ اسے طرح انسو بہاتی رہی پھر سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل بجا

اسکے چاچو کی کال کی۔ تھی اور چاچو تو بغیر بتائیں بھی اسکی پریشانی پہچان لیتے تھے پہلے سوچا کہ نا اٹھائے لیکن پھر دل نے کہا اٹھالو اور بتادو سب کا روایہ

اسنے کال اٹھائی۔"اسلام علیکم چاچو"

"وعلیکم السلام کیسا ہے میرا بچہ؟؟"

بس نیرہ کا دل چاہ وہ اب اپنے چاچو کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو دے اور انہیں اپنا حال دل بتادے

"ٹھیک ہوں" اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی

"کیا ہوا نیرہ تم رو رہی ہو؟؟"

"نہیں نہیں چاچو"

"نیرہ ہم نے تمہیں جھوٹ بولنا تو نہیں سیکھایا تھا"

"لیکن امی نے کہا تھا سسرال میں رہنا ہے تو جھوٹ بولنا پڑے گا" اسکی آواز میں اب نمی تھی

"وہ ماں نے بیٹی کو نصیحت کی تھی لیکن چاچو نے کبھی نیرہ سے نہیں کہ تھا کہ وہ سسرال میں چھپ چھپ کر انسو بہائیں گی بتاؤ کیا مسئلہ ہے" انہیں یقین ہو گیا تھا کہ نیرہ ٹھیک نہیں ہے

"چاچو کچھ نہیں ہے بس آپکی امی کی ابو کہ سب کہ یاد آرہی تھی"

"نائل کہاں ہے؟؟"

"پتا نہیں" واشروم کے بند دروازے کو دیکھتی وہ بولی

"میں اسے کال کرتا ہوں اور اسے بتا کر تمہیں لینے آرہا ہوں"

"کوئی ضرورت نہیں چاچو آپ مجھے کہنے جائے چاچو وہ ویسے بھی مجھ سے تنگ ہے"

"کیا ہوا بچے سہی سے بتاؤ کیا تمہاری اس سے لڑائی ہوئی ہے"

"چاچو لڑائی نہیں ہوئی وہ مجھے غصہ کر کے گیا ہے مجھے طلاق کی دھمکی دے کر گیا ہے مجھے نہیں۔ رہنا اسکے ساتھ وہ مجھ سے تنگ آگیا ہے وہ کہتا مین اسکی جان کا

عذاب بن گی ہوں چاچو مجھے نہیں رہنا مجھے لینے اجائے" وہ اب اپنا ضبط کھو کر فون میں ہی بری طرح رونے لگ گی

"ایسے کیسے وہ یہ سب کہ سکتا ہے مجھے بتاؤ کیا تمہاری کوئی غلطی ہے؟؟"

"چاچو وہ سارا سارا دن افیس رہتا ہے ایک بار بھی مر کر نہیں پوچھتا کہ میں زندہ ہو یا مر گی اور واپس اکر مجھ پر افیس کا سارا غصہ اتارتا ہے"

"اچھا میں تمہیں لینے آرہا ہوں پھر نائل سے بات کرتا ہوں اور اسکے باپ سے بھی تم رونا بند کرو میری بیٹی چاچو ہیں نا میرے ہوتے ہیں تمہیں فالتو کے سمجھوتے کرنے کی ضرورت نہیں فون رکھو مجھے وفتر سے چھٹی ہو گی ہے آرہا ہوں میں" وہ اسے کہتے ءفون بند کر گے

نیرہ نے فون رکھا لیکن اسکا دل ڈر رہا تھا وہ نائل کہ شکایت نہیں لگانا چاہتی تھی لیکن پتا نہیں وہ اپنے چاچو سے کچھ بھی نہیں چھپا سکتی تھی

نائل واشروم سے باہر نکلا اسکے بال گیلے تھے- نیرہ نے اسے دیکھا- نائل نے بغیر اسے دیکھا بغیر اسے کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا

نہیں رہنا تمہارے ساتھ مجھے نہیں چاہیے ایسا رشتہ مجھے جہاں مرد طلاق کی دھمکیاں دے کر بیوی پر روب جمائے وہ اب اپنے فیصلے سے خود کو مطمئن کر رہی تھی

کچھ دیر گزری تھی کہ سویرہ اور اسکے چاچو آگے تھے انہوں نے نائل سے جب پوچھا تو وہ خاموش۔ ہو گئا اور بس اتنا ہی کہا کہ "اسکی مرضی اگر یہ جانا چاہئے" وہ کہتا اٹھ کر گھر سے ہی باہر نکل گیا

خالد صاحب اور سویرہ اسے اپنے ساتھ گھر لے آئے تھے

گھر والوں کو یہی بتایا تھا کہ اسکا دل امی کے بغیر نہیں لگ رہا تھا اس لئے کچھ دنوں کے لئے وہ یہاں آئی ہے اس سب میں نائل کی فیملی کچھ بھی نہیں بولی تھی

نیرہ کو احساس ہو گیا تھا کہ اسکا ہونا اور نا ہونا اس گھر کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا اب جب تک نائل اسے عزت کے ساتھ نہیں لینے آیا تو وہ بھی نہیں۔ جائے گی یہ بات تو وہ سوچ کر ہی گھر سے نکلی تھی

دوسری طرف نائل نے بھی سوچ لیا تھا جس طرح وہ خود گی ہے اسی طرح خود ابھی جائے گی وہ اسے لینے کیسی قیمت بھی نہیں جائے گا

آج اسے امی کے گھر آئے دو دن ہو گے تھے اور ان دو دنوں میں ایک بار بھی نائل یا اسکی فیملی نے مڑ کر پوچھا بھی نہیں تھا کہ کیسی ہو؟؟

وہ اپنے روم میں بیٹھی اپنے مستقبل کا سوچ رہی تھی کیسا عجیب سا ماضی تھا جس میں ہر خواب چکنا چور ہوا تھا بلکل ویسا ہی حال ہے جہاں سسکا وجود۔ بے معنی ہے اور اسی طرح کا ہی مستقبل ہو گا

آپ دنیا جہاں سے غم چھپا سکتے ہیں آپ دنیا جہاں سے جھوٹ بول سکتے ہیں لیکن ایک ہستی سے کبھی کچھ نہیں چھپا سکتے اس ہستی کو بتانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اللہ اسکے دل میں خود ہی یہ بات ڈال دیتا

ماں کے قدموں تلے ویسے ہی جنت نہیں رکھ دی گی وہ اولاد۔ کو جنم دینے سے لے کر اپنی آخری سانس تک بس اپنی اولاد کا ہی سوچتی ہے

عظمی بیگم جانتی تھی کہ وہ تینوں جھوٹ بول رہے ہیں نیرہ کبھی بھی اس طرح نہیں آتی اور نا ہی اسجے چاچو اتنا پاگل تھے کہ اس چھوٹی سی بات پر اسے بیماری حالت میں گھر لے آتے ضرور کچھ ایسا ہوا تھا اور بات کی گواہی نیرہ کا چہرہ اور

روایہ دونوں دے رہے تھے وہ کبھی اتنی خاموش اور اداس نہیں رہے تھی جتنی اس دفعہ تھی

عظمی بیگم سہی موقعے کی تلاش میں تھی کہ وہ اکیلے میں نیرہ سے پوچھے گی کیونکہ شگفتہ بیگم کی کان میں ہلکی سی بھی اوز چلی گی تو پھر سارے خاندان کو اک کی دو لگا کر بتا دیتی اور سلیمان صاحب کو بھی ابھی وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کیونکہ انکا غصہ اور جذباتی پن سے وہ اچھے سے وقف تھی وہ نہین چاہتی تھی کہ جذبات میں آکر وہ کچھ ایسا ویسا کر دے جس کا پچھتاوا انہیں ساری زندگی رہے اس وقت گھر پر صرف نیرہ سویرہ اور عظمی بیگم ہی تھی شگفتہ بیگم اپنے کیسی رشتے دار کے گی تھیں اور خالد صاحب اور سلیمان صاحب دفتر باقی زیمل تو سکول ہی تھی انہیں یہی موقع سہی لگا اس سے بات کرنے کا

"نیرہ کیسی طبعیت ہے تمہاری؟؟" اسکے پاس بیڈ پر بیٹھتی انہوں نے پوچھا

"بہتر ہوں امی" اپنے خیالی دنیا سے باہر نکلتی وہ بولی

"بیٹا تم اچھے سے جانتی ہوں سب کہ تم اگر مجھے کچھ نہیں بھی بتاؤں گی تو تب بھی مجھے پتا چل جائے گا اس لئیے اپنے منہ سے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے؟؟"

"امی کچھ بھی نہیں ہوا آپ خامخواہ پریشان ہو رہی ہیں" وہ نظریں جھکا کر بولی

"نیرہ تم دنیا سے نظریں چرا کر جھوٹ بول سکتی ہو مجھ سے نہیں بیٹا"

ان کی بات ہر اسنے اپنی نم ہوتی لال آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا
اور دل بھی آنکھوں کی طرح ضبط کھو چکا تھا
وہ اپنی ماں کے سینے سے لگ گی۔

"امی ہر کوئی آپکی اور ابو کی طرح کیوں نہیں ہوتا کیون ہر کوئی ماں باپ کی طرح پیار نہیں کرتا" وہ کہتا پھوٹ پھوٹ کر رو دی

اس کی بات پر انکی آنکھیں بھی برسنے لگ گی وہ جانتی تھی ان کی بیٹی نے بہت سے خوابوں کی قربانی دی ہے

"میری بیٹی اگر دنیا والدین کی طرح ہو جائے گی تو پھر دنیا کیسے کہلائے گی یہ دنیا ہے نیرہ یہاں نرم دل بھی ہیں یہاں سنگدل بھی ہیں"

"لیکن آپکے دل کی طرح کے دل۔ کیوں نہیں امی جب بیٹیوں کو والدین کی محبت کی عادت ڈال کر پھر اں ہیں اس سنگ دل دنیا کے گھر کیوں رخصت کر دیتے ہیں"

"حکم خدا ہے نیرہ اور اللہ کے ہر حکم میں بہتری ہوتی ہے"

"امی بیٹیوں کے لئیے ہی کیوں قربانیاں رکھی گی کیوں بیٹیاں ہیں رخصت ہو اپنا گھر چھوڑے اپنے ماں باپ چھوڑے اور اگلے گھر بھی وہی باتیں برداشت کرے؟؟؟"

"قربانی بھی تو عزیز چیزوں کی دی جاتی ہے جیسے ابرہیم علیہ السلام سے ان کے سب سے عزیز بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی مانگی گی تھی" وہ اسے پیار دیتی بولی

"ان کی تسلی سے وہ مزید رونے لگ گی "ان کے سینے سے لگی وہ اب سسک رہی تھی

"امی مجھے نہیں جانا واپس اس گھر وہاں سب۔یرے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جیسے میں نے گناہ کیا ہو یہ میں کوئہ قیدی ہوں "

"میری بیٹی ہر سسرال میں ایسا ہوتا ہے تم بس شوہر کی خاطر برداشت کر لیا کرو نا وہ تو اچھا ہے نا" اسکے انسو صاف کرتی بولی

"کونسا شوہر کیسے اچھا امی وہ مجھ سے تنگ آ گیا ہے وہ مجھے کہتا ہے کہ میں سکسی جان کا عذاب ہوں وہ مجھے طلاق کی دھمکیاں دیتا ہے امی"

اسکی بات پر وہ حیراں ہوئی انہیں تو لگتا تھا کہ نائل اسکے ساتھ اچھا ہے شوہر اگر ساتھ دے تو پھر سسرال۔ میں بھی گزرا ہو ہی جاتا ہے

"خیر بیٹا مرد ہے اکثر غصہ کر جاتا ہو گا تمہارے ابو بھی تو غصے میں ہوتے ہیں تو کچھ بھی بول دیتے ہیں کوئی بات نہیں میری بیٹی زرا زرا سی باتوں پر شوہر سے خفا نہیں ہوتے ہمارے محرم ہی ہمارے محافظ ہوتے ہیں

"امی نہیں چاہیے مجھے ایسے محرم نہین چاہیے ایسا شوہر جو غصہ میں آکر سب بھول جائے وہ اپنی آنا مین آکر مجھے اپنی جوتی بنالے بھاڑ میں جائے آسیا محرم جہنم میں جائے ایسا محافظ مرد محافظ ہوتے ہیں لیکن وہ مرد نہیں جو مردانگی کے تذلیل کرتے ہیں اپنا روبہ جما کر"

اسکی بات درست تھی۔ لیکن وہ اس وقت اپنی بیٹی کو شوہر کے خلاف ایک حرف بھی بول۔ کر اسکا دل نہیں خراب کرنا چاہتی تھی

"لیکن نیرہ مرد ہوتے ہیں ایسے عورتوں کو اپنے۔ مردوں کی عادت میں ڈھال جانا چاہیے تب ہی گھر بستے ہیں"

"آگ لگے اس گھر کو جس میں ہر باری عورت ہی برداشت کرے نہیں بسانا مجھے ایسا گھر جہاں ہر باری مین ہی قربانی دو عورت ہوں کوئی جانوار نہین جو ہر باری قربان ہونے کے لئے اپنی گردن زمین پر رکھ دوں عورتیں بھی انسان ہوتی ہیں

اگر گھر صرف عورت کی قربانی سے بنتے ہیں تو پھر مرد نکاح کیون کرتے ہین نکاح کا مطلب صرف عورت نہین ہے امی مرد اور عورت دونوں کا نکاح ہوتا ہے خالی عورت ہی کنٹریکٹ سائن نہیں کرتی قربانیاں دینا کا مرد بھی دستخط کرتا ہے"

"نیرہ تم تاریخ نہیں بدل سکتی سب جگہ عورت کو ہی قربانی دینی ہوتی"

"میں تاریخ نہیں بدل سکتی لیکن مستقبل سنوار سکتی ہوں امی مین اب کیسی صورت نہیں جھکو گی چاہیئے وہ نائل کے آگے ہو یا میری محبت کی خاطر بھاڑ میں جائے ایسی محبت جہاں ہر بار صرف محبوب کے آگے جھکنے پڑے"

اسکی بات پر عظمی بیگم مسکرائی

"نینیرہ تم مانو یا نا مانو تم جیسے دل محبت نہیں کر سکتے تم اپنی آنا نہیں مار سکتی اور محبت سب سے پہلے انا کا قتل کرتی ہے"

"نہیں کرنی محبت مجھے میں نے بہت کچھ قربان کر دیا امی اب اپنی آنا نہیں کر سکتی"

"ایسے مت کرو نیرہ اپنا گھر مت اپنے ہاتھوں سے برباد کرو وہ مرد ہے اسے ہزار مل جائے گی زندگی تمہاری خراب ہو گی عورت کے کردار پر ایک بار داغ لگ جائیں تو ساری زندگی نہین دھول سکتا تم نے بہت پاک دامنی اور عزت سے باپ۔ کی دہلیز سے رخصت ہوئی تھی شوہر کی دہلیز سے اپنا کردار داغ دار مت کر کے آنا"

"امی امی آپ کیوں نہیں سمجھ رہی کہ میں نہیں اب برداشت کروں گی میرا دل اب کبھی نائل ہے لئ نہیں مانے گا ایک بار جو نیرہ کے دل سے اتر گیا سو وہ ہمیشہ کے لئے اتر گیا اسنے مجھے چھوڑنے کا کہا مطلب وہ مجھے چھوڑ سکتا ہے تو میں اسکے چھوڑنے سے پہلے اسے چھوڑ چکی ہوں"

"نہیں اتنا آسان چھوڑنا نیرہ خاندان والے تمہارے باپ کا کہنا محال کر دے گے تمہارا تو کوئی بھائی بھی نہیں ہے کہان جاؤں گی اگر کل میں تمہارے ابو مر گے کیلی عورت کو یہ دنیا نہیں جینے دیتی"

"اگر آسکو ہزار مل سکتی ہیں نا امی تو وہ ان ہزار سے شادی کرے میں اپنی حق حلال کا کما۔ کر اپنا پیٹ بھر لون گی آخر یہ دنیا ہے اور میں تھوڑا یہاں ہمشہ رہون گی بس عزت سے کوئی دفنا دے گا"

"نیرہ یہاں لوگ عورت کے مرداں جسم کو نہین چھوڑتے قبر سے نکل کر اپنی حوس پوری کرتے ہیں تمہیں لگتا ہے یہ تمہیں چھوڑ دے گے بیٹا اپنا شوہر اپنا باپ اپنا بھائی اگر جوتی بھی سنھے نا تو برداشت کر لوا جمل حالت ایسے ہیں کہ باہر کی دنیا عورت کو اپنی جھوٹے باتوں پر ڈال کر انہیں نوچ کھاتے ہیں عزت سے

چار دیواری میں عزت کی روٹی مل جائے تو خاموشی سے کھالینا آخر میں عزت کا کفن مل جائے گا"

"امی پلیز اپ اٹھارویں صدی سے باہر نکل آئی اب ایک عورت گھر میں چار دیواری میں رہے کر بھی اپنے لئے حق حلال کما سکتی ہے اکیلی بے خوف ہو کر"

"بیٹا زمانہ کوئی بھی ہو مرد کی حوس ویسی ہوتی ہے تمہیں کیا لگتا ہے تم گھر بیٹھ کر کماؤں گی تو باہر کی دنیا کی نظر میں نہیں آؤ گی انکل کی لڑکیوں کو لگتا ہے کہ وہ ہاتھ میں ڈگری لے کر ایک اچھی نوکری حاصل کرے مرد کا مقابلے کر لے گی ایسا نہیں۔ ہے بیٹا ہم۔ عورتین مرد کی طرح کما سکتی ہیں مگر مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسکا یہ رتبہ رب نے رکھا ہے کوئی بھی صدی ہو ہم مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی تم سمجھو میری بات فالتو کی باتیں مت کرو"

"امی آپ اس لئے یہ سب کہ رہی ہیں کیونکہ ہمارے خاندان مین کوئی عورت گھر سے باہر مرد کی زمہ داریاں نبھانے نہین نکلی جس خاندان کی عورتیں آج کما رہی ہین وہاں سب لوگ جانتے ہیں عورت بھی وہ سب کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے"

"نیرہ بس کرو بس کرو کب سے فالتو کی بحث نہیں ہیں عورتیں محفوظ بس اتنی سی بات ہے اور تم ہو کہ بات کو کہاں سے کہاں لے گی" انکا بی پی تو ویسے بھی ہائی ہوتا تھا آج نیرہ کی باتیں سن کر بھی ہائی ہو گیا تھا

"کب تک مردوں کے ساتھ ہم عورتیں جانوار بن کر رہے گی کب تک انکے ظلم برداشت کرے گی بس کرے امی بس کرے عورت ہیں انسان ہیں"

"تم سے تقریر نہیں سنی میں نے اپنے شوہر سے معافی مانگو اور اپنے گھر جاؤ"

"بھاڑ میں جائے وہ شوہر بھی اور وہ گھر بھی معافی تو اب نیرہ نہیں مانگے گی چاہیے کچھ بھی ہو جائے اور اگر وہ مجھے طلاق کی دھمکی دے سکتا ہے تو میرے پاس بھی خلع کی دھمکی ہے"

"زبان سنبھالو نیرہ یہ نا ہو بعد میں اپنی ہی زبان کے ادا کی الفاظ پر تمہیں پچھتاوا ہو" وہ بیڈ سے اٹھی

"امی جس طرح آپ مجھ سمجھا رہی ہیں جس طرح آپ میرے ذہین اور دل میں گھر کو بسانے کی محبت ڈال رہی ہیں ویسے ہی اگر آپکے اس داماد کے دل میں۔ اسکی مان ڈالے تو آج نوبت یہاں تک نہیں پہنچتی"

"تو تم بیوی ہو سمجھاوا سے منہ اٹھا کر یہاں آگئی بہادر عورتیں ایسی نہیں ہوتی وہ اگر شوہر سے خفا ہو تو اسکے سامنے ڈٹ کر کھڑی ہو جاتی ہیں تم تو بزدل عورتوں کی طرح اپنے باپ کے گھر آگئی"

"بس کرے مجھے ایموشنل بلیک میل مت کرے جا کر اسے سمجھائے یہ بات"

"جو بھی کرو تمہاری بھی ضرور غلطی ہو گی کوئی بھی مرد پاگل نہیں کہ ایک دم طلاق کی دھمکی دے مین تو جیسے تمہاری زبان سے واقف نہیں ہوں نا"

"آپ میری زبان سے واقف ہیں مگر اسکی نیت سے وقف نہیں ہیں"

"بس کرو میں جانتی ہوں جب تم بیمار ہوتی ہو تو ساری تمیز تہذیب بھول جاتی ہو ضرور کچھ کہا ہے تم نے"

"ہاں ہاں ساری غلطی ہی میری ہے بلکہ میں ہی غلط ہوں چھوڑ آئے پاگل خانے
"

"وہ بھی قبول نہیں کرے گے تمہیں-بیٹا دل صاف کرو اور اللہ سے دعا کرو کہ وہاں اسے کوئی دشمن نا مل جائیں اگر وہاں کوئی اسکے کان بھرنے والا شخص ہوا تو وہ اسے تم سے بد گمان کر دے گا اور مرد سب سے جلدی بد گمان ہوتا ہے" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

"پیچھے نیرہ کو فوراً وفا یاد آئی منہوس چڑیل اسی کی وجہ سے یہ سب ہوا اب بھر رہی ہو گی نائل کے کان اللہ اسکی شادی کروادے کہی سات سمندر پار جان چھوٹے"

اب اسکے ذہین سے سسب باتیں نکل چکی تھی بس نائل اور وفا ہی چل رہے تھے اسے فکر ہو رہی تھی کہ نیرہ اسکے ذہین میں پتا نہیں کون کون سی باتیں ڈال رہی ہو گی

اپنے روم میں بیٹھا وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے سکون کر رہا تھا

اسے نیرہ کی یاد بلکل بھی نہیں آتی تھی اور نا ہی اسکے جانے سے اسکی زندگی میں کوئی تبدیلی آئی تھی لیکن ایک کمی سی تھی انجانی کمی جو اسے ہر چیز میں محسوس ہو رہی تھی

دو دن سے وہ افیس س شام کو لوٹتا تو اسے چائے پانی پیش کرنے والا کوئی نہیں تھا یہ کمی اسے بے حد محسوس ہو گی کمرے میں اسکی باتوں کی کمی

وہ مزید کچھ سوچتا کہ اسکا سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون بجا فروہ کی کال تھی وہ خود تو اسے کال کرنا ہی ان دونوں۔ بھول گیا تھا

"اسلام علیکم پرائم منسٹر صاحب "فروہ نے کہا

"وعلیکم اسلام نکمی لڑکی "وہ جانتا تھا کہ اب گے کہا ہونے والا ہے وہی گلے شکوے

"ویسے بہت ہی کوئی بری بات ہے بھائی اتنے دن ہو گے اپنے پوچھا بھی نہیں کہ مین ٹھیک ہوں زندہ ہو شادی کے بعد آپ بدل گے یہ مجھے سب کہتے ہیں گھر میں لیکن مجھے یقین نہیں تھا اب ہو رہا ہے یقین "اسکی نان سٹاپ باتیں شروع ہو گی تھی

"اچھا بھئی مین معصروف ہوتا ہوں سارا دن مجھے معافی مل جائے گی تو آپکی نوازش ہو گی"

"کب تک آپ غلطیاں کرتے رہے گے اور کب تک مین اپکو معاف کرتی رہوں گی"

"بس جب تک زندہ ہوں تب تک کرتی رہنا"

"اچھا چھوڑے یہ بتائیں کیسے ہیں آپ اور بھابھی کیسی ہیں؟؟"اسکی ناہی تو ابھی کوئی بات ہوئی تھی اور ناہی اسے دیکھا تھا مگر اسکی پوچھتی وہ ہر کیسی سے تھی

"میں بلکل ٹھیک تم سناؤ"

"میں نے بھابھی کا بھی پوچھا تھا وہ بیمار ہیں نا اب کیسی طبعیت ہے ان کی"

"ٹھیک ہو گی"اسکے لہجے بیزاریت تھی

"ہو گی مطلب؟؟"

"وہ اپنے ماں باپ کے گھر ہے"

"کیوں وہاں کیون ہیں؟؟"

"مجھے کیا پتا اسی سے پوچھ لو"

"آپکی لڑائی ہوئی ہے ان سے ؟؟"فرواہ کو سمجھ آگیا ضرور نائل نے لڑائی کی ہے تب ہی اسکی ذکر میں وہ بیزار ہو رہا تھا

"اس سے میری لڑائی نہیں ہوتی وہ خود ہی لڑائی کرتی ہے اور خود ہی نارض ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے"

"اوہ مائے گڈ بھائی آپکی شادی کو ابھی ٹائم ہی کتنا ہوا جو آپ لڑائی کرنا شروع ہو گے آپ جانتے ہیں نا کہ بھابھی بیمار ہیں اس وقت اپکو ان کے ساتھ ہونا چاہیے نا کہ ان کے والدین کو"

"وہ خود گی ہے میں نے نہیں بھیجا'

"وہ پاگل ہیں جو خود بس چلی گی ضرور کچھ نا کچھ کہا ہو گا اپنے بھی"

"اسکی زبان بہت چلتی ہے فر وہ مجھے غصہ آجاتا ہے"

"اوہ اللہ زبان تو میری بھی چلتی ہے بہت اور آپس کی بات ہے اگر ان کی زبان تیز ہے تو آپکا دماغ گرم ہے آپ جائے اور انہیں منا کر واپس لائے"

"میں جاؤ اور اس بدزبان عورت سے معافی مانگوں اور اسے واپس لاؤں جاؤ میں پاگل نہیں جائے گی خود ہی جیسے اپنے چچا کے ساتھ گی ویسے ہی وہ چھوڑ بھی دے گے"

"بھائی آپکی غلطی ہے آپ ہی جا کر واپس لائے گے اور ویسے بھی جب ماما بیمار ہوتی ہیں تو کیا ڈیڈی انہیں ماموں کے گھر بھیج دیتے ہیں؟؟"

"وہ ماما ہیں نا نیرہ کی طرح ان کی زبان شوہر کے سامنے نہیں چلتی لیکن نیرہ وہ بہت زبان چلاتی ہے"

"کوئی بات نہیں بھائی آپ انہیں پیار سے سمجھائے کہ جب اپکو غصہ اجائے تو وہ خاموش ہو جایا کرے"

"وہ پیار کی زبان نہیں سمجھتی اور تم اگر کوئی اور بات ہے تو کرو ورنہ میں فون رکھ رہا ہوں"

"میں ڈیڈی سے بات کرتی ہوں دیکھتی ہوں پھر کیسے نہیں جاتے آپ"

"میری ماں نا بنا کرو چھوٹی ہو تو چھوٹی رہو"

"دیکھا دیکھا یہی غصہ آپ ان کے سامنے کرتے ہین بلکل ٹھیک ہے اچھا کرتی ہیں وہ زبان چلاتی ہیں آپ آیسی ہی بیوی ڈیزرو کرتے ہیں"

"تم میری بہن ہو نا اور وہ بھی مجھ سے تین سال چھوٹی تو زیادہ بڑی مت بنو"

"بھائی جو بھی ہے آپ غلط ہیں اس وقت بھابھی کو سوری بول دے جا کر سوری بولنے سے آپکی شان مین گستاخی نہیں ہو گی اور جہاں تک مجھے پتا ہے کہ نائل بھائی اتنے سنگ دل نہیں کہ ان کی وجہ سے کوئی تکلیف میں ہو"

اسکی بات ہر نائل خاموش ہوا واقعی اسے نہیں پسند تھا کہ کوئی اسکی وجہ سے مشکل میں ہو

"میں فون رکھ رہی ہوں آپ اس بارے میں ضرور سوچیے گا ورنہ لیٹ ہو جائے گا اور غلط فہمیاں بڑھتی رہی گی اللہ حافظ "فون بند ہو گیا تھا اور نائل کی سوچ بھی بدل چکی تھی

سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے؟؟ معافی تو وہ اسے نہیں مانگے گا اور اگر مانگ بھی لی تو اسنے تھورا اچھی بیویوں کی طرح اسے معاف کر کے واپس گھر آجانا تھا

"یا خدایا کہاں بھنس گیا" سر ہاتھوں میں گرائے وہ بولا

اپنے افیس کے روم میں بیٹھا وہ کہی دور اپنی خیالی دنیا میں گم تھا اسکا آج ناہی کام میں دل لگ رہا تھا اور ناہی گھر جانے کا دل کر رہا تھا گھر جائے گا تو پھر وہ یاد آئی گی جو وہ اسے کرنا نہیں چاہتا تھا

مگر یہ اسکا دل جانتا تھا کہ وہ ہر وقت اسے یاد کرتا ہے مگر زبان سے اظہار نہیں کرتا

وہ جب بھی بور ہوتا تو اپنے فون کی گیلری کھول کر بیٹھ جاتا اور اپنی پرانی تصویریں دیکھ کر ان کے گزرے لمحات میں کھو جاتا یہ طریقہ سب سے اچھا تھا اسکی بوریت دور کرنے کے لئے

وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بنائی کالج ٹائم کی پیکچر دیکھتا صارم کی شادی کی تصویر دیکھتا پھر مشال کی بچپن کی تصویر دیکھنے سے لے کر اسکی اب تک کی تصویر دیکھ رہا تھا وہ کتنی چھوٹی تھی اور اب کیسی بڑی ہو گی اور ایکدن آئے گا جب وہ بہت بڑی ہو جائے گی اس سے زیادہ وہ نہیں سوچ سکتا شاید مشال کی شادی کی ٹینشن اسکے ماں باپ نے نہیں لی تھی جتنا اسکا چاچو اپنی پانچ سالہ بھتیجی کی شادی کی ٹینشن لیتا تھا وہ یہ سوچتا تھا کہ وہ اسے کیسے کیسی انجان کے ہاتھوں میں دے گا وہ اپنے ہی خیالات میں گردن جھٹک کر مسکرایا- "ابھی تو اسکا سکول سٹارٹ ہوا ہے ابھی بہت وقت ہے"

پیکچرز دیکھتے دیکھتے اسکی نظر ایک تصویر پر رک گی اسکے فون مین ایک بھی ان کی شادی کی تصویر نہیں تھی کبھی نائل نے محسوس ہی نہیں کہ تھی مگر یہ تصویر کہاں سے آئی تھی؟؟

یہ تصیوران کے بارات کے دن کی تھی جب نائل کو نیرہ کے ساتھ لا کر بیٹھایا گیا تھااور نیرہ نے پہلی بار ساتھ بیٹھے اپنے دولہے کو دیکھا تھااور کمیرے مین یہ منظر قیڈ ہوا تھا ویسے نیرہ کو تصویریں رکھنے کا کوئی شوق نہیں تھا لیکن یہ پیکچر اسے اپنی ساری زندگی کی سب سے اچھے تصویر لگی تھی

وہ حیرانگی سے اس تصویر کو دیکھ رہا تھااس میں نائل کی شکل پر بارہ بجے ہوئے تھے البتہ نیرہ کے چہرے مین کوئی تاثر نہیں تھا

وہ حیراں تھا آخر یہ تصویر کہاں سے آئی؟؟

اسنے وہ ڈیلیٹ کرں ا چاہیے مگر رک گیا یہ واحد تصویر تھی جو نائل کے پاس نیرہ کی تھی

وہ اب اسے چھوڑ کر واٹساپ پر رکھے ان سین میسیجز پڑھ رہا تھا وہ مہینوں بعد میسیج سین کرتا اور ریپلائے کرنا شاید اسکی شان میں گستاخی ہوتی تھی اس لئے وہ نہیں کرتا

نائل نے ایک چیٹ کھولی اور اسی سمجھ آگئی کہ وہ تصویر کس نے بھیجی تھی؟؟۔
اسکی واٹساپ کی تصاویر ڈائریکٹ گیلری میں جاتی تھی یہ بھی چلی گی

یہ نیرہ کا نمبر تھا جیسے سیو کرنا اسنے ضروری نہیں سمجھا تھا اسے اسکے نام سے پتا چلا تھا لیکن حیرانگی تھی کہ اسنے اپنا نام نیرہ سلیمان کیانی لکھا تھا یعنی وہ ابھی بھی اپنے باپ کے نام ہی لکھتی تھی خیر اسے کیا

وہ چیٹ کلوز کرنے لگا تھا کہ اسلے واپس سے وہ تصویر دیکھی۔

"ہونہہ خود کی تصیور اچھی آگئ تو اب فلیکس مار رہی ہے دوسرے کی تصویر چاہیے جتنی مرضی برے آئے بس اپنی اچھی آگئ" اسے تو اپنی تصویر پر دکھ تھا وہ اس وقت واقعی غصے میں تھا

وہ اب اسکے نمبر کو دیکھ رہا تھا اسے محض چند لمحوں میں اسکا نمبر حفظ ہو گیا تھا اسے نمبرز جلدی یاد ہوتے تھے اور اسی رفتار سے بھول جاتے تھے اب وہ اسکی پروفائیل پیکچر دیکھ رہا تھا جس میں اسکے چاچو اور اسکے ابو کی تصویر تھی اور نیچے چھوٹا سا لکھا تھا" "My protectors اور ساتھ میں ریڈ ہارٹ تھا

"ہونہہ میں تو جیسے انڈیا کا دہشت گرد ہوں نا" وہ اب اسکے نمبر کو ڈلیٹ کرتا بولا

اب وہ اپنی پسندیدہ گیم کھیل رہا تھا کینڈی کرش اسکی سب سے پسندیدہ گیم تھی

افیس میں بیٹھا پچیس سالہ مرد بچوں کی طرح گیم کھیل رہا اٹھا گر اسے ابھی جہاں زیب صاحب دیکھتے تو اسکا اکائونٹ ایک منٹ میں خالی کرتے وہ اسے افیس میں۔ آئی سی والے روم میں آرم داہ چیئر میں بیٹھ کر گیم کھیلنے کے لاکھوں نہیں دیتے تھے

کچھ دیر بعد اسکا اس سے بھی دل بھر گیا جب سے نیرہ کی آمد ہوئی تھی اسکا ہر چیز سے دل جلدی ہی بھر جاتا تھا

اب سکا پلین دوستوں کے ساتھ جانے کا تھا وہ اپنی گاڑی کی چابی اٹھائے روم سے باہر نکل رہا تھا کہ مینیجر نے اسے جہاں زیب صاحب کے سامنے پیشی کی خبر دی

"ڈیڈی میں آئی کم ان؟؟ "

"یس" انہوں نے لیٹ ٹاپ بند کرتے کہا

"بیٹھو" انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا

وہ خاموشی سے بیٹھ گیا

"تمہاری بیوی کو گے آج کتنے دن ہو گے ہیں؟؟"

وہ اس سے ایسے پوچھ رہے تھے جیسے اسے تو سیکنڈوں میں اپنی بیوی کی جدائی کا وقت یاد ہو گا

"پتا نہیں شاید ہفتہ ہو گیا ہے" کندھے اچکاتے کہا

"پورے پانچ دن ہو گے ہیں اسے وہاں اب جاو اور اسے لے کر آؤ" وہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں اسے دیکھاتے بولے

"میں نہیں جاؤں گا جس طرح گی تھی ویسے ہی سجائے گی" وہ نظریں ار گرد گھماتا بولا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ نا نہین کر سکتا تھا

"نائل صرف چند ماہ جب ایک ماہ برداشت کر لیا ہے تو دو تین مہینے مزید کر لو سلیمان اجکل اس زمین کی فصل کی قیمت سے بڑا خوش ہے اسے تین چار مہینے خوش رہنے دو"

"ڈیڈی میں اسے لینے نہیں جاؤں گا وہ جب خود گی تھی ویسے ہی آسکتی ہے"

"یہ مت بھولو غلطی تمہاری ہے طلاق کی دھمکی تم نے
دی تھی"

"تو اسلے بھی تو زبان درازی کی تھی"

"کرتی رہتی ہیں عورتیں ایسے اور جب کام۔ ہو تو برداشت بھی کرنی پڑتی ہیں"

"مجھ سے نہیں ہوتی برداشت اسکی بدتمیزی"

"اور تم بھی کسر پوری کر لیتے ہو رہنے دو جیسے مین نہین جانتا تمہیں اگر وہ زبان چلاتی ہے تو تم بھی کم نہیں ہو اب جاو اور اسے عزت سے لے کر آؤ"

"لے آؤں گا مگر اسے سمجھائیں جب تک وہ میرے ساتھ ہے زباں بند رکھے"

"اچھا ٹھیک ہے ابھی تم جاؤ"

"صرف آپکی خاطر جا رہا ہوں ورنہ اس بتمیز عورت کو گھر لانے کا کوئی شوق یا ارادہ نہیں ہے میرا" وہ کرسی سے اٹھتا بولا

"اچھا مجھ پر احسان ہے تمہارا"

جو بابس وہ خاموشی سے باہر نکل گیا

"جو بھی ہے تم اس جیسی ہی عورت کے ہاتھوں قابو میں آنے والے مرد ہو" وہ بولے

وہ گاری ڈرائیو کرتا مسلسل سے سوچ رہا تھا پھر اس مصیبت کو گلے لگانے جا رہا تھا

صرف و صرف اسکے اپنے باپ کی خاطر

دور بیل بجی اور نیرہ کی آنکھ کھلی اسنے پاس بیٹھی کتابوں میں سر دی زیمل سے کہا کہ دروازہ کھولے

شام۔کے وقت ابو ور چاچو گھر نہیں ہوتے تھے اس لئے دروزہ زیمل ہی کھولتی تھی

وہ منہ میں بڑبڑاتی دروازہ کھولنے چلی گی لیکن سامنے اسے دیکھ کر وہ حیراں ہوئی

"ارے نائل بھائی آپ اسلام علیکم کیسے ہیں اپ؟؟"

"وعلیکم السلام الحمدللہ" وہ اندر آتا بولا

"آپ بیٹھے میں امی کو بلا کر لاتی ہوں" وہ خوشی خوشی کہتی کمرے میں گی

"سنو زیمل جاؤ اپنی بہن سے کہاو کہ اپنا سامان پک۔کر لے میں۔لیٹ ہو رہا ہوں" وہ اسے بولا

لیکن زیمل کی دھڑکن صرف اسکے منہ سے نکلے اپنے نام پر رک گی
اسکے منہ سے اپنا نام سننا اسے اپنے نام سے ہی محبت کرنے میں مجبور کر گیا
وہ اچھا کہتی عظمی بیگم کو آسکی آمد کا کا بتاتی اب نیرہ کے سامنے حاظر تھی

"وعدہ تھا کب کا اب جا کے آئے" وہ اسکے سامنے گنگناتی مسکرا اسے دیکھ رہی تھی
نیرہ نے اسے حیرانگی سے دیکھا نجانے کونسا دورہ پڑا تھا اسے کیونکہ ان کے ہاں گانے گنگنا بہت بری بات تھی اور گانے سننا تو سلیمان صاحب کو ویسے بھی بہت بڑا لگتا تھا اس لئیے ان تینوں بہنوں کو گانے کا شوق نہیں تھا البتہ انکے ریکارڈ توڑنے کے لئے زیمل کافی تھی

"ارے آپی آپ اگر گانے سنتی تو آج میری بات کی سمجھ آجاتی مگر خیر آپکے رانجھے آئے ہیں" وہ اسکی سوالیہ نظروں کو دیکھتی بولی

"بکواس مت کرو انسانوں کی زبان میں بولا کرو"

"ارے نائل بھائی آئے ہیں کہ رہے ہیں سامان پیک کرے" اگلی بات اسنے رہنے ہی دی اسے بتانے سے

"وہ کیوں آیا ہے اور اسے بول دو میں کوئی نہیں جا رہی اسکے ساتھ آیا بڑا"

"آپی کیوں نہیں جا رہی اتنے پیار سے آپکو لینے جو آئے ہیں ایسے اگر میرا شوہر مجھے لینے آئے گا تو مین الٹے پیروں کے ساتھ اسکے ساتھ چل پڑوں گی"

"ہر وقت بکواس کرو الو تم سے عمر دیکھو اپنی اب اگر ایسی بکواس کی تو پھر دیکھنا ابو کو بتاؤ گی"

"اچھا بھئی سوری میں تو بس اپکو اپنے بھائی کا پیغام دینے آئے تھی آگے میرے جیجو جانے اور انکی کلیشی بیوی" وہ اسکی جوتی سے بھاگ کر کمرے سے باہر نکل آئی

"آیا بڑا زراہ بھی نہیں جاؤں گی کرلے جو کرنا ہے" وہ خود سے کہتی بولی

کچھ دیر بعد اسے سویرہ اور امی اپنے کمرے میں آتی نظر آئی

"بیٹا اٹھو نائل آیا ہے"

"اچھا اپنے چائے پانی دے دیا ناوہ مجھ سے ملنے نہیں آیا جو اسکے استقبال کے لئیے پھول نچھاور کروں"

"دیکھا یہی زبان تمہاری اسکے سامنے چلتی ہے تب ہی وہ غصہ کرتا ہے"

'امی پلیز"

"نیرہ اٹھو اب اگر وہ یہاں آیا ہے تو چلو اسکے ساتھ "سویرہ نے اسے کہا

'نہیں چاہیئے اسکا یہ احسان"

"سویرہ اسے تیار کر کے باہر لاؤ" عظمی بیگم اپنا آخری فیصلہ اسے سناتی باہر چلی گی

"آپی یار سمجھائے امی کو مجھے نہیں جانا" وہ اب سویرہ سے منتیں کر رہی تھی

"نیرہ اب ختم کرو یہ بات کرو وہ جب مرد ہو کر اپنی آنا کو سائیڈ پر رکھ کر تمہیں لینے آگیا ہے تو تم بھی اپنی آنا کو سیائیڈ پر رکھ اسکے ساتھ اچھی بیویوں کی طرح چلی جاو"

"وہ آج اگر آپنی آنا کا قتل کر کے آیا ہے تو کل پھر وہ اپنے غصے میں مجھ طلاق کی دھمکی دے گا"

"نیرہ اسے نہین ہو گا اسے ایک موقع تو دو"

"اسنے مجھے دیا کوئی موقع ؟؟اسکے پاس ہر سوال کا جواب موجود تھا

سو یرہ اسے سمجھا رہی تھی مگر اسکے پاس ہر بات کا جواب ہوتا تھا

کافی دیر سے اسکا انتظار کرتا نائل اب تھک گیا تھا

"آنٹی آپ نیرہ سے کہیں کہ جلدی کرے" وہ دوسری بار یہ بات عظمی بیگم سے کہ رہا تھا

عظمی بیگم صوفے سے اٹھی تھی کہ شگفتہ بیگم نے انہیں روکا

'تم خود جاؤنا بیٹا اسکے پاس" شگفتہ نے کہا

آنکہ بات پر وہ کچھ دیر حیران رہا پھر اٹھ کر اسکے کمرے کی جانب آگیا

"وہ ناراض ہو جائے گا شگفتہ" اسکے پیچھے عظمی بیگم نے کہا

"بس کرے بھابھی اگر داماد ناراض ہو جائے گا تو ہماری بھی نیرہ ہماری بیٹی ہے جس طرح اسے بھیجا ہے بلکل اب اسی طرح اس سے معافی مانگے" وہ بولی

"پھر بھی بیٹیوں کی خاطر داماد کے ساتھ حد سے زیادہ اچھا رہنا پڑتا ہے ورنہ بعد میں یہ بیٹی کو طعنہ دیتے ہیں"

"دامادا گراچھاہواتوآپ اسکی جیسے مرضی عزت کرے تووہ کچھ نہیں کہیں گا اگر فتنے باز ہواتوآپ اسکے منہ میں بھی نوالہ ڈالے گی تووہ نقص نکالے گا نقص نکالنے والے نکال لیتے ہیں چاہیے ہم جتنی مرضی کوشش کرلے"

انکی بات پروہ محض خاموش رہی گھر میں شگفتہ بیگم اور نیرہ کی بات کی نفی کرنا مطلب ہائی کورٹ میں کیس پیش کرنا تھادلیل ہی دلیل یوتی تھی آگے سے ان دونوں چچی بھتیجی کے پاس

کمرے میں آیاتواسکے پاس سویرہ تھی جواسے سمجھارہی تھی کہ چلی جاؤاور اگے سے وہ کہ رہی تھی کہ میں پاگل خانے چلی جاؤ۔گی مگراسکے پاس نہیں جاؤں گی

"پاگل خانے موجود پاگلوں میں ہم ظلم نہیں کر سکتے "کمرے میں آتاوہ بولا

نیرہ اسے وہاں دیکھ کر حیرا ہوئی اسے امید نہیں تھی کہ وہ یہاں آئے گا

سویرہ اسکی بات پر مسکرائی اس وقت نیرہ سے مزاق کرنا اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا تھا

'چلو گی یا نہیں؟؟' دوٹوک پوچھا

"نہیں" دوٹوک ہی جواب ملا

"ٹھیک ہے اٹھا کر لے جاوں گا" وہ سویرہ کی موجودگی بھول گیا تھا

نیرہ اسکی بات پر غصے سے گھورتی اب نظریں جھکا کر بیٹھ تھی

سوریرہ نے کمرے سے باہر نکلنا بہتر سمجھا تھا کیونکہ یہاں اب کچھ بھی ہو سکتا ہے اور ویسے بھی ان دونوں کے درمیان کیسی تیسرے کا آنا سہی نہیں تھا

"نیرہ ڈرامے نالگاؤ پلیز چلو میرے ساتھ"

"نہیں جاتی کرلو جو مرضی کرنا ہے آئے بڑے دھمکیاں دینے والے" اسے دیکھتی وہ بولی

"مین نے واقعی اٹھا کر لے جانا ہے" اسنے کہا

"ہاتھ تو لگا کر دیکھاؤ"

اسکی گال پر ٹیچ کیا پھر انہیں کھینچا" یہ لو لگالیا" پیچھے ہوتا بولا

"بتنیز آدمی نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ جاؤاسی چڑیل کے ساتھ رہو"

"شاباش بہت اچھے چڑیل کی باتوں میں آتی بھی تم ہو پھر لڑائی بھی تم کرتی ہو اور نخرے بھی تم ہی دیکھاتی ہو"

"تو طلاق کی دھمکی بھی تم ہی دینے ہو میں نے تو طلاق کی دھمکی نہیں دی تھی "اسے سارا دکھ اس دھمکی کا تھا وہ نائل کے ہاتھوں سے تھپڑ برداشت کر سکتی تھی مگر طلاق کا لفظ نہیں برداشت ہوا

"تم دے بھی نہیں سکتی یہ دھمکی"

اخلع کی دے سکتی ہو مسٹر نائل"

"اچھا لیکن میں تمہاری طرح اس دھمکی کو اتنا سیریس نہیں لوں گا جتنا تم نے لیا ہے" وہ بولتا اسکے پاس بیڈ پر بیٹھا

"تم نے دھمکی نہیں دی صرف تم نے مجھے چھوڑنے کا کہا تھا اور جب تم کہا سکتے ہو تو کر بھی سکتے ہو" اسے دیکھتے وہ بولی اسکی آواز میں عنقریب رونے کی پیشکش تھی

"نہیں چھوڑوں گا" وہ نہیں جانتا تھا کہ کیون لیکن وہ بول گیا

"چھوڑ دو دے تمہارے آثار بتا رہے ہیں عنقریب چھوڑ دو گے"

"لیکن مجھے تو تمہارے اثار بتا رہی ہیں کہ تم عنقریب رو دو گی اور بھی بہت بری طرح سے

اسکی بات پر نیرہ کے ناچاہتے ہوئی بھی آنسو نکل آئے-وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر اسکے سامنے پتا نہیں کیوں آسو بے اختیار ہو جاتے تھے

"ائم سوری مجھے اس دن افیس کا غصہ تم پر نہیں اتارنا چاہیئے تھا" وہ اب شرمندہ ہوا

"تم اتار سکتے ہو نائل تم غصہ اتارو تم مجھے بند کمرے میں مارو مگر اپنی پاور کی دھمکی مت دو مجھے تمہاری دھمکی دل میں چھبیی خدا کی قسم مجھے تمہارے سارے الفاظ بھول گئے مگر میں رات کو سوتی ہوں تو مجھے تمہاری یہ دھمکی کانوں میں گونجتی محسوس ہوتی ہے"

"ائم سوری" وہ صرف۔ معذرت کر سکتا تھا جو وہ کر رہا تھا اور بار بار کر رہا تھا

"تم چھوڑ دو مجھے اتار دو مجھے اپنے سر سے جان کا عذاب ہوں تمہاری"

"نیرہ سوری بول رہا ہوں نا معاف کر دو اب بس کرو رونا غلطی تمہاری بھی تھی
"

"لیکن میں نے چھوڑنے کی دھمکیاں تو نہیں نا دی تھی اگر مین زبان چلا رہی تھی
تو تم ہاتھ چلا لیتے اتنا دکھ نہین لگتا مجھے"

"مین تم۔پر۔ہاتھ نہین اٹھا سکتا اس دن اٹھایا تو اسکے لئے ابھی تک مجھے گلٹ
ہے"

"نائل دل پر زخم۔لگانے سے بہتر ہے جسم پر لگا دو کیونکہ دل۔اور روح پر لگے
زخم کبھی نہیں بھرتے"

'اچھا اچھا اچھا سوری سوری معاف کر دو اب "اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے بولا

اسکا افیس سے نکلتے بلکل بھی ارادہ نہیں تھا اسے اس طرح منانے کا یہ تو بس اسکے سامنے نا جانے کیوں وہ بے اختیار ہو گیا

اسکے اس طرح کہنے پر نیرہ کا دل پگھلا

"احسان نہیں کر رہے تم تمہارا فرض ہے مجھے راضی کرنے کا"

"بلکل مجھ پر یہ سب فرض ہے بے شک "وہ گردن جھکاتا بولا

"ائم۔سوری "پہلی بار اسے سوری بولا

"احسان نوازش اٹس اوکے "

"تم وعدہ کرو آئیندہ مجھے یہ دھمکی نہین دو گے "

"وعدہ نہیں دوں گا"

"اور چھوڑو گے بھی نہیں"

وہ یکدم کچھ بولتے خاموش ہوا اسنے نظریں جھکالی تھی یا یوں کہوا سے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر جھوٹ نہیں بولا جارہا تھا

"نہیں چھوڑتا"

"جنت میں بھی میرا ساتھ چاہو گے ؟؟" وہ ایک اور مشکل سوال پوچھ رہی تھی

نائل نے آپکی بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

"وہاں تمہارا ہی ساتھ مانگو گا وعدہ" اسکی بات ہر یقین تھا

"حوریں بھی ہو گی وہاں پر؟؟؟"

"مجھے یہی چڑیل چاہیے" وہ مسکرایا

"ہاں یہ بھی سہی ہے جن کے ساتھ چڑیل ہی اچھی لگتی ہے"

"اچھا اب باتیں ہی کرو گی یا گھر بھی چلو گی شاباش اٹھو اور سامان پیک کرو اپنا" وہ بیڈ سے اٹھتا بولا

"میں تمہارے گھر سے کچھ بھی نہیں لائی تھی خالی ہاتھ آئی تھی" وہ تو اپنا موبائیل تک وہی چھور کر آئی تھی

"اچھا پھر تو اب جلدی کرو میں لیٹ ہو رہا ہوں"

"کیوں تم نے کہاں جانا ہے؟؟"

"گھر جانا ہے یار افیس سے سیدھا یہاں آ گیا تھک گیا ہوں آب آرام بھی تو کرنا ہے نا"

"تم نے یہ بھی نہیں ہو چھا کہ میرا پاؤں اب کیسا ہے؟؟"اسے شکوے یاد آ گئے تھے

"اہہ ایم سوری تم کچھ بولنے کا موقع دیتی ہی نہیں بتاؤ کیسی طبعیت ہے تمہاری ؟؟۔

"توبہ کرو مجھ سے زیادہ تم باتیں کرتے ہو اور میرا پاؤں اب کچھ بہتر ہے سہارے کے بغیر چل لیتی ہوں مگر زیادہ نہیں"

"اچھا ٹھیک ہو جائے گا" اسنے کہا

"تمہیں تو فرق ہی نہیں ہڑتا میری کیسی بھی چیز سے میرے ہونے یا نا ہونے سے"
اسکے اس اس طرح کہنے پر نیرہ کو دکھ ہوا

"اگر مجھے تمہارے نا ہونے سے فرق نہیں پڑتا تو آج یہاں تمہیں لینے نا آتا چاہیے مجھے کوئی بھی کہتا جب دل راضی نا ہو تو پھر میں کیسی کی نہین سنتا تمہیں لینے آیا دل راضی تھا"

"لیکن تم کچھ اور بھی تو کہہ سکتے تھے نا"

"اچھا ملکہ عالیہ مجھے احساس ہے آپکی تکلیف کا بس اب باہر آجاؤ تمہارے گھر والے مجھ پر شک کرے گے" وہ اسے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا

"وہ پیچھے سے مسکرائی وہ اسے لینے آگیا تھا یعنی اسکی ناراضگی کا مان رکھ لیا گیا تھا وہ مزید دیر کیے بغیر بیڈ سے اٹھی اور تیار ہونے لگی

کچھ دیر بعد وہ نائل کے ساتھ واپس اسی گھر جانے کے لئے تیار تھی جہاں سے اسے ہمیشہ دکھ ملے تھے

جاتے ہوئے اسے سب نے بہت سمجھایا تھا کہ گھر بسانے کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں لیکن اسکے چاچو نے آج" بھی یہی کہا تھا تمہارے لئیے اس گھر کے دروازے ہمشہ کھلے رہے گے ہر بار قربانی کا بکرا بننے کی ضرورت نہیں۔" وہ جوابا مسکرائی زندگی میں اگر وہ کیسی کی لاڈلی تھی تو وہ اسکے چاچو ہی تھے

گاڑی میں اس وقت خاموشی تھی نائل سوچ رہا تھا اس کے ساتھ بیٹھی عورت میں کچھ تو ہے جو وہ ہمشہ اپنے ارادے بدل لیتا ہے ہمیشہ اس عورت کے سامنے پگھل جاتا ہے

"ویسے برا نا مانو تو تمہیں عورتوں کے ساتھ باہر نکلنے کے مینیرز نہیں ہیں نائل"

"محترمہ میں گاڑی میں لڑکیوں کو لے کر نہیں گھماتا رہتا" اسنے کہا

"کیا آپنی ماما اور بہن کو بھی نہیں لے کر جاتے تھے؟؟"

"وہ ڈرائیور کے ساتھ جاتی ہیں یا ڈیڈی کے ساتھ"

"افسوس ہے ویسے تم پر خیر اب میں ہوں نا اب مین تمہیں سیکھا رہی ہوں کہ جب بھی اپنے ساتھ عورت کو باہر لے کر آتے ہیں تو اسے کچھ نا کچھ افر کرتے ہیں"

"مثلاً کیا؟؟" نائل نے پوچھا

"جیسے گول گپے چارٹ برگر شوارما آئس کریم کافی وغیرہ" کندھے اچکاتی وہ ونڈو سے باہر دیکھتی بولی

"اسکی بات پر نائل کا قہقہہ گاڑی میں گونجا"
"تو تم مجھے ان ڈائریکٹ کچھ کھلانے کا کہہ رہی ہوں؟؟"

"عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے" باہر دیکھتے کہا

ہیمم بلکل گردن ہلاتے کہا"کیا کھانا چاہتی ہو؟؟"

"بس رہنے دو اب کیا فائیدہ"

"اوکے ازیوو ش"ڈش بورڈ پر پڑی سن گلاسز پہنتا وہ بے نیازی سے بولا

نیرہ نے اسے دیکھا کتنا ہی کوئی عجیب بں ندہ ہے مجال ہے جو دوبارہ پوچھ لے

"ہونہہ کنجوس نا ہو تو"دل میں کہا

"ویسے اب تم نے کھانے سے منع کر دیا لیکن یہاں کی پانی پوری فروہ کو بہت پسند ہیں اس لئیے میرا ارادہ آج تمہیں یہی کھلانے کا تھا لیکن تمہیں تو۔۔؟؟؟؟"وہ خاموش ہو گیا

نیرہ نے اسے دیکھا جو بلیک گلاسز لگائے اچھا لگ رہا تھا اور اسکے چہرے پر سجی شرارتی مسکراہٹ اسے مزید خوبصورت دیکھا رہی تھی

"نہیں کھانا مجھے خود ہی کھاؤ اب"

"تم ناراض بہت جلدی ہو جاتی ہو میرا مزاق نہیں سمجھتی" وہ سیٹ بیلٹ اتارتا ہوا بولا

"تو تم بھی مزاق اچھا سا کیا کرو نا میرا دل توڑ کر کہتے ہو مزاق کر رہے ہو" بغیر کسی جانب دیکھے کہا

"تمہارا دل تو کانچ سے بھی زیادہ نازک ہے پل میں ٹوٹ جاتا ہے اتنا نازک دل بھی نہیں ہونا چاہیے ورنہ لوگ پیروں تلے کچل کر چلے جاتے ہیں"

"لڑکیوں کے دل نازک ہی ہوتے ہیں" اسے دیکھتے جتاتے ہوئے کہا

"لڑکیوں کے دل ہی تو نازک نہیں ہونے چاہیے ان۔ کی یہی نازک پن انکے دل کرچیوں میں توڑ دیتی ہے" وہ کہتا گاڑی کا دروزہ کھولتا باہر نکل گیا

"نیرہ نے اسکی بات ہر غور نہیں کیا لیکن اسے عجیب ضرور لگا تھا اسکی منہ سے اتنی سیریس بات سننا"

کچھ دیر گزری تھی کہ وہ واپس آیا مگر اسکے ہاتھ تو خالی تھے مطلب وہ پانی پوری لینے نہیں گیا تھا؟؟ وہ ویسے ہی خود کی زباں کو کوس رہی تھی کب سے

دروازہ کھولتا وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا

"ائم سوری اگر میرا مزاق برا لگا" بلکل سنجیدہ ہو کر کہا

"اٹس اوکے میں روڈ ہو گی تھی میری غلطی ہے ائم سوری"

"الحمد اللہ سبحان اللہ شادی کی فکس ایک ماہ بعد میری بیگم نے بھی کوئی غلطی کر کے سوری بولا ہے ورنہ اب تک تو میں ہی کوئی ہزار بار سوری کر رہا ہوں"

"اسکی بات ہر وہ مسکرائی آج میری غلطی تھی سو مانگ لی معافی ویسے تمہاری ہی غلطی ہوتی ہے اس لئے تم ہی معافی مانگتے ہو"

"بلکل ساری غلطیاں تو ہوتی ہی میری ہیں" وہ اپنی گلاسسز پہنتا بولا

"اب چلو ناکس کا ویٹ کر رہے ہو" نیرہ نے کہا

"تمہاری پانی پوری کا ویٹ کر رہا ہوں"

"رہنے دو میرا دل نہیں کر رہا اب"

اسکی جانب دیکھ کر وہ مسکرایا "نخرے دیکھا رہی ہو؟؟"

"اسکا اس طرح دیکھنا نیرہ کو اپنی نظریں جھکانے ہر مجبور کر گیا"

پانچ منٹ بعد اسکی پانی پوری آگئی تھی نیرہ نے نائل کو افر کی کھانے کی مگر اسنے منع کر دیا اب وہ۔ خود موبائیل میں بزی تھا اور نیرہ پانی پوری کے ساتھ انصاف کر رہی تھی جو بھی تھا وہ بہت مزے کی تھی

"تھیکیو نائل" پانی پیتی اسنے کہا

"کس لئے؟؟" موبائل سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

"اس کے لئیے "خالی پلیٹ کی جانب اشارہ کرتے کہا

"اب اتنی جھوٹی جھوٹی باتوں پر تم مجھے تھینکس بولو گی؟؟؟"

"نہیں تم نے میری خواہش پوری کی شکریہ تو بنتا ہے ناں "اپنی چادر کے پلو سے ہاتھ صاف کرتے کہا

نائل نے اسکی اس حرکت کو دیکھا اور بے اختیار مسکرایا

"ہنس کیوں رہے ہو؟؟"نیرہ نے حیرانگی سے پوچھا

"یہ کیا تھا نیرہ؟؟"اسکی چادر کی جانب دیکھتے کہا

"کیا تھا ہاتھ صاف کئے ہیں"

"تم بچی ہو جو بچوں کی طرح کچھ بھی ملا تو ہاتھ صاف کر لیں مجھ سے ٹشو لے لیتی" اسے ڈاش بورڈ سے ٹشو باکس دیتے کہا

'کچھ نہیں ہوتا" وہ لاپرواہی سے بولی اور ٹشو سے اپنا منہ صاف کرنے لگ گی

نائل اب واپس سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اسے کچھ یاد آیا

"کتنے سال کی ہو تم؟؟" اسکی عمر پوچھیں

"انیس سال اور دس ماہ"

"نائل بس گردن اثبات میں ہلائی"

"تم کتنے سال کے ہو؟؟"نیرہ نے اس سے پوچھا

"تم سے بہت بڑا ہوں"

'پھر بھی کتنے سال کے ہو؟؟"

"پچیس سال کا ہوں پورے چھے سال بڑا ہوں تم سے"اسنے بتایا

ا"سکا مطلب مجھے بچے اکیلے سنبھالنے پڑے گے اور ان کی شادیاں بھی مجھے ہی کرنی پڑے گی قففف کیسے کروں گی"

"کیا مطلب؟"ڈرائیونگ کرتے اسنے اس دیکھتے پوچھا

"مطلب تم مجھ سے بڑے ہو مجھ سے پہلے مر جاؤ گے پیچھے میں نے اکیلے ہی ہمارے بچے سنبھالنے ہو گے نا"

"لاحول ولا قوہ تمہیں ڈر نہیں لگ رہا اپنی شوہر کو ایسے کہتے ہوئے" وہ اس بات کی توقیع نہیں کرتا تھا کماز کم نیرہ سے تو بلکل بھی نہیں

"تو اس میں کیسا ڈر آخر مرنا تو ہے نا"

"صرف میں نے مرنا ہے تم بھی مرو گی اور ہو سکتا ہے مجھ سے پہلے مر جاؤ"

"ہے یہ بھی ہے لیکن تم وعدہ کرو میرے مرنے کے بعد میرے بچو پڑ سوتیلی ماں کا سایہ نہیں پڑنے دو گے"

"اللہ ہو اکبر پہلے گھر پہنچ جائے پھر بچوں کا سوچنا کتنی عجیب باتیں سوچتی ہو تم"

"تم وعدہ کرو نا مجھ سے "اسکی طرف ہاتھ کرتے کہا

" پاگل ہو نیرہ میں کیوں وعدہ کرو جب ایسا کچھ ہے ہی نہیں "

"کیا کچھ نہیں ہے کیا بچے نہیں ہو گی ہو سکتا ہے مین اسی وقت مر جاؤ اور تم دوسری شادی کر لو"

'چپ ہو جاؤ اپنی فالتو کی اور تھیکنگ اپنے تک رکھو خوا مخواہ مجھے اور بچوں کو بیچ میں لا رہی ہو" وہ غصہ ہوا

"مجھے پتا ہے تم دوسری شادی کر لو گے اسی لئے وعدہ نہیں کر رہے "اپنا ہاتھ پیچھے کرتے کہا

"مجھے ناہی بچے چاہیے اور ناہی دوسری بیوی آئیندہ ناایسا سوچنا اور ناہی مجھ سے ایسی بات کرنا"

نیرہ نے بس اسے خاموشی سے دیکھا -

'تمہیں کیا چاہیے پھر؟؟"

"کچھ بھی نہیں اب بلکل خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ" اسے غصہ آگیا تھا اور کافی خطرناک قسم کا آیا تھا

نیرہ اب بلکل خاموش ہو گی تھی باقی کا سارا راستہ انہوں نے خاموشی میں طے کیا تھا

گھر آکر نیرہ کو کافی حیرانگی کا سامنہ کرنا پڑا تھا وجہ گھر والوں کے بدلے لہجے تھے سب اس سے اچھے سے ملے تھے بیت زیادہ اچھے سے نہیں مگر اسکی سوچ سے زیادہ اچھے سے ملے تھے سوائے وفا کے وہ آج بھی ویسی ہی تھی

کھانا کھاتے ہوئے بھی سب اسے ہلکی پھلکی باتیں کر رہی تھے اسے حیرانگی تھی کہ آج اسے پہلی بار نائل کے ساتھ بیٹھنے۔کا موقع بھی ملا تھا یہ سب اسکے لئیے بہت حیراں کر رہا تھا گھر والو کے یہ روایہ اسے اچھے لگ رہے تھے کاش اگر یہ سب پہلے ہی اسی طرح ہوتے تو وہ ناراض ہو کر کبھی نا جانتی

یہ سب جہاں زیب صاحب کی کلاس کا نتیجہ تھا جو انہوں نے افیس سے آکر سب کی لی تھی انہوں نے سب کو سختی سے کہا تھا کہ آج کے بعد نیرہ کے ساتھ کیسی قسم کی کوئی زیادتی نہین کرنی اور آسیہ بیگم کو بھی کہا تھا انہوں نے کہ صرف چند ماہ ہیں اور یہ چند ماہ سکوں سے گزار دو پھر اپنی مرضی کر لینا اب انہوں۔نے

سوچ لیا تھا کہ جب تک وہ یہاں ہے وہ اسے کیسی نا کسی طریقے سے برداشت کر کے۔گی

کمرے میں وہ اس وقت عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی جب نائل کمرے میں آیا اپنا موبائیل بیڈ پر پھینک کر وہ واشروم چل گیا تھا نیرہ نے سلام پھیر کے اس کے بیڈ پر پرے موبائیل کو دیکھا

وہ اس سے خفا خفا سا تھا اور یہ بات نیرہ کو آج رات سونے نہیں دے گی وہ ابھی جائے نماز پر بیٹھی دعا کر رہی تھی کہ وہ واپس شرٹ اور ٹراؤزر میں ایا بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے دعا کرتی نیرہ نے اسکے بکھیرے بالو کو دیکھا اور دعا کرتے کرتے ہی وہ ہلکا سا مسکرائی

دعا کے بعد جائے نماز تہ کر کے رکھی اپنا دوپٹہ سیٹ کیا اور بیڈ پر آ کر بیٹھی وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا موبائیل یوز کر رہا تھا

نیرہ کو سمجھ نہیں یا کہ وہ کہاں سے بات شروع کرے پنچ منٹ سوچنے کے بعد اسنے اسے پکارا

"تم مجھ سے ناراض ہو نائل؟؟" آہستہ سے پوچھا

موبائیل یوز کرتے انسے نظر اٹھا کر اسے دیکھا

"نہیں یہ حق صرف تمہیں ہے" کہتا واپس سے موبائیل دیکھنے لگا

"اچھا اب اتنی بڑی بات بھی نہیں تھی کہ تم ناراض ہی ہو گے" اپنا تکیہ سیٹ کرتے کہا

"ٹھیک ہے کل میں تمہارے قل کی بریانی محلے میں بانٹ دوں گا اس میں بھی کوئی بڑی بات نہیں ہو گی نا"

اسکی بات ہر نیرہ مسکرائی "شوق سے بانٹ دینا اور ساتھ میں آج کی ہی پانی پوری بھی مینیو میں رکھ دینا مزہ اجائے گا"

وہ بس گردن نفی مین ہلاتا خاموشی سے اپنے موبائیل میں لگا رہا

کچھ دیر بعد پھر نیرہ سے صبر نا ہوا

'اچھا نا سوری اب معاف کر دو پاؤں پکڑوں کیا؟؟"

"تم پکڑ لوں گی میرے پاؤں؟؟"نائل نے پوچھا

"آ گر تم چاہتے ہو تو پکڑ لوں گی"

"واقعی اتنی حمت ہے تم سے ؟؟"

"نائل مجھے اپنے سے جڑے رشتوں کو بچانے کے لئے اپنے آپ کو ڈھیر کرنا آتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ مین تمہارے آگے جھک جاؤں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں
"وہ بیڈ سے اٹھتی اسکے قدموں کے پاس آکر بیٹھی

وہ فوراسیدھا ہو کر بیٹھا

"مجھے کوئی شوق نہیں عورتوں سے معافی منگوانے کا"
"تو پھر تم نے کیوں کہا کہ پاؤں پکڑ لو گی ؟؟"

"بھئی میں نے تو ویسے ہی کہا تھا تم نے سیر س ہی لے لیا"
"اچھا اب سوری کر رہی ہوں پلیز معاف کر دو آئیندہ ایسی بات نہیں کروں گی جو تمہیں بری لگے پلیز"

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں"

"تو پھر بات کیوں نہیں کر رہے؟؟"

"کیا بات کروں؟؟"

"کچھ بھی کر لو لیکن پلیز خاموش مت رہو"

"ارے لڑکی تمہاری طرح میرے پاس باتیں نہیں ہیں تم باتیں کرو میں سن رہا ہوں"

"ہاں میں پاگلوں کی طرح باتیں کرتی رہو اور تم اپنے فون میں بزی رہو"

"میں کان سے سنتا ہوں اور ،ں ہ سے جواب دیتا ہوں آنکھوں سے صرف موبائیل دیکھتا ہوں"

"ایسا نہیں ہوتا جب کوئی اپنا بات کرتا ہے تو انسان آنکھ ناک کان منہ ہاتھ سب اسکی طرف متوجہ کرتا ہے"

"اچھا تو تمہارا مطلب ہے کہ جب تم بات کر رہی ہو تو مین صرف تم پر ہی فوکس کروں؟؟-

"ظاہرہ اسی طرح ہوتا ہے"

"بی بی میں ایک کام کاج والا بندہ ہوں رات کو بھی کلئینٹ کے ساتھ بات کر رہا ہوتا ہوں تمہیں ٹائم نہین دے سکتا" وہ کہتا واپس سے لیٹ گیا

"ٹھیک ہے تم مجھے ٹائم نہین دے سکتے اور میں تم سے تمہاری توجہ کی بھیگ نہیں مانگ سکتی بھاڑ میں جاؤں" اسے بھاڑ میں بھیجتی وہ اپنی جگہ پر واپس آکر اسکی جانب کمر کر کے لیٹ گی

نائل کو سمجھ نہیں آیا کہ آخر اب اسنے کیا کہا ہے؟؟

"دیکھو نیرہ تم میری پہلی بیوی ہو مجھے نہیں پتا کہ بیوی کے ساتھ کیسے ٹایم دیتے ہیں آہستہ آہستہ سیکھ جاؤں گا نا تم ایک دم منہ بنا لیتی ہوں"

"اچھا تم تو اکلوتے مرد ہو دنیا میں جس کی میں پہلی بیوی ہوں باقی سب مردوں کی تو پہلی بیوی سے پہلی بھی بیویاں ہوتی ہیں نا جو وہ یہ سب جانتے ہیں عجیب بات ہے باقی سب کے لئے تم ٹھیک ہو بس میرے لئے" وہ کہتے کہتے رک گئ

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں کس طرح تم سے بات کروں" وہ بولا

"بات ہی نا کرو بس بات ختم"

"اب ایسا تو نہیں نا ہو سکتا"

"بات مت کرنا اب مجھ سے جاؤ اپنے کلائنٹس کے پاس ہی"

"وہ مرد تھا اور وہ بھی شادی شدہ"

نیرہ بس خاموشی سے آنکھیں موندے لیٹی رہی

"ٹھیک ہے اس دن میں کوئی ایک سو دس بار سوری کر چکا ہوں آب ایک سو گیارہ بار کر رہا ہوں سوری "

نیرہ اب بھی خاموش رہی

"نیرہ جسٹ لاسٹ ٹائم سوری کر رہا ہوں اس کے بعد" وہ رکا

"اس کے بعد کیا؟؟"

"اسکے بات ایک سو تیرا بار سوری کروں گا" وہ بولا

نیرہ نے اپنی مسکراہٹ بامشکل قابو کی "بس ساری زندگی سوری ہی کرتے رہنا تم "

"اوور تم ساری زندگی اسی طرح ظالم بیوی رہنا معاف نا کرنا" وہ جانتا گیا تھا کہ اب معاملہ سیٹ ہو گیا ہے

"میرا موبائیل کہاں ہے؟؟" واپس اٹھتے نیرہ نے پوچھا

"مجھے کیا پتا موبائیل تمہارا تھا؟؟" کندھے اچکاتے بولا

"کمرے میں صرف تم ہی ہوتے تھے اور مین موبائل یہاں سائیڈ ٹیبل پر ہی رکھ کر گی تھی"

"ملازمہ صفائی وغیرہ کے لئے آتی تھی شاید اسے نے رکھ لیا ہو"

"نائل اگر موبائل نا ملا تو؟؟" اسے فکر ہوئی

"تو کیا تمہارا بڑے بزنس چل رہے تھے اس پر نیا لے لینا"
"نہیں نائل اس میں پیکچرز تھی بہت بڑا مسئلہ ہو سکتا ہے"
"اگر اتنا ہی ضروری تھا تو کیوں اسے پھینک کر گی تھی"
"مجھے کیا پتا تھا مجھے لگا کہ تم سنبھال لو گے"

"شاباش جس نے آج تک اپنی چیزیں نہیں سنبھالی اب وہ تمہاری چیزیں سنبھالے گا بی بی میرے اسارے پر مت رہنا میں خود کو بڑی مشکل سے سنبھالتا ہوں"

"بی بی کیا ہوتا ہے نیرہ نام ہے پرانے زمانے کی طرح بی بی بی بی لگا رہے ہو"

"اچھا نیرہ"

"نائل موبائیل ڈھونڈنا ہے پلیز" اسے فکر ہو رہی تھی اور بہت زیادہ ہو رہی تھی

"اٹس اوکے ہم نیا لے لے گے اور سارا ڈیٹا بیک اپ کر لے"

"لیکن وہ تم نے مجھے دیا تھا اور وہ بھی فرسٹ ٹائم کچھ دیا تھا وہ بہت ایمپوں مٹنٹ تھا"

"اگر اتنا ہی ضروری تھا تو سنبھال لیتی خیر غصے میں تو تم مجھے بھی نہیں چھوڑی وہ تو پھر بے چارہ موبائل تھا"

"اب تم طنز مت کرو"

"اچھا اب موبائل کو چھوڑو اور سو جاؤ"

"ائم سوری مین نے تمہارے گفٹ کی قدر نہیں کی پلیز سوری"

'اٹس اوکے "وہ نرمی سے بولا

"ایک بات پوچھوں تم سے؟؟"

پوچھو"نائل نے کہا

"جب میں یہاں نہیں تھی تو تمہیں میری کمی محسوس نہیں ہوئی؟؟"وہ یہ سوال اس سے بہت دیر سے پوچھنا چاہتی تھی مگر الفاظ نہیں مل رہے تھے

نائل کا دل کیا کہ وہ اسے بتادے کہ وہ اس مس نہین کرتا تھا لیکن اسکی کمی محسوس کرتا تھا

"تھوڑی تھوڑی ہوئی تھی"

"مجھے پتا تھا تم مجھے یاد کرتے ہو گے"وہ اتنے یقین سے کہ رہی تھی

نائل بس مسکرایا جو بھی تھا وہ اب مطمئن تھا کماز کم اب اسے کیسی کی کمی محسوس تو نہیں ناہو گی

"نائل ایک بات کہوں تم سے؟؟"

"جی کہو"

"تم مجھے اچھے لگتے ہو" وہ بہت سادگی سے کہ رہی تھی اور نائل کو یہ سادگی اچھی لگ رہی تھی

وہ بس مسکرایا

"تم بلش کر رہے ہو؟؟" نیرہ نے اسے اس طرح مسکراتے دیکھ کر پوچھا

"میں لڑکی تو نہیں جو بس اتنی سی بات پر بلش کروں گا؟؟؟"

"لیکن تم بلش کر رہے تھے"

"تمہارا وہم ہے" نائل نے کہا

"میرا وہم حقیقت ہوتا ہے تم شرماتے ہو"

"ایسی کوئی بات نہیں میں بس اس لئے مسکرا رہا تھا کہ تم یہ میری تعریف کر رہی ہو یا اظہار"

"میں تمہاری تعریف کر رہی تھی یہ تمہارا وہم ہے تم مجھے اچھے لگتے ہو اور جب کوئی اچھا لگے تو اسکا اظہار ہی کرتے ہیں عجیب بات کرتے ہو تم بھی"

"اچھا سہی ہے اب سو جاؤ"

"ایک اور بات کرنی ہے تم سے۔"

"ہاں کہو؟؟"

"تمہارا شکریہ ادا کرنا ہے"

"کس لئے؟؟"

"میں نے اس دن تم سے واقعی بہت بتمیزی کی تھی لیکن اس کے باوجود تم مجھے لینے آگے اور سوری بھی تم نے ہی کیا"

"بس؟؟" نائل نے پوچھا

"نہیں ایک بات اور بتانی ہے تمہیں"

"بتاؤ؟؟؟"

"تم ہمارے خاندان کے سب مردوں سے بہت مختلف ہو نائل مجھے امی نے بتایا تھا کہ ہماری فیملی میں مرد اپنی بیوی کی ایک نہین سنتے اور اگر بیوی ناراض ہو جائے تو کوئی منانے نہیں آتا مجھے امی یہی کہ رہی تھی کہ میں خود چلی جاؤ اپنے سسرال لیکن مجھے پتا نہیں یقین تھا کہ تم آؤ گے مجھے لینے اور تم نے میرے یقین کا مان رکھ لیا اس لئے تھینکو" نیرہ نے کہا

"یور ویلکم بٹ اب آئیندہ اس طرح ناراض ہو کر مت جانا کہی بھی تم مجھ سے لڑائی کر سکتی ہو ہم مسئلے کو بعد میں سلجھا سکتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ تم بس اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ"

"میں نے چاچو کو کال نہیں کہ تھی انہوں نے ویسے ہی مجھے کال کی۔اور مجھ سے رونے کی وجہ پوچھ تو میں نے انہیں بتادیا سب مین اپنے چاچو سے کچھ نہیں چھپا سکتی بس اسی لئے وہ مجھے لینے آگے"

"لیکن تم انہیں منع کر سکتی تھی نیرہ"

"ہاں بٹ میں اس وقت پتا نہیں کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی کنڈیشن میں نہیں تھی"

"نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں کرنا"

"نہیں کرتی آئی پرومس بٹ تم مجھے چھوڑنے کی بات مت کرنا" اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی نیرہ نے کہا

نائل کا دل جیسے مٹھی میں قید ہو گیا تھا وہ صرف چھوڑنی کی بات پر اتنا یہ سب کہ رہی تھی اگر چھوڑ دیا تو؟؟اس سے آگے وہ خود نہیں سوچ سکتا تھا

"نائل میں نے اپنے ابو اور چاچو کے بعد کیسی مرد پر بھروسہ نہیں کیا میں نے کبھی کیسی مرد کو اس قابل نہیں سمجھا کہ وہ میرے دل میں جگہ لے سکے لیکن پتا نہیں کیسے تم دل میں بس گے میں نہیں جانتی لیکن اب تمہیں نہین چھوڑ سکتی شاید تم میرے شوہر ہو اور اسی لئیے مجھے تم سے محبت ہے" کہتے ساتھ ہی اسکی آنکھوں میں نمی اگی

نائل کو اس وقت خود کو دنیا کا سب سے بڑا مجرم سمجھ رہا تھا وہ ایک سچے دل کے سچے جذبوں کا مجرم ہے یہ بات وہ جانتا تھا

"تم نے اس دن کہا تھا کہ تم مجھے طلاق دے دو گے تو میری روح کانپ گی تھی مین نہین جانتی کہ تمہارے دل میں میرا کیا مقام ہے لیکن تم میرے دل میں بہت بڑا مقام حاصل کر چکے ہو اور مجھے تمہارے ساتھ اپنی ساری زندگی گزارنی ہے جیسے تم کہو ویسے ہی گزار لوں گی" اسکی آنکھوں میں دیکھتی بولی اسکے اس طرح دیکھنے پر نائل نے نظریں جھکالی تھی

عورت بے قوف نہین ہوتی وہ محبت میں بے قوف خود بنتی ہے اپنے پسندیدہ مرد پر آنکھیں بند کر کے یقین کر کے وہ بے وقوف بن جاتی ہے اگر آج نائل کی جگہ کوئی اور ہوتا تو نیرہ اسکی نیت میں کھوٹ پہچان لیتی مگر یہ پسندیدہ مرد تھا اس کے آگے وہ بے وقوف بن چکی تھی اسے لئے اسکی دھوکا دیتی آنکھیں نہیں سمجھ رہی تھی

"میں نہیں چاہتی کہ میری یہ محبت تمہارے لئے بوجھ بن جائے اگر تم واقعی کیسی سے شادی کرنا چاہتے ہو تو بے شک کر لو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"

اسکی بات پر نائل نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ واقعی پاگل ہو گی تھی

"تم سو جاؤ نیرہ تم مجھے کیسی کے ساتھ نہیں برداشت کر سکتی"

"تمہاری خوشی کی خاطر سب برداشت کر لوں گی"

"تم میرا قتل کر دو گی نیرہ"

"نہیں کرتی کچھ بھی نہیں کہوں گی اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے تو کر لو شادی
"

"فلحال تمہیں سو جانا چاہیے ورنہ تم کچھ اور نیند مین ایسی بات کر دو گی جس کا افسوس تمہیں حوش میں آنے کے بعد آئے گا"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہ سارا اظہار میں نے سوتے ہوئے کیا ہے؟؟"

"وہ سب حوش میں کر دیا ہو گا لیکن دوسری شادی ایمپوسیبل ہے"

"اب پوسیبل ہے کر لو تم دوسری شادی"

"ارے مجھے معاف کرو مجھ سے ایک نہین سنبھالی جا رہی" وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑتا کہتا لیٹ گیا

"اہو نہہ میں بڑا تمہیں تنگ کرتی ہوں جو تم مجھے نہیں سنبھال سکتے مجھ جیسی بیوی تو اللہ قسمت والو کو دیتا ہے" وہ آنکھیں گھما کر کہتی بولی

اسکی بات ہر نائل نے دل میں اس بات کا اقرار کیا تھا مگر زبان سے بس خاموش رہا

نیرہ اب سونے کے لئے لیٹ گی تھی

"تم لائٹ آف نہیں کرتے اب؟؟" لائٹ کھلی دیکھ کر نیرہ نے پوچھا

"نہیں" اسکے جانے کے بعد نائل نے لائٹ آف ہی رکھی تھی

"کیوں تمہیں تو نیند نہیں نا اتی؟؟"

"تمہیں لائٹ آف کر کے ڈر لگتا ہے اس لئے اب مجھے عادت ہو گی ہے لائٹ ان کر کے سونے کی"

نیرہ مسکرائی "تم دن بدن ہسبینڈ مٹیریل بنتے جارہے ہو"

"بننا پڑے گا اب"

"اوکے اب سو جاؤ تمہیں صبع افیس بھی جانا ہے نا" آخر نیرہ کو احساس ہو گیا تھا

وہ خاموش ہو گیا کمرے میں لائٹ آن تھی نیرہ نیں مد کی وادیوں میں جانے لگی تھی اور آنکھوں پر بازوں رکھے نائل نے اسے دیکھا اسکی نیند اڑ چکی تھی

"نیرہ" نائل نے اسے پکارا

"ہوں" نیں مد مین ڈوبی آواز میں بولی

"مجھ سے محبت مت کرنا میں اس قابل نہیں ہوں" آنکھیں بند کرتے وہ بولا
اسے نیرہ کے جواب کا انتظار تھا

'اچھا" وہ کہتی کروٹ بدل کر سو گی

نائل نے حیرانگی سے اسے دیکھا جواب اسکی جانب کمر کر کے سو رہی تھی مطلب
وہ نیند میں کچھ بھی بول دیتی تھی

وہ مسکرایا وہ کیسے اس لڑکی کی محبت کو ٹھکرائے گا؟؟ کیسے اسے چھوڑے گا؟؟ وہ
نیرہ کا دل نہیں توڑ سکتا تھا یہ بات آج وہ سمجھ گیا تھا وہ اسے اپنے ساتھ رکھ بھی
نہیں سکتا تھا وہ اپنی فیملی کو جانتا تھا اور اس سے دور بھی نہیں رہے سکتا تھا کیونکہ
اب وہ اپنے دل کی خواہش بھی جان چکا تھا اسکی ساری رات سوچوں مین گزری
تھی اور اسکے پہلو میں لیٹی وہ بے فکر سو رہی تھی آج نیرہ کو بہت سکون کی نیند آئی
تھی شاید دل کی بات اسے بتانے کے بعد سکون مل گیا

مگر وہ اپنا دل ہلکا کر کے اسکے دل میں بوجھ ڈال چکی تھی

باہر صحن میں بیٹھی فوزیہ بیگم کی باتیں اسے آسانی سے یہاں کچن تک سنائی دے رہی تھی

"عظمی دیکھو مین ہوں سچی اور کھڑی عورت اگلے کو بے شک بات بری لگے لیکن مین بیٹھ پیچھے نہیں برائی کروں گی تم اپنی سویرہ کو سمجھاو کہ وہ میرے بیٹے سے دور رہے اللہ اللہ کر کے تو اسکی نوکری لگی ہے"

"بھابھی بچے پسند کرتے ہیں ایک دوسرے کو اس مین کوئی بری بات تو نہیں نا"

"بھاڑ میں گئی پسند میرا بیٹا تو ہے ہی بھولا سا ہر کیسی کی باتوں مین آجاتا ہے اپنی بیٹی کو سنبھالو کہی اچھا سا رشتہ دیکھو اور بیاہ دو سے اسے چھوٹی اپنے گھر بار کی ہو گی ہے

اب اسے بھی اپنے گھر کا کرو ورنہ کل کو اسکے سفید بالوں کو کالا کر کے اسے رخصت کرنا پڑے گا"

وہ آپنا زہر اگل رہی تھی مگر کچن میں کھڑی سوریرہ کا دل چاہ کہ آج کچن کی زمین پھٹ جائے اور وہ اس مین کہی دفن ہو جائے کیا اسکی ماں نے آج تک اسے صرف اسے اس لئے پالا تھا کہ آج وہ کیسی کے منہ سے اسی باتیں سنے صرف و صرف اسکی وجہ سے

"مڈل کلاس لڑکیاں ہمیں محبت ہو جائے تو اس کی قیمت ہمیں ساری زندگی بدنامی کی صورت میں ادا کرنی ہوتی ہے" اسنے سوچا دل چاہ کہ یہاں سے ہی بھاگ جائے اسے اب ساری زندگی اپنی ماں کا سامنہ نہیں کرنا تھا

"ممانی بس کرے آپ صرف آپی کے پیچھے کیوں پر رہی ہیں آپلے بیٹے کو بھی تو کچھ سمجھائے نا" کب سے خاموش بیٹھی زیمل سے اب برداشت نہیں ہو رہا تھا کچن کی کھڑکی سے انسو صاف کرتی اپنی بہن کو دیکھتے اسکے تن من میں آگ لگ چکی تھی

-یہ دیکھو کتنی لمبی لمبی زبانیں ہیں تمہاری بیٹیوں کی آں ہیں کون اپنے گھر لے کر جائے گا" فوزیہ بیگم نے کہا

عظمی بیگم نے زیمل کو آنکھیں دیکھائی

"رہنے دے آپ جیسی کے گھر کوئی آنا بھی نہیں چاہیے گا بڑا آیا آپکا بیٹا جس میں اتنی ہمت نہیں کہ ماں کو سمجھا سکے میری بہن کا خاک محافظ بنے گا" وہ بھی بولنے کے معاملے میں نیرہ پر تھی امی کی لاکھ گھورتی آنکھوں کا اسے کوئی اثر نہیں ہوتا تھا

"توبہ توبہ کتنی لمبی زبان ہے تمہاری بیٹیوں کی عظمی ان کے باپ کو پتا چلے گا تو کاٹ دے گا" وہ کانوں کو ہاتھ لگتی بولی

"الحمدللہ لمبی زبان ہے آپکی طرح کڑوی نہیں ہے جس کی کڑواہٹ دوسروں کے دلوں میں کڑواہٹ پیدا کرے آپ جیسوں کی عقل ٹھکانے لگا سکتی ہے میری زبان کماز کم آپکی کڑوی زبان کی طرح معصوم کا دل نہیں توڑ سکتی میری زبان" وہ بول رہی تھی اور فوزیہ بیگم کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ نیرہ سے بھی دو ہاتھ آگے کی ہے

فوزیہ بیگم تو آج اس لئے ائی تھی کہ۔اب نیرہ نہیں ہے وہ اچھی خاصی دل کی بھڑاس نکالی گی مگر یہاں تو اس سے بھی اوپر کی تھی

"زیمل بس کرو اندر جاو تم" عظمی بیگم نے اسے ڈانٹا

"انہیں کہیں میری بہن کے خلاف اگر اب کچھ بھی بولا تو سیدھا ماموں سے ان کی ساری کرتوتوں کو ثبوت سمیت پیش کروں گی" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی انہیں بہت کچھ یاد دلاتی بولی

اسکی آنکھیں فوزیہ بیگم کو پسینے نکال رہی تھی انہیں وہ چھوٹی سی زیمل یاد آئی جن کے سامنے انہوں نے جعلی پیر سے لائے تعویز اسکے مامون کے کھانے میں ملایا تھا انہیں لگا کہ کچن میں کوئی نہیں ہے مگر جب کچن سے باہر نکل کر انہوں نے سات سالہ زیمل کو دیکھا جو حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی وہ دن اور آج کا دن انہوں نے بہت کوشش کی زیمل کو ڈرانے کی مگر وہ نہیں ڈری

"ارے دیکھو دیکھو کل کی لڑکی مجھ پر الزام لگا رہی ہے اللہ معاف کرے تم ماں بیٹیوں سے میرے شوہر اور بیٹے کو قابو میں کیا ہوا ہے" وہ پلنگ سے اپنی چادر اٹھتی بولی

"ممانی اپکو ابھی تک معاف ہی کیا ہوا ہے میں نے ورنہ جیسی اپکی حرکتیں اور زبان ہے اب تک آپ سوچے کہاں ہوتی؟؟" انہیں دیکھتی وہ بولی

"کیا ثبوت ہیں تمہارے پاس؟؟" انہوں نے پوچھا

"یہی کھڑی رہیں آج اپکو سارے ثبوت دیتی ہوں آئی بڑی میری بہن کو سنانے والی" وہ کمرے میں آتے ہوئے بولی اور اپنا موبائل کے کر باہر آئی

"میں یہ سب اپنی آخری سانس تک کیسی کو نا بتاتی میری ماں نے میری تربیت ایسی نہیں کی کہ دوسروں کے رازوں کو اچھالوں مگر آج اپنے میری بہن اور میری ماں کے بارے میں بات کی ہے اب آپ زیمل کا بدلہ دیکھتی جائے" وہ اپنے فون مین کچھ ڈھونڈتی بولی

کچن میں کھڑی زیمل کی ٹانگوں سے طاقت نکل چکی تھی اب وہ وہی زمین پر بیٹھی تھی وہ نہین جانتی تھی کہ اب آگے کیا ہو گا مگر جو بھی ہو گا وہ سویرہ کے لئے قیامت سے کم۔ں ہیں ہو گا

صحن میں اس وقت تین سال پہلے کی ریکارڈنگ چل رہی تھی جبس میں فوزیہ بیگم زیمل کو دھمکا رہی تھی کہ اگر وہ یہ بات کیسی کو بتائیں گی تو وہ اس پر پیٹرول ڈال کر آگ لگادے گی اور اسکی ساری بہینو کو بھی مار دے گی یہ بات تین سال پرانی تھی جب زیمل نے ان سے پوچھا تھا کہ وہ کیا چیز تھی جو ابا انہوں نے اسے دھمکیاں دی تھی جیسے بروقت اسنے ں ییرہ کے موبائیل میں ریکارڈ کرلی تھی اور آج انہیں سنا رہی تھی

فوزیہ بیگم کو سر چکرا رہا تھا یہ سب سن کر

"یہ راز رہنے دے ممانی ہمارے سینوں میں میری بہن سے معافی مانگے اور اپنے یہ کالے کرتوت کو ڈھانپتی چادر اٹھائے اور آئندہ اس گھر کا رخ بھی نا کرنا اور اپنی بیٹے سے بھی کہنا میرے بہن کو الو بننا چھوڑ دے" اسکی آواز میں رعب تھا ایک ایسا رعب جو ایک جوان بھائی کی آواز میں اپنی بہن کے لئے ہوتا ہے

وہ بغیر کچھ بولے اپنی چادر اٹھا کر باہر نکلنے لگی

"اس طرح کبھی نہیں جانے دو گی اپکو جب تک میری بہن اور میری ماں سے ہاتھ جوڑ کر معافی نہیں مانگی تو" انہین روکتی وہ بولی

"مجھے۔معاف۔کردو" وہ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولی

زیمل اب اپنے موبائل میں کچھ اور ڈھونڈ رہی تھی

وہ ابھی کچھ دیر پہلے کی کمرے سے بنائی وڈیو تھی جس میں وہ سوریہ کو برا بھلا کہہ رہی تھی اور ساتھ میں اسکی ماں کو بھی سنا رہی تھی یہ کام اسنے ان کے آتے ساتھ ہی اپنے کمرے کی کھڑکی میں موبائل کا کمیرہ ان کر کے رکھ کر کیا تھا وہ جانتی تھی کہا اج پھر وہ زہر ہی اگلنے آئی ہیں اور یہ سب وہ رامیز کو دیکھانا چاہتی تھی

فوزیہ بیگم کو اب سہی معنوں مین چکر آیا تھا وہ تو اس سانولی سی رنگت والی لڑکی سے اس سب کی امید نہیں رکھ سکتی تھی امید دور کی بات تھی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی"

وہ اب دروازہ کھول کر باہر نکل گی زیمل نے دروازہ بند کیا
عظمی بیگم حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو اب کچن کے فرش پر پری آپی کی بے سود بہن کو سہارا دے کر صحن میں رکھے پلنگ پر بیٹھا رہی تھی

"ہر چیز کا حل رونا نہیں ہوتا آپی یہ دنیا ہے اس دن یا کے ساتھ اسی کے مطابق چلنا ہوتا ہے ورنہ یہ آپ جیسوں کا جینا حرام کر دیتی ہے" کولر سے اسے پانی ڈال کر دیتی وہ بولی
وہ اس سے سات سال چھوٹی تھی مگر آج وہ اسے اپنے سے سات سال بڑا بھائی محسوس ہو رہی تھی

زیمل نے اسے پانی کا گلاس دیا لیکن سویرہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا اسکے حق میں تو آج تک اسکا سگا باپ ں ہیں بولا تھا جو آج اس سے چھوٹی بہن نے بول دیا تھا اسکے گلے سے لگی وہ اب واقعی چیخ چیخ کر روئی تھی

زیمل کی آنکھوں سے انسو نکل کر گال پر بہ گے تھے اسکی بہنیں نرم دل کہ تھی اور وہ ہر کیسی سے نرم دل کی ہی امید رکھتی تھی

اسے خاموش کروایا اور اسے پانی پلایا امی ابھی بھی وہ کھڑی ایک طرف اپنی کمزور روتی بیٹی کو۔ دیکھ رہی تھی اور ایک طرف اپنے گال پر بہتے انسور گرتی اپنی چھوٹی بیٹی کو دیکھ رہی تھی انہوں نے تو چارو کو ہی ایک جیسی تربیت دی تھی پھر یہ بیٹی کیسے بہادر نکل آئی اس بیٹی کو کیسے دنیا کے ساتھ چلنا آگیا تھا

"امی پانی" وہ عظمی بیگم کو پانی کا گلاس دیتی بولی

"تم اتنی بڑی ہو گی زیمل تم کیسے یہ سب کر سکتی ہو؟؟" وہ اسے دیکھتی بولی

"لازمی نہیں امی کہ ہر۔ لڑکی مین ہاتھ میں اٹھایا موبائل اسے غلط رستہ ہی دیکھائے ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی امی میں یہ سب موبائیل سے ہی سیکھا ہے کہ جب بلیک میل کرے تو کیسے اسکی بازی اسی مین الٹا دینی چاہیے آپکی بیٹیاں مر سکتی ہیں لیکن بھٹک نہیں سکتی" یہ سچ تھا کہ اسلے یہ سب موبائیل سے ہر آئے دن کے نئے کیسیز سے ہی سیکھا تھا سوشل میڈیا غلط نہیں ہے اسے استعمال کرنے والوں کی نیت غلط ہوتی ہے

وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ سمجھ رہی تھی کہ ان کی بیٹی ہاتھ سے نکل گی ہے یہ موبائیل اسے برباد کر رہا ہے مگر وہ غلط تھی یا شاید انہیں اپنی تربیت پر بھروسہ نہیں تھا

"امی ائم سوری مجھے معاف کر دے میری وجہ سے آج آپنے یہ سب برداشت کیا

"سوریہ اب اپنی ماں سے معافی مانگ رہی تھی

"مجھے تمہاری پسند سے مسئلہ نہیں۔ تھا سویرہ مجھے تمہارے نصیب سے ڈر لگتا ہے یہ عورت کبھی نہیں بسنے دے گی تمہیں"

"امی آپ جہاں کہی گی جب کہے گی جس سے کہی گی شادی کرلوں گی مجھے اب نہیں انتظار کرنا" ان کے سینے سے لگتی وہ۔ بولی

"اونہہ رامیز بھائی اپکو تو اللہ پوچھے میری بہن کو ترپا کر رکھا ہوا ہے" وہ دل میں بولی

عظمی بیگم سوریہ کو پیار کر رہی تھی یہ ان کی چاروں بیٹیوں میں سے سب سے زیادہ معصوم تھی باقی تینوں پھر اپنے حق میں بولنا جانتی تھی مگر یہ بس صبر کرنا جانتی تھی انہیں اسکے نصیب سے ہمیشہ ڈر لگتا تھا اور جب اس کی محبت کا پتا چلا تو مزید ڈر گی تھی وہ کیسے اسے اس آگ مین پھینک دیتی وہ جانتی تھی آپنی بھابھی کو وہ اپنی بیٹی کے ساتھ اظلم نہیں کر سکتی تھی

"شکر ہے آج اپکی دیوار اں ی گھر نہیں تھی ورنہ پھر ایک اور اتمہ کو سنبھالنا پڑتا مجھے ہی" زیمل شگفتہ بیگم کا کہتی کمرے میں چلی گی

انہیں عادت ہی نہیں تھی گھر میں ٹکنے کی اس لئے آج بھی محلے میں کیسی کے گھر گی ہوئی تھی اور پہلی باران کا۔ جانا فائیدہ مند ثابت ہوا تھا ان کے لئے

رامیز اس وقت اپنے افیس میں کام کر رہا تھا جب اسے زیمل کی کال آئی وہ بزی تھا نہین اٹھانا چاہتا تھا اس لئے اسے میسج کر دیا کہ گڑیا ابھی بزی ہوں کچھ دیر تک اپکو کال بیک کرتا ہوں"

"اونہہ گڑیا آج یہ گڑیا آپکی عقل ٹھکانے لگاتی ہے" میسیج پڑھتے وہ بولی

وہ ہاتھ میں موبائیل اٹھائے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی اور نجانے کیا سوچتے اسکی آنکھیں بھیگنے لگ گی

"اللہ اگر ایک بھائی ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا نا آج جو سب میں نے کہا وہ میرا بھائی کرتا اگر بھائی ہوتا تو ممانی کی حمت ہی نہیں ہوتی میری آپی کے بارے میں یہ سب کہنے کی" وہ کہ رہی تھی اور سکسی آں کھوں سے انسو نکل رہے تھے
حمت تو اب آسکی ممانی کی کبھی نہیں ہو گی

کچھ دیر گزری تھی کہ رامیز کی کال آئی سلام دعا کے بعد وہ سیدھا مدعے پر آئی

"آپ میری بہن کے ساتھ سیریس ہیں یا نہیں؟؟"

اسکی بات ہر رامیز کو حیرت ہوئی

"کیا مطلب تمہارا؟؟"

"مطلب میری بہن کو کوئی مزاق نہیں ہے اسکی بھی زندگی ھے ساری زندگی آپکے انتظار میں نہین بیٹھ سکتی ویسے بھی آپکے ساتھ وفا کرنے کا نتیجہ تو آج وہ بھگت چکی ہیں اگر آپ سیریس ہیں تو میری بہن کو اپنے نام کا تحفظ دے اور اب پلیز بزدل مردوں کی طرح اپنی مجبوری مت سنناے بیٹھ جانا"

"کوئی بات ہوئی ہے کیا؟؟"

"آپکی اماں حضور آئی تھی ہمارے گھر اور میری آپی کو پتا نہیں کیا الٹا سیدھا بول کر گی ہیں"

"کیا کہا ہے اماں نے سویرہ کو؟؟"

"میری بہن کو کہ کر گی ہین کہ ان کے دودھ پیتے دو سالہ بیٹے کو لالی پوپ دیکھا کر اپنے قابو میں کر رہی ہیں" باتوں کے ساتھ مصالحہ زیمل بہت اچھے لگا لیتی تھی

اسکی بات پر رامیز کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور یکدم غائب ہو گی

"تمہاری بہن کہاں ہے میری بات کراؤ۔اس سے؟؟" وہ سویرہ سے معزرت کرنا چاہتا تھا جو وہ ہمشہ اسی طرح کرتا تھا

"میری بہن اس وقت جہاں بھی ہے لیکن اگر اپنے اگلے کچھ دنوں میں کوئی قدم نہیں اٹھایا تو وہ کیسی اور کی دولہن بن جائے گی اور بھائی خدا کی قسم میری بہن اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے دفنائے گی اگر وہ آپکی دولہن نا بنی"

"میں کیا کروں زیمل تم ہی بتاؤ کہاں جاؤ ایک طرف ماں ہے اور ایک طرف پسند کس کو چنوں؟؟" وہ واقعی اس جنگ میں ہار رہا تھا

"مرد بنے بھائی مرد کبھی نہیں ہارتے مرد حاصل کر کے رہتے ہیں اپنی اماں کو سمجھائے یا جو بھی کرے لیکن میری بہن کو بیچ راہ میں نا چھوڑے" وہ کہتی فون بند کر کی تھی

"اللہ مجھے کبھی نا محبت ہو بھئی بندہ مصیبت ہی گلے میں ڈال۔لیتا ہے کبھی اماں نہیں مانتی کبھی ابا حضور کو لڑکا نہیں پسند آتا" وہ کہتی موبائل کمرے میں۔رکھ کر باہر نکل گی

افیس میں بیٹھے رامیز کا سر درد کرنے لگ گیا تھا جو بھی سویرہ کو وہ کیسی اور کا نہیں ہونے دے سکتا تھا

وہ کچھ سوچتا آج آفیس سے گھر جلدی جانے کی درخواست لکھنے لگا—

"ارے بھئی آرہی ہوں ایک تو صبر نہیں یہاں کیسی کو "اپنا دوپٹہ سر پر رکھتی سونیا بڑبڑاتی دروازہ کھولنے آئی

دروازہ کھول کر سامنے رامیز کو کھڑا دیکھ کر وہ حیراں ہوئی آج وہ جلدی آگیا تھا ؟؟

"بھائی آپ اسلام علیکم "وہ سائیڈ پر ہوتی بولی

"وعلیکم اسلام "اسکے لہجے میں تھکاوٹ سی تھی

"آپ آج جلدی آگے خیریت آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟"اسنے فکر مندی سے پوچھا

"کچھ نہیں بس اماں کہاں ہیں؟؟"اسنے پوچھا

"وہ تو جب سے پھوپھو کے گھر سے آئی ہیں کمرے میں ہین نا کچھ بتا رہی اور نا ہی کچھ کھا رہی ہیں مین تو بہت پریشان تھی شکر ہے آپ آ گے "وہ کہ رہی تھی اور رامیز فوزیہ بیگم کے کمرے کی جانب گیا

جہان وہ اپنے بیڈ پر لیٹی آنکھوں پر بازوں رکھے ہوئے

تھی

رامیز کا اس وقت دل چاہ کہ وہ کہی بھاگ ہی جائے نا وہ ہو گا اور نا ہی اسکے مسائل ایک طرف گھر کی زمہ داری اور دوسری طرف دل؟؟

اسنے فوزیہ بیگم کو پکارا "اماں" کہتا وہ انکے قدموں میں بیٹھ گیا

وہ کچھ نا بولی رامیز نے پیار سے ان کے پاؤں اٹھائے اور اپنی گود میں رکھ انہیں ہلکے ہاتھوں سے دبانے لگا

انہوں نے بازؤں آنکھوں سے اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اپنے پاؤں اسکی گود سے پیچھے کیے جیسے خفگی کا اظہار کیا ہو

"اماں کیا ہوا ہے اپکو؟؟" رامیز نے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا مجھے جاؤ تم یہاں سے" وہ رخ دوسری جانب کرتی بولی

"اماں بتائیں مجھے کیا ہوا ہے پھوپھو کے گھر؟؟"

"کیا بتاؤ تمہیں تم نے تو زلیل کروا کے رکھ دیا ہے مجھے عزت سے رشتہ لے کر گئی تھی مین تمہارا وہاں مگر نہین بھئی عظمی نے آج تک کب کوئی اچھا کام کیا ہے جو آج کرتی بے عزت کر کے گھر سے باہر نکال دیا اسنے اور اوپر سے اسکی بیٹی جو کل پیدا ہوئی ہے آج مجھے ڈرا رہی ہے" عادت سے مجبور عورت آج پھر اپنے بیٹے کو بھڑکا رہی تھی

"کیا کہا ہے پھوپھو نے آپ سے ؟؟" رامیز کی پیشانی کے رگے ابھری وہ سب برداشت کر سکتا تھا مگر اپنے الدین کے بارے میں کچھ بھی نہیں کرے گا

"رہنے دو بس" وہ اٹھ کر بیٹھتی بولی

-اماں مجھے بتائیں کیا کہا ہے پھوپھو نے آپ سے ؟؟"

تمہیں جو بہت شریف ذادی لگتی ہے ناں جس کے خواب تم صبح شام دیکھتے ہو وہ تمہاری ماں پر غلط الزام لگاتی پھر رہی ہے"

اسے یقین نہین آیا کہ اماں واقعی اسکی سوریرہ کی بات کر رہی ہیں ؟؟

'اماں آپ سویرہ کی بات کر رہی ہیں ؟؟"

"ہاں تمہاری نیک پروین کی بات کر رہی ہوں تمہاری ماں پر کالے جادو کے الزام لگا رہی ہے اللہ معاف کرے" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے بولی

رامیز کو اپنے کانوں میں شک ہوا

"اماں اپکو غلط فہمی ہو گی سویرہ ایسی بلکل بھی نہیں ہے" وہ مان ہی نہیں سکتا کہ سویرہ نے یہ سب کہا ہے

"ہاں بھئی اب تمہاری ماں جھوٹی اور وہ لڑکی سچی ہے"

"اماں میں یہ نہیں کہ رہا لیکن اماں وہ ایسا کہ ہی نہیں سکتی وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی جو اپنے ماں باپ کی عزت کرتے ہیں وہ اپنے عزیز کے والدین کی بھی عزت کرتے ہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے سویرہ سوچ بھی نہیں سکتی یہ سب" وہ کہتا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا

کمرے میں آکر اسے اپنی بے بسی ہر حیرت ہوئی تھی وہ کس کی منتا کس کی سنتا؟؟

اور پھر یہاں آکر مرد اپنے گھر والوں سے بد گماں ہونا شروع ہوتا لیکن اس
بد گمانی میں بھی وہ اپنی ذمہ داریاں نبھاتا رہتا ہے مگر صرف ذمہ داریوں کا بھوج
دل تو مر جاتا ہے آج رامیز کا دل بھی مر گیا تھا
اگر اسے پتا ہوتا کہ محبت کرنے کی اتنی بڑی قیمت چکانے پڑے گی تو وہ محبت
کرنے کے بجائے خود کو مار دیتا مگر قسمت خود کشی رب نے حرام کر دی اور زندگی
لوگوں نے حرام کر دی تھی
اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مین نہیں تھا
اسنے سویرہ کو کال کرنے کا سوچا مگر وہ جانتا تھا ابھی غصہ میں ہے وہ کہیں چاہتا تھا
کہ وہ غصے میں اسے کچھ بول دے جس کا پچھتاوا وہ ساری زندگی کرتا رہے اس
لئے وہ اب کمرے میں بیٹھا اپنے مستقبل سوچ رہا تھا جو ہمیشہ کی طرح سیاہ ہی نظر
آیا

رات کے نو بج رہے تھے ان کے گھر رات کا کھانا آٹھ بجے کھا لیا جاتا تھا اور عشاء کی نماز پڑھ کر دس بجے تک سب سو جاتے تھے
وہ دونوں اس وقت اپنے کمرے میں موجود تھی سویرہ عشاء کی نماز ادا کر چکی تھی اور ابھی زیمل پڑھ رہی تھی سویرہ کا دل آج انتہا کا پریشان تھا اسے رامیز کی فکر ہو رہی تھی وہ جانتی تھی ممانی کو وہ ضرور اسے کچھ الٹا سیدھا ہی بولے گی

زیمل سلام پھیر کر اسے دیکھ رہی تھی جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی

"کیا ہوا ہے آپی؟؟؟"

"کچھ نہیں" اسنے کہا

"بتائیں بھی کہا رامیز بھائی کے لئے پریشان ہیں اپ؟"

"ہاں زیمل وہ بیچارہ پریشان ہو گا مجھے اسے کال کرنی چاہیے"

"خبردار اگر اپکو پھر ان پر ترس آیا مرد ہیں کوئی عورت نہین ہیں ہماری طرح"

"مرد بھی انسان ہی ہوتے ہیں"

"پھر بھی مرد مجبور نہیں۔ہوتے "زیمل نے کہا

"تم نماز مکمل کرو اپنی "سویرہ ابھی کیسی قسم کی کوئی بحث نہیں کر سکتی تھی
زیمل خاموشی سے نماز پڑھ رہی تھی کچھ دیر گزری تھی کہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا
موبائل بجا
سویرہ کا دل دھڑکا رامیز کی کال تھی وہ اس سے کیا بات کرے گی؟؟
فون بجتا رہا اور زیمل نے وتر پڑھ کر سویرہ کو دیکھا

موبائیل میں آتی کال دیکھ زیمل نے سویرہ کو ہی موبائل پکڑا دیا

"کرلے بات مسئلہ حل کرے اور یہ جب تک حل نہیں۔ ہو گا جب تک وہ اور آپ بات نہیں کرے گی" وہ کال ریسیو کرتی اسے دے چکی تھی

سویرہ نے زور سے آنکھیں موندی وہ صبر کے آخری مرحلے میں تھی

"اسلام علیکم" رامیز نے سلام کیا

سوریرہ کے لئے اسکی آواز ہی اسکی جان میں روح ڈالنے کے لئے کافی ہوتی تھی

"وعلیکم السلام"

'تم جاگ رہی ہو؟؟" اسنے پوچھا

"جی" سویرہ نے کہا

'بات کر سکتا ہوں تم سے ؟؟" اجازت لی

'جی "

'تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟-" یہ رامیز کا انداز تھا اسے حال احوال پوچھنے کا وہ ہمشہ انہیں لفظوں میں پوچھتا تھا

سویرہ کا دل چاہ وہ رو دے اور اسے بتائی۔ کہ وہ ٹھیک نہیں ہے لیکن صبر

"ٹھیک ہوں"

اسکی آواز پر رامیز نے آنکھیں بند کی جیسے سکون حاصل کر رہا ہو

ایک گہری خاموشی چھا گئی سویرہ رامیز کی سانسیں سن سکتی تھی

"میں ٹھیک نہیں ہوں سویرہ" کچھ لمحے بعد رامیز نے کہا اسکے لہجے میں درد تھا عاجزی تھی کیا کچھ نہیں تھا اسکے لہجے میں

سویرہ کے کب سے کیے گئے برداشت انسواب اسکی بات پر گال پر بہ رہے تھے وہ سب برداشت کر سکتی تھی لیکن اپنے سے جڑے رشتوں کو تکلیف میں نہین دیکھ سکتی تھی

"سویرہ میں بہت تھک چکا ہوں زندگی کی آزمائش ہیں کہ ختم نہیں ہو رہی اور میں تھک چکا ہوں" وہ اب اپنا حال سنا رہا تھا

"اللہ آزمائش ڈالتا ہے اپنے پسندیدہ بندوں پر تم بس صبر کرو اور شکوہ مت کرنا اللہ ہیں نا اب ٹھیک ہو جائے گا"

'میرا دل چاہتا سویرہ کے مین تمہیں سنتا رہا تم بولتی رہو میں سنتا رہو تم ہمیشہ مجھ میں ہمت ڈال دیتی ہوں اس لیے آج بھی تمہیں ہی کال کر لی تم بہت اچھا بولتی ہو اس لئے میرا دل چاہتا کہ تمہیں سنتا رہو میرے دل کو سکون محسوس ہوتا ہے سویرہ جب تم بولتی ہو کاش کاش میرے اس سکون سے اللہ راضی ہوتا کاش سویرہ کاش تم محرم ہوتی کاش" اسے مزید نہیں بولا جا رہا تھا وہ فون بند کر چکا تھا اسکے فون بند کرنے کی دیر تھی اور سویرہ کا ضبط کھو چکا تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

جائے نماز پر بیٹھی دعا کرتی زیمل نے اپنی بہن کو دیکھا

" یا اللہ میری ہر خوشی میری بہنوں کی جھولی میں ڈال دے یا اللہ تو نے مجھے حمت دی ہے لیکن میری بہنوں میں نہین ہے یا اللہ" وہ دعا کرتی خود نجانے کیوں

رونے لگ گی تھی انسو صاف کرتی دعا مکمل کر کے وہ اب سویرہ کی دلاسہ دے رہی تھی

"اللہ بہتر کرے گا آپی"

"زیمل وہ رو رہا تھا اسکی آواز میں درد تھا وہ پریشان ہے زیمل میرا دل بند ہو رہا" وہ خود رو رہی تھی مگر اسے اسکی درد بھری آواز کانوں میں سنائی دے رہی تھی

زیمل کو خود سمجھ نا آیا کہ وہ کیسے تسلی دے کیسی زنجیریں تھی اپنوں کی عزت کی زنجیرین والدین کے اعتماد کی زنجیریں جوان کے پیروں کو جکڑے ہوئے تھی

-آپی آپ چاچو سے بات کرے نا چاچو سمجھ جائے گے "زیمل کو یہی حل ملا تھا

"وہ چاچو ہیں زیمل وہ کوئی دوست نہیں جس کو مین یہ بتاؤ کہ میں کیسی کو پسند کرتی ہو اور شادی کرنا چاہتی ہوں "انسو صاف کرتے کہا

"آپی جب انسان کے پاس کوئی حل نا ہو تو انسان کوئی بھی الٹا قدم اٹھا سکتا ہے آپ کوئی غلط کام نہیں کر رہی چاچو کی بتا رہی ہیں صرف "

"میں چاچو کو بتا بھی دوں تو وہ کیا کرے گے ؟؟ کیا ممانی کی قدموں میں بیٹھے گے ؟؟ کیا ان سے میرے رشتے کی بھیگ مانگنے گے ؟؟ کوئی بھی ایسا نہیں کرتا زیمل باپ اور بھائی بھی یہ سب نہیں کرتے زیمل "

"لیکن چاچو تو کر سکتا ہے نا" دروازے کے باہر سے آواز آئی

سویرہ نے زیمل کو دیکھا اور زیمل نے سویرہ کو دونوں کی سانس بند ہو گی زیمل دروزہ کھولنے کے کئی بیڈ سے اٹھی لیکن سویرہ نے بازؤں سے پکڑ لیا

باہر چاچو ہیں اپی؟؟ زیمل نے کہا

سویرہ نے اسے منع کیا لیکن زیمل نے پھر بھی دروزی کھولا سامنے ہی چاچو تھے

زیمل کو لگا کہ ابھی اسکے گال میں تھپڑ پڑے گا اور اسکے بعد اسکی بہن کے ساتھ جو ہگا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی لیکن وہ چاچو تھے ان کی چاچو وہ زیمل کو پانی والا جگ پکڑاتے کمرے میں آئے وہ کچن میں پانی لینے آئے تھے اور جاتے جاتے انہیں سویرہ کے رونے کی آواز آئی اس لئے رک گے

سویرہ کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھی دل اس وقت رفتاری سے چل رہا تھا جسے ابھی باہر اجائے گا وہ خاموشی سے اسکے پاس بیٹھ گے

سویرہ کی نظریں مسلسل جھکی ہوئی تھی

"تم نظریں اٹھاؤ سویرہ تم مجھے اپنی نظروں میں مت گراو" اسکے سر پر ہاتھ رکھتے انہوں نے کہا

سویرہ نے اپنی بھیگی نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا

میں تم سے کچھ نہیں پوچھو گا میں تم سے نہیں پوچھو تو کہ کیوں تم سے یہ سب کیا ؟؟ لیکن ایک سوال کا جواب دینا بیٹا تم اپنے چاچو میں اعتبار کر سکتی ہو نا تو پھر کیوں نہیں کیا؟؟ ان کے لہجہ نرم تھا مگر اس لہجے میں شکوہ تھا

وہ بس نظریں جھکا گی

"ہر مرد ہر عورت ایک جیسی نہیں ہوتی سویرہ تم مجھ پر اعتبار کر سکتی تھی کما زکم اس معاملے میں کر سکتی تھی"

"چاچو ڈر لگ رہا تھا ورنہ آپ کے اور ابو کے سوا کون ہے میرا"

"تم سمجھدار تھی تمہاری صحبت اچھی تھی سو یرہ ورنہ اس طرح کے معاملے میں بہت کچھ غلط ہو جاتا خیر تم پریشان نہیں ہو اب تمہارے چاچو ہیں نا دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ اسے کہتے اسکے پاس سے اٹھ گے

وہ ان کے احترام میں اٹھی اور پہلی بار وہ ان کا بازؤں پکڑ کر روک کر ان کے بازو پر ہی سر رکھ کر خوب روئی۔

"چاچو آپ ہیں تو سب ہیں آپ کے ہوتے کوئی غم نہیں آپ کی یہ تسلی ہی میرا دل ہلکا کر چکی ہے آپ سے محبت کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں شاید ہر کیسی کے پاس آپ جیسے چاچو ہوتے تو پھر کوئی بھی مسئلہ نا ہوتا" وہ کہ رہی تھی اور خالد صاحب مسکرائے

"بیٹیوں کا ہر عمل باپ کے لئے محبت ہوتا ہے میرے بچے" وہ اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولے اور زیمل کے ہاتھ سے پانی والا جگ لیا

زیمل کے سر پر دلاسہ دیا" تم اپنے چاچو پر اعتماد کرنا جیسے تمہاری بڑی بہنوں نے کیا ہے تم چاروں ہمشہ اپنے چاچو کو ہر مشکل میں اپنے ہمراہ دیکھو گے" وہ اسے کہتے کمرے سے باہر نکل گے

زیمل اب سویرہ کو دیکھ رہی تھی جواب بھی رو رہی تھی

"اب پریشان مت ہو چاچو سب ٹھیک کر دے گے ان شاءاللہ" وہ بولی

اسنے بس گردن اثبات میں ہلائی اب دل ہلا ہو چکا تھا
اسنے رامیز کا نمبر پر میسیج کیا" پریشان مت ہو چاچو سب ٹھیک کر دے گے
"ٹائپ کر کے اسے سینڈ کیا

اور فورا سین ہو گیا شاید وہ اسکے میسیج کے انتظار میں تھا

"تم نے انہیں بتایا؟؟"آگے سے میسیج آیا

"نہیں انہیں خود پتا چل گیا ہے بس تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا

"سویرہ نے کہا

جس پر رامیز نے بس اوکے کہ دیا

"دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا کیں ی حسیں ہو جائے زنگی اگر گھر کے بڑے بچوں کے دل کی حالت سمجھے والے ہو یہ جوان خود کشیاں شاید کم ہو جائے شاید بیٹیوں گھر سے بھاگنا چھوڑ دے شاید بیٹے باغی ہونا کم ہو جائے شاید معاشرہ سنبھل جائے

خالد صاحب پانی کا جگ اٹھائے کمرے میں آئے

"کچن سے پانی لینے گے تھے یا پچھلے محلے کے ٹویل سے ؟؟" شگفتہ بیگم نے ان سے پوچھا

"کچن سے ہی لینے گے تھے ہم لیکن راستے میں زرا راہ بھٹک گے تھے تو بچیوں کے کمرے کی طرف نکل پڑے" وہ بیڈ پر بیٹھتے بولے

"ارے بس رہنے دے جب آپ اتنی مشکل اردو استعمال کرتے ہیں تو مجھے غالب کی دیوان یاد آجاتی ہے"

"چلے اس بہانے اپکو کچھ اچھا یاد تو آتا ہے نا" وہ انہیں دیکھتے بولے

"ہمیں اس طرح نا دیکھے بلکہ پچھلے دو سال سے کیا گیا وعدہ یاد کرے" انہیں ایک بار پھر سے وہ بات یاد آگئی

"ارے بھئی کونسی بات؟؟" وہ جان بوجھ کر انجان بنے

"خالد صاحب اب آپ ہمیں یوں ٹال نہیں سکتے آج تو ساتھ والی فرزانہ کے شوہر نے بھی اسے سونے کی بالیاں دلادی ایک آپ ہیں"

"اچھا کیا چاہیے آپ کو؟؟"

"وہی کنگن جو دو سال پہلے اس سنار کی دوکان مین مجھے پسند آئے تھے"

"وہ تو اب تک بک چکے ہوگے؟؟" دو سال پرانے کنگن انہیں ابھی تک نہیں بھل رہی تھے

"نہیں مجھے ڈیزائن یاد ہے"

"اچھا ٹھیک ہے اس اتوار کو چلے جائے گے"

"ہائے سچی نا" وہ خوش ہو گی تھی

"ہاں اب آپ یہ خبر سارے محلے کو سنا آئے گا صبح تک" وہ ان کی عادت پر طنز کرتے بیڈ پر لیٹ گے

"بڑی خوشیاں مار رہی تھی جس فرزانہ اپنی چھلکے جتنی بالیوں پر اب میں بھی اسے بتاؤں گی"

"ایسے نہیں کہتے شگفتہ"

"بھئی کیوں نہیں کہتے میں تو سب کو بتاؤں گی کہ میرے شوہر نے مجھے میرے پسند ہے کنگن دلائے ہیں"

"اج کے حالات میں لوگوں کو دو وقت کی روٹی بہت مشکل سے مل رہی ہے اگر اپکو اللہ نے کیسی چیز سے نوازہ ہے تو اسے ان سے۔ چھپا کر رکھنا چاہیے اگر دے نہیں سکتی تو چھپالے ورنہ وہ آپکی وجہ سے اللہ سے شکوہ بھی کر سکتے ہیں اپنی خوشیوں کو محروم لوگوں نہین دیکھاتے "ہمیشہ کی طرح وہ انہیں ایک ہی بات سمجھا رہے تھے

"ارے استاد جی معذرت ہے "وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی

ان کی اس طرح پر خالد صاحب بس تاسف سے سر ہلا کر رہی گے بھئی جس عورت کو بیس سال سے سمجھا رہے تھے وہ سب کیسے سمجھ گی

"ارے میں تو آپکو ایک بات بتانا تو بھول گی ؟"وہ سر پر ہاتھ مارتی بولی

"کونسی بات؟؟؟"

"مجھے آج فرزانہ نے ایک حکیم کا بتایا ہے اس کے پاس چلے گے چھوڑے کنگن کو"

"خبر دار شگفتہ اب اگر تم کیسی حکیم یا پیر فقیر کے پاس گی"

"ارے کیوں ناجاؤں ہر بیماری کا علاج ہے"

"بس کرو شگفتہ جو چیز نصیب میں ناہو وہ کیسی صورت نہیں ملتی تم بس اب اللہ کا شکر ادا کرو جو اسنے ہمیں دیا ہے"

"مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ وہ سمجھ کیوں نہیں رہے کون ہے ہماری نسل کو چلانے والا نا بھائی صاحب کا کوئی بیٹا نا ہماری کوئی اولاد مجھے تو راتوں کو نیند نہیں آتی یہ

سوچ سوچ کر ارے ہماری تو اولاد بھی لڑکیاں ہیں خدا کے بعد ان کے سر پر ان کے باپ اور آپکا سایہ ہے ایک بھائی کا ہونا لازمی ہے آپ سے کہ کہ میں بوڑھی ہو گی کر لے شادی نہیں بھئی نہں کہاں سننی ہے آپ نے میری"

"اب سو جائے مجھے صبح دفتر جانا ہے"

"بس سو جائے اور دفتر جائے مستقبل کی کوئی فکر نہیں اپکو" وہ غصہ ہوئی

"تم کم ہو مستقبل کو لے کر پریشان ہونے والی"

"دیکھے خالد ابھی بھی وقت ہے کر لے دوسری شادی اولاد کی خاطر تو یہاں لوگ کیا کچھ کر لیتے ہیں اور آپ ایک شادی نہیں کر سکتے"

"میری زندگی میں ایک ہی عورت تھی جس کے ساتھ میں جوانی گزار چکا ہوں اور وہی ایک عورت میرے آخری وقت میں بھی میرے ساتھ رہے گی بس بات ختم"

"بس یہ مجنوں پن جو ہے نا آپکا سخت برا لگ رہا ہے کیا فائیدہ ایسی عورت کا جو مرد کو ایک اولاد کی خوشی نا دے سکے"

"بہت فائیدہ ہے بہت زیادہ تم مخلص ہو اور مرد کے لئیے عورت کی مخلصی ہی بہت ہے اولاد کی خاطر جو مرد دوسری شادی کرتے ہیں تو وہ کل مخلص بیوی کی خاطر تیسری شادی بھی کر لیتے ہیں اب تم سو جاؤ"

ان کی بات پر شگفتہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئی لیکن وہ اپنی نمی چھپا کر رخ دوسری جانب کر کے لیٹ گی وہ انہی۔ کیسے بتاتی کہ جب بھی وہ کیسی کی جوان اولاد کو اپنے باپ کے مقابل دیکھتی ہیں تو ان کے دل پر گیا گزرتی ہے دل ریزہ ریزہ ہو

جاتا ہے ان کا جب وہ اپنی خالی گود دیکھتی تھی ٹھیک ہے انہیں کوئی طعنے دینا والا نہیں۔ مگر ان کے سینے میں بھی ایک ممتا کی محبت سے بھرا دل تھا جو ہمیشہ ٹوٹ جاتا تھا

رات کی سیاہی سارے آسمان کو سیاہ کر چکی تھی فلک پر چمکتے چاند کی روشنی ان کے کمرے میں چاندنی رات کی طرح لگ رہی تھی

نائل آج بغیر موبائل استعمال کرے آنکھیں بند کر کے سو گیا تھا جو کہ نیرہ کے لئے عجیب۔ تھا وہ رات کو سونے سے پہلے موبائل استعمال کرتا لیکن اج آفیس سے آکر وہ کافی تھکا تھکا سا تھا کھانا بھی نہیں کھایا اور بس کمرے میں آکر لیٹا تو سبھی تک لیٹا ہی رہا

نیرہ کو لگا کہ وہ سو گیا ہے اسلئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر وہ کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی

نیرہ نے محسوس کیا تھا کہ وہ اسے بکھیرے بالوں میں زیادہ اچھا لگتا ہے

نیرہ نے زندگی میں بہت سی غلطیاں کی تھی زندگی میں مگر آج اسے سویا ہوا سمجھنے کی غلطی سب سے بھاری پڑنے والی تھی اسے

وہ اسے بکھیرے بالوں میں دیکھ کر اپنے دل پر اختیار کھو چکی تھی اسنے اپنا ہاتھ اسکی پیشانی کے قریب لے گی لیکن ڈر کر واپس بیٹھے کر دیا

دل انتہائی بری طرح سے دھڑک رہا تھا بلکل ویسے ہی جیسے نکاح نامے پر دستخط کرتے وقت دھڑکا تھا

اسنے ایک بار پھر اپنا دائیاں ہاتھ اسکی پیشانی کے قریب کیا ہی تھا کہ وہ کروٹ بدل گیا- نیرہ نے فورا ہاتھ پیچھے کیا

اب نائل کورخ نیرہ کی جانب تھا آنکھیں موندے وہ نیرہ کے ارادے بھانپ رہا تھا

نیرہ نے پانچ منٹ بعد پکار ادا کر کے اپنا دائیاں ہاتھ اسکی پیشانی کے قریب کیا اس کی پیشانی پر بکھیرے بالوں کو سمیٹا اس سب میں اسکو دل بہت زور زور سے دھڑکنے لگا تھا

وہ اب اسکے بالوں کو اوپر اوپر سے ہلکے ہاتھوں سے چھو رہی تا کہ نائل کو محسوس نا ہو لیکن بند آنکھوں نے اب چھپکنا شروع کر دیا تھا نائل کے لب آب مسکرا رہے تھے وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ مسکرا کیوں رہا ہے

نیرہ ہاتھ پیچھے کرنا چاہتی تھی مگر ابھی دل نہیں کر رہا تھا وہ کچھ لمحے اسی طرح اسکے بال سہلاتی رہی نائل کے دل کو اب شرارت سجھی تھی اسنے نیرہ کا ہاتھ اچانک سے پکڑ لیا

نیرہ نے آنکھیں بند کی اب اسکی چوری پکڑ لی تھی اس لئے چور نے آنکھیں بند کر لی

"تم رات کے آخری پہر میرے بالوں کو حراس کر رہی تھی" اسکے ہاتھ کو پکڑے رکھے ہی وہ بولا

نیرہ نے آنکھیں کھولی ہچکی بھری

"جی نہیں تمہارے بالوں پر کچھ لگا ہوا تھا وہی صاف کر رہی تھی" حاضر دماغی سے بہانہ بنایا

"اچھا کیا لگا ہوا تھا؟؟" وہ اب اپنی پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھ رہا تھا

"پتا نہیں وائٹ وائٹ سا تھا کچھ" نیرہ نے گھبرا کر کہا

"اچھا اب لگا ہوا ہے؟؟" نائل نے پوچھا

"نہیں اب صاف ہو گیا ہے"

"پکا" اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے پوچھا

"ہاں پکا" نیرہ کو اپنا دل عنقریب باہر آتا ہوا محسوس ہوا

"نہیں مجھے لگتا ہے کچھ لگا ہوا"

"تمہاری عقل گر گی ہے صبر کر بیڈ کے نیچے سے اٹھا کر دیتی ہوں" اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑاتی بولی لیکن نائل نے نہیں چھوڑا

"اپنی عقل ڈال دو نا" اسے دیکھتے کہا

"اتھی فالتو نہیں ہے میرے پاس"

"ہیمم مجھے یاد آیا کہ تمہارے پاس عقل تو ہے ہی نہیں اگر ہوتی تو اپنے شوہر کو دن کے وقت لائن مارتی رات کو خود کو ہی خطرے میں ڈالا ہے"

"نکلو آئے بڑے جیسے میں لائن ماروں گی" چوری پکڑنے پر نیرہ اب غصے سے ڈھانپ رہی تھی

"تمہیں میرے بال اچھے لگے؟؟؟" نائل نے پوچھا

"نہیں اس سے اچھے بال میرے ہیں"

"لیکن مجھے اچھا لگا تمہارا میرے بالوں کو چھونا" وہ اسکا ہاتھ چھوڑتا بولا

نیرہ نے بس خاموشی میں ہی عافیت سمجھی

"تمہارے شوہر نے رات کا کھانا نہیں کھایا تمہیں احساس بھی ہے؟؟"

"تو کیا شوہر چھوٹا دودھ پیتا بچہ ہے جیسے گود میں اٹھا کر کھلاتی سب نے کتنی منتیں کی تھی انکل کھانے سے اٹھ کر آپ کو بلانے آئے تھے لیکن نہیں کھایا"

"انکل آئے تھے انکل کی بہو تو نہیں نا آئی تھی؟؟"

"انکل کی بہو بھی کہہ کر گی تھی کھانے کا تمہیں ہی نخرے چڑھے تھے"

"اچھا اب جاو کچھ کھانے کو لا دو"

'رات کے دو بجے میں کوئی نہیں جا رہی اکیلے کچن میں ء

'کچن میں بھیج رہا ہوں باڈر پر نہیں جاؤ جا کر لا کر دو کچھ یہ تمہارے مجازی خدا کا حکم ہے"

"اچھا مجازی خدا از راہ خود ہمت کرے اور جائے نا"

"ایک عدد بیوی کے ہوتے شوہر کچن میں جائے استغفر اللہ" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا بولا

-ہٹو ڈرامے باز آدمی میں اس وقت جو ملا اٹھا کر لے آؤں گی بغیر نخرے دیکھائے کھا لینا" وہ اپنا دوپٹہ اٹھاتی بیڈ سے اٹھی

"شاباش میرا بچپن کا خواب تھا کہ میری ایک بیوی ہو جیسے رات کے دو بجے میں کہو کے جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ اور وہ خاموشی سے جی حضور کرتی چلی جائے" وہ کمرے سے باہر نکل رہی تھی جب وہ پیچھے سے بولا

'زیر بھی ہری ہے کچن میں لادو کھانے کے لئے ؟؟نیرہ نے پوچھا

"اب بے شک لادو بچپن کا خواب پورا ہو گیا ہے" وہ اسے کہتا سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھا رہا تھا

نیرہ اسکی خاطر صرف اسکی خاطر اس وقت کچن میں جا رہی تھی ورنہ وہ تو ایسی لڑکی تھی جو رات کو پیاس سے مر جاتی تھی مگر کچن میں پانی پینے نہیں جاتی تھی کچن میں اسے فریج میں پیزا ہی ملا جو وہ وہی گرم کر لائے ساتھ میں اسکا دل چاہے پینے کا کر رہا تھا اس لئے اپنے لئے اور اسکے لئے بھی چاہے بنا کر وہ بیس منٹ بعد کمرے میں آئی اور ٹرے اسکے سامنے رکھی

نائل نے وچیٹبل پیزا دیکھا" تمہیں پورے کچن سے ہی ملا تھا کھانے کو؟؟اسے نہیں پسند تھا یہ وچیٹبل پیزا اسے تو سبزیاں پسند ہی نہیں تھی

"اور کچھ نہیں مل رہا تھا مجھے اب یہی ہے کھالو پلیز"

"میں نہیں کھا رہا یہ لے جاؤ اسے" وہ پیچھے ہو کر بیٹھتا بولا

"ڈرامے نا لگاؤ کھالو ورنہ سچی میں لے جاوں گی بھوکے رہنا پھر ساری رات۔"

"اسکو کھانے سے تو بہتر ہے کہ میں بھوکا ہی رہے لوں"

"نا کھاو مجھے کیا ہے خود ہی بھوک لگے گی" وہ چائے کا سیپ لیتی بولی

نائل نے اسے دیکھا اور چائے کا کپ ہی پر اج رات گزارنے کا سوچا

نیرہ اسے دیکھ رہی تھی جو اب خاموشی سے چائے پی رہا تھا

نیرہ کو اچھا نہیں لگ رہا تھا اسکا اس طرح بغیر کچھ کھائے سونا

"اچھا میں تمہیں اس کے اوپر سے سبزیاں سائیڈ پر کر کے دیتی ہوں پھر تو کھالو گے نا؟؟" پیزا اپنے سامنے کرتی وہ بولی

"-پھر پیچھے کیا بچے گا؟؟-"

-چکن ہے چیز ہے سویز ہیں تمہیں وچیٹبل نہیں نا کھانی بس وہ میں سائیڈ پر کر رہی ہوں" وہ پیزے کے اوپر سے سبزیاں اتار کر سائیڈ پر کرتی بولی

چائے پیتے نائل نے اسے دیکھا جو اسکے لئے پیزے کے اوپر سے سبزیاں علیحدہ کر رہی تھی اسکے بال دوپٹے سے باہر نکل کر چہرے پر جھول رہے تھے اور وہ بہت توجہ سے پیزے کے اوپر سے سبزیاں علیحدہ کر کے سائیڈ پر رکھ رہی تھی

نیرہ نے اب اسکے آگے سبزیوں سے پاک پیزا اسکے آگے کیا

اور یہی وہ لمحہ تھا جب نائل کیانی کے دل میں نیرہ نے اپنی محبت کی پہلی بنیاد رکھی تھی

وہ اب پیزا کھا رہا تھا جس میں ایک بھی سبزی نہیں تھی

"تم کھاؤ گی؟؟" نائل نے اسے پوچھا جواب اپنی چائے پی رہی تھی

"نہیں" نیرہ نے بس اتنا ہی کہا

"کھالو" نائل نے ایک سلائس اسے دیا

"مجھے نہیں پسند پیزا میں نہین کھاتی" اسے واقعی پیزا نہین پسند تھا

"ارے اتنے پیار سے دے رہا ہوں کھالو" وہ۔ بولا

نیرہ نے اسکے ہاتھ سے پیزے کا سلائس لے لیا اسے پیزا نہین پسند تھا مگر اسکے اس طرح کہنے پر وہ انکار نہیں کر سکی اس لئے خاموشی سے کھالیا

"تمہاری چائے ڈھنڈی ہو گی ہے لاو میں گرم کر کے کادوں" نیر نے اسکی ڈھنڈی چائے کو دیکھتے کہا

"نہیں بس رہنے دو میں اسی طرح پی لوں گا" چائے کا کپ اٹھاتے بولا

"میں کر دیتی ہوں مجھے دو" نیرہ نے کہا

"تھیکیو رات کے اس وقت میرے لئے یہ سب کرنے کے لیے"

نیرہ نے بس مسکرا کر ہی گزرا کیا

نائل اسے مسکراتا دیکھ کر مسکرایا

نائل اب اسی ٹرے میں چائے کے خالی کپ رکھ رہا تھا

نیرہ نے اسکے ہاتگ سے ٹرے لے لیں

"میں رکھ آؤں گا" نائل نے کہا

-ہاں کوئی دیکھ لے اور سیدھا کہ دے کہ رات کے اس وقت مسٹر نائل رن مریدی کر رہا ہے' وہ بولی

اسکی بات پر نائل مسکرایا کوئی بات نہیں مجھے فرق نہیں پڑتا"

"مجھے پڑتا ہے نا اس لئے تم رہنے دو" وہ کہتی کم کمرے سے باہر نکل گی

نائل نے محسوس کیا کہ اسکا دل اب اسکے اختیار میں نہیں رہا اسے بار بار اسکے لئے پیزے سے سبزیاں علیحدہ کرتی نیرہ ہی نظر آرہی تھی

شاید وہ یہ لمحہ ساری زندگی نا بھول پائے اسنے زندگی میں بہت پیزے کھائے تھے مگر آج کے اس پیزے کی کوئی اور ہی بات تھی شاید ہی محبت اور خلوص سے پیش کیا گیا پیزا تھا اس لئے

صبح نائل کی آنکھ کھلی تو نیرہ سو رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا کہ آج وہ کیسے الارم سے پہلے اٹھ گیا تھا

نیرہ کا چہرہ اسکی جانب تھا وہ بے خبر سو رہی تھی نائل نا چاہتے ہوئے بھی اسے دیکھنے لگا وہ اسے ہلکے میں لے رہا تھا مگر یہ لڑکی دل و دماغ میں سوار ہو چکی تھی وہ زندگی میں ہر چیز سے موون کر لے گا مگر اس لڑکی سے موون ان کرنا مشکل ہی نا ممکن تھا۔

جوایک بار دل میں بس جائے ان سے موون نہیں کیا جاتا وہ تو بس دل میں رہے جاتے ادھورے خوابوں کی طرح

وہ اپنی کہنی تکیہ پر رکھ کر سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ جیسے آج اسے حفظ کرنا چاہ رہا ہو مسلسل اسے دیکھنے کے بعد اسے خود ہی شرم محسوس ہوئی

وہ مسکرایا- نیرہ سہی کہتی ہے وہ بلش کر جاتا ہے شاید وہ جب پاس آتی ہے تب"

اسنے سر تکیہ پر رکھا- چھت کو دیکھتے وہ مسلسل مسکرا رہا تھا؟؟ وہ کیوں مسکرا رہا تھا؟؟؟؟

اسنے آنکھیں بند کی" یہ لڑکی عارضی ہے یہ میرا حال ہے میرا مستقبل نہیں یہ مجھے چھوڑ جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھے اس سے علیحدہ ہونا ہے" وہ خود کو روکنے کے لئے اپنے دل کو دلیلیں پیش کر رہا تھا

تقریبا بیس منٹ خود سے لڑنے کے بعد وہ بیڈ سے اٹھا افیس جانے میں ابھی بہت وقت تھا لیکن اب وہ واپس سو بھی نہیں سکتا تھا-

زندگی میں پہلی بار یہ ہوا تھا کہ نائل وقت سے پہلے آٹھ گیا تھا ورنہ سکول کالج یونی ہمیشہ اسے الارم ہی اٹھاتا تھا

بیڈ پر بیٹھا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر کیا کرے،؟

اپنے مستقبل کا سوچ کر وہ صرف پریشان ہی ہو رہا تھا

وہ ٹرس پر آ گیا۔اسمان میں ابھی سہی سے روشن نہین تھا اسنے کبھی یہ وقت محسوس نہیں کیا تھا وہ۔تو فجر میں نہین اٹھتا تھا یہاں تو پھر آج فجر سے پہلے کا وقت ہے۔

ٹرس پر گھوم رہا تھا مگر نجانے کیوں وہ بار بار اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

کچھ دیر گزری تھی کہ نیرہ بھی نماز کے لئے اٹھ گی تھی اسے ٹرس پر دیکھ کر وہ حیراں ہوئی

"تم آج کیسے اٹھ گے خیریت ہے نا؟؟" نیند سے بوجھل آنکھیں لئے اسنے پوچھا

"پتا نہیں آنکھ کھل گئی تھی"

"اچھی بات ہے اللہ کرے روزانہ تمہاری اسی وقت آنکھ کھل جائے کماز کم فجر تو ادا کر لیا کرو گے نا"

وہ کچھ نہیں بول سکا" شاید اس بارے میں بات کرنے کے لئے اسکے پاس الفاظ نہیں تھے یا پھر وہ بات کرنا نہیں چاہتا تھا"

نیرہ اسکی خاموشی کو سمجھتی ٹرس سے چلی گی تھی وہ بچہ نہین تھا جیسے وہ مار کر غصہ کر کے نماز پڑھائے گی ہاں وہ اسے دعوت دے سکتی تھی جو وہ دیتی تھی یہ اسکی مرضی تھی کہ وہ اس دعوت کو قبول کرے وہ اسکے لئے ہدایت کی دعا کرتی تھی

نماز پڑھنے کے بعد نیرہ نے ٹرس پر جھانکا وہ اب چیئر پر بیٹھا تھا اور کچھ سوچ رہا تھا

نیرہ بس خاموشی سے قرآن پاک لے کر تلاوت کرنے لگ گی

اسکی تلاوت بہت خوبصورت تھی بچپن میں سکول کے ہر فنکشن میں اسی سے تلاوت کروائی جاتی تھی وہ حافظہ تو نہیں تھی مگر اسکی قرآت بہت خوبصورت تھی

وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھی اسکی آواز اتنی ہوتی کہ اسے سنائی دیتی ہاں اگر کوئی غور سے سنیں تو دوسرا بھی سن سکتا تھا اسوقت بھی وہ دھیمی آواز میں

تلاوت کر رہی تھی جب ٹرس سے آتے نائل نے اسے دیکھا جو بیڈ پر بیٹھی پیٹھ اسکی جانب کی قرآن کی تلاوت کر رہی تھی اسکا سفید دوپٹہ پنکھے کی ہوا سے لہرا رہا تھا مگر اچھے سے پن اپ کرنے کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہل نہین رہا تھا

نائل رک گیا اسکی آنکھوں نے جو منظر دیکھا تھا اسکے بعد آنکھیں جھپکانا وہ بھول گیا تھا

وہ سفید دوپٹے میں لپٹی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی اسکی آواز اسے سب سے زیادہ سریلی لگی اسکا دوپٹہ سب سے پاک لگا

نائل نے اس سے زیادہ خوبصورت لمحہ زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا

وہ اب اسکا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا وہ آگے بڑھ کر اسے دیکھ رہا تھا اسکا چہرہ شفاف تھا
بلکل اسکے کردار کی طرح وہ عام سے نقش نائل کے دل میں قید ہو گے تھے
محبوب کی ظالم نظریں جھوٹ ہوتی ہیں اسکی بیوی کی قرآن پاک پر جھکی نظریں
ہی اسکے دل میں قید ہو گی تھی ساری غزلیں ساری نظمیں ساری شاعری پھیکی پڑ
گی تھی اپنی بیوی کو تلاوت کرتے دیکھ کر
یہ نظمیں یہ غزلیں یہ شاعری حسینوں کے لیے تھی اسکی سانولی بیوی نے اسکے
دل کی دنیا ہلادی تھی قرآن کی تلاوت کر کے

یہ جتنے بھی لمحے گزرے نائل نے ایک بار بھی آنکھیں نہین چھپکائیں
وہ اسے اسی طرح دیکھتا رہا اور نیرہ بغیر توجہ دیئے اپنی تلاوت کرتی رہی
نائل نے محسوس کیا وہ پہلے نیرہ سے محبت کرتا تھا اب بات محبت سے آگے نکل
چکی تھی انساں محبت نہیں پہچان سکتا مگر عشق رگ رگ تک اتر جاتا تھا اسے
پہچاننے کی ضرورت ہی نہیں یہ اپنا رنگ خود دیکھا دیتا ہے
نیرہ نے قرآن کو چوم کر غلاف میں لپیٹا۔

"تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی نائل؟؟" وہ بہت نرمی سے گویا ہوئی

نائل خاموش رہا

وہ قرآن ریک میں رکھتی اپنا دوپٹہ اتار رہی تھی

"اسکو اسی طرح رہنے دو پلیز" نائل نے اسے دوپٹہ اتارتے دیکھ کر کہا

"مجھے گرمی لگ رہی ہے" اس طرح نماز کے طرز پر دوپٹے میں گرمی لگتی ہے

"لیکن مجھے تمہیں اسی طرح دیکھنا ہے پلیز" وہ اسے دیکھتا بولا

"کیوں تم نے مجھے اس طرح کیوں دیکھنا ہے ؟؟"اپنی عادت سے مجبور وہ سوال کیے بغیر نہیں رہے سکی

'تم مجھے اس طرح اچھی لگ رہی ہو میں تمہیں اسی طرح دیکھنا چاہتا ہوں"

"کیا میں تمہیں لال جوڑے میں شادی والے دن نہیں اچھی "لگی تھی ؟؟"اسکے سوال

"نہیں "اور نائل کے اسی طرح کے جواب

"بتمیز بیس ہزار کے میک اپ میں نہیں اچھی لگی اب صابن سے منہ رگڑ کر دھونے میں اچھی لگ رہی ہوں فالتو آدمی "وہ اسکی حالت سے واقف نہیں تھی تب ہی بول رہی تھی

"تم مجھے اس سفید رنگ کی پاکیزگی میں بہت زیادہ اچھی لگ رہی ہو بے حد تم سے زیادہ حسین کچھ نہیں اس دوپٹہ میں تم سے زیادہ حسین کوئی لڑکی نہیں ہو سکتی"

"کفن بھی سفید رنگ کا ہوتا کیا میں تمہیں اس میں بھی اسی طرح اچھی لگوں گی ؟؟؟"اسکے الٹے سوال

"شاید ہاں"نائل کا سیدھا جواب

"بتنیز شرم تو آتی نہیں تم یہاں یہ بھی کہہ سکتے تھے نا کہ اللہ تمہیں میری عمر بھی لگادے تمہیں دو بیوی سے فلرٹ کرنا بھی نہیں آتا"

اسکی بات پر وہ بے اختیار مسکرایا"کیا میں تمہیں شکل سے فلرٹی آدمی لگتا ہوں؟؟"

"صرف فلرٹی تم تو مجھے ٹھرکی لوفر چول اور جو بھی الٹے لقب ہیں ناوہ سب لگتے ہو"

"تمہیں پتا ہے کچھ دیر پہلے مجھے تمہارے سے عشق ہو گیا ہے؟؟"اسکی بات کو توجہ میں لائے بغیر نائل نے کہا

"اور یہ عشق کیوں کر ہوا ہے اور کس کس کے ساتھ ہوا ہے؟؟"

"اس ذات کی قسم جس نے مجھے پیدا کیا تم واحد لڑکی ہو جس سے مجھے عشق ہوا "اسکا لہجہ یکدم بدل گیا

نیرہ کچھ بولنے لگی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ وہ خاموش رہے۔

"تم مجھے اچھی لگنے لگی ہو میں اظہار سے گھبراتا نہیں اس لئے بتا رہا ہوں مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے"

"عشق خاک کر دیتا ہے "نیرہ نے اسے کہا

"نیرہ کیانی کیا تم اپنے شوہر نائل کیانی کے ساتھ خاک ہونا پسند کرو گی؟؟؟"

نیرہ کے لئے کوئی سوال مشکل نہیں تھا وہ جو مستقبل کی وکیل جس کے پاس ہر سوال کا جواب موجود ہوتا تھا آج اس سوال کا جواب اسکے پاس نہیں تھا وہ نائل سے محبت کی امید رکھ سکتی تھی وہ اظہار محبت کی امید رکھتی لیکن یہاں تو اظہار عشق کر چکا تھا وہ

'بتاؤ میرے ساتھ خاک ہو جاؤ گی؟؟"نائل نے دوبارہ پوچھا

"اگر تم ساتھ ہو تو خاک ہونا فنا ہونا سب منظور ہے بس وعدہ کرو چھوڑو گے نہیں مرد بن کر حالات کا مقابلہ کرو گے میں وعدہ کرتی ہوں نائل میں زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے ساتھ رہون گی ہمیشہ تمہارا ساتھ دوں گی جب سب تمہارے خلاف ہو جائے گے تب تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گے وعدہ ہے یہ میرا" وہ اسکا ہاتھ تھامتی بولی

"میں وعدہ کرتا ہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ ہمیشہ رہوں گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم میری زندگی میں واحد عورت ہو جس سے جگے والہانہ عشق ہے میں نہیں جانتا کہ کیوں اور کیسے محض ایک لمحے میں میں تم سے عشق کا دعوے دار ہو گیا مگر میں وعدہ کرتا ہوں جس ایک لمحے میں مجھے تم سے عشق ہوا یہ ایک لمحہ میری زندگی میں کافی ہے یہی ایک لمحہ میری زندگی کی سچائی ہے"

نیرہ مسکرائی "عشق کے دعوے نہیں کیے جاتے عشق بس کیا جاتا ہے آپی ذات سے بھر کر بے حد ہر حد سے پار عشقِ مجازی سے پہلے عشقِ حقیقی ہونا ضروری ہے نائل"

"مجھے عشقِ مجازی سے پہلے عشقِ حقیقی نے ہی اپنی جانب کھینچا تھا میں کبھی فجر کے لئے نہیں اٹھا میں نے کبھی فجر کی اذان نہیں سنی میں نے آج پہلی بار سنا کہ "نماز نیند سے بہتر ہے""

"مجھے خوشی ہے کہ تم مجھ سے زیادہ اللہ سے محبت کرو گے جو عشقِ حقیقی میں غرق رہتے ہیں نا انہیں پھر عشق مجازی خاک نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا رابطہ بہت اوپر ہوتا ہے"

نائل نے پہلی بار محسوس کیا کہ زندگی میں اللہ کی محبت سب سے زیادہ اہم ہوتی ہے زندگی میں کچھ بھی نا ہو بس اللہ کی محبت ہو تو انسان کا دامن بھرا رہتا
کاش یہ اللہ کی محبت اسے پہلے محسوس ہو جاتی

کاش یہ ہدایت اسے پہلے مل جاتی

"ہدایات ملنے کے لئے ایک لمحہ کافی ہوتا ہے مگر اس ہدایت کے راستے میں قائم رہنے کے لئے ساری زندگی نفس سے لڑنا پڑتا ہے"

"ویسے ایک بات تو بتاؤ؟؟؟"نیرہ اب بیڈ پر بیٹھتی بولی

"ہاں پوچھو؟؟۔

"کیا تمہیں واقعی اتنی جلدی میں اچھی لگ گی مطلب صرف کچھ لمحوں میں تم عشق کے دعوے کر رہے ہو یہاں تو لوگ صدیاں گزر دیتے ہیں مگر اظہار نہیں کرتے؟؟؟"

"پہلی بات جب مجھے کوئی اچھا لگتا ہے تو میں کہ دیتا ہوں چاہے وہ کیسی کی محنت ہو یا کوئی انسان میں اظہار کرنے میں دیر نہیں کرتا اور دوسری بات مجھے تم پہلی بار اچھی لگی تھی جب ہمارا نکاح ہوا تھا پھر مجھے تم سب سے مختلف لگی تھی جب تم مجھ سے ڈرتی نہیں تھی پھر مجھے تم پر ترس آیا تھا جب تم بے حوش اس زمین پر پری ہوئی تھی اور پھر تم نے میرے دل میں اپنی جگہ بنالی جب ہسپتال میں تم نے مجھے معاف کیا تھا (وہ اسکے بے حوشی کی حالت میں اسے پکارنے والی بات چھپا گیا) پھر جب تم ناراض ہو کر چلی گی تھی تو مجھے تمہاری کمی محسوس ہوتی تھی پھر مجھے پتا چلا کہ مجھے تمہاری عادت ہو گی پھر تم میرے منانے سے راضی ہو کر واپس اس گھر میں آ گی اس وقت میرے دل میں تمہارے لئے مزید عزت بڑھ گی اور آج رات کو جب تم مجھے پیزے سے وجیٹیبل اتار کر دے رہی تھی تو مجھے تم سے محبت ہو گی اور صبح سوتے ہوئے تم مجھے سب سے زیادہ خوبصورت لگی اور ابھی قرآن پڑھتے ہوئے مجھے تم سے عشق ہو گیا سیمپل"

-"یہ سیمپل تھا تو مشکل کونسا ہو گا؟؟"نیرہ نے پوچھا

'پتا نہیں" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا
نیرہ اب بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی

سکول یونیفارم میں وہ سڑک کے کنارے کھڑی اپنے بس والے کو کوس رہی تھی ایک تو گرمی اور اوپر سے اسکا بس والے انکل جن کی انویسوی صدی کی بس بھی آج جواب دے گی تھی اور اسے روڈ پر ہی اتار دیا گیا تھا

اسے غصہ تو تھا بس والے انکل پر لیکن سب سے زیادہ غصہ اس سے دور کھڑے ان لڑکوں پر آرہا تھا جو بے شرمی سے اسے دیکھ رہے تھے انہیں زرا بھی شرم نہیں آرہی تھی کہ ایک سکول جانے والی پندرہ سالہ بچی کو وہ انہیں غلیظ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

زیمل انہیں جتنا نظر انداز کر رہی تھی وہ اسے اتنی ہی شیر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے زیمل کا صبر جواب دے چکا تھا

اس نے اپنے چاچو کو کال کرے بلوالیا تھا ابو کا دفتر یہاں سے دور تھا لیکن چاچو کا نزدیک ہی تھا اس لئے بس ڈرائیور سے کہ کر اسنے چاچو کو ہی کال کروالی تھی لیکن پچھلے دس منٹ سے وہ لڑکے وہ بے حیائی سے اسے دیکھ رہے تھے جو کہ زیمل کو گوارا نہیں ہو رہا تھا

"یا اللہ آج ہمت دے دیں کہ ایسی نگاہوں کو ان کی اوقات دیکھا دو پلیز اللہ میرا ساتھ دیجئے گا" کندھے پر موجود اپنا بیگ سہی کیا

ارگرد دیکھا سب اپنے کاموں میں مصروف تھے سڑک پر گاڑیوں کا شور تھا

زیمل نے ان لڑکوں کو انگلی کے اشارے سے اپنے ہو بلایا

ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اشارے سے زیمل سے پوچھا کہ واقعی ہمیں بلا رہی ہو

زیمل نے گردن اثبات میں ہلائی

وہ اسکے پاس آئے

'جی میڈم کیا بات ہے ؟؟"ایک لڑکے نے اس سے پوچھا

"وہاں سے دیکھنے میں مشکل پیش آرہی تھی نا یہاں سے دیکھ لو"زیمل نے ان سے کہا

ان میں سے ایک لڑکے کے چہرے پر اسکی بات سن کر چباثت سے بھری مسکراہٹ سجی

زیمل نے اپنا دائیاں ہاتھ اٹھایا اور اس لڑکے کے منہ پر چھاپ دیا"گھر میں ماں بہن موجود ہے ناں ان کو سامنے بیٹھا کر انکا اس غلیظ نظروں سے پاسٹ مارٹم کیا کرو خبیث آدمی شرم کرو"اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے لیکن اسکے لہجہ سخت تھا

سڑک پر چلتے لوگ رک گے تھے گاڑیاں بھی رک چکی تھی
ہمارے ملک کی عوام تماشے دیکھنے میں سب کا نمبر پیچھے چھوڑ سکتے ہیں
"اوئے لڑکی زبان سنبھال کر بات کرو۔ تم میں ہے ہی کیا ایسا جو ہم تمہیں دیکھے گے "دوسرے لڑکے نے کہا

زیمل نے اسکے منہ پر بھی تھپڑ رسید کیا" وہی ہے جو تمہارے گھر کی عورتوں کے پاس ہے گلی کے آوارہ کتے "وہ غصہ میں کیا بولتی تھی یہ بات وہ بھول جاتی تھی

کچھ مرد زیمل کے پاس آئے "کیا ہوا بیٹی ؟"

"کچھ نہیں انکل ان کی اوقات دیکھا رہی تھی" وہ بولی

ہجوم میں موجود لوگوں نے ان لڑکوں کو پکڑ لیا تھا اور زیمل سے ساری بات پوچھی

زیمل نے ساری بات انہیں بتائی اور اتنے میں ہی اسکے چاچو آگے تھے زیمل کے ارد گرد ہجوم دیکھ کر وہ تو گھبرا گے تھے
اپنے چاچو کو دیکھ کر زیمل کے انسو نکل آئے
'کیا ہوا ہے بچے تم ٹھیک ہو؟؟"انہوں نے فکر مندی سے پوچھا

وہ بس ان کے سینے سے لگ کر رونے لگ گی تھی وہ اتنی بہادر نہیں تھی یہ سب اللہ کی دی گی ہمت تھی جو پتا نہیں کہاں سے آئی تھی

وہاں موجود ایک مرد نے خالد صاحب کو ساری بات بتائی ان لڑکوں کو تو پولیس والوں کے حوالے کر دیا گیا تھا

پولیس والوں سے بات چیت کر کے انہوں نے یہ معاملہ ختم کیا اور زیمل کو لے کر گھر آ گے

گھر آ کر زیمل نے کیسی کو کچھ بھی نہیں کہا بس یونیفارم تبدیل کر سو گی

خالد صاحب نے بھی گھر میں سب کو منع کر دیا تھا کہ اس سے کوئی بھی بات نا کرے ان کی بات پر عمل کرتی کسی نے بھی زیمل کو نہیں چھیڑا

شام کے پانچ بج رہے تھے جب زیمل کی آنکھ کھلی دن کا سارا واقعہ اسے یاد آیا یکدم اسے ڈر لگنے لگا تھا وہ یہ سب کیسے کر سکتی تھی دو انجان لڑکوں کے منہ پر تھپڑ مارنا یہ سوچ کر ہی زیمل کے ہاتھ کانپ گے

لڑکیاں بہادر نہیں ہوتی زندگی کی جنگیں انہیں بہادر بناتی ہیں اور آج زیمل کی زندگی کی یہ پہلی جنگ تھی جو اسنے اکیلے لڑی تھی

جو لڑکی اپنی جنگیں اکیلے لڑنا سیکھ جائے پھر زمانہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

آج کل کے معاشرے میں کیسی بھی عمر کی عورت محفوظ نہیں حوس کی آگ اس قدر بھڑک چکی ہے کہ لوگ عورت کو قبر میں نہیں بخشتے یہاں تو پھر سڑک پر چلتی عورت ہوتی ہے

سویرہ نے اسے جاگتے دیکھا تو اسکے پاس آئی

"کیا ہوا زیمل کیا بات ہے؟؟"سویرہ نے پیار سے پوچھا

زیمل نے اسے ساری بات بتادی اور آخر میں رونے لگ گی

"تو پاگل اب رو کیوں رہی ہو اس میں رونے والی کیا بات ہے؟"

"آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے اگر ابو کو پتا چلا تو وہ مجھے ڈانٹے گے اور مجھے سکول نہیں جانے دے گے پلیز آپی"

گھر سے ملی بے یقینی بیٹیوں کو ہر میدان میں ہرا دیتی ہے

"کچھ نہیں ہوتا چاچو نے تمہیں کچھ کہا نہیں نا تو پھر کیوں ڈر رہی ہو بلکہ میں تو شکر ادا کرتی ہوں کہ کوئی تو ہے جو اپنے حق کے لئے لڑنا جانتا ہے میری جان ڈرو نہیں تمہارے ساتھ تو اللہ ہے ناں" اسے پیار کرتی سویرہ نے کہا

"آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے وہ لڑکے اگر پھر کبھی آگے اور اور" وہ کہتے کہتے رک گی

"اللہ ہے ناں زیمل وہ لڑکے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اگر ان میں غیرت ہوئی تو پولیس سے چھتر کھانے کے۔ بعد وہ اپنے گھر کی عورتوں کو دیکھنے سے پہلے دس بار سوچے گے تم اس طرح پریشان نہیں ہوا ٹھو منہ ہاتھ دھو اور کھانا کھاؤ" اسکے انسو صاف کرتے سویرہ نے کہا

"آپی یہ مرد اتنے برے کیوں ہوتے ہیں انہیں شرم نہیں آتی"

"مرد ایسے ہی ہوتے ہیں زیمل ان مردوں کو کوئی نہیں بدل سکا تم چھوڑو اب"

"آپی سب مرد ایک جیسے تو نہیں ہوتے نائل بھائی ایسے نہیں ہیں رامیز بھائی بھی ایسے نہیں ہیں ہمارے چاچو ہمارے ابو وہ بھی مرد ہیں ناں وہ تو ایسے نہیں ہیں تو پھر باقی دنیا کے مرد ایسے کیوں ہیں؟؟"

"زیمل جو اپنی گھر کی عورتوں کی عزت کرتے ہیں وہ غیر مسلمان عورت کی بھی قدر کرتے ہیں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمان عورتوں کی ہی نہیں بلکہ دوسرے مذہبوں کی عورتوں کی بھی قدر کرتے تھے تمہیں یاد ہے ناں وہ واقعہ جب ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روانہ اپنے گھر سے کوڑا پھیکتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے گزر جاتے تھے اسے کچھ بھی نہیں کہتے تھے اور ایک دن اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صبر سے اسلام قبول کر لیا تھا ہمارے معاشرے کے مردوں کو بس بات چار شادیوں کی سنت یاد ہے وہ باقی ساری سنتیں بھول چکے ہیں"

"مرد تو محافظ ہوتے ہیں لیکن پتا نہیں کیوں یہ مرد دوسروں کی عورتوں کے لئے بھیڑیے بن جاتے ہیں" اسکا دل آج مردوں سے بہت خراب ہو چکا تھا

"ہمارے محافظ صرف ہمارے محرم ہوتے ہیں زیمل اگر دنیا کے سارے مرد ہمارے محافظ ہوتے تو اللہ نامحرم سے بچنے کا حکم نہیں دیتے"

زیمل نے بس خاموشی سے اس حقیقت کو تسلیم کیا

اگر سارے مرد اچھے ہوتے تو اللہ کبھی نہیں نامحرم سے بچنے کا کہتے

سب مرد اچھے نہیں ہوتے سب مرد محافظ نہیں ہوتے یہ بات عورت کو سمجھ لینی چاہیے ہر مرد ہماری محبت کا حقدار نہیں ہماری محبت کے حقدار صرف ہمارے محرم ہوتے ہیں کیسی بھی مرد کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہیے کہ وہ دن رات آپکے سر پر سوار رہے

وہ کھانا کھاتے ہوئے بار بار ایک ہی بات سوچ رہی تھی کہ آج کیسے اسے اتنی ہمت ملی گی تھی

آج وہ سب کیوں نہیں اسکے ساتھ ہوا جو ناولز اور ڈراموں میں دیکھایا جاتا ہے وہاں ہیرو آجاتے ہیں بچانے اسے بچانے کوئی ہیرو نہیں آیا تھا
اسے بچانے کوئی نہیں آیا تھا وہ اپنی ہیرو اس وقت خود ہی بنی تھی
یہ سب کہانیوں میں ہوتا ہے صرف کہانیوں میں ہی مصیبتوں میں بھنسی ہیروئن کو بچانے ہیرو جاتا ہے حقیقت میں لوگ ہوتے ہیں جو صرف تماشہ دیکھتے ہیں

زیمل نے کھانا کھایا اسکے دماغ سے اج کا یہ واقعہ کیسی صورت بھی نہیں نکل رہا تھا وہ اسے نہیں سوچنا چاہتی تھی مگر بار بار ذہن وہی چلا جاتا

زیمل نے دل بہلانے کے لیے موبائل یوز کرنے لگ گی

موبائیل یوز کر رہی تھی کہ امی کمرے میں آئی

اسکے ہاتھ میں موبائیل دیکھ کر ان کے دماغ جیسے گھوم گیا

"ہر وقت بس اسے دیکھتی رہتی ہوں مجال ہے جو تمہاری انسانوں سے بنتی ہو گھر میں سب باہر بیٹھے اور تم اس کو لے کر اندر بیٹھی ہو کچھ شرم نہیں باہر باپ اور چچا بیٹھا ہے اندر کمرے میں تم اس شیطان کو دیکھ رہی ہو" وہ اسے آج دن کا واقعہ سننے آئی تھی مگر اسے موبائل استعمال کرتا دیکھ کر غصہ ہو گی

"امی دل گھبرا رہا تھا تو بس زرا سا دیکھ لیا" وہ موبائل سائیڈ پر رکھتی صفائی دیتے بولی

"جب نمازوں کا حوش نہیں ہو گا تو دل گھبرائے گا ہی نا دل گھبرائے تو قرآن پڑھتے اور اجکل کی نسل شیطان میں لگ جاتے ہیں" وہ اسے کہتے کمرے سے باہر نکل گی

زیمل نے آنکھیں بند کی "اللہ جی" وہ اللہ کو پکارتی بیڈ سے اٹھی
عصر کی نماز ادا کی اور کمرے سے باہر نکل آئی

باہر آتے ساتھ ہی چچی نے اسے کڑی نظروں سے دیکھا چچی کی نظروں کو نظر انداز کرتی وہ کچن میں چلی گی

امی چائے بنا رہی تھی "امی کیا کر رہی ہیں اپ ؟-اسنے پیار سے پوچھا

"سوگ بنا رہی ہوں" انہوں نے جل کر کہا

آج زیمل کو محسوس ہو گیا کہ آج پھر امی کا بی پی ہائی ہے آج عزت خاموش رہنے میں ہی ہے

"اچھا میرے پیاری امی جان آپ جائے میں چائے بنا کر لاتی ہوں" وہ پیار سے بولی

"نہیں نہیں ملکہ صاحبہ آپکی تو شان میں گستاخی ہو گی آپ جائے تشریف رکھے باہر یہ ملازمہ ہے ناں مفت کی آپ کے آگے پیش کرے گی"
امی کی بے عزت کرنے کا طریقہ بھی ان کے پیار کی طرح انوکھا ہی ہوتا ہے

ا"رے میری شہزادی میرے ابو کی شریک حیات آج غصہ کیوں ہے؟؟"

'نہیں مجھے تو سب غصہ ہونے کا بھی حق نہیں اس گھر میں" وہ چائے میں دودھ ڈالتی بولی

"ارے میرے ابو کی بیگم اپکو ہی تو سارے حق ہیں قسم خدا کی" وہ انہیں تنگ کر رہی تھی اور یہ کام صرف زیمل اور نیرہ ہی کرتی تھی

'دفاع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے کہ تمہاری درگت بنا دو میں"

"اللہ امی میں نے کیا کیا ہے کیوں اپنے سر تاج کا غصہ مجھ معصوم میں اتار رہی ہیں"

"زیمل جاتی ہو یا جوتا اتاروں ؟؟-انہوں نے دھمکی دی

"جا رہی ہوں بھئی میری تو اس گھر میں کوئی عزت ہی نہیں" وہ بڑبڑاتی کچن سے باہر نکل گی

"بھئی تم نے باہر جو بہت عزت بنائی ہوئی ہے اس لئے گھر میں نہیں" چچی نے کہا

"وہ تو ہے چچی اس میں کوئی شک نہیں" وہ اپنے فرضی کالر جھاڑتی بولی

"بیٹیوں کو ہونا ہی ایسا چاہیے میری بیٹی کی طرح" زیمل کے سر پر دلاسہ دیتے سلیمان صاحب نے کہا

اسکا دوپٹہ گلے میں پڑا تھا ابو نے اس پر غصہ نہیں کیا بلکہ اسکے سر پر دلاسہ دیا ان کے کہے الفاظ زیمل کو خواب محسوس ہوئے

اسنے اپنے ابو کو دیکھا جو کرسی پر بیٹھ رہے تھے اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی یہ مسکراہٹ پندرہ سالوں میں پہلی بار زیمل نے دیکھی تھی

"بھائی بڑے بڑے قلعہ فتح کر ہی ہوں اجکل تم" چچی نے اسے کہا

"بیٹیوں کو قلعہ فتح کرنے آنا چاہیے شگفتہ" یہ پہلی بار ہوا تھا کہ ابو چچی کی بات پر جواب دے رہی تھے

"ادھر آؤ میرے پاس۔" سلیمان صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا
زیمل ان کے پاس آئی انہوں نے کھڑے ہو کر اسے آپنے سینے سے لگایا
زیمل کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا ابو صرف عید کی نماز کے بعد ایسے ملتے تھے عام دنوں میں نہیں لیکن۔اج؟؟
"تم نے جو آج کیا اس پر مجھے تم پر فخر ہے مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری بیٹیاں اپنی جنگیں لڑ سکتی ہیں مین تو خوا مخواہ پریشان ہوتا تھا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میری بیٹیاں لڑنا جانتی ہیں انہیں بولنا آتا ہے" وہ اسے کہ رہے تھے اور زیمل وہ اپنے انسو گال پر بہتے محسوس ہوئے

یہ صرف الفاظ تھے ؟؟ نہیں یہ باپ کا ایک بیٹی کو دیا یقین تھا۔ بھروسہ تھا جو اگر ہر باپ اپنی بیٹی کو دے تو کوئی بھی لڑکی نہیں ڈر سکتی کوئی بھی لڑکی ملیک میل نہیں۔ ہو سکتی

وہ خاموشی سے بس کھڑی رہی ابو نے اسے اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھایا

'ارے عظمی چائے کہاں رہے گی اج ؟؟" انہوں نے کچن میں موجود اپنی بیگم سے کہا

"جی بس لائی' وہ کہتی کچن سے باہر چائے کی ٹرے لاتی نظر آئی

"ارے بھابھی خالی چائے آج کچھ خاص ہونا چاہیے تھا چائے کے ساتھ" خالد صاحب نے کہا

"کیوں آپکو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے میں نے؟؟"ان کی بات ہر شگفتہ بیگم نے کہا

جس پر وہاں موجود سب نے اپنی ہنسی قابو کی

"ارے میری دوسری شادی سے بھی زیادہ خوشی کی بات ہے بھئی تم خبریں نہیں نا سنتی"

"بھئی یہ ملک کے حالت سن کر آپ ہی سر درد پالے مجھے کوئی شوق نہیں" وہ سر سے پھیکتیئ بولی

"بھئی ہماری زیمل کی بہادری آج میڈیا میں چھائی ہوئی ہے"انہوں نے کہا

شگفتہ بیگم سمیت وہاں موجود سوائے سلیمان صاحب سب نے حیرت سے انہیں دیکھا

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ٹی وی پر زیمل ائی ہے؟؟" شگفتہ بیگم نے پوچھا

"ٹی وی پر زیمل نہیں آئی اسکی آج کی بہادری آئی ہے"

"کونسی بہادری خالد؟؟"

""" بتادے تمہاری چچی کو ہم؟؟" انہوں نے زیمل سے پوچھا

زیمل نے اثبات میں سر ہلادیا

"بھئی ہماری بھتیجی نے آج سڑک کے لفنگو کو رکھ رکھ کر تھپڑ رسید کیے جس کی وڈیو وہاں موجود کچھ لوگوں نے بنائی اور اب یہ بات سارے میڈیا میں پھیل چکی ہے"

"ہائے خدا خالد آپ کس طرح خوشی سے کہ رہے گھر کی لڑکی میڈیا پر آرہی ہے اور آپ خوش ہورہے ہیں توبہ توبہ" شگفتہ بیگم کانوں پر ہاتھ لگاتی بولی

"شگفتہ زیمل کوئی خیر اخلاقی کام نہیں کیا جو تم اس طرح کہ رہی ہو اور دوسری بات میں نے اس وڈیو پر میڈیا سے زیمل کو چہرہ نا دیکھنے کی درخواست کی تھی جس پر انہوں نے اس کے چہرہ نہیں دیکھایا اور دوسری بات اس کے اس عمل سے نا صرف اسے سہرا جارہا ہے بلکہ اس کے سکول کے یونیفارم میں ہونے کی وجہ سے اس کے سکول کے ادارے اس کے خاندان سب کو اس کی تربیت پر رشک ہورہا ہے اپنا دماغ بدل لو دور بدل گیا ہے خود کو بھی بدل لو"

"یہ تو ہماری عوام کا پیشہ ہے جہاں کوئی واقعہ دیکھا وہاں تماشائی بن کر کمیرے نکال کر کھڑے ہو جاتے ہیں" زیمل نے کہا کہو نکہ وہ وہاں لوگوں کو وڈیو بناتا دیکھ چکی تھی

"جو بھی ہے زیمل تمہارے اس اس عمل سے میرا دل بہت خوش ہو گیا ہے
"خالد صاحب نے کہا

"زیمل سر جھکا کر خاموش ہو گی"

"اگر تم بھی باقی لڑکیوں کی طرح ڈر جاتی تو انہیں شے مل جاتی وہ کل پھر کیسی لڑکی کو اسی طرح تنگ کرتے اور معاشرے میں دو مزید برے مرد جنم لے لیتے لڑکیوں کی سب سے بڑی غلطی ایسے مردوں سے ڈرنا ہے اور مجھے فخر ہے کہ تم نے یہ غلطی نہیں کی"

"تو ٹھیک ہے چاچو لیکن وہ لڑکے اگر انہوں نے خدانخواستہ زیمل کو نقصان پہنچانے یا بدلہ لینا چاہ تو؟؟-سویرہ نے کہا

"میں نے پولیس سے یہ بات کی ہے انہوں نے کہا ہے ہم ان لڑکوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑے گے"

"پھر بھی چاچو" زیمل نے کہا

'اب تم ڈر کر زندگی گزارنا چاہتی ہو؟؟" انہوں ے کہا

"اسنے نفی میں سر ہلایا"

"بس بے فکر رہو اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے کوئی تمہارا بال بھی نہیں ہلا سکتا نقصان پہنچانا تو دور کی بات ہے" انہوں نے اسے یقین دلایا

"وہ مطمئین تو نہیں تھی لیکن کماز کم پریشان بھی نہیں تھی اب"

نائل آفیس سے آکر اپنے کمرے میں آیا اسے نیرہ کمرے میں ہی مل گی

نیرہ نے اسے سلام کیا"اسلام علیکم"

"وعلیکم السلام" وہ بیڈ پر بیٹھتا بولا

'تھک گے ہو؟"نیرہ نے پیار سے پوچھا

"ہوں" وہ آنکھیں موندے بولا

"میں تمہارے لئے چائے لاتی ہوں"

"بھئی کیا تم ساری بہنیں کونسے خاندان سے ہو ہمارے ہاں تو لڑکیاں بہت ڈرپوک ہوتی ہیں وہ تو تم بہنیں نہیں؟؟-

۔کیا مطلب؟؟'نیرہ نے پوچھا

"تمہاری بہن سڑک پر لڑکوں کو تھپڑ رسید کرتی پھیر رہی ہے"

"نیرہ نے حیرت سے اسے دیکھا سویرہ اپی ارے نہیں وہ تو ایسا نہیں کر سکتی اور ناہی صائمہ آپی اور زیمل وہ تو چھوٹی ہے آپ کس کی بات کر رہے ہیں ؟؟"اسکے لئے زیمل ابھی بھی چھوٹی ہی تھی بھلا بڑے بہن بھائیوں کے لیے چھوٹے بہن بھائی بڑے بھی ہوتے ہیں؟؟

"تمہاری وہ چھوٹی بہن زیمل ارے تم نیوز نہیں سنتی کیا؟؟"

"زیمل؟؟ وہ وہ کیسے کر سکتی ہے نائل وہ تو چھوٹی سی ہے وہ چھپکلی کو نہیں مارنے دیتی تھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی"

"نائل نے جیب سے موبائل نکال کر اسے زیمل کی میڈیا پر چھائی وڈیو دیکھائی
"

نیرہ کو تو جیسے چکر آرہے تھے وہ بھلا اتنی بہادر جب ہو گی؟؟

"مجھے لگا کہ صرف تم ہی الگ ہو لیکن۔ تم تو ساری بہنیوں ہی کی اپنی اپنی دہشت ہے کوئی شوہر کو ڈراتی ہے اور کوئی سڑکوں پر لفنگو کو مارتی ہے واہ" وہ ستائشی سے بولا

"اللہ نائل زیمل یہ کیسے کر سکتی ہے؟؟-

"کیوں نہیں کر سکتی بلکہ مین تو کہتا ہوں سب لڑکیاں ہی ایسا کرے تو معاشرے سے یہ گندے مرد ہی ختم ہو جائے"

"نائل مجھے یقین نہیں آرہا" وہ اسے موبائل دیتی بولی

"تم میرے لئے چائے بنا کر لاؤ پھر اپنی گھر کال کر کے یقین کر لینا"

"اچھا میں بنا کر لاتی ہوں" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

کچھ دیر بعد وہ اسکے لئے چائے بنا کر لائی اور نائل نے اسے اسکے ابو کو کال کرنے کے لئے موبائل دیا

نیرہ وہ واحد انسان تھی جیسے نائل کا موبائل مل رہا تھا نائل کا موبائل ہر کیسی کو نہیں مل جاتا تھا وہ تو دیتا ہی نہیں۔ تھا

نیرہ نے تو پہلے سب سے لڑائی کی کہ کوئی اسے کچھ بتاتا ہی نہیں لڑائی کرنے کے بعد اسے احساس ہوا اسکے پاس تو موبائل ہی نہیں مگر گھر والوں سے اسنے سہی گلے شکوے کرنے کے بعد زیمل سے بات کی اسے شاباش دی اسکے دل کا خوف

ختم کر کے اسنے سب کو خدا حافظ کہا اور موبائیل واپس نائل کو دے دیا جو چائے پی کر اسے دیکھ رہا تھا

"تمہیں تمہارا فون نہیں ملا؟؟" نائل نے پوچھا

۔نہیں ملا اتنس ڈھونڈا پتا نہیں کہاں چلا گیا" اداسی سے کہا

"سنبھال کر رکھنا تھا نا غصے میں نا ادھر دیکھتی ہوں نا ادھر بس اپنی دھن میں مجھے سنبھال کر رکھنا مجھے نا غصہ میں کھو دینا"

"تم کوئی چیز ہو جیسے میں کھو دوں گی اور دوسری بات اب ہو گی مجھ سے غلطی بار بار طعنے مار رہے ہو"

"طعنے کب مار رہا ہوں بس سمجھا رہا ہوں غصہ میں اپنوں کو نقصان نہیں پہنچاتے
"

"اچھا ٹھیک ہے" وہ بولی اور کمرے سے باہر نکلنے لگی

"تم کہاں جا رہی ہو؟؟"۔"نائل نے پوچھا

"رات کا کھانا بنانے" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

پیچھے نائل اپنے تکیہ پر سر رکھ کر آرام کرنا چاہتا تھا مگر اسے مستقبل کی فکر ہو رہی تھی یہ بات تو طے تھی کہ اسکے گھر والے نیرہ کو کبھی قبول نہیں کرے گے اور وقت آنے پر اپنے پلین کے مطابق سارا کام کر کے وہ نیرہ کو نکال دے گے مگر یہ پہلے کا پلین تھا جس وقت نائل کے دل میں نیرہ کے لئے کچھ بھی نہیں تھا اب وہ ایسا ہر گز نہیں ہونے دے گا

وہ جہاں زیب صاحب سے بات کرلے گا خود کو تسلیاں دیتا وہ اب فرش ہونے چلا گیا

وہ اپنے افیس میں کام میں مصروف تھا جب اسے خالد صاحب کی کال آئی رامیز نے کام سے ہاتھ روک کر ان کی کال اٹھائی

"اسلام علیکم" رامیز نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام مجھے پہچانا؟؟" انہیں لگا کہ شاید وہ انہی نہیں جانتا مگر محبوب سے جڑا۔ ہر بندہ حفظ ہوتا ہے

"جی جی انکل کیوں نہیں آپ خالد انکل ہیں" وہ بولا

"چلو شکر تم نے پہچان لیا اور بتاؤ کیسے ہو تم اور گھر میں کسے ہی سب ؟؟"

"الحمد للہ انکل آپ کیسے ہیں ؟؟"

"اللہ کا کرم ہے بیٹا اچھا مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے اگر تم فری ہو ؟؟"

"جی جی شیور انکل" وہ جانتا تھا بات کیا ہے

"بیٹا مجھے سویرہ نے بتایا ہے میں تمہیں ناہی ڈانٹنے لگا ہو اور ناہی میں اپنی غیرت زندہ کر کے تمہارا گریباں پکڑوں گا میں بس تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم میری بیٹی کے ساتھ سیریس ہو کیا تم اسے شریک حیات بنانا چاہتے ہو دیکھو جھوٹ مت بولنا میں بھی مرد ہوں اور عمر میں تم سے زیادہ تجربہ ہے" انہوں نے آخر میں اسے باور کروایا

"انکل میں آپ سے اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپکی بھتیجی سویرہ پسند ہے میں اسے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن میری والدہ وہ نہیں مان رہی"

"میں جانتا ہوں تمہاری والدہ کے روایہ کو لیکن اسکے لئے میرے پاس ایک ایڈیا ہے اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو ضرور یہی آزماتا"

"جی جی ضرور انکل"

انہوں نے اسے سارا ایڈیا بتایا" دیکھو کبھی کبھی ایسے رستے اپنانے پڑتے ہیں جب اپنے بے حس ہو جائے تو تگڑا بے حس ہونا پڑتا ہے مگر یاد رکھنا وہ تمہاری والدہ ہیں تم ان کے ایک دن کی اذیت کے انسو کی قیمت ساری زندگی نہیں چکا سکتے باقی ماشاءاللہ تم سمجھدار ہو" وہ اسے سارا پلین بتا کر آخر میں سمجھا رہے تھے

"سمجھدار؟؟زندگی میں سب سے زیادہ نقصان اس سمجھدار اولاد کا ہوتا جیسے ہمیشہ سمجھدار اولاد بننے کے لئے والدیں کے لئیے قربانیاں دینی پڑتی ہیں"

ان سے بات کر کے وہ اب تھوڑا مطمئن تھا یہ پہلا اور آخری تجربہ ہو گا جو وہ اپنی والدہ سے کرے گا اگر وہ پھر بھی نامانی تو؟؟ذہن نے سوال۔کیا

"تو پھر کیا جہاں میں کون ہے جیسے محبت ملی ہو؟؟" وہ سوچتا خالی مسکرایا

"یہ والدین کبھی کبھی کیوں اتنے سخت دل بن جاتے ہیں؟؟"

گھر آ کر اسنے ساری بات اسنے سونیا کو بتائی اس سب میں وہی اسکی مدد کر سکتی تھی

"ارے بھائی اماں مجھے جوتوں سے پیٹے گی آپ جانتی نہیں انہیں اگر مین یہ کہ دو کہ یہ کام ایسا نہیں ایسے ہے تو مجھے کہتی ہیں میری ماں نابنو اور یہ بات کرنے پر توبہ توبہ "وہ کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی

بھئی آماں کی دہشت ہی اتنی تھی

والدین کی سب سے بڑی غلطی پتا ہے کیا ہے؟؟انہیں فخر محسوس ہوتا ہے کہ انکی اولاڈان سے ڈرتی ہے ان کے سامنے نہیں بولتی یہ سب سے بڑی انکی غلطی ہوتی جتنی آپ سے آپکی اولاد ڈرے سہمی ہوتی ہے وہ اپنے والدین سے اتنی ہی دور ہوتی ہے

ہر رشتہ کی باونڈریز ہوتی ہیں والدین کو بھی والاد کو ان باؤنڈریز میں رکھنا چاہیے

"ارے سونیا یار" وہ اسے بے چارگی سے بولا

"بھائی اماں مارے گی قسم سے "سونیا نے کہا

"کیا کبھی میں نے تمہیں پہلے اماں کے ہاتھوں مار کھانے دیا ہے؟؟" رامیز نے پوچھا

یہ سچ تھا کہ وہ بچپن میں سونیا کی جگہ خود مار کھاتا تھا لیکن اسے نہیں مارنے دیتا تھا

"اچھا بھائی آپ وعدہ کرے کہ اماں کی مار سے بچائے گے؟؟"

"ارے یار سونیا میں مر جاؤں گا اپنی خاطر تمہیں کچھ نہیں ہونے دے سکتا پاگل" وہ اسکے سر پر چپیٹ لگاتا بولا

"آپ نہیں جانتے اجکل اماں کا پارہ ہائی رہتا ہے آویں ہی میری کوئی ہڈی پسلی توڑ دے گی میرے شوہر کو شادی سے پہلے ہی رنڈوہ کر دے گی" زبان نان کنٹرول لڑکی بھائی کے سامنے یہ بات کر کے اب زبان دانتوں میں سے چکی تھی

رامیز مسکرایا"آسکی بہن کی زبان نان کنڑول تھی یہ بات وہ جانتا تھااس لیے اسکی ہر الٹی سیدھی بات مسکرا کر سن لیتا تھا"
سونیا کو اب شرم محسوس ہو رہی تھی

"بھائی چلے نا مشن سٹارٹ کرے"سونیا نے بات کو بدلا

"چلو شروع کرے دنیا کا سب سے مشکل مشن"رامیز صوفے سے اٹھتا بولا

"بھائی"سونیا نے کمرے سے باہر نکلتے رامیز کو پکارا

رامیز نے مڑ کر اسے دیکھا

"بیسٹ آف لک"وہ کہتی اسکے سینے سے لگی

وہ مسکریا کام الٹا ہو یا سیدھا ساتھ ہمیشہ اسکی یہی بہن دیتی تھی

وہ اسے سر پر پیار دیتا کمرے سے باہر نکل گیا

"اللہ سویرہ کتنی لکی ہے ناں کتنا مخلص بندہ اسے مل۔ گیا پلیز اللہ ہر لڑکی کو ایسے ہی مرد نصیب کرنا" ہوں وہ اپنے بھائی کی مخلصی میں فخر محسوس کرتی تھی
وہ بہن تھی اگر بھائی کی پریم کہانی میں بہن ساتھ نہین دے گی تو اور کون دے گا؟؟؟

اسے یاد تھا اپنا کیے وعدہ اسنے رامیز سے وعدہ کیا تھا کہ بھائی آپ بس لڑکی پسند کرے اماں ابا کو راضی کرنا میرے زمہ
اب وعدہ پورا کرنا تھا ایک بہن نے

رامیز کمرے میں آیا تو اماں کوئی ڈرامہ لگا کر بیٹھی تھی
وہ ان کے ساتھ بیڈ پر بیٹھا

"ارے تم افیس سے کب ائے؟؟" انہوں نے اس سے پوچھا

"بس ابھی ہی" وہ بولا

"اچھا" وہ کہتی واپس سے ڈرامے میں مشغول ہو گی

"کیا سین ہے انکا اماں یہ لڑکی کیوں رو رہی ہے؟؟" رامیز بات سٹارٹ کرنا چاہتا تھا اس لیے ٹی وی پر لگے ڈرامے پر ہی اماں سے پوچھا کیونکہ اماں سے اچھا ڈرامہ کاری کیپ کوئی نہیں دے سکتا تھا

"ارے یہ جو لڑکی ہے ناں اسکے شوہر نے اسے بے چاری کو ماں کی باتوں میں آکر طلاق دے دی اب بے چاری اکیلی یتیم چچی کے ساتھ رہتی تھی اب وہ منحوس عورت بھی اسے اپنے گھر نہیں آنے دے رہی چچا جو مر گیا ہائے لعنت ہو ایسے

مردوں پر بے چاری جوان جہاں بچی ہے ہائے "اماں ایسے دہائیاں دے رہی تھی جیسے واقعی اس جوان لڑکی کو طلاق ہو گی ہو

کتنی عجیب بات ہے ناں جو عورت ڈرامہ میں نامکمل کہانیاں دیکھ کر انہیں کوس رہی ہے وہ حقیقت میں اپنے بیٹا کی کہانی کی ویلن بنی ہوئی ہے

"اچھا اماں یہ تھوڑا حقیقت ہوتا ہے" رامیز نے کہا

اماں نے اسے دیکھا "تم نا دیکھو مجھے دیکھنے دو" اماں کو سب برداشت تھا اپنے پسندیدہ ڈرامے کی تذلیل یا اسکی نقص برداشت نہیں تھے

رامیز اب بے چارہ بس ڈرامے میں اس روتی عورت کو ہی گھنٹہ دیکھتا رہا

"اسنے شکر ادا کیا کہ ڈرامہ ختم ہوا"

"اماں مجھے آپ سے بات کرنی ہے "آخر اسنے ہمت کرلی

"ہاں کرو" وہ چینل بدلتی بولی

'اماں آپ پھوپھو کے گھر میرا رشتہ لے کر جائیے سویرہ کے لیے"

انہوں نے اسے دیکھا "میری لاش پر سے گزر کر بیاہ لاؤ اسے "انہوں نے کہا

"اماں خدا کے لئیے مت کرے ایسا اب اپکا وہ نرم دل کہاں گیا جو اس ڈرامے میں غیر حقیقی عورت کی طلاق میں رویا تھا اماں کیوں سخت دل بن رہی ہیں آپکا بیٹا ہوں اماں" وہ واقعی تھک چکا تھا

"ٹھیک ہے لاؤ زیر مجھے کھلا دو اور اسے اپنی بیوی بنا کر لے آؤ ورنہ مرے جیتے جی تو اس گھر کی لڑکی کی بیاہ کر نہیں۔لاؤں گی"

"ٹھیک ہے آپ بھی میری ماں ہو کر سنگدل بن رہی ہیں۔تو میں بھی اپنا بیٹا ہو کر سخت دل ہو گیا ہوا گر آپ میری اس سے شادی نہیں کرے گی تو میں خود اسے بیاہ کر لے آؤں گا اور اس گھر میں کیسی کو بھی اپنا منہ نہیں دیکھاؤ گا اسے لے کر بہت دور چلا جاؤں گا" وہ بیڈ سے اٹھتا بولا

فوزیہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا یہ انکار امیز نہین تھا؟؟

"فکر نا کریں دنیا کے کیسی بھی کونے میں ہوا آپکے خرچے کے پیسے بھیجتا رہوں گا آخر اپکو مجھ سے اسی تک ہی تو غرض ہے" وہ کہتا کمرے سے باہر نکل گیا

"یا اللہ مجھے معاف کر دینا" کمرے سے باہر نکل کر اسنے توبہ کی
مگر کمرے میں موجود اسکی ماں کو حیرت ہو رہی تھی یہ انکا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟؟

وہ کمرے سے باہر نکلا تھا اور سونیا کمرے میں آئی

"اماں مان جائے نا بھائی ہمارے لئے کیا کچھ نہیں کرتے تو کیا آپ ان کے لئے اتنا نہیں کر سکتی؟؟'سوں یا نے کہا

"میں عظمی کی بیٹی نہیں لاؤں گی آپنے گھر "انہوں نے کہا

'اماں اولاد کے لئے عزت نفس مار دے وہ بھائی ہیں اور سوچے اگر آنہوں نے اپنا کہا سچ کر دیکھایا تو کیا کرے گے ہم؟؟اور میں؟؟ میں تو آپکو کبھی معاف نہیں کردوں گی آپ اپنے دونوں بچوں سے ہاتھ دھو بیٹھی گی؟؟"ایمو شنل بلیک میلنگ تھی لیکن ضروری تھی

فوزیہ بیگم یکدم حیرت میں ڈوبی انکا غصہ اب حیرت میں بدل چکا تھا

"اماں پلیز مان جائے بھائی کی خواہش پوری کر دے میرے بھائی نے بہت قربانیاں دی ہیں اماں اب ایک قربانی آپ اپنے بیٹے کے لئے دے دیں پلیز

"انہیں نرم پڑتا دیکھ کر اسے حوصلہ ہوا

فوزیہ بیگم نے خاموشی سے اسے دیکھا

وہ اب کمرے سے باہر نکل گی اماں کی خاموشی بہت بڑی کامیابی تھی

باہر لاؤنج میں بیٹھے رامیز نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

سونیا نے اسے تم آپ دیا "مطلب مشن کامیاب ہوا"

رامیز مسکرایا "اسکے لئے اپنی دونوں ہتھیلیوں سے ہلکی سے تالی بجائی "

آنکھوں کے اشاروں سے ہی بہن بھائی باتیں سمجھ لیتے ہیں

ایسے رشتے انمول ہوتے ہیں یہ لمحے انمول ہوتے ہیں جب بہن بھائی لڑ جھگڑ کر پھر ایک دوسرے سے بغیر معافی مانگے سہی ہو جاتے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہوا

بہن بھائی کو رستہ وہ واحد رشتہ ہوتا جس میں لڑنے کے بعد کوئی معافیاں نہیں مانگی جاتی

یہ گھر میں ایک دوسرے کے جانی دشمن وقت پڑنے پر دشمن کے خلق تک پہنچ آتے ہیں

رامیز کو محسوس ہوا جیسے اسکی بہن کے علاؤہ یہ کام کوئی کر ہی نہیں سکتا تھا وہ اب کچن میں آیا جہاں سونیا شام کہ چائے بنا رہی تھی

وہ اسکے پاس آیا اور اسے ہزار کا نوٹ اسکے سامنے کیا" یہ میری طرف سے آج تم نے میرے لئے بہت کچھ کیا بے شک یہ تھوڑے ہیں لیکن دعا کرو تمہارا بھائی اٹھا کامیاب ہو جائے کہ تمہیں بہت زیادہ دے سکے" رامیز نے کہا

"بھائی اللہ آپ کو اتنا کامیاب کرے کہ لوگ اپنی مثالیں دے اور ایک بھائی اپنی بہن کو ایک روپیہ بھی دے ناوہ لاکھوں نہیں کروڑوں کے بدلے ہوتا ہے بھائی ارے بھائی بہینوں نے بھائی کے پیسے کو کیا کرنا بہنیں تو بھائی کی کامیابی ہی خوش کر دیتی ہے آپکی میرے لئے محبت سب سے قیمتی ہے "اسکی آنکھیں بھیگ ائی تھی

اسکا بھائی امیر نہیں تھا مگر اسکے بھائی کا دل بادشاہ تھا

"میں جانتا ہوں سونیا میں تمہارے خواب پورے نہیں کر سکا ہر لڑکی کی بہت سی خواہشات ہوتی ہیں تمہاری بھی ہو گی لیکن میں میں وہ پوری نہیں کر سکا جس کا گلٹ مجھے ہمشہ رہے گا"

"بھائی میرے لئے آپکا ابو کا اماں کا سایہ ہی کافی ہے کیسی کے پاس بہت دولت ہے مگر آپ جیسا بھائی نہیں آپ ایک اچھے بیٹے ایک اچھے بھائی اور مستقبل کے

ایک اچھے شوہر اور باپ بنے گے مجھے آپکا یہی۔پیار چاہیے بس" وہ ایمو شنل ہو گی تھی

رامیز نے اکسے انسو صاف کہیے "میں تمہیں یہ اپنی خوشی سے دے رہا ہوں رکھ کو" وہ اسے وہی نوٹ پکڑاتا بولا

"مجھے نہیں چاہیے مجھے آپ چاہیے بھائی" وہ اب باقاعدہ روتے ہوئے اسکے سینے سے لگ گی

رامیز نے اسکے سر پر پیار کیا اسے خاموش کروایا" اچھا چلو بس کرو چاہے اگر گر گی تو بڑا ڈون نہین چھوڑے گے" وہ اسکا موڈ سہی کرتا بولا

" بڑا ڈون بڑا سخت ہے بھائی" سونیا نے مسکرا کر کہا

"ہاں ہاں تم بہن بھائی بنالو ماں کا مزاق شرم نہیں آتے گدھے جتنے ہو گے ہو عقل نہیں ائی" اماں صحن میں جا رہی تھی جب انہیں سونیا رامیز کے گلے لگ کر روتی نظر آئی اور وہ رک گی

رامیز نے دل میں استغفر اللہ پڑھا

"میں تو تمہیں۔ایک بات بتانا ہی بھول گیا کل تمہارا رزلٹ الاؤنس ہونا ہے "رابیں نے اسے بتایا اسنے اور نیرہ دونوں نے اکٹھے بارہویں کے پیپرز دیے تھے

"اللہ بھائی نا کریں ابھی تو میں نے انجوائے ہی نہیں کیا تھا اللہ اللہ بچا لیں" اسنے جو حسین کہانیاں اور مکالمہ اردو کے پیپرز میں لکھے تھے وہ اسے رات کو سونے نہیں دیتے تھے اور مطالعہ پاکستان میں تو انسے پاکستان کی وہ تاریخ لکھی تھی جو قائد اعظم کے والد صاحب پونچا جناح کے والد نے بھی نہیں سوچی تھی اور میتھس

اسکے تو اسنے وہ فارمولے بنا کر سوال حل کئے تھے جس پر نیوٹن نے بھی سر پکڑ لینا تھا

اسے آپ لے ہی جوابوں سے ڈر لگ رہا تھا

"اللہ میرا رزلٹ کیسی ٹوپر سے چینج ہو جائے ورنہ اماں نے تو ساجن کے گھر بھیج دینا ہے" چائے بناتے اسنے سوچا رامیز اب کچن سے چلا گیا تھا

"اللہ اللہ بچا لینا بس اتنے نمبر سجائے کہ کیسی کھٹارہ سی یونی مین اڈمیشن مل جائے بس زیادہ نمبر بے شک نا آئے وہی نمبر اجائے جو عزت رکھ لے"

آج کی رات گواہ تھی کہ سونیا نے ساری رات دعائیں کرنی تھی وہ وہ انسے اللہ کے سامنے اپنی معصومیت سے کہنا تھا جیسے وہ بے چاری تو ساری ساری رات پڑھاتی رہیں جو حلانکہ بارہویں میں پہنچ کر بھی اسے رامیز فائنلز کے دنوں میں زبردستی غصہ کر کر کے پڑھاتا تھا یہ سچ تھا کہ اسے پڑھائی نہیں ہوتی تھی لیکن بننا اسنے کامیاب عورت تھا جو مہینے کے لاکھوں جمائی موبائیل میں ساری انڈیپینڈنٹ

ویمن کی وڈیوز دیکھ کر تو اسکے اندر کی عورت ایسے جاگتی تھی جیسے اب تو سونیا نے ریکارڈ توڑنے ہیں سب کو پیچھے چھوڑنا ہی مگر بس باجی سے پڑھائی نہیں ہوتی تھی باقی ہر رات کو بڑے بڑے خواب دیکھ کر سونا تو اسکا معمول تھا

سونیا محمود کیانی کو صرف ایک چیز پڑھائی کے کئی موٹی ویٹ کر سکتی تھی اور وہ تھا صنف اہن ڈرامے کا ost جیسے سن کر سونیا باڈر پر جانے کی ہمت رکھتی تھی وہ واحد لڑکی تھی تو صنف اہن کا ost سن کر پیپرز کی تیاری کرتی تھی

نیرہ کمرے میں بیٹھی اپنی انگلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی یہ اسکا ڈپریشن دور کرنے کا انوکھا طریقہ تھا

لیپ ٹاپ میں کام کرتے نائل نے اسے دیکھا

"کیا ہوا کیوں پریشاں ہو؟؟" آخر اسنے پوچھ لیا

""" کل میرا رزلٹ ہے نائل """

"تو کیا ہوا اس میں رزلٹ ہی ہاں نا" وہ لاپرواہی سے بولا

"تمہیں ٹینشن نہین ہوتی رزلٹ کے وقت؟؟" اسکی لاپرواہی پر نیرہ نے کہا

"ارے ایک رزلٹ میرا فیوچر نہیں ڈیسائیڈ کر سکتا ریلکس رزلٹ ہی ہے نا کیا ہو گا زیادہ سے زیادہ فیل۔ ہو گی نا اچھی بات ہے ویسے بھی کیا کرنا ہے اتنا پڑھ کر آخر میں پہلا کلمہ ہی کام۔ ایے گانا وہ تو آتا ہے نا" وہ جس امید میں اپنی ڈگری کمپلیٹ کر چکا تھا وہی امیدین تسلیاں نیرہ کو بھی دے رہا تھا

"یااللہ کہاں کس بندے کو مل گی "نیرہ اسکی باتیں۔ سن کر بس یہی بول سکتی تھی

"میری پسلی سے بنی ہو میرے پاس ہی انا تھا" نائل نے کہا

"ارے نائل مجھے ناقسمت ہارٹ اٹیک اجائے گا اگر میری ایک بھی سپلی اگی"

"کیوں تم تو لائق فائق بچی تھی نا تمہاری کیوں سپلی آئے گی؟؟" نائل نے کہا کیونکہ شادی سے پہلے اسے یہی سننے کو ملتا تھا

"نائل اگر میری سپلی اگی تو تم کلئیر کراؤ گے نا پلیز زززز"

"ارے جان جہاں آپکی سپلی کیوں آئے گی اپنا رول نمبر بتائیں زندگی کے سولہ سال ضائع کیے ہیں ابھی ایک کال کرے گے اور اپکو ٹاپر کی لسٹ میں سب سے اوپر نام لکھوائے گے اتنی پاور ہے آپکے شوہر کی" وہ بولا

"استغفر اللہ اس دو نمبری کی طرح تم ہی ٹاپ کرو کل رزلٹ ہے اور آج مجھے ٹاپ کراؤ گے"

"یہاں رزلٹ سے دو سیکنڈ پہلے رزلٹ بدل جاتے ہیں میڈم ابھی تو پھر گھنٹے پڑے ہیں آپنا رول۔ نمبر دو یوں ایک کال۔ کی دیر ہے" وہ چٹکی بجاتا بولا

"شرم کرو ایسے کام کر کے تم نے ڈگری حاصل کی ہے؟؟"

"کیا آج تک کیسی سرکاری دفتر میں رشوت اور سفارش کے علاوہ کیسی کو نوکری ملی یہ پاکستان ہے یہاں دو نمبری ہی چلتی ہے ایک نمبری کے چکر میں وقت ضائع ہوتا ہے"

"پاکستان کو مت بدنام کرو پاکستانیوں کو کرو اور اس ملک کا حال کرنے میں تم جیسوں کو ہی ہاتھ ہے اور خبردار آئندہ میرے ملک کے خلاف کچھ کہا" وہ اسے وارن کر رہی تھی

"رکو۔رکو۔ کہی تم کوئی ایجینٹ ویجنٹ تو نہیں جو اتنا غصہ ہو رہی" نائل نے کہا

"میں نا ہی کوئی ایجینٹ ہو نا ہی کچھ میں پاکستانی ہوں میں نے اس ملک کا نمک کھایا ہے اس ملک کا پانی پیا ہے میں نمک حرامی نہیں کر سکتی میں اپنی سرزمین کو برا نہیں کہہ سکتی"

"تم عورت ہو نیرہ گھر میں رہتی ہوں تم پاکستان وہی نظر آتا جو تم نے کتابوں میں پڑھا وہ والا پاکستان اب نہیں رہا جو ہمیں مطالعہ پاکستان میں پڑھایا جاتا تھا یہ اگر آپکے پاس پیسا ہے تو سب اپکا ہے میں مرد ہوں میں نے دیکھا ہے کتابوں کی دنیا سے باہر والا پاکستان یہ قائد کا وہ پاکستان نہین رہا"

"یہ قائد کا پاکستان نہین رہا مانتی ہوں مگر یہ سرزمین تمہاری ہے نائل اس سر زمین کو حاصل کرنے کے لئیے لاکھوں نہیں کروڑوں قربانیاں ہیں ہم کیسے اسے برا کہ سکتے ہیں ہم نے تو جب آنکھ کھلی تو آزادی سے سانس لیا ابو کہتے تھے کہ اپنی چیز بری بھی ہو تو اسے سنبھال کر رکھنا چاہیے محنت اور حق حلال کمانے والے اپنی ہر چیز کی بہت قدر کرتے ہیں ہمیں بھی یہ ملک بہت محنت کے بعد ملا اگر ہم اس کو سہی نہیں کر سکتے تو اسے برا بھی کہنے کا حق میں رکھتے مجھے اپنے ملک سے پیار ہے اور یہی میری پہچان ہے" وہ نیرہ تھی جیسے وکیل بننا تھا جس کی یہ تقریریں کچن میں کھڑے ہو کر امی سننا کرتی تھی

اور اب نائل سن رہا تھا

"اچھا بھئی معاف کرو" نائل نے ہاتھ جوڑ کر کہا

"نائل ایک بات بتاؤ نا تم میری سپلی کے پیپرز دلواں گے نا؟؟" نیرہ نے پوچھا

"اوکے لیکن مجھے امید ہے کہ یہ موقع نہیں آئے گا بھائی تم برائڈ سٹوڈنٹ ہو یہ گواہی تمہاری پچھلے ریکارڈز دیتے ہیں دونٹ واری تمہارے شوہر کے ایف آئے میں بس پاسیں گ مارکس تھے دیکھو میں بھی تو زندہ ہوں کچھ ہوا جسے ریلکس"

"مجھے Anxiety ہو رہی ہے کیونکہ میں اس سال کے پیپرز بہت بری حالت میں۔دیے تھے اور پتا نہیں کیا کیا لکھا تھا پیپر میں"

"کماز کم میری طرح ادھوری لو سٹوری تو نہیں نا لکھی تھی ریلکس یار میری بیوی ہو کر تم رزلٹ سے ڈر رہی ہو"

"بھئی تمہارے جیسا کونفیڈنٹ نہیں ہے میرے پاس"

"نعمت ہے یہ بھی" نائل نے کہا اور واپس سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا

کچھ دیر گزری تھی کہ نیرہ نے اسے اپنے دل کی بات کرنا چاہی

"نائل تم فری کب ہو گے مجھے تم سے بات کرنی ہے؟؟" اسے کام میں مصروف دیکھ کر نیرہ نے پوچھا

"تم بولو" وہ لیپ ٹاپ بند کرتا بولا

"تمہارا کام"؟؟" نیرہ نے پوچھا

'ہو جائے گا تم بتاؤ کیا بات ہے ؟"

"نائل تمہیں پتا ہے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا شادی کا میں لائیر بننا چاہتی تھی میرے بچپن کا خواب تھا یہ لیکن ابو کی خاطر مجھے شادی کرنی پڑی میں چاہتی ہوں نائل کہ میں یہ اپنا خواب پورا کر لو پلیز نائل مجھے لا کرنا ہے مجھے وکیل بننا ہے پلیز"

اسکی بات نے نائل کی پریشانیوں میں اضافہ کر دیا تھا

"پلیز نائل یقین کرو میری پڑھائی میں جتنا بھی خرچہ آیا وکیل بن کر سارا تمہیں واپس کر دوں گی ایک روپیہ بھی نہیں رہنے دوں گی" اسکی خاموشی نیرہ کو چھپ رہی تھی

"مجھے سیٹل ہونے دو پھر دیکھے گے" وہ اسکے سامنے انکار نہیں کر سکتا تھا

"کونسی سیٹینگ نائل ماشاءاللہ سب کچھ تو ہے ہمارے پاس کیا چاہے اور "؟؟؟

"ہے کچھ اپنے معاملات ابھی کچھ ٹائم ویٹ کرو پلیز"

"لیکن وعدہ کرو پلیز "نیرہ نے اسکے سامنے ہاتھ کیا

نائل نے اسے تھام لیا "آئی پرومس" وہ جانتا تھا کہ یہ وعدہ وہ شاید ہی پورا کر سکے
مگر وہ پھر بھی وعدہ کر رہا تھا

"تھیکیو سو مچ تھینکو مجھے پتا تھا تم منع نہیں کرو گے "اسکا مان مزید بڑھ گیا
وہ محض مسکرایا
یہ لمحہ بہت مشکل ہوتا تھا نائل کے لئے جب وہ اس پر یقین کرتی تھی
وہ اس وقت خود کو سب سے کمزور مرد سمجھتا تھا

وہ کچن میں کھڑی کام کر رہی تھی لیکن اسکا دل آپ نے رزلٹ پر اٹکا ہوا تھا اسکے پاس تو موبائل بھی نہیں تھا اور یہاں اسکے رزلٹ کی فکر ہی کس کو تھی لیکن اسکا دل تھا کہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا

حوریں کچن میں کھڑی مشال کے لئے کھانا بنا رہی تھی نیرہ نے اسے دیکھا

"بھابھی" آخر نیرہ نے اسے پکارا

حوریں نے اسے دیکھا؟؟

"وہ آپکا موبائیل مل سکتا ہے نائل کو کال کرنی ہے"

"کیوں اسکی یاد آ رہی ہے؟؟"

""نہیں وہ میرا ان رزلٹ ہے ناتو اسی کا پوچھنا ہے "نیرہ نے بتایا

"اوہہ اچھا یہ لو کر لو "حوریں۔نے اسے اپنا موبائل دے دیا

نیرہ نے نائل کا کال کی اور اسے رزلٹ کا پوچھا جو کام میں غرق تھا اس لئے بھول گیا تھا

"تم مجھے اپنا رول نمبر بھیجو میں دیکھتا ہوں "نائل نے کہا

۔رول نمبر؟؟"

"ہاں رول نمبر اسکے بغیر کہاں سے پتا چلے گا؟؟۔

"وہ تو میرے پاس نہیں ہے"

""" واہ امیزینگ محترمہ اب مین کہاں سے دیکھوں گا؟؟؟"

"تم گھر کال کرو ناشائد امی نے سنبھال کر رکھی وہ سنبھالتی تھی میری چیزیں یا پھر میں اپنے کالج کال کر لیتی ہوں"

"اچھا میں کال کرتا ہوں ویٹ کرنا" وہ کہتا کال بند کر گیا

اسکے پاس زیمل کا ہی نمبر تھا اسکے ہی نمبر پر کال کر کے رول نمبر سلپ مل گ گی

نائل نے اسکا رزلٹ چیک کیا اسکا آئے گریٹ تھا 94 پرسنٹ کے ساتھ وہ مسکرایا

وہ اتنے نمبر اپنے خواب میں بھی نہیں سوچتا تھا اسکے دل میں فورا نیرہ کی بات ائی وہ وکیل بننا چاہتی تھی

نائل نے حورین کے نمبر پر ہی کال کر کے اسے اسکے مارکس بتائے

"میری ٹریٹ تیار رکھنا" نائل نے اسے کہا

"کونسی ٹریٹ وہ تو تم دو گے نا مجھے" نیرہ نے کہا

"اوکے اب تم خود مجھ سے مانگ رہی ہو ٹریٹ اب تمہیں وہ قبول کرنی ہو گی"

"شیور یار" اسکا ذہن اتنا تیز نہیں تھا جو وہ نائل کہ بات کی گہرائی پر پہنچ سکتی

نائل نے فون بند کر دیااور ایک بار پھر اسکے موبائیل لینے کے لئے وہ افیس سے نکلنے کا سوچ رہا تھا آج اسے زراہ بھی اچھا نہیں لگا تھا نیرہ کا ہوں حوریں کے نمبر سے کال کرنا

سونیا کا دل دھڑک رہا تھا صحن میں اس وقت اسکی پیشہ تھی جس میں اسکے والدین اور رامیز بھی تھا

رامیز اسکا رزلٹ دیکھ رہا تھا اور اماں کی نظر سونیا پر تھی جیسے بہت کچھ کہ رہی تھی

رامیز نے اسکا رزلٹ نکالا اسنے نمبر بعد میں دیکھے پہلے اسکی سیلی دیکھی کہ کہی وہ تو نہیں آئی لیکن شکر وہ سب مین پاس تھی بے شک وہ ایک نمر سے ہی سہی مگر وہ پاس تھی

اور سونیا تو اسی مین آسمان سے لگ رہی تھی

"ہائے ے ے میں پاس ہو گی اللہ اللہ میں پاس ہو گی اماں میں پاس ہو گی اب مین کوئی سلائی نہیں سیکھو گی ہائے اللہ شکر" وہ بچوں جیسے اچھل اچھل کر خوش ہو رہی تھی

وہاں موجود سب بس مسکرائے وہ ان کے گھر کی رونق تھی وہ پاس نا بھی ہوتی تو اسکے ابا اور بھائی نے اسے پڑھانا ہی تھا

"مبارک ہو تمہیں بہت زیادہ" رامیز نے اسے کہا

"بھائی اب مجھے یونی میں اڈمیشن مل جائے گا نا؟؟؟"

اسکے جیتنے نمبر آئے تھے اسے میں اسے کوئی یونی قبول نہیں کر سکتی تھی مگر رامیز نے بس گردن اثبات میں ہلادی

"ہائے شکر اب اس خالہ پروین سے سلائی نہیں سیکھنی پڑے گی آگہی بار پکا ابا اس سے اچھے نمبر لاؤں گی آپ دیکھنا" زندگی کے بارہ سال ہو گے تھے لیکن سونیا کی وہ اگلا سال نہیں آیا تھا جس میں۔ وہ اچھے نمبر لائی گی

"بہت بڑا معرکہ نہیں مار لیا تم نے جو اتنا اچھل رہی ہو؟؟" فوزیہ بیگم نے کہا

"ارے اماں اجکل اتنی مشکل پڑھائی ہے شکر کرے پاس ہو گی میں اور آپ ہی کی بس کبھی خوش ہوئی ہی نہیں اپکو تو بس اپنے بیٹے کے ہی نمبر نظر آتے ہیں" وہ بولی

"تمہارے نمبر ہوتے بہت ہیں ناجو نظر آئے گے دیکھنا عظمی کی بیٹی کو کتنے نمبر لائے گی"

"اماں سونیا کے یہ نمبر جتنے بھی ہیں بہت ہیں پڑھائی میں کوئی مقابلے نہیں ہوتے "رامیز نے کہا

"ہاں نہیں تو" اپنے بھائی کی ہاں میں ہاں ملائی

'اب تم یونی ورسٹی جاؤ یا جہاں بھی سلائی تو تم سیکھو گی "اماں نے کہا

"ابا دیکھے ں ااماں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تم پاس ہو گی تو نہیں دیکھنا اور فیل ہو گی تو تب سیکھنا" اسنے ابا سے کہا جو اس بات کے گواہ تھے

وہ اب کیا کرتے بیوی کی بات رد کر نہیں سکتے تھے اور بیٹی کا ساتھ بھی دینا تھا

"سلائی تو تمہارے ابا بھی سیکھے گے دیکھتی ہوں کیسے نہیں سیکھتی تو" اماں دھمکی دیتی اندر چلی گی

سونیا نے رامیز کو دیکھا جس نے اسے خاموش رہنے کا کہا

"ہونہہ سلائی دیکھو سب سونیا درزن کہ کر مزاق اڑائے گے میرا" وہ منہ میں بڑبڑائی

"اچھا نام ہے ویسے سونیا درزن واہ" رامیز نے اسے تنگ کیا

"بھائیییی" وہ چلائی

"اچھا بھئی سوری کان کے پردے پھاڑ رہی ہو نا دیکھو سلائی" رامیز نے کہا

وہ بس اب منہ بنا کر بیٹھ گی تھی

شام کو نائل گھر آیا تو نیرہ اسے لاؤنج میں ہی آسیہ بیگم اور حوریں کے ساتھ۔ بیٹھی مل گی

ان کا رویہ کافی حد تک بہتر ہو گیا تھا نیرہ کے ساتھ

نائل نے سب کو سلام کیا "نیرہ کافی بنا کر کمرے میں لے آؤ" اسنے نیرہ سے کہا اور کمرے میں چلا گیا

نیرہ اچھا کہتی کچن میں چلی گی

"ممانی اپنے نائل کے ہاتھ میں کچھ دیکھا تھا؟؟" حورین نے پوچھا

"نہیں "انہوں نے کہا

"نائل کے ہاتھ میں کچھ تھا جو وہ کمرے میں لے گیا ہے اور دیکھے کیسے جو وہ کمرے میں لے گیا ہے اور دیکھے کیسے وہ کہ کر گیا ہے اسے کافی کا ضرور اسکے لئے کچھ لایا ہے"

"ہیمم میں بھی دیکھ رہی ہوں اجکل کچھ زیادہ ہی وہ اچھا ہو رہا ہے اس کے ساتھ

"یہ بات تو گھر میں سب نے نوٹ کی تھی

"ممانی اگر کچھ گڑ بڑ ہو گی تو؟؟"

"کیسی گڑ بڑ؟؟"

"مطلب اگر نائل اسکو واقعی بیوی تسلیم کر لے تو؟؟"حوریں نے کہا

اسکی بات پر وہ مسکرائی "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ زبان دراز لڑکی نائل کو ایک آنکھ نہیں۔ بہاتی یہ تو بس وہ گیم کھیل رہا ہے اسکے ساتھ "

"دیکھ لے ممانی یہ لڑکی بڑی چلاک ہے اپنی ادائیں دیکھا کر نائل کو قابو کر لے گی "

"نائل بچہ نہین ہے سمجھدار ہے"

حوریں بس خاموش ہو گی اسنے وہ سمجھدار مرد اسی وقت دیکھ لیا تھا جب وہ نیرہ کے بے حوش ہونے پر دیوانہ ہو گیا تھا

-_-_____

نائل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موں دے لیٹا ہوا تھا

نیرہ نے آہستہ سے کافی کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا

"نائل تمہاری کافی "اسے ہلا کر کہا

وہ اٹھا" تھینکس "کافی لبوں سے لگاتے وہ بولا

"تم نے میرے گھر کال کر کے میرے رزلٹ کا بتایا؟؟؟"

"ہاں بتادیا تھا"

"ابو سے بات ہوئی تمہاری پلیز اپنا موبائل دے دو ابو سے بات کرنی ہے"

نائل نے موبائل والا بیگ اسے تھمایا

نیرہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"ائم سو سوری کام کے چکروں میں بلکل بھول گیا تھا کہ تمہارے پاس موبائیل نہیں آج تم بھابھی کے فون سے کال کی تو یاد آیا سوری" نائل نے اسے کہا

"تھیکیو سو مچ نائل تم جانتے ہو مجھے آج اسکی بے ضرورت پڑی تھی" نیرہ نے کہا

"اٹس اوکے تم اسکی سیٹینگس وغیرہ کرلو اور اپنے گھر کال کرلو" نائل نے کہا

نیرہ مسکرائی شوہر کی دی گی توجہ ہر چیز سے زیادہ انمول ہوتی ہے
وہ سارے دن کے کام کی تھکن بس نائل کو اپنے ساتھ مسکراتا دیکھ کر آتار دیتی تھی

وہ اسے پورے دن کے گلے شکوے کرنا چاہتی تھی لیکن پھر نائل کی خاطر
برداشت کر لیتی

اسنے اپنے گھر کال کر کے سب سے مبارکباد وصول کی
اسے فورا پاکیزہ یاد آئی
وہ لوگ تو اب کراچی شفٹ ہو گے تھے نیرہ کو وہ بہت یاد آتی تھی مگر اسکا آخری
لہجہ اکسے آخری الفاظ بہت تکلیف دیتے تھے
جن کے ساتھ اچھا وقت گزارا ہو ان کی جدائی بجے بری ہوتی ہے

"اہم ایم تم مجھے اب ٹریٹ دو" نائل نے اسے خاموش دیکھ کر کہا

"کیا چاہیے تمہیں؟؟" نیرہ نے پوچھا

"جو تمہیں اچھا لگے" نائل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"ٹریٹ تمہیں چاہیے پسند بھی تم بتاؤ" وہ نادان تھی جو اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھ رہی تھی

"نہیں میری یا تمہاری پسند نہیں چلے گی یہ تو اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ ہمیں کیا چاہیے" وہ بولا

"کیا مطلب؟؟" نیرہ کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی

"میں تمہیں مطلب سمجھاوگا فکر نہیں کرو" وہ مسکرایا

"کیا ہے ابھی بتاؤ"

"جاؤ یار ابھی نہیں سمجھا رہا" وہ واپس لیٹا

"نائل بتا رہے ہو یا نہیں"؟؟؟

"رات کو بتاؤں گا" وہ کہتا آنکھیں بند کر گیا جیسے وہ تو بہت گہری نیند میں سو یا یوا ہے

نیرہ کو اب سمجھ آ گی تھی اسکی بات اسکا چہرہ دیک دم۔لال۔ہوا

وہ کچھ بھی کہ بغیر کمرے سے باہر نکل گی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گی تھی

اسے کمرے سے باہر نکل جانے پر نائل مسکرایا_____-

صبح کے پانچ بج رہے تھے وفا کو پیاس لگی اور وہ کچن میں پانی لینے آئی

ان کے ہاں صبح صرف آٹھ بجے ہی ہوتی تھی سوائے جہاں زیب صاحب کے

وہاں کوئی بھی فجر کے لئے نہیں اٹھتا تھا

وفا کچن سے پانی پی کر واپس کمرے میں آ رہی تھی جب اسے نائل باہر سے آتا ہوا

نظر آیا اسکے سر پر سفید رنگ کی ٹوپی تھی

وفا نے حیرت سے اپنی آنکھیں کھولی

"کہاں بے تھے تم نائل؟؟؟" وفا نے پوچھا

"مسجد" ٹوپی سر سے اترتے اسنے کہا

""کیوں؟؟؟"" وفا نے پوچھا

نائل نے حیرت سے اسے دیکھا جو پوچھ رہی تھی کہ مسجد کیوں گے تھے؟؟

"تمہارے لیے کوئی مولوی ڈھونڈنے تاکہ اسے تمہارا نکاح پڑھوا کر تمہیں اس گھر سے رخصت کردو بے قوف عورت" اسکے الٹے جواب ہر سیدھا جواب تو نائل نے بھی نہیں دینا تھا

۔بتنیز اپنے لئے جو حاجن لائی ہے وہ تو سنبھالی نہیں جا رہی مجھے رخصت کرو گے "وفا نے کہا

"وہ خود کو سنبھالے یا نہیں لیکن اسنے مجھے سنوار دیا ہے وفا بی بی" وہ اسے جلانے والی مسکراہٹ دیکھاتا وہاں سے چلا گیا

"منہوس جادو گرنی پتا نہیں کونسا جادو کر دیا ہے" وفا بڑائی

آسان نہیں تھا محبوب کے منہ سے اسکے محبوب کی تعریف سننا۔ایسا بڑا ظرف کیسی کیسی کا ہوتا ہے ہر کوئی محبوب کا محبوب برداشت نہیں کر سکتا

نائل کمرے میں آیا تو نیرہ جائے نماز پر بیٹھی دعا کر رہی تھی
وہ جب اکیلی ہوتی تو اللہ سے اونچی اونچی آواز میں باتیں کرتی تھی ابھی بھی وہ اللہ سے دعا مانگ رہی تھی اس لئے نائل کی موجودگی محسوس نہیں کر سکی

" یا اللہ جی پلیز پلیز مجھے وکیل بنا دے نا پلیز اللہ دیکھیں اپنے میرے اتنے اچھے مارکس بھی دلائے بس اک اور چھوٹی سی خواہش پوری کر دے دیکھنا اللہ جب میں وکیل بن جاؤں گی پکا سب کے کیس لڑوں گی ہر مظلوم کر انصاف دلاؤں گی یہ جو مرد عورت پر ظلم کرتے ہیں نا انہیں بھی سبق سیکھاؤں گی اور جو بڑے بڑے لوگ چھوٹے چھوٹے لوگوں کی ناجائز زمینیں ہڑپ رہے ہیں نا انہیں بھی بتاؤں گی پلیز اللہ جی میں وعدہ کرتی ہوں کیسی سے بھی زیادہ پیسے نہیں لوں گی پلیز اللہ " وہ دعا والے ہاتھ چہرے پر رکھ کر مسلسل۔ہل کل کر اللہ سے کہ کہ رہی تھی

"نائل کا دل وہی رک گیا تھا جب اسنے کہا تھا کہ وہ وکیل بننے گی اور ہر ناجائز زمین کا کیس لڑے گی" یہ اسکی عام سی بات نائل کے دل میں بہت بڑی طرح سے چھنی تھی

وہ کمرے میں آیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا نیرہ اب جائے نماز طے کر رہی تھی

"تم مسجد گے تھے؟؟" نیرہ کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ کمرے میں نہین تھا

"جی" اسنے محض اتنا ہی کہا

نیرہ مسکرائی اور بیڈ پر بیٹھی اسکا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"نائل پلیز میری ایک خواہش پوری کر دے وعدہ کرتی ہوں ساری زندگی کچھ نہیں مانگوں گی" اسنے کہا اور نائل کا دل پھر سے بند ہونے کو تھا وہ جانتا تھا کہ کونسی خواہش ہے

وہ خاموش رہا

"نائل مجھے لا پڑھنا ہے پلیز نائل پلیز میرا یہ خواب پورا کرو پلیز" نیرہ نے کہا

نائل نے اسکا دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اسے اپنے لبوں سے لگایا اور پھر اتنی ہی عقیدت سے اسنے انہیں اپنی آنکھوں سے لگایا

نیرہ کا دل دھڑکا انسو بے اختیار آنکھوں سے نکل آئے

"نیرہ میں وعدہ کرتا ہوں میں تمہاری ہی خواہش پوری کروں گا لیکن مجھے کچھ وقت دو پلیز" نائل نے کہا

"کتنا وقت نائل پلیز"

"مجھے کامیاب ہونے دو" نائل نے کہا

'کامیاب؟؟ کونسی کامیابی نائل تمہارے پاس اپنا بزنس ہے اور کیا چاہیئے؟؟"

"یہ بزنس ڈیڈی کا ہے ٹھیک ہے اس میں میرا بھی حق ہے لیکن اس میں محنت ڈیڈی کی ہے میں اپنے قدموں میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں میں اپنا بزنس کرنا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی میرے خرچے میں پڑھے نا کہ میرے ڈیڈی کے خرچے میں مجھے کامیاب ہونے دو نیرہ میرے کامیاب ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ تمہاری پڑھائی ہو گی آئی پرومس" اسنے اسے سمجھایا

نیرہ نے اسے دیکھا اسکی آنکھوں میں سچائی تھی نیرہ مسکرائی

"اوکے" وہ اتنا ہی بولی اور نائل کے دل کو بوجھ ہلکا ہو گیا

وہ اتنی جلدی سمجھ جائے گی نائل کو امید نہیں تھی مگر وہ سمجھدار بیٹی کے ساتھ ساتھ ایک سمجھدار بیوی بھی تھی

"اللہ تمہیں جلدی جلدی تمہارے مقصد میں کامیاب کر دے آمین" نیرہ نے اسے دعا دی

"ہاں میں جلدی جلدی کامیاب ہو جاؤ اور تم پھر وکیل بن کر مجھ پر ہی کیس کر دو ہاں نا؟؟؟" نائل نے کہا

"کیس تو تم پر کروں گی" نیرہ نے کہا

"کیوں مجھ پر کا خوشی میں کیس کرو گی میں نے کیا جرم کیا ہے"؟؟؟

"تم نے جرم نہیں جرائم کیے ہیں؟؟"

"گنوانا پسند کرے گی"

"پہلا جرم تم بہت خوبصورت ہو بہت زیادہ دوسرا جرم تم اپنی خوبصورتی سے لڑکیوں کو اپنا کرش بناتے ہو تیسرا جرم تم سوشل میڈیا میں یہ نہیں بتا رہے کہ تم شادی شدہ ہو اور اپنی ارینج میرج والی بیوی سے اظہار عشق کر چکے ہو اور سب سے بڑا جرم تم اپنی بیوی سے اظہار کر چکے ہو لیکن پیار نہیں کرتے" وہ اسے کہ رہی تھی اور نائل اس دیکھ رہا تھا وہ اسے بولتے ہوئے اچھی لگتی تھی اور نیرہ۔ کو۔ وہ اسکی فالتو کی باتیں۔ توجہ سے سنتے ہوئے اچھا لگ رہا تھا

"کرتا تو ہوں پیار اور کیسے کرورات کو بھی کیا ہے اور کیسا پیار چاہیے "؟؟

"بے حیا آدمی میں اس پیار کی بات نہیں کر رہی "اسکے گال لال۔ ہوئے

"تو اور کونسا پیار ہوتا وکیل صاحبہ "؟؟

'میں کیوں بتاؤ کیا تمہیں بیوی کو پرنسس ٹریٹمنٹ دینا نہیں آتا؟؟"

"کیا پرنسس ٹریٹمنٹ ؟؟ بیٹا یہاں مجھے اج تک میڈیکل ٹریٹمنٹ نہیں ڈھنگ سے ملا اور تمہیں پرنسس ٹریٹمنٹ چاہیے "

"تم تو ہو ہی الو پتا نہیں شکل سے کیوں سمجھدار لگتے ہو "وہ اسکی بات پر اسے کہتی بیڈ سے اٹھی

"سمجھدار تو میں ہوں اس میں کوئی شک نہیں وہ الگ بات ہے کہ تم مانتی نہیں ہوں" وہ کہتا اپنا سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا رہا تھا

"بات سنو مسٹر یہ جو تم سوشل میڈیا پر کنوارے بننے گھوم رہے ہو نا زرا یہاں اعلان کرو اپنی شادی کا" نیرہ نے کہا

'تم کیوں لڑکیوں کا دل توڑنا چاہتی ہو؟؟" نائل نے شرارت سے کہا

"تو لڑکیاں اپنا دل ہر ایرے غیرے کو منہ اٹھا کر کیوں دے دیتی ہیں؟؟"

"معصوم ہوتی ہیں نا اس لئے" نائل نے کہا

"میری بات سنو لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں لیکن ان کی اس معصومیت سے اب تم یا کوئی بھی اور مرد فائیدہ نہیں اٹھائے گا شرافت سے یہاں سب کو بتاؤ کہ تم شادی شدہ ہو اچھا نا"

"تم جیلس ہو رہی ہو؟؟"

"جیلس؟؟ مین کیوں ہو گی جیلس بھاڑ میں جائے ساری مجھے کیا" وہ کندھے اچکا کر کہتی قرآن پاک اٹھانے لگی

"جی جی تم جیلس ہو رہی ہو خیر میں اپنی شادی کا اعلان کر دوں گا لیکن ابھی نہیں۔"

"جب مرضی کرو لیکن کر دو" وہ کہتی قرآن پاک سینے سے لگا کر ٹیرس پر چلہ۔گی

نائل نے اسے دیکھا اور باہر موبائیل اٹھا کر اپنے نکاح کی پوسٹ لگائی ساتھ میں اپنی بیوی کو نکاح کے تین ماہ کی مبارکباد دی یہ اسے سب سے اچھا طریقہ لگا تھا شادی کی اناؤنسمنٹ کا اس لئے وہ پوسٹ ڈال کر سو گیا تھا

نیرہ نے قرآن پاک ہڑھ کر اسے چوما پھر دعا کر کے وہ اٹھی اور قرآن واپس اپنی جگہ پر رکھا

وہ اب اپنا موبائیل لے کر بیٹھی تھی جب اسے نائل کی پوسٹ دیکھی

نیرہ کو منٹس پڑھنا لگی مگر چھوڑ دیے موبائل سائیڈ پر رکھ کر وہ اب اذکار پڑھ رہی تھی

اسے اجکل پاکیزہ کی بہت یاد آتی تھی وہ اسے کیسے رابطہ کرے

اسے فورا یاد آیا

ہو سکتا ہے ان سب کو منٹس میں پاکیزہ بھی ہو

شاید ایک اس تھی جو اسے لگی تھی وہ اب ساری کومنٹس پڑھ رہی تھی سب عجیب تھے نیرہ کو کیسی سے بھی کوئی لینا دینا نہیں تھا لیکن وہ ایک کومنٹ۔ میں آکر رک گی

"اللہ تمہیں خوش رکھے نیرہ تمہیں تمہاری محبت تا قیامت نصیب ہو تم دونوں جہانوں میں خوش رہو اس کے ساتھ "نیرہ نے یہ کومنٹ کوئی دس بار پڑھا وہ بار بار پڑھ رہی تھی یہ سطر پڑھتے ہوئے اسکے انسو موبائل کی سکرین پر گرے وہ۔ بے آواز رو رہی تھی

یہ اردو میں کومنٹس پاکیزہ کرتی تھی وہ اکثر اس سے اردو میں ہی بات کرتی تھی بقول پاکیزہ کے وہ اپنی اردو کی بورڈ میں رفتار تیز کر رہی تھی

نیرہ نے اسکی آئی ڈی کھولی وہاں کچھ بھی نہیں تھا مگر یہ پاکیزہ ہی تھی یہ بات نیرہ کا دل کہ رہا تھا اور نیرہ کا دل کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتا تھا

نیرہ نے یہ سطر واپس پڑھی نائل نے نیرہ کا نام کہی نہیں۔ لکھا تھا اس لئیے نیرہ کو یقین ہو گیا کہ یہ پاکیزہ ہے

وہ پاکیزہ کو کیسے ڈھونڈے ؟؟ وہ کیسے اسے کے گلے لگے ؟؟ کیسے وہ اسے اپنے دکھ سنائیں ؟؟

یہ دوست بھی کیسے ہوتے ہیں ؟؟ ان کی جدائی پاگل کر دیتی ہے نیرہ کو اس وقت پاکیزہ یاد آ رہی تھی وہ بے آواز رو رہی تھی

وہ رو رہی تھی جن کے ساتھ وقت اچھا گزرا ہو ان کی یادیں بہت بری طرح ستاتی ہیں

پاکیزہ ایک اچھی لڑکی تھی وہ نیرہ کے دل میں ہمشہ رہے گی وہ اپنی دوست کو بھول نہیں سکتی تھی

وہ ابھی رو رہی تھی جب نائل کے آفیس کے لئے الارم بجا نیرہ نے جلدی سے انسو صاف کئے

نائل اب الارم بند کر کے اٹھا اور اسے جاگتے دیکھا کر حیران ہوا

وہ رو رہی تھی یہ بات اسکی آنکھیں بتا رہی تھی

-کیا ہوا نیرہ طبعیت ٹھیک ہے نا؟؟"اسنے فکر مندی سے پوچھا

"میں ٹھیک ہوں کچھ نہیں ہوا"اسنے لہجہ عام رکھنا چاہ

"تم رو کیوں رہی ہو"؟؟

"نہیں میں نہیں رو رہی تم فرش ہو جاؤ آفیس سے لیٹ ہو جاؤ گے"

"بھاڑ میں گیا آفیس مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

نیرہ سے برداشت نہیں ہوا وہ اسکے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

اسے ویسے بھی امی ابو کا گھر یاد آرہا تھا اور اب پاکیزہ بھی یاد آرہی تھی

"نیرہ کچھ بتاؤ بھی کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو کہی درد ہے؟؟" وہ اس سے اسے
پوچھ رہا تھا جیسے کیسی چھوٹے بچے سے پوچھا جاتا ہے پیار سے محبت سے
اسکے اس طرح پوچھنے پر نیرہ کو مزید رونا آیا وہ اور روتی چلی گی

"نیرہ تم مجھے بتا رہی ہو کہ نہین کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو کچھ چاہئے تمہیں؟؟"
وہ اسے کہ رہا تھا جیسے وہ چار سالہ بچی ہے جو چاکلیٹ کے لئے رو رہی ہے

"مجھ—ے—امی—ابو-یاد آرہے مجھے پاکیزہ یاد آرہی" اس نے روتے ہوئے کہا

نائل نے آنکھیں زور سے بند کی یہ اسکا غصہ ضبط کرے کا طریقہ تھا اسکا دل چاہ
وہ نیرہ کو دو لگائے اور اسے پوچھے اتنی سی بات پر رونے کی کیا ضرورت تھی

"اچھا ریڈی ہو جاؤ میں تمہیں وہاں ڈراپ کر کے آفیس جاؤں گا تم وہاں اپنی دوست سے بھی مل لینا پھر شام کو مین واپس لینے آجاؤں گا او کے ؟؟" وہ اسکے انسو صاف کرتے بولا

"میری دوست یہاں نہیں ہے"

'تو پھر کہاں ہے ؟؟"

"کراچی"

"اچھا اسے کال کر لینا"

"میں کال نہیں کر سکتی اسے"

"کیوں نہیں کر سکتی؟؟"

"وہ ناراض ہے مجھ سے"

"کوئی تم سے بھی ناراض ہو سکتا ہے؟؟"نائل کو حیرت ہوئی اتنی محبت کرنے والے سے بھی کوئی ناراض ہوتا ہے؟؟

"وہ ناراض ہے مجھ سے نائل اسنے تمہاری ابھی کی پوسٹ پر مجھے تمہارے ساتھ خوش ہونے کی دعا دی وہ مجھ سے ناراض ہے لیکن وہ میری دوست ہے ابھی بھی وہ مجھے یاد کرتی ہے مجھے وہ یاد آتی ہے"

"اچھا تم فکر نہیں کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی جلدی سے تیار ہو جاؤ تمہارے گھر تمہیں ڈراپ کر کے میں نے آفیس بھی جانا ہے ہری آپ"

"گھر والو سے پوچھ لو نا؟؟" نیرہ نے کہا

"تم میرے نکاح میں ہو یا گھر والو کے تمہارا گھر والا میں ہوں میری مرضی میں اپنی گھر والی کو جہاں مرضی کے کر جاؤ تم تیار ہو جاؤ اور آئیندہ ایسے روئی تو پھر دیکھنا"

"گھر والے ناراض ہو گے نائل" اسے فکر تھی

"گھر والے ضروری ہیں یا گھر والا؟؟"

نیرہ مسکرائی "کیا تم گھر والا گھر والی کہ رہے ہو شوہر ہو تم میرے اور مین بیوی کیا عجیب لفظ گھر والا؟؟"

"ایموشن ہین اس لفظ میں گھر والی مطلب اماں ابا کہ بہو بہن بھائیوں کی بھابھی اپنے بچوں کی ماں تم نہیں سمجھو گی" وہ کہتا بیڈ سے اٹھا

نیرہ بس مسکرائی کیسے ایموشن تھے اسکے ؟؟ وہ دیکھنے میں بہت اسٹائلش لگتا تھا ماڈرن سوچ کا مالک لگتا تھا مگر یہ نیرہ جانتی تھی کہ وہ بھی عام مشرقی مردوں کی طرح ہی سوچتا تھا جیسے اپنی بیوی گھر والی ہی اچھی لگتی تھی

ہمارے مشرقی مرد جتنا مرضی ماڈرن بن جائے مگر وہ اپنی بیوی کے لئے ہی وہی مشرقی مرد ہوتے ہیں

-_____-_____-

کچھ دیر بعد نائل واشروم سے اپنے گیلے بال تولیہ سے رگڑتا باہر نکلا اور اسے اسی طرح بیڈ پر بیٹھے دیکھ کر نائل نے اس سے پوچھا

"تم تیار کیوں نہیں ہوئی ؟؟"

"رہنے دو نائل آج میں آنٹی سے پوچھ لوں گی پھر کل چلی جاؤں گی" اسکا دل نہیں مان رہا تھا

نائل کا دل حیران ہوا یہ لڑکی واقعی رشتے بچانا جانتی تھی

"دیکھ لو پھر مجھے مت کہنا کہ میرا شوہر مجھے سے پیار نہیں کرتا ویسے میں تو کہتا ہوں چلو چھوڑ دیتا ہوں مام سے پوچھ لے گے" ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے اسنے کہا

'نہیں نائل آنٹی سے مجھے اجازت لینی ہے بتانے اور اجازت لینے میں فرق ہوتا ہے تم افیس جاؤ میں آج پوچھ لوں گی آنٹی سے" نیرہ نے کہا

"جیسے تمہیں ٹھیک لگے" وہ کندھے اچکاتے بولا

"تم ریڈی ہو کر باہر آجانا میں کچن میں جا رہی ہوں" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

وہ جیسے خود اپنے خاندان کا سب سے منفرد سوچ کے مالک کا لڑکا تھا اسے ویسی ہی منفرد سوچ کی بیوی ملی تھی

اب مرد ناشتہ کر کے آفیس چلے گے تھے نیرہ نے پہلے اپنے کمرے کی صفائی کی پھر کچھ دیر اپنی امی سے بات کر کے وہ باہر لاؤنج میں آئی

وہاں حوریں۔ بیٹھی تھی اسنے حوریں سے بات کرنی چاہی مگر وہ فون میں معصروف تھی
کچھ دیر وہ وہی بیٹھی رہی پھر آسیہ بیگم نے حوریں کو فورا کی کال پکڑائی

حورین فرواسے بات کررہی تھی لیکن وہ نیرہ کو نظروں ہی نظروں میں باور کروا رہی تھی کہ وہ فرواکے لئے بھی کوئی معنی نہیں رکھتی اس گھر کی بہو بھا بھی صرف حوریں ہی ہے

نیرہ کواپناوہاں بیٹھں اب فضول لگاوہ اٹھنے لگی تھی کہ اتنے میں ہی فون کے پار فروانے اس سے بات کرنے کا کہا

نیرہ رک گی فرواوڈیو کال پر تھی نیرہ نے اس سے ایک بار بات کی تھی وہ بھی آڈیو کال

حورین نے بہت برے دل سے نیرہ کو موبائیل پکڑایا

آسیہ بیگم اور حوریں کو اچھا نہیں لگا فرواکا اس طرح نیرہ سے بات کرنے کا کہنا مگر کیا کرتی نائل کہ طرح فروا بھی جو بات کہتی وہ ماننی پڑتی تھی

فروانے سلام دعا کے بعد اس سے اسکے رزلٹ کا پوچھا

نیرہ کو حیرت ہوئی یہاں اسکے قریب موجود لوگوں نے یہ نہیں ہوچھا مگر سمندر پار اسنے پوچھ لیا

فاصلے معنی نہیں رکھتے اگر آہمیت دل میں ہو

فروانے اسے مبارک باد دی" ویسے بھابھی اس بات میں اچھی سی گڈ نیوز بنتی ہے ہیں نا؟؟" اسنے شرارتی کہا

نیرہ مسکرایی" آپ جب آئے گی تو آپکو مل جائے گی" وہ اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھ تھی

وہ ان باتوں کو سمجھنے میں تھوڑی ناسنجھ تھی

"ارے اس مین میرا کوئی رول نہیں ہوگا یہ تو آپ اور بھائی کا رول ہے میرا تو کریکٹر ہے وہ بھی اکلوتی پھوپھو کا" فروانے کہا

نیرہ کو اب اسکی بات سمجھ میں آئی تھی اسکا چہرہ دک دم شرم سے لال ہوا وہ کماز کم فروا سے اتنی فراں کلی بات کی امید نہیں رکھتی تھی

-ارے آپ تو بلش کر گی خیر میں ٹیپیکل نند بلکل بھی نہیں بھئی آپکی اور بھائی کی لائف آپ کی پلیننگس اور سنائیں آپ کیا کرتی ہیں گھر میں" وہ اسکا دھیان بٹانے کے لئے بولی

"کچھ نہیں بس فری ہی"

"ارے کیوں بھائی تو بتا رہے تھے کہ آپکے اتنے اچھے مارکس ہیں یہ تو ایک برلینٹ سٹوڈنٹ کے ساتھ ناانصافی ہوئی آپ بھائی سے کہیں وہ آپکا اڈمیشن یونی مین کروائی ابھی آپکی اتچ ہی کیا ہے مجھ سے تو چھوٹی ہیں آپ سٹڈی کمپلیٹ کرے یار پھر آپکی ڈگری میں میرے بھائی کا نام جو آئے گا میں بھائی سے کہوں گی"
وہ نیرہ سے بھی زیادہ بولتی تھی یہ بات نیرہ کو سمجھ آگیا تھی

"نہیں میں نے ابھی ریسٹ کرنی ہے "نیرہ نے کہا

خکیوں ویسے بھائی اپکو کبھی نہیں منع کرے گے سٹیڈیز سے بلکہ میرے بھائی بہت سپورٹیو ہیں انہوں نے تو میرا اتنا ساتھ دیا تھا آپ تو انکی وائف ہیں ای سیور وہ آپکا ساتھ سے گے "وہ اپنے بھائی۔سے کچھ زیادہ ہی پیار کرتی تھی نیرہ نے محسوس کیا

نیرہ نے بس جی ہی کہا

"چلے آپ تین خواتین باتیں کرے میرے اکیڈمی کا ٹائم ہو گیا ہے اللہ حافظ "وہ یہاں کے حالات سے ناواقف تھی

نیرہ نے اسے مسکرا کر اللہ حافظ کہا موبائیل واپس حورین کو پکڑایا

شکر کوئی تو عورت اس خاندان مین نائل کی لگتی تھی اسنے دل میں سوچا

"نیرہ آج شام کو کچھ مہمان آئے گے تو سارا کھانے کی زمہ داری تمہاری ہے مینیو میں تمہیں دے دیتی ہوں" آسیہ بیگم نے اسے بتایا

"جی آنٹی آپ مجھے بتادے میں سب تیار کرلوں گی پروین کے ساتھ" انسے ملازمہ کا کہا

"ملازمہ چھٹی پر ہے آج تمہیں اکیلے ہی کرنا ہے ویسے تمہیں عادت ہونی چاہئے ہمارے گھر میں ہر ماہ میں کوئی دس باع دعوتیں ہوتی ہیں اس لئے عادت ڈال لو مین نے بھی اکیلے ہی سارا سنبھالا ہوا ہے تم بھی سیکھ جاؤں گی" حوریں نے کہا

نیرہ نے اچھا کہا وہ تو وہ لڑکی تھی جو گھر میں مہماں آجاتے تو اسکی زمہ داری صرف میٹھا بنانے کی ہوتی تھی خیر یہ سسرال ہے امی کا گھر تو نہیں نا اسنے سوچا اور اپنے کمرے میں جانے لگی تو آسیہ بیگم نے پیچھے سے اسے پکارا

"کچن میں چلو بی بی وقت نہیں ہے سب کچھ ہمین وقت پر چاہیے ہوتا ہے"
ان کا لہجہ نیرہ کو دل پر چھبا تھا

وہ کچن میں چلی آئی ملازمہ بھی نہیں تھی وہ کیسے سارا مینیج کرے گی اسے واقعی ٹینشن ہو رہی تھی

کچھ دیر گزری تو آسیہ بیگم نے اسے سارا مینیو پکڑایا کیا یہ سب معمول کے مطابق کی ڈشیز تھی یا اسے ٹھکانے کے کئی اتنا سب کچھ تھا

نیرہ کا دل تو مینیو دیکھ کر ہی گھبرا گیا

ابھی سے ہی تیاری کر لو تو بہتر ہے ورنہ تمہارے لئے ہی مشکل ہو گا آسیہ بیگم نے اسے کہا

نیرہ نے اچھا کہا

وہ کچن سے جانے لگی تو نیرہ نے انہیں پکارا

وہ پاگلی ساس سے ماں والا لاڈ مانگ رہی تھی؟؟ وہ مان و آلی محبت کی اس ساس سے لگا رہی تھی

"آنٹی ایکچیولی مجھے آپ سے آیک پرمیشن چاہیے تھی"

"ہاں بولو"

"آنٹی وہ مجھے کل امی کے گھر جانا تھا تو آپ سے اجازت لینی تھی"

وہ حیراں ہوئی آج تک کہی بھی جانے کے لئے حوریں نے تواس طرح اجازت نہیں مانگی تھی وہ توسب بتاتی تھی کہ فلاں جگہ جارہی ہوں اور وہ توخود اپنی ساس سے اجازت نہیں مانگی تھی پھران کی بہو؟؟

عجیب تھا یہ ان کے لئے

"نہیں ابھی تو ہوتا ہفتہ گزار کرائی ہو ایک دعوت کے کھانے کا کیا بول دیا تم تو اپنی ماں کے گھر ہی جانے کی پلیننگ کر بیٹھی ہو بی بی سسرال کے کاموں سے بچنے کے لئے میکہ نہیں بھاگتے کام کرو" وہ اسے سخت لہجہ میں منع کرتی یہ جا وہ جا

نیرہ کا دل بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا وہ منع کر دیتی لیکن یہ لہجہ وہ اس طرح کے لہجے کی عادی نہیں تھی

اسنے اپنے انسو صاف کئے

دل زخمی تھا مگر یہ سسرال تھا ماں کا گھر نہیں جہاں کوئی زرا سی بات کہے گا کہ تو کھانا پینا چھوڑ کر اپنے کمرے میں ہڑتال کر دو یہاں کام کرنا ہی ہے چاہیے دل ٹوٹے ہی مر جائے

نیرہ نے فریج سے سبزی نکالی پہلے زیادہ وقت لینے والی ڈشیز بنانے کا سوچا وہ مٹن بنانے لگی تھی اسنے چولہے پر مٹن رکھا اور کٹنگ بورڈ پر سبزیاں کاٹنے لگ گی

وہ ناچاہتے ہوئی بھی رو رہی تھی اسے اپنی امی یاد آئی

اسکی امی تو اں بہینوں کو زیادہ چولہے کے آگے بھی نہیں کھڑے ہونے دیتی تھی چاہیے مہمان آئے یا کوئی بھی ان کی امی نے آج تک آپنی بیٹیوں کو چولہے کے آگے ہزار کھانے بنانے کے لئے نہیں کھڑے ہونے دیا اسکی امی نے آج تک بڑے بڑے برتن انہیں نہیں۔ دھونے دیے

ویسے ہر دن کچن کا ای سی ای ون ہوتا تھا اور آج پتا نہیں وہ بھی خراب ہو گیا آج وہ کچن میں تبی اس لئے ملازمہ اور ای سی دونوں غائب تھے

نیرہ جانتی تھی یہ سب اسی کے ساتھ اور آج ہی کیون ہو رہا ہے ایک منٹ کے لئے نیرہ کا اصلی روب جاگا اسنے نائل کا فون کرنے کے کئی موبائل اٹھایا اور یہ سوچ آلہ وہ اسے کہی گی اسے امی کے گھر جانا ہے کوئی روک کے تو دیکھائے مگر وہ رک گی

وہ موبائل کانٹر پر رکھ کر رودی اسنے تقریبا روتے روتے ہی مٹن بنایا پھر بریانی اور پھر کتنی ہی ڈشز روتے ہی روتے اسنے بنادی کب دن کا کھانا باہر سے اڈر ہوا کب سب خواتین کھانا کھایا نیرہ کو نہین پتا تھا دن کے کھانے میں صرف عورتیں ہی ہوتی تھی اس لیے کیسی نے بھی اسے پوچھنا گوارا نہیں سمجھا

نیرہ کا دل آج واقعی پھٹ جائے گا جو لڑکی گھر میں ابو کی زراہ سی اونچی آواز میں گھٹوں بیٹھ کر روتی تھی آج اتنے سخت لہجے چپ چاپ سہ رہی تھی
ہمشہ سمجھوتے اسے لوگوں کے نصیب میں ہی آتے ہین جو لاڈلے ہوتے ہیں

بیٹیوں کو ہی سمجھوتہ کرنے ہوتے ہیں یہ بات غلط ہے سمجھوتے تو بیوی بن کر کیے جاتے ہیں صبر تو بیوی بن کر کیا جاتا ہے

ماں باپ کے آنچل میں تو زندگی کی ہر خواہش پوری ہو رہی ہوتی ہے پھر کیسا صبر کیسے سمجھوتے

شادی صرف پسندیدہ مرد تک ہی نہیں ہوتی شادی پسندیدہ مرد کے گھر والوں سے رشتہ بھی ہے شادی سے پہلے پسندیدہ مرد کے ساتھ تو جینے مرنے کی باتیں کی جاتی ہیں مگر پسندیدہ مرد کے گھر والوں کا سخت رویہ ہی پسندیدہ مرد سے سیدھا زندگی کی غلطی بن جاتی ہیں

لیکن نیرہ کی تو یہ پسندیدہ شادی نہیں تھی گھر والے خود اسے پسند کر کے لائے تھے پھر کیوں یہ سب ؟؟

وہ نہیں جانتی تھی کہ باہر کون آ رہا ہے کون جا رہا ہے وہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے مسلسل کچن مین تھی

ہاں یہ وہی لاڈلی مستقبل کی وکیل لڑکی تھی جس کے خواب مردوں سے بھی اونچے تھے

نصیبوں سے کون لڑ سکا ہے آج تک تو نیرہ لڑتی

تینوں چولہے جل رہے تھے کچن مین گرمی اتنی شدید تھی کہ ای سی آٹھ کر آنے والوں کے لئے یہ اس وقت جہم تھا مگر وہ پھر بھی کھڑی سلاد کے لئے پیاز کاٹ رہی تھی

اسے بے حد امی یاد آرہی تھی امی اگر آج اسے اس حال میں دیکھ لیتی تو شاید یقیقن نا کرتی یہ وہی لڑکی تھی جو دن میں ایک چائے کا کپ بنا کر گھر میں طوفان مچادیتی تھی کہ ایک چائے بنالی ہے اب کچھ نہیں کروں گی

پسینے سے اسکا سارا وجود شرابور تھا وہ پیاز کاٹتے رو رہی تھی اور ساتھ پیاز کی جلن آنکھوں کو ہو رہی تھی

روتے روتے اسکی آنکھوں سے منظر دھندلا ہوا پیاز کو کاٹتی ہاتھ کی چھڑی کب
انگلی کے ناخن کو کاٹ گی اسے سمجھ ہی نہیں۔ آیا

وہ درد سے چلائی آنکھیں صاف کہیے کاٹیں گ بوڈر خوں سے بھر گیا وہ الٹے ہاتھ
ہی کام کرتی تھی اسکے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کا ناخن آدھا اکھڑ چکا تھا
نیرہ نے سنک کے سامنے جا کر نل کھول کر اسکے نیچے اپنی انگلی رکھ دی
خون تھا کہ مسلسل بہ ہی جا رہا تھا نیرہ خون کو دیکھتی تو چکر سے آنے لگتے تھے
کمزوری کی وجہ سے اور ابھی بھی یہی ہو رہا تھا اسے چکر آ رہے تھے

نیرہ کی بس ہو رہی تھی اسکی ہمت نہیں رہی تھی اس کے دل سے آہ نکلی تھی
ایک بے گل ماہ کی آہ عرش تک جاتی ہے تو پھر عرش ہلتے ہیں
بد دعا سے بھی زیادہ سخت یہ دل سے نکلی خاموش آہ ہوتی ہے
جو نیرہ کے دل سے اج اس خاندان کے لئے نکلی تھی
وہ سنک کے آگے کھڑی اپنی انگلی سے بہتے خون کو دیکھ رہی تھی

پتا نہیں کیا ہوا جو آپ صارم کچن میں پانی پینے کی وجہ سے آیا چونکہ آج ملازمہ نہین تھی تو آج سب اپنا کام خود ہی کر رہی تھے

صارم نے اسے سنک کے سامنے کھڑے دیکھ کر اسے نظر انداز کیا اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور پانی پیا

اسنے ایک۔ہر نل سے بہتے سفید پانی کو خون میں گھلتے دیکھا

وہ فورا اسکے پاس آیا

اسکی انگلی سے خون نکل کر اس پانی میں گھلتا سنک مین گر رہا تھا

'یہ کیا ہوا ہے؟؟" صارم نے پوچھا

"نائل کو بلاسے "اسکے منہ سے اتنا ہی نکل سکا تھا

"اوکے بٹ یہ ہوا کیا ہے؟؟" وہ اسکا ہاتھ تھامنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھا ہی رہا تھا کہ نیرہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا

نائل کے سوا ہر غیر مرد کا لمس اس پر حرام تھا موت قبول تھی نائل کے لمس کے علاوہ کیسی غیر کا لمس نہین

صارم سمجھ گیا اس لئے اسنے زیادہ اصرار نہیں کیا

"میں حوریں کو بھیجتا ہوں" وہ کہتا کچن سے باہر نکلا

نیرہ وہ سنک کو پکڑ کر کھڑی رہی اس مین ہمت نہیں تھی کہ وہ کانٹر میں رکھے موبائیل سے نائل کو کال کرتی

"کیا ہے صارم اسے کہو خود ہی کچھ لگا کے بچی نہین ہے وہ مجھ سے نہیں جایا جاتا اتنی مشکل سے تو میک اپ کیا ہے خراب ہو جائے گا" گال پر بلش لگاتی وہ بولی

"حورین اسکی انگلی کا بڑا حال ہے تم بھول گیا پچھلی بار کی نائل نے کہا کیا تھا جاؤ اسکے پاس وہ مجھے نہیں ہاتھ لگانے سے رہی جاؤ اسکے پاس"

"آئی بڑی حاجن مصیبت" وہ منہ میں بڑبڑاتی کمرے سے باہر نکلی

کچن میں وہ سنک کے آگے اسی طرح نل۔کے نیچے اپنی انگلی رکھے ہوئے تھی

حورین نے اسکے ناخن کو دیکھا

"کیا کیا ہے اب یہ ؟؟" آتے ساتھ ہی پوچھا

"کٹ گیا ہے"

"تمہارے تو عزاب ہی نہیں ختم ہوتے مصیبت" حوریں کہتی کیبن سے فرسٹ
ائنڈ باکس نکال رہی تھی
تب ہی نیرہ کے کاؤنٹر پر پڑا موبائل بجا

اس مین نائل کی کال آرہی تھی لیکن حوریں نے کاٹ دی

نیرہ اس وقت درد میں تھی اس۔لئے حوریں۔سے نہین ہو چھا کہ اسکی ہمت
کیسے ہوئی؟؟
حورین نے اسکے آدھے ناخن کو دیکھا اور پھرانگی سے نکلتے خون کو
زخم تو گہرا تھا مگر خیر ابھی اگر وہ ہسپتال چکی گی تو دعوت کا انتظام اسے ہی کرنا
پڑے گا جو وہ اتنا اچھا سوٹ پہن کر اور اتنی محنت سے تیار ہو کر نہین کر سکتی تھی
اور وفا تو کھانا کھانا جانتی تھی پکانا اسے نہیں آتا تھا
حورین اسکی انگلی میں پڑی باندھ رہی تھی جب نائل کچن میں آیا

"یار نیرہ کب سے کال کر رہا ہوں بندہ کال۔اٹھالیتا ہے یار میری وہ بلیک فائل کہاں رکھ ——-" وہ کچن مین وتانان سٹاپ بول رہا تھا لیکن حوریں کے ہاتھوں میں اسکی انگلی دیکھ کر وہ چپ ہو گیا

'یہ کیا ہوا ہے نیرہ؟؟" اسنے حوریں۔کے ہاتھ سے نیرہ کا ہاتھ تقریبا کھینچا تھا جس پر حورین نے برا سا منہ بنایا تھا

"بس زرا سی انگلی کٹ گی ہے تم جاؤ میں دیکھ لو گی" حوریں نے کہا

نائل نے حورین کی اناڑیوں کی طرح باندھی گی پٹی کھولی اور نائل کو یقین نہیں۔ آیا کہ یہ زرا سی تھی
نیرہ کا ناخن آدھا ٹوٹ کر غائب تھا آدھا بلکل انگلی سے علیحدہ تھا انگلی خون سے لال تھی اور وہ کہ رہی تھی زرا سی

بھابی یہ کیا ہے؟؟ یہ زراہ سی ہے؟؟اسکا ناخن غائب ہے؟؟" وہ مزید کچھ کہتا نیرہ اسکے سینے سے لگ گی

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی سارے دن کی تھکن سارے دن کا درد وہ اب اپنے انسو کے ذریعے نکال رہی تھی

نائل نے ایک نظر حورین کو دیکھا

"آپ کو تو آکر دیکھتا ہوں" وہ کہتا نیرہ کی طرف متوجہ ہوا

"خاموش ہو جاؤ نیرہ پلیز" حورین کی موجودگی کو نظر انداز کرتا اسنے نیرہ کی پیشانی پر پیار دیا اور اسے اپنی ساتھ لگایا

نیرہ مزید رونے لگ گی کیسی اپنے کی زراہ سی ہمدردی آپکے زخم مزید تازہ کرتی ہے

نائل نے اسکا خون بند کرنے کے کئ ہلکی سی پٹی باندھی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر کچن سے باہر نکلا

اتنے میں ہی ان کے مہمان گھر میں انٹر ہوئے تھے

نائل نے سب کو سلام کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر گیراج میں آیا

اسکی بیوی سے زیادہ اسکے لئے ناہی مہمان عزیز تھے اور ناہی ان مہمانوں کے سامنے اپنی تمیز تہذیب وہ جو مرضی سمجھتے رہے اسے فرق نہیں تھا

اسکے پیچھے بھاگتی بھگتی آسیہ بیگم آئی

"نائل نائل رکو" انہوں نے اسے کہا گاڑی کا دروزہ کھرلے ءنائل نے انہیں دیکھا اور رک گیا

اس نے نیرہ کا ہاتھ ابھی بھی پکڑا ہوا تھا

"نائل یہ کیا طریقہ ہے گھر میں مہماں آئے ہیں تمیز بھول گے تم "آسیہ بیگم نے کہا

"مام۔پلیز تمیز تہذیب کو ابھی رہنے دے اس کی حالت دیکھ رہی ہیں اپ یہ کونسی تمیز تہذیب ہے؟؟" وہ بولا

"نائل زرا سی چوٹ ہے کچھ بھی نہیں ہوا تھا جو تم اتنا ہنگامہ کر رہے ہو گھر میں مہماں آئے ہیں ان کے پاس بیٹھو تم اسے ڈرائیور ہسپتال لے جائے گا"

"بھاڑ میں جائے مہمان اور بھاڑ میں جائے ساری تمیز تہذیب آپکے یہ مہمان میری بیوی سے زیادہ ضروری نہیں ہیں میرے لئے "وہ نیرہ کو گاری میں بیٹھاتا بولا اور گاڑی کا دروزہ زور سے بند کیا یہ اسکے غصے کا اظہار تھا

آسیہ بیگم نے اسے دیکھا جواب گاڑی گھر سے باہر نکال رہا تھا یہ انکا نائل تو نہیں تھا؟؟ وہ جوان کی کوئی بات نہیں رد کرتا تھا آج؟؟؟

کبھی کبھی اولاد کو ضدی اور باغی بنانے میں ان کے والدین کا ہاتھ بھی ہوتا ہے صحبت سے زیادہ روایہ اثر کرتے ہیں

"وہ اسے ہسپتال لے کر آیا اسکی بینڈ یج کی گی پھر اسے ہیں کیلر دی"

گھنٹے بعد وہ اسے ہسپتال سے کے کر گاڑی میں بیٹھا رہا تھا

'کیسا فیل کر رہی ہو؟؟"ڈرائیو نگ سیٹ پر بیٹھتے نائل نے پوچھا

جس پر نیرہ نے صرف اثبات میں گردن ہلائی

نائل نے اس کے لئے سینڈ وچ اور جوس لے کر آیا تھا

نیرہ کا سانس لینا کا بھی دل نہیں کر رہا تھا کچھ کھانا تو دور کی بات تھی

"پلیز نیرہ کچھ کھالو یہ دوائیاں سخت ہیں"

"نہیں کھانا کچھ بھی نائل پلیز" انسے بہت مشکل سے اپنے انسو قابو کیے ہوے تھے

"پلیز میری خاطر"

"نائل تمہاری خاطر یہ زخم کھالیا اور کیا چاہیے ہو مجھ سے ؟؟" اسکا لہجہ درد سے چور تھا

نائل کی نظریں جھک گی اسنے آج سے پہلے کبھی اتنی شرمندگی محسوس نہیں کی تھی جو آج وہ اسکے سامنے کر رہا تھا

"میں تم سے معافی بھی نہیں مانگ سکتا نیرہ" وہ شرمندگی سے بولا

"مجھے نہیں چاہیے معافی مجھے کچھ نہیں چاہیے نائل مجھے سکون چاہیے اور مین جانتی ہو وہ سکون مجھے قبر میں ہی ملے گا"

'ایسے مت کہو نیرہ اللہ تمہیں میری سانسیں بھی دے دیں تمہارے بغیر جینا کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے پلیز"

"میرے پاس اس وقت میری اپنی سانسیں بھاری۔ ہو رہی ہیں نائل مجھے کہی دور کے جاؤ مجھے اس گھر نہیں جانا واپس"

"تمہیں تمہاری امی کے گھر چھوڑ دیتا ہوں کچھ دن"

$ میں اس حالت میں امی کے گھر گی تو میرے ابو اور چاچو تمہاری گھر کی عورتوں کو نہین چھوڑے گے غربت اللہ کی دین ہے لیکن اپنی بیٹیوں پر ایک خراش بھی نہیں کوئی برداشت کرتا چاہیے غریب ہو یا امیر "وہ واقعی اس حال میں اپنے گھر والوں کے سامنے نہیں جاسکتی تھی

نائل کچھ دیر خاموش رہا

'اچھا ابھی یہ تو کھالو "اسنے سینڈوچ اسکے منہ کے سامنے کیا

نیرہ نے اسے دیکھا صرف ایک شخص کی خاطر ساری دنیا کے ظلم برداشت کیا جاسکتے تھے ہاں ایک محبت کرنے والی خاطر ساری دنیا کی نفرت برداشت کی جاسکتی تھی

اسکی انسو بے اختیار انکھو سے نکلے اسنے روتی آنکھوں سے وہ سیں ڈوچ کھایا

نائل نے اسے اپنے سینے سے لگایا پھر اسکی پیشانی پر پیار دیا اور اسکے زخمی انگلی والے ہاتھ کو چوما

"ناکرو نائل میں یہاں چیخ چیخ کر رو دو گی" وہ اسکے دوسرے ہاتھ کو چوم رہا تھا جب نیرہ نے کہا
وہ اس وقت نائل کے سامنے رونا چاہتی تھی بے انتہا بے حد

نائل نے اسکے انسو صاف کئے اور گاڑی سٹارٹ کی

تقریبا کچھ دیر بعد وہ لوگ گھر پہنچ گے تھے رات کے نو بج رہے تھے جب وہ گھر پہنچے
نائل نے نیرہ کو کمرے ہیں بھیج دیا اور خود مہمانوں سے ساتھ لاؤنج میں آ گیا وہاں سبب اسکے لئے کھانے کا انتظار کر رہے تھے مہمانوں کا لحاظ کرتے وہ کھانے میں بیٹھ گیا مگر آسیہ بیگم اور حوریں۔ جانتی تھی کہ اس کے بعد کیا ہو گا

اول تو نائل کو غصہ آتا۔ ہیں تھا وہ بہت کول سا بندہ تھا لیکن جب اسے غصہ آتا تو پھر آگے کیسی کی نہین چلتی تھی

مہمان کھانا وغیرہ کھا کر چلے گے اب عدالت لگنی تھی

نائل نے نیرہ کو بھی کمرے سے باہر بلوایا اور سب کو لاؤنج میں جمع کیا

"مام مجھے بتائیں۔ کیا ہوا تھا؟؟ سب سچ بتائیں پھر میں نیرہ سے اور بھابھی سے بھی پوچھتا ہوں"

"ہوا کیا ہے نائل میں نے نیرہ کو کھانے کا بولا اسنے بس اپنا ہاتھ کاٹ لیا ہو جاتی ہے کچن مین غلطیاں کاٹ جاتے ہیں ہاتھ جل جاتے ہیں اتنی سی بات ہر تم عدالت لگا کر بیٹھ گے ہو"

"مام یہ اتنی سی بات اگر اسکے ماں باپ کے سامنے ہوتی تو پھر دیکھتی بیٹیاں سب کی برابر ہوتی ہیں آپ ہیں نے تو کہا تھا تو پھر بہویں کیوں برابر نہیں ہوتی اسکا آدھا ناخن غائب تھا اور آدھا آتر چکا تھا اور بھابھی کی رہی تھی کہ زراہ سا ہے"

"مجھے لگا کہ تھورا سا ہے" حورین نے آہستہ سے کہا

"آپ کو کیوں لگا بھابھی اپکو نہیں لگنا چاہیے تھا یہ زراہ سا" وہ بولا

"اب مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دو گے یا میرے بھی باپ بنو گے" جہاں زیب صاحب اسکا لہجہ دہکتے بولے

"ڈیڈی ایم سوری بٹ مجھے ایک فائنل بات بتادے اگر اپکو میری بیوی کا وجود اس گھر میں نہین پسند تو ٹھیک ہے کہی اور چھوڑ آتا ہوں میں اسے لیکن یہ بھی یاد رکھے کہ یہ کیسی بیٹی ہے بلکل ویسے ہی جیسے آپکے کئی فرواہے مجھے ہمشہ عورتوں

کے حقوق کے لئے اپنے ڈرایا ہے اور آج میں کیسی کی بیٹی کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا کل میری بھی بیٹی ہو گی بلکہ میری بیٹیاں ہیں فروا اور مشال میں ان میں ایک خراش نہیں برداشت کر سکتا ڈیڈی تو کوئی بھی باپ نہین کر سکتا برداشت سمجھائے یہ "نائل سے اتنی سمجھداری کی بات کی امید وہاں موجود کیسی کو بھی نہیں تھی یہ وہی لاپرواہ سا لڑکا تھا

"یہ بہت غلط ہے میں مانتا ہوں لیکن اب اس طرح ہم ایک کی خاطر دوسری کو نہیں برا کہ سکتے آئیندہ ایسا نہیں ہو گا" جہاں زیب صاحب نے کہا

"یہ آئندہ ڈیڈی اپنے پہلے بھی کہا تھا" نائل نے انہی یاد دلایا

"یہ اخری بار ہے" انہوں نے یقین دلایا

اس سب میں نیرہ بلکل خاموش تھی جب اسکی خاطر اسکا شوہر بول رہا تھا تو وہ کیوں بولتی یا اپنے حق میں صفائیاں دیتی

اسکا دل چاہ وہ سب باتیں بتائیں کہ کیسے آج ملازمہ غائب ہوئی کیسے آج ای سی خراب ہو گیا اور کیسے ایک سو پچاس کھانے اسے بنانے کو دیے لیکن وہ خاموش رہی

"میری بیوی کے ساتھ آج کے بعد اس گھر میں زیادتی میں ہر گز نہیں برداشت کروں گا" نائل نے کہا اور نیرہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے اٹھا کر کمرے میں لے آیا

"تم عورتوں سے ایک ماہ انتظار نہیں ہوتا کیون بنا بنایا گیم خراب کر رہی ہو" ان کے جانے کے بعد جہاں زیب صاحب نے کہا

"اب گیم کھیلتے رہے اور ادھر آپکا بیٹا مجنوں بن چکا ہازمین کے چکر میں اپنے بیٹے سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں آپ "آسیہ بیگم نے جو آج دیکھا وہ کیسی شاکڈ سے کم نہیں تھا

"میں جانتا ہوں سارے مجنوں کو انسان بننا تم اسکی فکر نا کرو جو کہ رہا ہوں وہ کرو" وہ کہتے لاؤنج سے اٹھ گے

"ڈرامے بار عورت "وفا بھی بڑبڑاتی وہاں سے اٹھ گی

"چالاک لومڑی نا ہو تو یقین کرے ممانی ضرور اسنے نائل پر جادو کیا ہے کیسے اس کی خاطر ہمارے ساتھ لڑ رہا تھا" حوریں نے آسیہ بیگم سے کہا

"دیکھ رہی ہو مین اور سمجھ بھی رہی ہوں اسے میں اپنے بیٹے کو اس چالاک عورت کو ہڑپنے دوں گی "وہ کچھ سوچتی بولی

"بیوی کی خاطر شوہر ہی بولتا پڑوسی آکر ساتھ نہیں دیتے" حوریں کی بات سن کر صارم نے کہا

"ساری دنیا کے مرد بیوی کا ساتھ دے گے بس آپ نا دینا کیسے وہ آپکی بیوی سے تفتیش کر رہا تھا اور خاموش تماشائی بنے دیکھ رہے تھے افسوس ہے" حوریں اب اپنا غصہ صارم ہر نکال رہی تھی

"اگر وہ بتمیزی کرتا تمہارے ساتھ تو میں ادھر ہی تھا اسنے کچھ بھی برا نہیں کیا اور آکر سو جاؤ اب" وہ کہتا لاؤنج سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا

کمرے میں۔اس وقت نائل نیرہ کو اسکی دوائیاں کھلا رہا تھا

"درد ہو رہا ہے؟؟-" نائل نے اس سے پوچھا

"بہت زیادہ لیکن تم ساتھ ہو نا تو چلے گا" وہ اکسے کندھے پر سر رکھتی بولی
واقعی اگر شوہر ساتھ ہو تو بیوی ہر درد برداشت کر لیتی ہے

نائل نے اسے اپنے بازو کے حصار میں لیا
"میں معافی چاہتا ہوں تم سے میری خاطر تمہیں میرے گھر والوں کے ایسے
روایہ برداشت کرنے پر رہیں ہیں" اسکے بال سہلاتے نائل نے کہا

"نہیں نائل تم معافی مت مانگو بلکہ ائم سوری میری خاطر تم اپنی فیملی سے ٹکرا
رہے ہو ان کی ناراضگیاں برداشت کر رہے ہو مجھے بہت گلٹی فیل ہو رہا تھا جب تم
میری وجہ سے اپنی فیملی سے اس طرح بات کر رہے تھے تب صبع اپنی مام سے
سوری بول دینا وہ ناراض ہیں تم سے" وہ اسی عورتوں میں۔سے نہین تھی جو
شوہر کے کان بھڑتی اسے سکون چاہیے تھا بس

نائل خاموش رہا وہ اسکی تعریف نہیں کرتا تھا مگر اس سے اچھی بیوی اس سے اچھی بہو شاید دنیا میں نہیں تھی کماز کم نائل کی نظر میں تو بلکل بھی نہیں تھی

"تم اب سو جاؤ۔ نیرہ" نائل نے اسے کہا

"مجھے درد ہو رہا ہے نیند نہیں آ رہی" نیرہ نے کہا

۔کوشش کر واجائے گی"

نیرہ نے اسکے سینے پر ہی سر رکھے آنکھیں موندے درد بے تحاشہ تھا مگر اسکی قربت میں ہر درد برداشت کیا جاتا تھا مخلص محرم کے ساتھ ہر دشوار رستہ ہموار کیا جا سکتا ہے

باہر صحن میں رکھے تخت پر وہ لیٹا آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھ رہا تھا

اسکی عمر ایسی تھی کہ اس وقت خواب پورے کیے جاتے ہیں لیکن حالات ایسے کہ کچھ بھی اپنے اختیار میں نہیں۔ تھا

ہر لڑکے کی طرح اسکی بھیج خواہشات تھی کہ وہ اپنے ماں باپ کی ہر خواہش پوری کرے اپنی بہن کا ہر خواب پورا کرے لیکن حالات ؟

کتنا پیسہ لگا کر اسے پڑھایا لکھایا اور آج جب وہ واپس لوٹانے کا وقت آیا تو کچھ اپنے بس میں ہی نہیں تھا

اور پھر دل کا معاملہ ؟؟

یہ سب سے زیادہ خطرناک تھا اسکی خاطر وہ اپنی ماں سے بھی لڑ چکا تھا اب کیا کرے ؟

وہ اسی طرح لیٹا اپنی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا جب فوزیہ بیگم صحن میں آئی اسے اس طرح سوچوں میں غرق دیکھ کر وہ ٹھر سی گی تھی

اتنی سی عمر میں ان کے بیٹے کے کندھوں میں ذمہ داریوں کا بوجھ آچکا تھا

مڈل کلاس بچے اپنی آنکھوں میں بہت بڑے بڑے خواب دیکھتے ہیں اور ان خوابوں کو پورا کرنے کے لئے ہم وقت سے پہلے سمجھدار ہو جاتے ہیں

ان کا دل ایک لمحے کو پگھلا تھا وہ اسکے پاس آئی اور اسکے ساتھ ہی تخت پر بیٹھی

"کیا ہوا ہے میرے بیٹے کو کیا سوچ رہا ہے ؟؟" بہت پیار سے پوچھا

وہ اٹھ کر بیٹھا "کچھ نہیں اماں" اسکے لہجے میں تھکن تھی

"میں جانتی ہوں تم جس وجہ سے پریشان ہو"

رامیز نے انہیں دیکھا وہ سب جانتی تھی پھر بھی ؟؟

"مجھے منظور ہے میں تمہاری خاطر اسکے گھر رشتہ لے جاوں گی مگر ایک شرط پر
"انہوں نے کہا
رامیز کو اپنے کانوں میں یقین نہیں آیا وہ حیراں ہوا

کچن میں کھڑی کھڑکی سے کان لگائے سونیا بھی حیراں ہوئی

'کیسی شرط اماں؟؟"

"اس جھوٹی سی کہو پہلے مجھ سے معافی مانگے جو بتمیزی اسنے میرے ساتھ کی ہے"

"لو جی نوا (نیا) سیاپا" کچن مین کھڑی سونیا بڑبڑائی کیونکہ وہ زیمل کو جانتی تھی وہ مر جائے گی لیکن معافی تو نہیں مانگے گی

"ٹھیک ہے اماں لیکن آپ وعدہ کرے آپ میری شادی سویرہ سے ہی کرے گی"

"فوزیہ جو کہ دے تو وہ کرتی ہے"

وہ مسکرایا"شکریہ اماں "

"بس تم خوش رہا کرو مجھ سے اپنے بچوں کی اداسیاں نہیں دیکھی جاتی"اسے پیار دیتی وہ بولی

وہ بس مسکرایا فوزیہ بیگم اب کمرے میں جا رہی تھی

"تمہاری بربادی تو اب شروع کروں گی سویرہ بی بی سارا عشق کا بھوت نا اتار دیا تو میرا نام بھی فوزیہ نہیں" وہ دل میں سوچتی مسکرائی

نصیبوں کے کھیل تھے کون جیتا ہے کون ہارتا ہے یہ صرف اللہ پاک کی ذات جانتی ہے

-

سویرہ کمرے میں بیٹھی اداس بلبل بنی ہوئی تھی جب زیمل نے اسے آکر پیار کیا

"کیا ہوا کیوں اداس ہیں؟؟" اسنے پوچھا

"خوش کب ہوئی تھی میں؟؟" اسکی بات پر سویرہ نے کہا

"ہوئی تھی ناجب رامیز بھائی کی گراجیوشن کمپلیٹ ہوئی تھی اور پھر ان کی جاب لگی تھی" زیمل نے شرارت سے کہا

"ہر وقت اسکا نام مت لیا کرو میرے سامنے" سویرہ نے کہا

'کیوں آپکو شرم آجاتی ہے؟؟"

"جی نہیں میں اللہ سے بہت دعائیں مانگ کر ذہین سے نکالتی ہوں اور تم اسکا ذکر کر کے واپس سے میرا ذہن اسے میں الجھا دیتی ہو" وہ نماز میں ہمشہ اسے بھول جانے کی ہی دعائیں کرتی تھی نامحرم کو سر پر سوار کرنا ایک لڑکی کی سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے

"اچھا بھئی نہیں کرتی خیر چاچو سے بات ہوئی آپکی اس بارے میں"

"زیمل پلیز یار کچھ اور بات کر لو" وہ اس موضوع پر بات کر کے خود کو مزید پریشاں نہیں کرنا چاہتی تھی

"کیا ہے اب کیا بات کرو آپ سے میں ویسے اگر یہاں اج نیرہ آپی ہوتی تو اتنا مزہ آتا آپ تو بس نا خود کوئی بات کرے اور نا مجھے بولنے دے" وہ ناک چڑھا کر بولی۔اس سے اچھی اسکی نیرہ آپی تو جو سکسی فضول باتیں بھی سنتی تھی

"ہاں جیسے اب وہ نائل کا دماغ کھاتی ہے ناں اسی طرح تم بھی اپنے شوہر کا دماغ کھاؤ گی کم بولنے کی عادت ڈالو ہر کوئی اتنی باتیں نہیں برداشت کرتا"

"پہلی بات میرا شوہر نہیں ہے دوسری بات اگر کوئی میری باتیں نہیں برداشت کر سکتا تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں اسے مسئلہ ہے وہ خود ہی ڈاکٹر کے پاس جائے
تیسری بات نائل بھائی خود ایک کول بندے ہیں ایک دم پرفیکٹ کپل ہے انکا رامیز بھائی کی ہی قسمت مین آپ ہیں بورینگ ٹائم نا کچھ بولے نا ہی بولنے دے
"

"اب نامین تمہارے ،ن، پر رکھ کر دو گی اگر اسکا نام کیا اصل بد قسمت تو تمہارا شوہر ہو گا"

"بھئی آپ میرے شوہر کو کیوں بیچ میں لا رہی ہیں"

"کیونکہ مجھے اس پر ترس آرہا کہ کیسا لڑاکا طیارہ اسکی قسمت میں آیا ہے"

"اچھی بات ہے وہ ڈر کر رہے گا مجھ سے" اسنے کہا

"شرم تو آتی نہیں ہے نا تمہیں زرا سی بھی"

اسنے کندھے اچکاتے جیسے یہ بہت اچھی بات ہے

سویرہ اسے کچھ کہتی کہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون بجا

"دیکھا سہی کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اپنے رامیز بھائی کو یاد کیا اور انہوں نے کال کر لی" وہ فون اسے پکڑاتی بولی

رامیز صرف ضروری بات کے لئے ہی کال کرتا تھا

سویرہ نے کال اٹھائی

سلام دعا کے بعد رامیز نے اسے بتایا کہ اماں نے یہ شرط رکھی ہے

"یہ کیسی شرط ہے رامیز؟؟"سویرہ نے کہا

"میں کیا کروں یار جیسے بھی ہے پلیز زیمل سے کہو ایک بار قربانی دے دیں"

"میری بہن میری وجہ سے کیوں فالتو میں معافیاں مانگتے وہ کیسی صورت نہیں مانگے گی بس "اپنی وجہ سے وہ اپنی بہن کو نہیں۔جھکا سکتی تھی

"تم میری زیمل سے بات کروا"

"نہیں کرواتی بس وہ نہیں مانگے گی معافی عجیب ہے پہلے ممانی مان نہیں رہی تھی اور اب مان کر یہ شرط رکھ رہی ہیں"سویرہ نے کہا

"میری بات کراؤ زیمل سے تقریر نا کرو"

"کرلو خود ہی" وہ غصے سے کہتی فون زیمل کو پکڑایا

رامیز نے اسے ساری بات بتائی

"ٹھیک ہے بھائی آپکی خاطر کرلوں گی آپ بے فکر رہے اور اپنی اماں سے کہیں رشتہ لے کر آئے" زیمل کہ رہی تھی اور سویرہ حیراں ہو رہی تھی حیران تو رامیز بھی تھا اتنی جلدی زیمل مان۔ گی
لیکن وہ بھول گے وہ زیمل سلیمان کیانی تھی جھکنا تو اسنے صرف اللہ کے آگے ہی تھا کیسی انسان کے آگے وہ نہیں جھکے گی

کال بند کرنے کے بعد سویرہ نے اسے دیکھا
"تمہیں کس نے کہا ہے کہ معافی مانگو کوئی ضرورت نہیں ہے"

"آپی اپنے ناز یمل کو ہلکے میں لیا ہوا معافی اور وہ بھی زیمل مانگے ممانی سے نا ممکن آنے تو دین انہیں اس معافی سے زیادہ نامین نے انہیں سنائی تو کہنا" اسکے دماغ میں چل رہا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی

"عجیب ہی عورت ہو تم" سوریہ نے کہا اور بیڈ پر لیٹ گی

دل مزید پریشاں ہو گیا تھا

کتنی مشکلات ہیں نا زندگی میں ہر موڑ پر ایک نئی مشکل

دو دن گزرے تھے اور آج سویرہ کی زندگی کا بہت بڑا دن تھا آج رامیز اپنے وعدے سچے کرنے آرہا تھا

لاؤنج میں اس وقت سب بیٹھے تھے زیمل فوزیہ بیگم کو دیکھ رہی تھی اور پھر اسنے سویرہ کو دیکھا اور انہیں نظروں سے رامیز کو

ان کے والدین نے رشتوں کو بچاۓ کے لئیے جھکنا بھی سیکھایا تھا

"ممانی میں آپ سے سوری کرنا چاہتی ہوں" زیمل نے بات شروع کی

فوزیہ بیگم مسکرائی اور ان سے کئی زیادہ خطرناک مسکراہٹ زیمل کی تھی

"کوئی بات نہیں بیٹا غلطیاں ہو جاتی ہیں" ایک اچھی عورت بنتی فوزیہ بیگم بولی

'جی ممانی سچ بولنے والوں سے بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں مین معافی چاہتی ہوں کہ میں نے اپکو حقیقت دیکھائی لیکن اپ سے وہ حقیقت نہیں برداشت ہوئی خیر اب ہر کوئی اتنا بہادر نہیں کہ اپنے بارے میں سچائی جان کر برداشت کرے" وہ ان سے معافی مانگ رہی تھی یا انہیں مزید ذلیل وہ نہیں سمجھ سکی

فوزیہ بیگم نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور آج تو اللہ کی کرنی اسے ٹوک بھی نہیں سکتا تھا کوئی

کچھ دیر خاموشی رہی لیکن بات آخر رامیز کے آبانے ہی شروع کی تھی

کچن مین چیئر پر بیٹھی سویرہ کا دل بہت بری طرح سے دھڑک رہا تھا اگر ابو نے منع کر دیا تو؟؟

"نہیں نہیں سویرہ اچھا سوچو اچھا ہو گا چاچو ہیں نا دیکھ لے گے وہ" اسکے چاچو تھے اس کے پاس پھر کیسی ٹینشن

رامیز لوگ بات کر کے چلے گے تھے سلیمان صاحب نے ان سے سوچنے کا کہا تھا

اب ایک دم تو ہاں نہیں کر سکتے تھے ان کی بیٹی تھی کیسے آنکھیں بند کر کے بوجھ کی طرح اتار دیتے اس لئے انہوں نے وقت مانگا تھا

"نائل تمہیں ایک بات بتاؤ؟؟"نیرہ نے اس سے پوچھا جو موبائل میں کچھ دیکھا رہا تھا

"میں نے منع کیا تو تم کونسا منع ہو جاؤ گی"

"بندہ زہر کھا کے لیکن تم سے اچھے جواب کی امید نا رکھے جاؤ نہیں بتاتی لگے رہو اسے منحوس کے ساتھ "نیرہ نے چڑ کر کہا

"اچھا بتاؤ یار میں نے مزاق کیا تھا بتاؤ"نائل نے موبائل سائیڈ پر رکھنے میں ہی عافیت سمجھی

"سویرہ اپی کا پرپوزل۔ایا ہے سمجھو بس رشتہ پکا ہے"نیرہ نے اسے بتایا

"اچھا کون ہے لڑکا؟؟؟"

"رامیز بھائی سے ان دونوں کی تو لو سٹوری ہی فنٹاسٹک ہے"

"کون رامیز بھائی؟؟؟"

نیرہ نے اسے دیکھا کیسا شوہر تھا بیوی کے کزنوں کا ہی نہیں پتا تھا

"میرے ماموں کے بیٹے ہیں اکلوتے ماموں کے اکلوتے بیٹے حد ہے اتنا نہیں پتا تمہیں"

"اچھا اچھا کب ہے شادی؟؟؟"

"پتا نہیں ابھی تو صرف پرپوزل آیا ہے بس اللہ کرے جلدی جلدی ہو میں بھی پھر کوئی شادی انجوائے کروں"

"ایسے کہ رہی ہو جیسے کبھی کیسی کی شادی انجوائے ہی نہیں کی"

"تو نہیں ناہی صائمہ آپی کی شادی میں میرے پیپرز تھے اور مین تھی بھی چھوٹی اور ابھی انیس سال کی ہوئی تو تم بیاہ لائے میں نے زندگی انجوائے ہی کہاں کی ہے پابندیوں میں گزاری ہے زندگی بس" یہ سچ تھا کہ ان کے ہاں بہت پابندیاں تھی سکول ہو یا کالج کیسی ٹرپ پر انہیں جانا منع تھا خاندان کی شادیاں ہو تو اس مین بھی بس ابو ہی چلے جاتے ان بہینوں نے واقعی زندگی بس گزاری تھی انجوائے نہیں کی

"اچھا چلو اب میرے ساتھ انجوائے کر لینا زندگی کوئی پابندی نہیں تم پر" نائل نے کہا

" یہاں انجوائے کرو کچن میں یہ اس کمرے میں ؟؟" ان ڈائریکٹ یہ طعنہ تھا جو بیویاں اکثر مارا کرتی ہیں اور ان نائل کو بھی مل گیا تھا

"اچھا تو تم کئی گھومنا چاہتی ہو؟؟"

"نہیں میرا تو دل ہی نہیں ہے نا میرا تو دل کرتا ہی نہیں کہی بھی اپنے شوہر کے ساتھ جانے کو"

"میرا کوئی قصور نہیں ہے تم ہی بیمار رہتی ہو ابھی ٹھیک ہوئی تھی تو پھر سے یہ زخم کروالیا اب ایسی حالت میں کہاں لے کر جاو تمہیں؟؟" بہانہ بنایا

"بس کرو بیماری حالت میں تمہارے گھر والے مجھ سے کام کروا سکتے ہیں لیکن تم کہی لے کر نہیں جا سکتے"

"اچھا ٹھیک ہے لے جاوں گا اب لڑائی تو نا کرو"

"لڑائی نہیں کر رہی بات کر رہی ہوں"۔

"تم لڑکیاں بات بھی ایسے کرتی ہو جیسے لڑائی کر رہی ہو"

"ہاں تم مرد تو جیسے بڑا میٹھا سریلا بولتے ہو نا"

"یا اللہ مجھے صبر دے" نائل نے دعا مانگی

"امین صبر کے ساتھ تھوڑی عقل کی بھی دعا مانگ لو" نیرہ نے کہا

"وہ مجھ میں بہت ہے خیر تم فرسٹ ائنڈ باکس لاؤ تمہیں دوائی لگاوں" وہ اسکی زخمی انگلی کو دیکھتے بولا

"میں نے دن کو خود لگالی تھی ابھی رہنے دو"

"میں نے مشورہ تو نہیں مانگا حکم دیا ہے اٹھو" نائل نے کہا

نیرہ خاموشی سے اٹھی اور باکس لا کر اسے دیا

نائل اب اسکے زخم پر مرہم لگا رہا تھا دوائی لگانے کی وجہ سے درد ہو رہا تھا

"آہہ نائل آرام سے درد ہو رہا ہے" نیرہ نے کہا

"بس ہو گیا ہے" وہ دوائی لگا کر نئی ڈریسنگ کرتے ہوئے بولا

"بہت درد ہوتا ہے نائل اسکا" نیرہ نے روتے ہوئے کہا

"جب تک نیا ناخن آتا ہے درد ہو گا برداشت کرنا پڑے گا" وہ اسکے اس زخمی ہاتھ کو چومتے ہوئے بولا

نیرہ کا دل چاہ کہ وہ اسے بتائیں کہ اس کے گھر والے اس حالت میں بھی اس سے کام کرواتے ہیں اس حالت میں بھی اسے نہیں بخشتے مگر وہ خاموش رہی

-'_ _ _ _ _ _ _ _____ ___ _____ _____

'''-

ایک ہفتہ بعد آخر سلیمان صاحب نے رشتے کے لئے ہاں کر دی تھی

رامیز نے منگنی کے چکر میں پڑنے کے بجائے ڈائریکٹ شادی کی ہی ڈیٹ فکس کی تھی

ایک ماہ بعد ان کی شادی تھی سویرہ کو تو یقین نہیں آ رہا تھا آخر کیسے ایک دم سب سہی ہو گیا کیسے سب مان گے

یہ مرد کی محبت تھی محبت جب مرد کرتا ہے تو بات نکاح تک ہی پہنچ جاتی ہے درد تو عورت کے نصیب میں ہوتا ہے محنت کے اظہار میں بدنامی تو عورت کی ہوتی ہے دوستوں کی محفل میں مزاق تو عورت کی محبت کا بنتا ہے محبت کی دھجیاں تو یہ نامرد اڑاتے ہیں

عورت کی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ایک مرد کا انتخاب ہوتا ہے اگر یہ انتخاب
غلط نکل آئے تو اس عورت کو اپنی ہر پسندیدہ چیز سے نفرت ہو جاتی ہے
سوریرہ ان خوش نصیب عورتوں میں۔سے تھی جسے ایک مرد سے محبت ہوئی
تھی جس نے اسکی محبت دھجیاں نہیں آرائی تھی بلکہ اسے محرم بنایا تھا
وہ اس وقت جائے نماز پر بیٹھی اللہ سے دعا کر رہی تھی
یہ اللہ کی ہی تو مہربانی تھی جو اسکی نامحرم والی محبت کو محرم بنا رہا تھا
کیسی نامحرم سے محبت کرنا گناہ نہیں اللہ تو قرآن میں فرماتے جو پسند ہو اس سے
نکاح کرو گناہ تو نامحرم سے ساری ساری رات باتیں کرنا آپنی حدیں بھول جانا یہ
گناہ ہے ایک نامحرم کو محرم بنانے کی اللہ سے طلب کرنا گناہ نہیں اگر اللہ سے
محبت نہیں مانگے گے تو کس سے مانگے گے ؟؟
محبت تو سب کو ہو جاتی ہے مگر محبت پاکیزہ رکھنا ہر کوئی نہیں جانتا
سویرہ اور رامیز ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہوں نے محبت کا پاکیزہ
رکھا جہنوں نے اندھیری راتوں میں حدیں نہیں پار کی
محبت میں پاکیزگی معنی رکھتی ہے کیونکہ پاکیزہ کو ہی پاکیزہ ملا کرتا ہے

وہ اس وقت اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا وہ سجدے میں اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی

جب کمرے میں زیمل ائی

اسے سجدے میں دیکھ کر وہ وہی بیڈ پر بیٹھ گی

موبائل یوز کرتے اسکے پاس نائل کی وڈیو ائی

وہ اب اسکی وڈیوز نہیں دیکھتی تھی لیکن پھر بھی اکثر سامنے آجاتی تھی

زیمل کئی بار اس ایک وڈیو دیکھ چکی تھی

انسان سب کچھ بھول بھی جائے تو نادانیوں میں کیسی کو اپنا دیا گیا دل نہیں بھول سکتا

یہ شروع شروع کے جوانی کے دن بڑے پھونک پھونک کر رکھنے پڑتے ہیں ان دنوں میں دل میں بہت سخت تالے لگانے چاہیے اگر دل کے دروازے کھلے ہو گے تو جب کیسی کا دل چاہا اندر آئے گا اور توڑ پھوڑ کر چلا جائے گا

یہ زیمل کی غلطی تھی جس نے ان دنوں میں دل کے دروازے کھل رکھے تھے اور اب اس میں موجود وہ ایک شخص ہر لمحے اسکے دل کی دنیا تباہ کر دیتا تھا

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اب اسکی ساری وڈیوز دیکھ رہی تھی

عادت بہت بری ہوتی ہیں اسے نائل کی وڈیوز دیکھنے کی عادت تھی
اور یہ عادت اسکی جان کا عذاب بن چکی تھی
سویرہ جائے نماز طے کر کے سائیڈ پر رکھ رکھ تھی جب اسنے زیمل کے موبائل پر دیکھا جہاں وہ نائل کی ہی وڈیو دیکھ رہی تھی

سویرہ کو دیکھ کر اسنے موبائیل فورا بند کر دیا اور سائیڈ پر رکھ دیا

سویرہ اسکے پاس ہی بیٹھ گی اگر اج زیمل کو نہین سجھایا تو اسکی بہت اس عادت کی پکی ہو جائے گی اور ساری زندگی اپنے دل کی دنیا تباہ ہوتی دیکھتی رہے گی

"زیمل منع کیا تھا نا کہ اب نائل کی وڈیوز نہیں دیکھو گی پھر کیوں دیکھ رہی تھی ؟؟ء" اسکے پاس بیٹھتے سویرہ نے بہت پیار سے پوچھا تھا

"بس ویسے ہی سامنے آگی تھی آپی" نظریں چراتے کہا

"سامنے آئی چیز کو گھنٹوں بیٹھ کر نہیں دیکھتے زیمل"

اسکی بات پر جھکی نظریں اٹھا کر زیمل نے اسے دیکھا اس وقت زیمل کا دل پھٹ سا رہا تھا

سویرہ نے آج سے پہلے زیمل کی آنکھوں میں اتنا درد نہیں دیکھا تھا

سویرہ نے اسے اپنے گلے سے لگایا اتنی سی بات تھی اور زیمل اسکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

دل پر دی گی محبت کی پہلی دستک ہمیشہ تکلیف ہی دیتی ہے

زیمل رو رہی تھی اور سویرہ نے آج اسے رونے سے منع نہیں۔ کیا تھا زیمل روتی گی اور سویرہ اسکے انسو پونجھتی تھی رہی

بہینیں ویسے ہی تو سکون قلب ہوتی انہیں سکون قلب اسی لئے کہا گیا ہے

کیونکہ انہیں دل کا حال نہیں بتانا پڑتا یہ بغیر بتائی سب جانتی ہیں

سویرہ نے اسکے انسو صاف کر کے اسے پیار دیا

"تم نے اج جتنا رونا تھا رو لیا تمہارے دل کا بھوج اب ہلکا نہیں بلکہ ختم ہو گیا ہے زیمل اب میری بات سنو"

زیمل نے سویرہ کو دیکھا اسکی آنکھیں لال ہو چکی تھی یہ سچ تھا ان چاروں بہینوں میں زیمل خوبصورت تھی

"وہ تمہیں اچھا لگتا تھا اور اچھا کوئی بھی لگ سکتا ہے اسکی اب شادی ہو گی ہے وہ خوش ہے اب تم بھی خوش ہو جاؤ کیونکہ جو اچھے لگتے ہیں ان کی خوشی میں ہی خوش ہوتے ہیں آئندہ تم اسے نہیں سوچو گی وہ کون تھا کون ہے تمہیں کچھ بھی نہیں پتا وہ صرف تنہای بہن کا شوہر ہے زیمل صرف نیرہ کا شوہر بس"

"آپی اپکو کیا لگتا ہے میں جان بوجھ کر انہیں یاد کرتی ہوں ایسا نہیں ہے آپی میں ہر لمحے کر سانس کے ساتھ انہیں یاد نہیں کرنا چاہتی لیکن وہ یاد آجاتے ہیں وہ مجھے بہت یاد آتے ہیں میں چاہ کر بھی نہیں موون کر سکتی تھی"

"وہ یاد آتا ہے کیونکہ تم اسے یاد کرتی ہو تم بھول جاؤ اسے زیمل"

"اپکو پتا ہے آپی مجھے وہ تب اچھے لگتے ہیں جب مجھے اس اچھے لگنے کا مطلب بھی نہیں پتا تھا اب کیسے بھول جاؤ جب میں نے محبت کرنا سیکھا ہی ان سے ہے میں نہیں بھول سکتی کچھ بھی ہو جائے وہ میرے دل کا درد بن چکے ہیں اس درد کی کوئی دوائی نہیں ہے" وہ کہ رہی تھی اور اسکے انسو گال پر بہ رہی تھے

سویرہ نے اسے دیکھا "یہ تم اپنے ساتھ دشمنی کر رہی ہو بھول جاؤ اسے اپنی دشمن نے بنو"

وہ بس خاموش رہی تھی اسکے پاس کوئی بات ہوئی جواب نہیں تھا

دل کے درد بہت ظالم ہوتے ہیں یہ انسان کو ختم کر دیتے ہیں مگر یہ درد ختم نہیں ہوتا

"ٹھیک ہے تم اسے نہیں۔ بھول سکتی لیکن اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں تو کیا بھول جاؤں گی"؟؟سویرہ نے پوچھا

"آپی آپی میں نہیں بھول سکتی نہیں بھول سکتی نہیں بھول سکتی آپی" وہ اس بار کہتی پھر بہت بری طرح سے رونے لگ گی

-زیمل زیمل خدا کے لئے یہ اتنا بڑا روگ نا لگاؤ خود کو امی ابو کی آخری امید ہو تم "سویرہ نے کہا

"آپی میں کیا کروں یہ میرے بس میں نہیں آپی مجھے وہ اچھے لگتے ہیں مین چاہتی ہوں وہ مجھ سے باتیں کریں جیسے میں ان کی ہر پسند ناپسند چیز کے بارے میں جانتی ہوں وہ بھی جانے میرا دل کرتا ہے دنیا رک جائے اور مین بس انہیں ہی کو دیکھتی رہوں انہیں کو ہی سنتی رہوں مجھے لگتا تھا کہ یہ صرف ایک کرش ہے جو مجھے ان پر ہے وقت کے ساتھ بدل جائے گا لیکن آپی یہ کرش وقت کے ساتھ میرے دل کا درد بن گیا آپی مجھے خود سے نفرت ہوتی ہے کہ میں اپنی ہی بہن کے شوہر کے بارے میں ایسا سوچتی ہوں اگر نیرہ آپی کو پتا چلے گا تو وہ مجھ سے خفا ہو گی اور وہ وہ تو مجھے بچی سمجھتے ہیں وہ کیا سوچے گے "زیمل نے اپنے دل کی ساری باتیں اسے بتائی

سویرہ نے اسے پیار کیا "تم بچی ہو زیمل بچوں سے ہی غلطی ہوتی ہیں اس غلطی سے موون کر جاؤ زیمل محبت بُری چیز نہیں ہوتی...
لیکن جب تم اپنی اہمیت کسی کے جواب کسی کے پیغام یا کسی کے نظر انداز کرنے پر تولنے لگو

تو وہیں سے تمہاری خودی کمزور ہونے لگتی ہے

تم ہر دن اُسی کے ایک پیغام کا انتظار کرتی ہء

بس ایک لفظ بس ایک توجہ

مگر کیا تم نے کبھی خود پر توجہ دی ہے

کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ تم کون ہو اور کیا بن سکتی ہو

یہ جو عمر ہے نا پندرہ سے بیس سال کی...

یہ کسی کے پیچھے بکھر جانے کی عمر نہیں

یہ اپنے اندر سنورنے کی عمر ہے۔

یہ وہ وقت ہے جب تم اپنے خواب بُن سکتی ہو

اپنے راستے چُن سکتی ہو

اور اپنی پہچان بنا سکتی ہو

پہلے وقتوں کی لڑکیاں شاید خاموش تھیں

کیونکہ اُن کے پاس اختیار نہیں تھا

مگر تمہارے پاس ہے

تمہارا علم، تمہاری عقل، تمہاری ہمت، اور سب سے قیمتی چیز تمہارا وقت

یہی وقت ہے جب تم کچھ بھی بن سکتی ہو

تمہارا کیریئر، تمہاری پہچان ہو گا

تمہاری کامیابی، تمہارا فخر بنے گی

اور وہ بہترین جواب ہو گا اُن لمحوں کا

جو تم نے کسی کے انتظار میں ضائع کیے

محبت تو وقت کے ساتھ آ ہی جائے گی...

لیکن اگر آج تم نے خود سے محبت نہ کی

تو کل تمہیں اپنی ہی خاموشی سے شرمندگی ہو گی

اس لیے کسی کے پیغام کا انتظار مت کر

خود کو اتنی قدر والی بنا لو کہ لوگ تم سے بات کرنے کو باعثِ فخر سمجھیں

اور تم مصروف

اپنی تقدیر سنوارنے میں !""سویرہ نے اسے سمجھایا تھا اور زیمل کی سوچ رک گی تھی وہ کیا سوچے رہی تھی اور حقیقت کیا تھی سوریہ کا ہر لفظ زیمل کو حفظ ہو رہا تھا

وہ حقیقت سے کتنا دور تھی اسکی دنیا میں خود کو غرق کر رہی تھی ایک آیسی دنیا جس کی نا کوئی بنیاد تھی اور نا ہی کوئی تکمیل

ایک بے معنی دنیا جہاں محض اسکی سوچے تھے

"جونیرہ نہیں کر سکتی میں نہیں کر سکی صائمہ آپی نہیں کر سکی زیمل وہ تم نے کرنا ہے سمجھو اس بات کو اللہ سے دعا کرو کہ تم کامیاب ہو جاؤ اگر کامیاب ہو گی تو تو تمہیں کیسے شہزادے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی تم اپنی دنیا کی شہزادی ہو گی تمہاری ایک دنیا ہو گی زیمل جہاں تم آزادی سے رہو گی تم اپنے خوابوں کی اکلوتی شہزادی ہو گی اس ادھوری محبت کا قصہ آج ہی میرے سامنے دفن کر دو اور اپنی راہ دیکھو اپنی منزل کو پہچانو چندہ "سویرہ۔نے اسے کہا

زیمل نے سویرہ کو دیکھا یہ نظریں کچھ اور تھی ان نظروں میں کچھ اور تھا

زیمل نے آنکھیں بند کی کون نائل؟؟ کون بے قوف زیمل؟؟ کون کرش؟؟ وہ کیسی کو نہیں جانتی تھی وہ جانتی تھی تو صرف زیمل سلیمان کیانی کو جس نے اپنے خواب پورے کرنے تھے جس نے اپنی دنیا بنانی تھی
جو اپنی دنیا کی شہزادی خود ہو گی

آنکھیں کھولی سویرہ کو دیکھا "موون کرنا اتنا مشکل بھی نہیں" یہ پہلی بات تھی جو انسے مسکرا کر کہی تھی

"موون کرنا مشکل نہیں موون کرنے کے کئی پہلا قدم اٹھانا مشکل ہوتا ہے جو تم نے اٹھالیا ہے موون کر لوز یمل اور یہ ثابت کر دو عورتوں کو محبت سے زیادہ کامیابی کی ضرورت ہوتی ہے" اسکو گلے سے لگاتے سویرہ نے کہا
اسکی بہن آج خود سے ملی تھی

زندگی میں ایک ایسا شخص بجے ضروری ہوتا ہے جو اپکو اپسے ملایئے

زیمل کا اگلا قدم نائل کو ہر سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے بلاک کرنا تھا سو یرہ کمرے سے باہر نکل گی تھی

اب کمرے میں زیمل تھی اور وہ اپنے فون مین تھے ہر وہ چیز سے ڈلیٹ کر رہی تھی جو اسے نائل کی یاد کرواتی تھی

اسنے سب کچھ ڈلیٹ کر دیا ایک نئ زندگی شروع کرنے میں یہ زیمل کا پہلا قدم تھا

زیمل کا اٹھایا یہ قدم پر اس لڑکی کو اٹھانا چاہیے جو موون کرنا بھول چکی ہیں

ایک پہلا قدم اٹھانا مشکل ہوتا باقی سب خود ہوتا جاتا ہے

اب کون نائل اور کون نائل کی دیوانی زیمل

زیمل کیسی کو نہیں جانتی تھی وہ بس اپنی منزل کو جانتی تھی جس تک اسے پہنچنا تھا

سویرہ اور رامیز کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھی اس سب میں بس نیرہ ہی تھی جو ابھی تک اپنے سسرال میں اپنے کام کر رہی تھی شادی کو ایک ہفتہ رہے گیا تھا اور ابھی تک اسنے اپنے لئے کچھ بھی نہیں خریدا تھا آج تو اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ نائل سے دوٹوک بات کرے گی کہ اسے شاپنگ بھی کروائی۔اور اب وہ اپنے گھر بھی رہنے جائے گی

رات کو کھانا وغیرہ کھا کر جب سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گے اس وقت نیرہ نے نائل نے بات کرنے کا سوچا

"نائل مجھے تم سے بات کرنی ہے"

"جی کرو"

"مجھے امی کے گھر جانا ہے اب آپی کی شادی کو ایک ہفتہ رہے گیا ہے اور میں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں خریدا اور امی بھی کہ رہی تھی کہ اب آجاؤں گھر آپی کی

ڈھولکی بھی شروع ہو گی ہے صائمہ آپی بھی اگی ہے بس میں ہی رہے گی مجھے بھی جانا ہے"

"ٹھیک ٹھیک ہے چلی جانا لیکن پہلے شاپنگ تو کر لو"

"شاپنگ میں امی کے ساتھ جا کر کر لوں گی"

"اب میری بیوی ہو تم میری ذمہ داری ہے تمہاری شاپنگ کی تمہاری امی یا ابو کی نہیں کل میں آفیس سے جلدی آجاؤں گا تم تیار رہنا کل شاپنگ کر لینا اور پھر پرسو میں تمہیں چھوڑ آؤں گا او کے ؟؟"نائل نے اسے بتایا

"ٹھیک ہے لیکن میں اس لئے کہ رہی تھی کہ امی کے گھر سے مارکیٹ نزدیک ہے تو آسانی رہے گی"

'کونسی مارکیٹ سے شاپنگ کرنی ھے تم نے؟؟"

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے لاہور میں کہاں سے شاپنگ کرتے ہیں؟؟"

"مجھے کیا پتا میں تو لبیرٹی ایمپوریم مال سے کرتا ہوں"

"تم کیا جانو انارکلی بازار کو خیر میں تو وہی سے کروں گی"

"وہاں بہت رش ہوتا ہے بندہ پاگل ہو جاتا ہے تمہیں میں اپنی فیورٹ جگہ سے شاپنگ کرواؤں گا"

"نہیں میں بس وہی سے لوں گی بھئی شاپنگ کا مزہ تو آتا ہی سہی رش والی جگہ میں ہے"

"ہاں بندہ پاگل ہو کر واپس گھر آتا ہے" اسے شاپنگ کرنا ویسے بھی نہیں پسند تھا اور رش میں تو بلکل بھی نہیں

"تم بس کل چلنا میرے ساتھ وہی پر"

اب اس لیے کہ تھا تو مطلب اب وہی سے ہی شاپنگ ہو گی نائل خاموش ہو گیا کل کی کل دیکھی جائے گی

اگلے دن نائل آفیس سے جلدی آگیا تھا اسے گیارہ بجے واپس گھر دیکھ کر آسیہ بیگم نے اسے پوچھا

"خیریت نائل تم آج جلدی آگے طبیعت تو ٹھیک ہے نا میرے بیٹے کی؟؟" انہوں نے فکر مندی سے پوچھا

"جی جی ماما میں ٹھیک ہوں بس نیرہ کو شاپنگ پر لے کر جانا تھا"

آسیہ بیگم نے حیرت سے اسے دیکھا یہ وہ واحد مرد تھا ان کے خاندان کا جو ہر وہ کام اپنی بیوی کے لئے کر رہا تھا جو آج تک کیسی نے بھی نہیں کیا تھا ایک لمحے کو تو انہیں نیرہ پر رشک آیا تھا

وہ عام سے نقوش والی ہمسفر کے معاملے میں بڑی خوش قسمت نکلی تھی

"تو بیٹا مجھے کہ دیتے میں ساتھ لے جاتی اسے" انہوں نے کہ

"میں کہ دیتا ماما اور وہ اپکے ساتھ چلی بھی جاتی لیکن آپ انکار کر دیتی اس لیے خیر آپ بھی چلے اپکو بھی شاپنگ کرواؤں گا آج میں" وہ انہیں کہتا انہیں اپنے سینے سے لگا رہا تھا

وہ آج بھی ان سے بچوں جیسا پیار کرتا تھا

"نہیں میرے بچے میرے پاس سب کچھ ہے تم جاؤ اسے لے کر "اسکی پیشانی چومی ایک لمحے کے لئے تو وہ واقعی سب بھول گی تھی ان کا بیٹا کتنا خوش تھا بس یہی یاد تھا

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے جب نیرہ تیار ہو کر کمرے سے باہر آئی اسے نائل نے گھر پہنچ کر ہی کال کر کے باہر آنے کا کہہ دیا تھا

"او کے ماما ہم جا رہے ہیں "نائل نے نیرہ کو دیکھ کر کہا

"آنٹی آپ بھی چلے نا" نیرہ نے انہیں کہا

"نہیں تم۔لوگ جاؤ" ان کے لہجے میں کوئی کڑواہٹ نہیں تھی اگر پیار نہیں تھا مگر نفرت بھی نہیں تھی آج اس لہجے میں نیرہ کو محسوس ہوا کہ آج پہلی بار انہوں نے اپنے عام لہجے میں اس سے بات کی ہے

وہ لوگ انہیں۔ خدا حافظ بول کر باہر آگے نائل گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب وفا نے اسے پیچھے سے پکارا نیرہ گاڑی میں پہلے سے ہی بیٹھ چکی تھی اس لئے وفا نے اسے نہین دیکھا تھا

"نائل تم مجھے یونی ڈراپ کر دو آج میرا صرف ایک ہی لیکچر ہے"

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا وفا بٹ اس وقت میں اپنی بیوی کے ساتھ حلال۔ ڈیٹ پر جا رہا ہوں اس لئے وہ سامنے دیکھو دو دو گاڑیاں موجود ہیں اور ایک ڈرائیور بھی ہے جو کہ اسی مقصد کے لئے ہے تم اسے کہو شاباش" وہ اسے جلا دینی والی مسکراہٹ سے بولا اور گاڑی کا دروزہ کھول کر بیٹھ گیا

وفا نے بہت غصے سے نائل کی باہر نکلتی گاڑی کو دیکھا

"میڈم میں اپکو چھوڑ آتا ہوں "ڈرائیو نے اسے کہا

"بھاڑ میں جاؤ" وہ اپنا بیگ کندھے سے اٹھا کر اسے غصے سے اپنے ہاتھ میں پکڑ کر پاؤں پٹخ کر واپس گھر۔ مین چلی گی

"کیا کہ رہی تھی وفا؟؟" نیرہ نے ناچاہتے ہوئے بھی پوچھا لہا

"تمہیں کیوں بتاؤں یہ میری اور اسکی پرسنل بات تھی" نائل نے کہا

"ہاں تمہاری پرسنل بات میں نے سن لی تھی حلال ڈیٹ پر جا رہے ہو نا میرے ساتھ ہیں نا؟؟" ٹھیک ہے وہ گاڑی میں تھی لیکن اسکے کان باہر ہی تھے

اسکی بات پر وہ مسکرایا" جب پتا ہے تو پوچھ کیوں رہی تھی؟؟"

"بس ویسے ہی میری مرضی "کندھے اچکا کر اسنے کہا

"اب میرے ساتھ ڈیٹ پر ائی ہو تو میری مرضی ہی چلے گی اچھانا"

"وہ۔تب جلتی کہ تم میرے بوائے فرینڈ ہوتے اور ہم حرام ڈیٹ پر آتے مین تمہاری بیگم ہوں زوجہ محترمہ بلکل۔ حلال۔والی اس لئے میری بات سنو گے سمجھے سیدھا گاڑی وہاں مورو جہاں رات کو کہا تھا چلا کی مت کرو میرے ساتھ

"اسکی بات کا مطلب تو وہ اب سمجھ جاتی تھی

" سمجھدار ہو گی ہو میری صحبت میں"

"جی جی بہت زیادہ تگنی کا تاج نچوا سکتی ہوں تمہیں اتنی سمجھدار ہو گی "اسے دیکھتے وہ بولی

اسکی بات پر نائل کا قہقہہ گاڑی میں گونجا"مطلب رن مرید بناؤ گی مجھے ؟؟"

"جب میں شوہر مرید بن سکتی ہوں تو تمہارے بیوی مرید بننے مین کیسی شرم ؟؟"

"ایک شوہر مرید بن رہی تھی اور دوسرا حلال ڈیٹ پر جا رہا تھا"

مسلسل ڈرائیورں گ کے بعد آخر وہ انار کلی بازار پہنچ ہی گئے وہاں کا رش دیکھ کر ہی نائل کو چکر آ رہے تھے

نائل نے گاڑی اچھے سے لاک۔کی اور اسکا ہاتھ تھام کر روڈ کراس کیا

اگلے دس منٹ میں نیرہ کپڑے دیکھ رہی تھی مگر مجال ہے جو اسے کچھ سنجھ آرہا ہو بھئی اسکی سویرہ اپی نہین تھی جو اسکی مدد کرتی ایک اچھا لگتا تو دوسرا اس سے بھی زیادہ اچھا لگتا

"نیرہ اللہ کا واسطہ کچھ لے دو گھنٹے ہو گے ویسے ہی بازار چھان رہی ہو" وہ بے چارہ بلکل تھک چکا تھا اسکے ساتھ دکانوں میں گھوم گھرم۔ کر

"چپ بلکل چپ مجھے سکون سے خریدنے دو ورنہ جاؤ جا کر گاڑی میں ویٹ کرو میں اکیلے ہی خرید لوں گی"

"میری ہڈیوں کا قیمہ بن گیا ہے" نائل نے کہا

"ابھی سرمہ بھی بنے گا" وہ اسے کہتی ایک دوکان مین گی

آخر اسے دو گھنٹے بعد ایک سوٹ اچھا لگا

'نائل یہ اچھا ہے نا؟؟"

"ہاں ہاں بہت اچھا ہے ایک دم تم پر سوٹ کر رہا ہے بھائی یہ پیک کر دے "نائل کی خوشی کی کوئی حد نہیں تھی

"ارے رکو رکو بھائی صبر اور بھی دیکھاؤ ابھی" وہ اس دوکاندار کو وہی کپڑے پیک کرتے دیکھ کر فورا سے بولی

"کیوں اتنے اچھے تو ہیں لے لو" نائل نے کہا

"صبر کرو شاید ابھی اور بھی کوئی اچھا لگ جائے بھائی آپ اور بھی دیکھائے نا"

"باجی خدا کی قسم ہم نے سارا دوکان کھول دیا ہے اب برقعہ پڑا ہے وہ دیکھائے اپکو" وہ پٹھان دوکاندار بھی نائل کی بے چارگی میں شامل تھا

"نہیں بس یہی ٹھیک ہے یہی کر دو" آخر نیرہ نے اسی سوٹ پر ڈن کہا

نائل نے شکر ادا کیا اسنے اپنے وائلٹ سے اپنا کاڈر نکالا

"بھائی ہمارے پاس تو مشین نہیں کاڈر والا ہم کو پیسا دے دیں تم کو" اس پٹھان نے سادگی سے کہا

"زیادہ بر گرنا بنو کیش نکالو" نیرہ نے اسے آہستہ سے کہا

"یہی چار ہزار کا کیش ہے میرے پاس" نائل نے اسے نوٹ پکڑائے

"ارے چار ہزار کیوں بھائی ڈسکاؤنٹ کرے گے ناہیں نا بھائی؟؟"

" باجی پانچ ہزار کا سوٹ ہے اپکو چار کا دے رہا ہے"

"نہیں دیکھو بھائی میں ہمشہ سے ہی سے لے کر جاتی ہوں پرانی کسٹمر ہوں تمہاری آج پہلی بار اپنے شوہر کے ساتھ اپنی بہن کو تھوڑا تو ڈسکاؤنٹ دو" نیرہ نے اسے اپنا سچی کا بھائی مان لیا تھا نائل کو تو یہی لگا

"نیرہ بحث مت کرو نہیں ہیں یہ اتنے پیسے" نائل نے آہستہ سے اسے کہا

"چپ کرو تم"

"پرانی کسٹمر ہوں آپکی ہمشہ سے ہی سے لے کر جاتی ہوں اپنے کپڑے آج اپنے شوہر کے ساتھ شادی کے بعد پہلی بار ایی ہوں تھوڑا ڈسکاؤنٹ تو بنتا ہے نا" نیرہ نے دکاندار سے کہا

" باجی یہ دوکان دو ماہ پہلے ہی ہم نے کھولا ہے آپ نے کہاں سے خریدا ہم سے ؟؟" وہ بے چارہ دوکاندار آج پاگل ہونے کو تھا

نائل کو شرمندگی ہوئی وہ تو کبھی یہ حرکت نہیں کرتا تھا نجانے یہ لڑکی کیا کچھ اور دیکھائے گی

"ارے تم سے پہلے والے سے شاید لے کر جاتی تھی مگر مجھے یاد ہے یہی سے لیتی تھی میں" نیرہ نے فورا بات بدلی

" باجی مجھ سے پہلے تو یہاں حجام کا دوکان تھا" وہ دوکاندار بولا

"تمہیں نہیں پتا مین یہی سے لے کر جاتی تھی سیدھا سیدھا دو ہزار دوں گی بس نیرہ نے کہا"

اب کے دوکاندار نے بے چاری سے نائل کی جانب دیکھا جو دوکاندار کو اپنی طرف دیکھ۔کر نظریں گھوما گیا جیسے وہ تو یہاں ہے ہی نہیں

آخر اتنی بحث کے بعد نائل نے اس دوکاندار کو تین ہزار دیا اور بات ختم کر دی

"آئندہ مر جاؤں گا تمہارے ساتھ نہیں آؤں گا مارکیٹ توبہ لڑاکا عورت مجھے نہیں پتا تھا کہ تم میں ایک عورت بھی ہے "نائل نے اسے کہا

"تم نہیں جانتے کہ سوٹ یہ پیچھے سے دو دو ہزار کا لا کر یہاں اتنا مہنگا بیچتے ہیں"

"ہاں تم تو جیسے تمہارا خاندانی کا کام ہے کپڑے سپلائی کرنے کا جو تمہیں پتا ہے بے چارے کی ساری دوکان خالی کرودی کفن بج گے تھے اسکے پاس اسی حالت کردی تم نے "اسکے ساتھ چلتے نایل نے کہا

"چپ کرو تم میں عورت ہوں مجھے پتا ہے کیسے لیتے ہیں چیزیں "اسکی بازؤں پر چٹکی کاٹتی وہ بولی

"عورت ہو عورت نہیں لڑاکا طیارہ ہو جو گھر میں میرے ساتھ لڑتی ہو اور باہر ان معصوم بے چارے دوکانداروں سے "

نیرہ نے بس خاموشی سے کام چلایا فلحال وہ اسکے ساتھ لڑائی کرنے کے موڈ میں نہیں تھی اس لئے خاموش ہو گی
ابھی وہ اسکے ایک اور دوکان مین کھڑی کپڑے ہی دیکھ رہی تھی جب اسے کیسی نے پکارا

"نیرہ" وہ اسکی کلاس فیلو ثمن تھی جو اسے یہاں مارکیٹ دیکھ کر اس سے ملنے آئی

"نیرہ نے اس ے دیکھا اور مسکرائی اسلام علیکم"

"وعلیکم اسلام کیسی ہو تم اور کہاں غائب ہو گی کوئی اطلاع ہی نہیں کہی شادی وادی تو نہیں کر رہی" اسنے مزاق میں کہا تھا

نیرہ نے نائل کی طرف دیکھا اور مسکرائی

"ہاں کرلی ہے شادی وہ بھی نائل کیانی سے" نیرہ نے اسے کہا

ثمن نے حیرت سے اسکے ساتھ کھڑے نائل کو دیکھا اور پھر اسے

"ارے آپ کیسے ہیں آپ آپ نیرہ کے کزن ہیں نا" ثمن نے کہا

"جی" نائل نے اتنا ہی کہا

"اگر شادی ہی کرنی تھی نیرہ تو کلاس میں ہمیں آگے آنے دیتی آج ایک اچھی یونی مین اڈمیشن کے لئے خوار تو نا ہوتے تمہاری طرح اتنے خوبصورت کزن توہین نہیں ہمارے جن سے شادی کر لتے" ثمن نے اسے کہا

"تو تم آجاتی نا ثمن میں نے نا ہی تمہاری عقل کو قید میں کیا ہوا تھا اور نا ہی تمہارے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے"

"ہیمم بائے داوے اگر تم نے ان سے شادی ہی کرنی تھی تو انکی بڑائی کیوں کرتی تھی ہمارے سامنے "؟؟؟ ثمن نے اسے اسکی کالج کی وہ باتیں یاد دلای جو وہ اکثر نائل۔ کہ شان مین کہتی تھی

ثمن کی بات پر نائل نے نیرہ کو دیکھا اور پھر ایک نظر ثمن کو دیکھا اور واپس سے نظریں۔ار گرد گھمالی

"اوکے میں چلتی ہوں اللہ حافظ "وہ کہتی چلی گی

"میں نے بڑا دعوت دی تھی جیسے "نیرہ آہستہ سے بڑا بڑایٔ"

"کیا کہ رہی تھی یہ تم میری بڑائی کرتی تھی وہ بھی سب کے سامنے ؟""اسکے جانے کے ں بعد نایل نے اسے پوچھا

"ہاں تو کرتی تھی جب تم فالتو کی وڈیوز بناتے تھے" نیرہ نے سچ کہا

"شرم۔ تو نہیں آتی تھی آپنے ہی کزن کو اس طرح دوستوں کے سامنے برا کہتے ہوئے" نائل نے مزاق میں کہا

"اگر تمہیں کیسی دن پاکیزہ ملی نا میری بیسٹ فرینڈ پھر وہ تمہیں بتائی گی کہ میں نے تمہاری خان مین کیا کچھ ارشاد فرمایا ہوا ہے فلحال شاپنگ کرتے ہیں" اسکا ہاتھ پکڑے وہ دوکان سے باہر نکلی

نائل اب خاموشی سے اسکے ساتھ ساری مارکیٹ مین گھوم رہا تھا یا یوں کہ لو کہ خوار ہو رہا تھا کیونکہ دس دوکانیں گھومنے کے بعد اسے ایک دوکان سے۔ ایک چیز ملتی تھی

نائل کبھی بھی اتنا مارکیٹ مین نہین گھوما جو آج اسکے ساتھ ایک دن میں گھوم چکا تھا

بے چارے کی ٹانگیں آج جواب دے چکی تھی

آخر پانچ گھنٹوں بعد نیرہ کی شاپنگ مکمل ہو گی اور وہ واپس گھر کے لئے نکلے تھے

جہاں زیب صاحب نے نائل کی طرف دیکھا جو خاموشی سے معمول کے مطابق مشال کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھانا کھا بھی رہا تھا اور مشال کو بھی اپنے ہاتھوں سے کھلا رہا تھا

انہیں ان آسیہ بیگم نے بتایا تھا کہ وہ نیرہ کو شاپنگ پر لے کر گیا تھا اور اسکا روایہ اب نیرہ کے بدل چکا ہے

جہان زیب صاحب نائل کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہے تھے جو دن بدن بدلتے جا رہے تھے

"یہ معاملہ جلد از جلد ختم کرنا ہو گا" انہوں نے دل میں سوچا اور کھانے میں جھک گے

کھانا کھا کر نیرہ نائل سے پہلے ہی کمرے میں آ کر اپنے لائے گے کپڑے پیک کر رہی تھی

کچھ دیر بعد نائل بھی کمرے میں آیا اور

نائل اسے بیگ پیک کرتے دیکھ کر کچھ حیران ہوا

'کہاں جانا ہے میڈم؟؟؟"

"جہان سے لائے تھے وہی" کپڑے بیگ میں ڈالتے کہا

"کس خوشی میں جانا ہے وہاں اور جانا بھی ہے تو کیا بوریا بستر الے کر جا رہی ہو؟؟۔

"بوریا بستر ا محترم میری بہن کی شادی ہے اور اس گھر میں کیسی کو بھی احساس نہیں کہ گدھوں کی طرح کام کرتی چھوٹی بہو کم اور ملازمہ کہ بہن کہ شادی ہے تو مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا نا"

"اچھا اچھا تقریر مت شروع کر دیا کرو ایک تو ویسے ہی سج مجھے شرمندگی ہو رہی ہے "بیڈ پر لیٹے اسنے کہا

"کیوں کس کی لڑکی بھاگا کر لائے ہو جو شرمندگی ہو رہی ہے "عادت سے مجبور اسنے الٹا سوال پوچھا

لوگ الٹے جواب دیتے ہیں اور نیرہ الٹے سوال پوچھتی ہیں

"استغفر اللہ لڑکی زبان قابو میں کرو زرا لڑکی بھاگا کر لانے والا لڑکا لگتا ہوں مین تمہیں مجھے تو تمہاری اس حرکت میں شرمندگی ہو رہی ہے جو آج تم اس دوکان مین کر رکے آئی ہو اب ساری زندگی اس آئریا مین مجھے جانے کے قابل نہیں چھوڑا تم نے "اسے تو وہ لمحہ نہیں بھول رہا تھا جب نیرہ دوکان والے سے بحث کر رہی تھی

"تمہیں۔ نہیں پتا شاپنگ کیسے کرتے ہیں ارے تمہیں کیسے پتا چلے گا تم تو بس اگر پانچ ہزار کی چیز ہے یہ کو بھائی کارڈ اور کاٹ لو اس سے تم کیا جانو جو چیز لڑ جھگڑ کر لینے مین مزہ آتا ہے وہ کیسی مین نہین "

ہاں بے چارہ دعکان والا بھی اس وقت کو کوسے جب انسے یہ بزنس کرنے کا سوچا تھا حد ہوتی ہے نیرہ آئندہ ایسی حرکت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پیسے مین نے دینے ہوتے ہیں تم نے جو اس طرح بحث کرتی ہو"

نیرہ نے کپڑے سائیڈ پر رکھے

"دیکھو سیمپل سی بات ہے تم کرتے ہو شاپنگ اور مین کرتی ہوں خریداری اب اس مین انیس بیس کا فرق ہے اب مین سمجھاتی ہوں کہ کیسا فرق ہے تمہیں دوکاندار کہتا کہ یہ چیز سو کی ہے تم کہتے ہو ٹھیک ہے اس ور تم اسے سو روپے کا تازہ نوٹ پکڑا دیتے ہو ہیں نا؟؟ لیکن میں کرتی ہوں خریداری تو اگر مجھے دوکاندار کہی کہ یہ چیز ہے سو کہ تو مین اسے کیسی صورت سو روپے نہیں ڈوں گی پچاس روپے ڈون گی کیونکہ وہ پیچھے سے ہوئی چیز بیس روپے کی لاتا ہے سے اتنا سا فرق ہے" وہ اسے تفصیل سے سمجھا کر واپس سے اپنے کپڑے بیگ میں ڈالنے لگ گی

"ارے واہ کتنی زبردست بات کی ہے ناویری امپریسینگ عقل سے پیدل عورت جب ایک بندہ بزنس سٹارٹ کرتا ہے تو وہ منافع کے لئے کرتا ہے نا یہ تمہیں چالیس کی چیز آدھی قیمت میں دینے کے لئے کرتا ہے" نائل نے کہا

"چپ کرو تم بس میں ایسی ہی کرتی ہوں اور تمہیں اب عادت ڈال۔ لینی چاہیے میرے ساتھ اسی طرح رہنا ہو گا"

'ائیدہ۔ میں توں کماز کم تمہارے ساتھ شاپنگ پر کیسی صورت نہیں جاؤں گا اور وہ بھی اس جگہ باقی کیسی جگہ میں سوچو گا لیکن وہاں نہیں فین فالو نگ ہے یار میری اگر کیسی نے دیکھ لیا اس طرح مجھے تو کیا کہے گا کہ نائل کیانی کی بیوی بازار میں دو کاندار سے دو تین ہزار روپے میں بحث کرتی ہے"

"بھاڑ میں جائے تمہاری فین بھی اور فالو نگ بھی مجھے صبح امی کے گھر چھوڑ دینا آپی کی شادی کے بعد آؤں گی مین اپنا دیکھ لینا کہ کب آنا ہے اور کب نہیں عجیب لوگ ہو ایک بندہ خاموش ہے اسکی خاموشی کا ناجائز فائیدہ اٹھائے جا رہے ہو "اپنا بیگ پیک کر کے سائیڈ پر رکھتے اسنے کہا

"اچھا چلی جانا چلی جانا لیکن ایک مسئلہ ہے"

"کیا اب کونسا نیا مسئلہ ہے؟؟"

"میں جب آفیس سے تھکا ہارا آؤں گا تو مجھے کافی کون بنا کر دے گا؟؟"

"کیوں کیا یہاں کیسی کو کافی بنانے نہیں آتی؟؟

"آتی ہے لیکن تمہارے ہاتھ کی بات ہی الگ ہے"

"دیکھو نائل زیادہ مجھے مکھن مت لگاؤ گنتی کے چھے دن میں وہاں رہو گی پھر بس واپس آجاؤ گی بات ختم" نیرہ بیڈ پر بیٹھتی بولی

"ان۔چھے دن میں کتنے گھنٹے کتنے منٹ ہو گے وہ میں کیسے گزاروں گا؟؟"

"بس رہنے دو زیادہ ہیرو مت بنو جیسے تم بڑا میرے گھٹنوں سے لگے رہتے ہو رات کو نو بجے تو تم اپنے دوستوں کے پاس سے اٹھ کر گھر آتے ہو اور بات ایسے کر رہے ہو جیسے مجھے دیکھے بغیر سانس بھی نہین لیتے"

"اب ایسی بھی بات نہیں ہے اٹھ بجے اجاتا ہوں"

"جو بھی نائل سیرسلی مجھے امی کے گھر جانا ہے سب آگے ہیں بس میں ہی یہاں ہوں" اب کی بار نیرہ کا لہجہ سیرس تھا

"اچھا چلی جانا یار منع نہیں۔ کر رہا" اسنے کہا

"ٹھیک ہے صبح افیس جاتے مجھے ڈراپ کر ینا" وہ کہتی لیٹ گی

نائل اب بس خاموش۔ ہی ہو گیا جو بھی تھا نیرہ نے اپنی بات سے پیچھے ہٹنا نہیں تھا اور اسے اس موقع پر روکنا بھی سہی نہیں تھا خیر ہے وہ برداشت کر لے گا

آج سویرہ کی مایوں تھی گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا اسے میں ایک زیمل تھی
جس کی کوئی اپنی ہی دنیا تھی سب سے بے خبر وہ اپنی دنیا سجائے بیٹھی تھی
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی وہ میک اپ کر رہی تھی کوئی پرواہ نہیں کہ کون۔
آرہا کون جارہا ہے بس وہ تھی اور اسکا میک اپ گھر کی چھوٹی اولاد ہر بے فکری
سے آزاد اپنی ہی دنیا کی باسی لیکن قسمت اکثر چھوٹو پر ہی اپنا رنگ دیکھاتی ہے
قسمت کا تماچہ تو سب کو لگتا ہے مگر گھر کی چھوٹی اولاد کو بہت زور سے پڑتا ہے

اسے اس طرح تیار ہوتا دیکھ کر چچی کا پاڑا ہائی ہو چکا تھا ایک وہ تھی جو گھنٹوں کے
درد کے ساتھ بھاگی جارہی تھی اور ایک یہ مہارانی جو میک اپ کر رہی تھی
"اسے تو مین بتاتی ہوں" وہ کہتی کمرے میں آئی

"ادھر میری بات سنو میڈم میں یا باقی ساری عورتیں تمہاری ملازمہ ہیں ؟؟"انہوں نے پوچھا

"نہیں چچی "آنکھوں میں مسکارا لگاتے اسنے کہا دل میں اپنی خیر منانے کا تو اسنے سوچ لیا تھا

"تو پھر تم مہارانی کیوں بے فکر گھوم رہی ہو ابھی آئے شام ہو گی اور یہ ہال کا ٹائم ہو جائے گا مجال ہے جو ایک چیز بھی منہ کو لگائی ہو بلکل کام والی لگ رہی ہوں "ٹیبل پر رکھی کریم دیکھ کر انہیں اپنا رونا یاد آ گیا تھا

"فکر نا کریں چچی آپ کو ایسا تیار کروں گی ایسا کہ چاچو بس دیوانے ہو جائے گے دیکھنا" تھوڑا مکھن تھورا مسئلہ بھی تو لگانا تھا اس لئے انہیں اپنے گلے لگاتی وہ بولی

"ہٹ پیچھے شرم نہیں آتی چچی سے ایسی مزاق۔ کرتے ہوئے"

"ارے ارے چچی تو شرما گی" وہ شرارے سے بولی

"ایک وفاع ہو جاتو بھی اٹھارہ کی دیکھی تیری بھی شادی نیرہ کی طرح جلدی کروائے گے بڑی زبان چلتی ہے"

"سچی چچی اتنی بڑی خوشخبری بس اب جلدی جلدی اٹھارہ کی ہو جاؤں پھر شادی کروں گی لیکن ایک شرط ہے میری زیادہ کچھ نہیں بس لڑکا مہینے کا دس بارہ کروڑ کماتا ہے سود و سوا سکے بنگلے ہو اور زیادہ نہیں تو کماز کم سو سو تو اسکے باہر کے الگ الگ ملک میں بھی گھر ہو پھر بارہ تیرا فام ہاؤس ہو اور تین چار سو اسکے پاس لینڈ کروزر ہوں اور تین چار اسکے اپنے جہاز ہو اور اور ہاں پندرہ پیس اسکی ہونڈہ گاڑیاں ہو بس اتنا ہی چاہیے مجھے اگر ایسا لڑکا مل گیا تو رشتہ پکا" زیمل نے کہا

"اسکی بات پر چچی نے کانوں کو ہاتھ لگائیں "بی بی تمہارے باپ چچا کی کونسی فیکٹریاں ہیں توبہ توبہ کوئی نہیں دے گا تمہیں۔اپنا لڑکا" وہ کہتی کمرے سے باہر نکل گی

"ہونہہ شادی پاگل سمجھ رکھا" وہ ہونٹوں پر لیپ سٹیک لگاتی بڑبڑائی

ہال میں اس وقت مہندی کی رسم عروج پر تھی سب اچکے تھے
لیکن نیرہ کو نائل نظر نہیں آرہا تھا

"پتا نہیں کہاں ہے؟؟" وہ بڑبڑاتی موبائیل میں اسکا نمبر ڈائل کرنے لگی تھی کہ پیچھے سے آواز آئی

"کون کہاں ہے؟؟" نائل نے پوچھا

"کہاں تھے تم کب سے انتظار کر رہی تھی" اسے اوپر سے نیچے دیکھتی وہ بولی

"ہینڈسم لگ رہا ہوں نا؟؟" اسکی بات کو اگنور کرتے وہ بولا

"ہاں اچھے لگ رہے ہو' اسنے دل کی بات کہ دی ورنہ وہ اتنی جلدی اسکی تعریف کرنے والوں میں سے نہیں تھی

نائل مسکرایا

"مجھے بتاؤ میں کیسی لگ رہی ہوں زیادہ اور رتو نہیں ہو گیا نا؟؟"
نائل نے اسے مکمل دیکھا یہ وہی جوڑا تھا جس کی وجہ سے نائل کی بھرے بازار میں نیرہ نے عزت کا اچار ڈالا تھا

"ہینڈسم شوہر کی حسین بیگم لگ رہی ہو"

اسکی بات پر وہ مسکرائی "کہاں ہے ہینڈسم شوہر مجھے تو نظر نہیں آرہا"

نائل اسے کچھ کہتا کہ زیمل وہاں اگی نائل کو وہاں دیکھ کر وہ یہاں آنے پر پچھتائی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ نائل آگیا ہے

"آپی آپ کو اور بھائی کو سٹیج پر امی بلا رہی ہیں رسم کے لئے" وہ کہتی رکہ نہیں تھی

شاید یہاں رکنا دل کو درد میں مبتلا کرنا تھا

نیرہ کچن میں حوریں کے ساتھ مدد کرانے آگی تھی لیکن اسکے ذہن میں ابھی بھی وہی بات کھٹک رہی تھی

کھانے کی میز پر اس وقت سب موجود تھے جہاں زیب صاحب نیرہ سے شادی کے مطلق چھوٹی موٹی باتیں پوچھ رہے تھے باقی البتہ خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے

نائل کی ایک جانب مشال بیٹھی تھی اور دوسری جانب نیرہ جو جہاں زیب صاحب سے باتیں کر رہی تھی

مشال کھانا نائل کے ساتھ ہی کھاتی تھی اور کھانے کے بعد نائل سے ہی اسے فور ہیڈ کیس چاہیے ہوتی تھی کیونکہ وہ بہت بڑا کارنامہ جو کرتی تھی کھانا کھا کر مشال کے لئے کارنامہ ہی تھا کیونکہ سارا دن وہ بس کچھ نا کچھ کھاتی کھانا کھانے کے معاملے وہ بہت کام چور تھی یہ کام صرف نائل ہی کر سکتا تھا

نائل اسے پانی پلایا

"بس چاچو" گلاس اسے پکڑاتی مشال۔نے کہا

"گڈ گرل "ہمشہ کی طرح اسے کھانا کھانے پر اسے شاباش دیتے نائل نے اسے پیشانی پر پیار کیا

"چاچو یہاں کش کرے جہاں چاچی کو کیا تھا "اپنے دائیں گال۔پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ سے چھوٹے مشال نے کہا

اور خلق میں اتارے پانی نائل کا وہی رک گیا۔ تھانوالہ۔ تو۔ نیرہ کا بھی رک گیا تھا

بلکہ وہاں موجود سب ہی رک گے تھے نائل نے گلاس ٹیبل پر رکھا اسنے مشال۔کے گال پر پیار دیا نائل کو پتا چل گیا تھا اب تو ناہی گھر والو کے ہاتھوں اسکی خیر ہے اور ناہی گھر والی کے ہاتھوں

نیرہ کے لئے وہاں رہنا قیامت سا ہو رہا تھا اسنے بامشکل اپنی پلیٹ صاف کی اس طرح یوں چھوڑ کر وہ اٹھ کر جانا نہیں چاہتی۔ تھی اور یہاں بیٹھنا محال ہو رہا تھا

سب کی نظریں اس وقت نائل اور نیرہ پر ہی تھے

نیرہ وہاں سے اٹھ کر کچن مین چلی آئی تھی سنک کے آگے کھڑے ہو کر اسنے نل کھولا اور ب۔ل۔ پر پانی پھینکا چہرہ اس حد تک گرم ہو رہا تھا کہ نیرہ کو تپطش محسوس ہو رہی تھی

"نائل کے بچے تمہیں آج نہیں چھوڑو گی تم دیکھنا" اپنی بے ترتیب دھڑکنوں میں ہاتھ رکھتی اسنے نائل سے کہا

باہر ٹیبل پر اسوقت اسی طرح خاموشی تھی کھانے کے بعد میٹھا لینے حوریں کچن میں آئی اور نیرہ کو کچن میں کھڑا دیکھ کر اسنے اس سے کہا

"کیا ہوا نیرہ بچی کے سامنے رومانس کرنے سے پہلے سوچنا تھا نا یہ"

نیرہ نے اسے دیکھا اور خاموش ہو گی حوریں میٹھا لے کر باہر نکل۔ گی

"کھانے کے بعد مجھ سے سٹڈی روم میں میلے آپ عمران ہاشمی صاحب" جہاں زیب صاحب نائل سے کہتے ٹیبل سے اٹھ گے

ان کے جانے کی دیر تھی کب سے کنڑول کیے صارم کا قہقہہ بلند ہوا تھا یہ وہ واحد بندہ تھا جس کے لئے یہ عام۔ سی بات تھی

نائل نے اسے دیکھا اور صارم نے اسے دیکھا

"بہت سخت قسم کی پیشیی آئی ہے آپکی" صارم نے اسے۔ کہا

نائل نے زہر لی نظروں سے اسے دیکھا "فکر نا کریں بھائی اکیلے میں ملے بتاؤں گا اپکو" وہ اسے انکھوں ہی آنکھوں میں کہتا وہاں سے اٹھ گیا

وہ جانتا تھا جہاں زیب صاحب اس سے کیا کہیں گے اور یہی بات وہ ان سے کئی دن سے کرنا چاہتا تھا اچھا یوا اج موقع مل گیا تھا لیکن اس طرح نیرہ کو شرمندہ کرنے کا اسنے نہیں سوچا تھا

وہ سٹڈی روم میں آیا "ڈیڈی آجاؤں ؟؟" اجازت طلب کی

"جی جی صاحب آئے اپکو میں روک سکتا ہوں"

"ایک تو اس گھر میں بے عزت بھی اسے بہت عزت کے ساتھ کیا جاتا ہے" وہ دل میں سوچتا صوفے پر بیٹھا

"ڈیڈی اپنے بلایا تھا"

"جی بلایا تھا زحمت دی اپکو معاف کرے گا لیکن یہ کیا حرکت تھی ؟؟"

"کونسی ڈیڈی؟؟"

"بچے نہیں ہو تم سمجھے ڈرامے نہیں کرو میرے سامنے"

"ڈیڈی وہ میری بیوی ہے اگر کچھ ایسا ہوا ہے تو گناہ نہیں ہوا لیکن غلطی ہوئی ہے مجھے مشال کے سامنے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا جس کے ایم سو سوری" گردن جھکا کر اسنے کہا

"بیوی؟؟ وہ کب سے تمہاری بیوی کے رتبہ میں آ گی؟؟ تم بھول گے وہ ہمارے دشمنوں کی بیٹی ہے؟؟"

"وہ دشمنوں کی بیٹی تھی ڈیڈی اب وہ میری بیوی ہے یہ بات میں اپکو بتانا چاہتا تھا لیکن سوری نہیں بتا سکا" کوئی شرمندگی نہیں تھی

جہاں زیب صاحب بلکل ساکت ہو گے تھے یہ سب تو اب کے وہم و خیال میں نہیں تھا کہ ان کا یہ بیٹا بھی اتنا سیریس ہو سکتا ہے

"تم بھول گے کہ وہ کس نیت سے اس گھر میں آئی تھی؟؟" انہوں نے اسے یاد دلایا

"وہ جس بھی نیت سے اس گھر میں آئی ہو لیکن میں نے خدا کو گواہ بنا کر اسے اپنا محرم قبول کیا تھا ڈیڈی وہ مجھے کب اچھی لگی اور کب وہ میری بیوی بنی میں نہیں جانتا لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ میری زندگی میں وہ واحد لڑکی ہے جو میری ہے بس"

جہاں زیب صاحب اسکی حمت دیکھ رہے تھے کل تک جو اس شادی کے لئے تیار نہیں تھا آج وہ اپنی بیوی کے لئے انکے سامنے بول رہا تھا

انہوں نے نکاح کو مزاق میں سمجھ رکھا تھا نکاح جیسے پاکیزہ رشتے کو انہوں نے مزاق بنایا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ وہ واحد رشتہ ہے جس میں اللہ نے محبت رکھی ہے ہر رشتے میں اللہ نے ہی محبت رکھی ہے لیکن ہر رشتہ خون کی کشش سے محبت کرتا ہے مگر یہ دو انجان روحیں ہوتی ہیں جو نکاح جیسے پاکیزہ رشتے میں باندھتے ہیں اور پھر ایک جان بنتے ہیں

"ڈیڈی اپکو وہ زمین چاہیے نا دیکھیں وہ انکا حق ہے لیکن۔مجھے اس سے کوئی مسئلہ نہیں کہ آپ وہ زمین لیتے ہیں یا نہیں لیکن آپ اب میری بیوی کو نہین استعمال کرے گے اپکو وہ زمین چاہیے اپکو وہ مل جائے گی"

"کب سے تمہارے دماغ میں یہ سب چل رہا تھا؟؟" جہاں زیب صاحب نے اسے پوچھا

"پتا نہیں ڈیڈی"

"ٹھیک ہے جاؤ تم "انہیں اسوقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھاان کی بازی الٹ چکی تھی اور بہت بری طرح سے الٹی تھی

نائل خاموشی سے کمرے سے باہر نکل آیااور اپنے کمرے میں چلا آیا

کمرے میں اس وقت نیرہ پہلے سے ہی موجود تھی اسے کمرے میں آتا دیکھ کر وہ بیڈ سے اٹھی

نائل بغیر اسے کچھ کہے خاموشی سے بیڈ پر بیٹھنے لگا تھا جب نیرہ نے اسے کہا

" بادشاہ سلامت زراہ تشریف لائے یہاں اور جو الماری کا حشر نشر کیا ہے ناوہ ٹھیک کرے میں ملازمہ نہین ہوں تمہاری جو تم الماری خراب کرو اور مین دس گھنٹے لگا کر ٹھیک کروں"

"تم ملازمہ نہیں ہو لیکن گھر میں تو ہے نا ملازمہ اسے کہو مجھ سے نہیں ہوتے یہ کام"

"بیٹا الماری سہی تو تم ہی کرو گے ملازمہ کیوں میری پرسنل چیزوں کو ہاتھ لگائیں جس طرح خراب کی ہے ویسے ہی ٹھیک کرو" الماری کے دراز کھولتی نیرہ نے کہا

"دیکھو نیرہ آج تک ملازمہ ہی الماری سیٹ کرتی ایی مجھے ن تنگ کرو میں نے صبح افیس جانا ہے"

ء پہلی بات ملازمہ کرتی تھی اب نہیں کرے گی دوسری بات اگر ابھی میں تمہیں الماری صاف کرنے کا نہیں۔ کہتی تو تم اس وقت میرے ساتھ فلرٹ کر رہے ہوتے بڑے ہے تمہیں آفیس جانا ہے بندہ انسانوں کو طرح کپڑے نکالتا ہے"

نائل نے اسکی طرف دیکھا "صرف اپنے کپڑے سیٹ کروں گا تمہارے میں کوئی نہیں کرتا" وہ کہتا بیڈ سے اٹھ کر الماری کے قریب آیا

"خراب تم نے ہی کیے ہیں میرے کپڑے وہ بھی تم کرو گے لیکن پہلے اپنے کرو "

وہ خاموش رہا اور الماری سے کپڑے نکال رہا تھا اور ساتھ ساتھ انہیں تہ کر کے بھی رکھ رہا تھا

"اب ہاتھ لگا دو ساتھ میں گناہ تو نہیں ہو گا" اسے سائیڈ پر خاموشی سے کھڑا دیکھ کر نائل نے کہا

"خراب کرتے وقت سوچنا تھا نا چلو شاباش جلدی کرو"

"شرم تو آتی نہیں ہے شوہر سے کام کرواتے ہوئے جہنمی عورتیں ہوتی ہیں جو شوہر کی قدر نہیں کرتی پکی جہنم میں جاؤں گی"

"ٹھیک ہے میں جہنم میں جاؤں تم تو بڑا جنت میں جاؤ گے حرکتیں تمہاری ہیں جنت والی بچوں کے سامنے تم ٹھرکی بنے ہوتے ہو وہاں جنت کا ماحول بھی خراب کرو گے"

"چپ کرو بیوی کو پیار کرنا کوئی گناہ نہیں ہے"

'بچوں کے سامنے کرنا گناہ ہے تم نہیں جانتے جب مشال نے سب کے سامنے کہا تو مجھے کیسا فیل ہو رہا تھا دل کیا کہ زمین پھٹ جائے اور مین اندر چلی جاؤں"

"اچھا میں تو جیسے بہت خوش ہو رہا تھا نا جب اسنے یہ کہا تھا"

"تمہارا سب کو پتا ہے کہ ایک نمبر کے ٹھرکی ہو لیکن میں تو شریف ہوں"

"ہاں بہت شریف ہوں اس مثال کی بچی نے میری حرکت اچھال دیا زمانے میں اور تم نے جو مجھے موبائیل مارا تھا وہ بھی بتاتی تو زیادہ اچھا ہوتا پتا چلتا کہ بند کمرے میں تم معصوم شریف عورت شوہر پر تشدد کرتی ہو"

'ہاں ہاں میں بہت ظالم ہوں تم زبان کم چلاو اور ہاتھ زیادہ چلاو" نیرہ نے اسے کہا

وہ اب اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور ساتھ میں اپنے کپڑے بھی سہی کر کے الماری میں رکھ رہا تھا

کچھ دیر بعد نائل نے سارے کپڑے سیٹ کر کے الماری بند کر دی

"اب ٹھیک ہے خوش ہو اب؟؟" بیڈ پر بیٹھتے وہ بولا

"ہاں بہت زیادہ خوش ہوں"

"او اب مجھے خوش کر دو"

نیرہ نے اسے دیکھا "بتمیز"

"کیا ہوا آپ کیا سوچ رہے ہیں؟؟' اسیہ بیگم نے ان سے پوچھا جو اج نجانے کیا سوچ رہے تھے

"کچھ نہیں تم صارم کو بلا وا دو مجھے" جہاں زیب صاحب نے کہا

"کیوں خیریت ہے نا؟؟"

"ہاں ہاں خیریت ہے" وہ جھنجھلا کر بولے

آسیہ بیگم نے ملازمہ سے کہ کر صارم کو بلاوالیا تھا
اس وقت کمرے میں جہاں زیب صاحب آسیہ بیگم اور صارم ہی موجود تھے

"ڈیڈی خیریت اپنے مجھے بلوایا؟؟" صارم نے بھی فکر مندی سے پوچھا

"تم اگلے مہینے جس میٹینگ کے لئے دبئی جارہے تھے نا اب تم نہیں جاؤ گے وہاں نائل جائے گا اور اسی ماہ جائے گا"

"لیکن ڈیڈی نائل اتنی ہیوی ڈیکنگ نہیں کر سکے گا ابھی اسکا سٹارٹ ہے" صارم نے کہا

"میں تم سے مشورہ نہیں مانگ رہا اپنا فیصلہ سنا رہا ہوں کل مسٹر شکیل سے بات کرو اور اسی مہینے کی میٹینگ ارینج کر کے نائل کو دوبئ بھیجو"

"لیکن ڈیڈی یہ ایک ماہ کی ڈیل ہے نائل نہیں ہینڈل کر سکے گا پلیز" صارم جانتا تھا یہ سب نائل کے لئے مشکل تھا

"تم اب جا سکتے ہو" وہ اب کہ کر بیڈ پر لیٹ چکے تھے مطلب صاف تھا کہ اب تم چلے جاو

صارم نے آسیہ بیگم کی جانب دیکھا اور انہوں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

وہ کندھے اچکاتے کمرے سے باہر نکل آیا جب وہاں کیسی نے اسکی سننی ہی نہیں تو فائیدہ بحث کرنے کا

زیمل ابھی ہی تھکی ہاری سکول سے آئی تھی گھر میں اس وقت صرف امی ہی تھی چچی اپنے مشن میں محلے کی خیر خبری لینے

"امی بھوک لگی ہے کھانا دے دیں" عظمی بیگم کی گود میں سر رکھتے وہ بولی

"اچھا تم اپنا یونیفارم چینج کر کے نماز پڑھ لو مین کھانا دیتی ہوں تمہیں"

"بعد میں۔پڑھوں گی نماز پلیز زامی بہت بھوک لگی ہے"

زیمل بعد میں کب پڑھوں گی آدھا گھنٹے رہے گیا ہے "نماز کے ٹائم کو اور کھانا تم اتنا آہستہ کھاتی اٹھو میری بیٹی پہلے نماز پڑھ لو پھر کھانا کھائے گی دونوں" وہ اسے لاڈ کرتی بولی

"اچھا جا رہی ہوں" بامشکل اٹھتی وہ بولی اور کمرے میں چلی آئی

کمرہ بلکل خالی تھا دو بیڈ اسی طرح لگے ہوئے تھے لیکن وہاں کے لوگ اب نہیں رہے تھے ایک وقت تھا جب اس کمرے کی چار مالکن ہوتی تھی اور آج وہ اکیلی رہے گی تھی

پتا نہیں خالی کمرے کو دیکھ کر اسکی آنکھیں نم ہو گی تھی

اسے بہت یاد آتی تھی اپنی بہینوں کی وہ اکیلی رہے گی تھی گھر میں چچی تو ہر وقت گھر سے باہر اور امی کی تو الگ ہی دنیا تھی اور ابو چاچو تو شام کو گھر آتے تھے

وہ اپنی اس روٹین سے بہت بور ہو چکی تھی محلے میں ایک پاکیزہ تھی جس سے بنتی تھی وہ بھی سب کراچی چلی گی باقی کیسی کے بھی گھر جانے کا دل نہیں کرتا تھا

بہینیں جب ساتھ ہوتی ہیں تو اس وقت کی قدر نہیں ہوتی لڑائی جھگڑے موج مستی کی دنیا ہوتی مگر یہ بہینیں جب دور ہو جاتی ہیں تو پھر چھوٹی بہنوں کی دنیا ہی ختم ہو جاتی ہے

وہ اپنے انسو صاف کر یونیفارم چینج کرنے چلی گی

آسان نہیں ہوتا شادی کرنا کئی زندگیاں بدلتی ہیں

سویرہ اس وقت کچن مین کھڑی سالن بنا رہی تھی مہندی اسکی اتر چکی تھی کھیر پکائی بھی ہو گی تھی اب اسکے سر پر باقاعدہ زمہ داریاں ممانی سے ڈال دی تھی

پیاز تیل میں براؤن ہو رہا تھا اور وہ ساتھ ساتھ جلدی جلدی ہاتھ چلاتی ٹماٹر کاٹ رہی تھی جب فوزیہ بیگم کچن مین آئی

اسنے پہلا ٹماٹر کاٹ کر دوسرا ٹماٹر بھی کاٹا فوزیہ بیگم خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

تیسرا ٹماٹر وہ کاٹنے لگی تو آخر آنہیں موقع مل گیا

"ارے ارے لڑکی ٹماٹر کے کھیت لگے ہیں تمہارے جو دل کھول کر ڈال رہی ہو تم نہیں کما کر لاتی نا اس لئے میرا بیٹا کماتا ہے اتنی تکلیفوں سے گزر کر ہاتھ ہلکا رکھو سمجھی نا" اسکے ہاتھ سے وہ تیسرا ٹماٹر کھینچ کر واپس فریج میں رکھتی وہ بولی

سویرہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن خاموش رہی فوزیہ بیگم اب بھی اسے سنا رہی تھی لیکن وہ بس خاموشی سے سالن بنا رہی تھی

اس سب کے لئے وہ ذہنی طور پر تیار تھی اس لئے خاموش رہے کر سن رہی تھی

وہ جانتی تھی یا محبت کی دو ہی صورتیں ہیں ایک محبوب نہیں ملا اور ایک محبوب تو مل گیا لیکن۔ مشکلات بھی مل گی

اس نے دوسری راہ چنی تھی محبوب کے ساتھ مشکلات برداشت کر رہی تھی

"مصالحہ کم رکھنا ہم بوڑھوں کو تم مرے کھلا کھلا۔ کر ہی مار دو گی" وہ آخر میں پھر اسے کہتی کچن سے باہر چلی گی

وہ بلکل۔ وہسا ہی کھانا بناتی تھی جیسا اپنے گھر بناتی تھی کبھی نا ہی امی نے چیزیں کم یا زیادہ ڈالنے سے منع کیا تھا اور نا ہی چچی نے جب دل کیا جو دل کیا بنایا اور کھایا

ناچاہتے ہوئے بھی اسے انسو بہ رہے تھے اسنے انسو صاف کئے
برداشت تو کرنا تھا اب رو کر کرو یا خاموش رہے کر

نیرہ نے آج تک کبھی کیسی کا اتنی شدت سے انتظار نہیں کیا تھا جتنی شدت سے آج وہ نائل کا آفیس سے انے کا کر رہی تھی
اور آج ہی جیسے نائل نے قسم کھائی تھی کہ اسے تڑپانا ہے
دن کو اسکی طبیعت خراب ہو گی تھی اس وجہ سے ابھی وہ کمرے میں آرام کر رہی تھی لیکن آرام سے زیادہ تو وہ نائل کا انتظار کر رہی تھی بیڈ پر لیٹ کر ٹایم نہیں گزر رہا تھا اس لئے اب وہ کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی

کچھ دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا نیرہ نے فورا پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں ملازمہ تھی

"بی بی جی آپکی طبیعت کیسی ہے اب؟؟" ملازمہ سائیڈ ٹیبل۔پر اسکے لئے ملک شیک کا گلاس رکھتی بولی

"بہتر ہوں یہ تم کیوں لائی ہو؟؟" نیرہ نے پوچھا

"بڑی بی بی جی نے کہا ہے کہا اپکو دے آوں"

"آنٹی نے؟؟" نیرہ نے تصدیق کی

"جی انہوں نے ہی کہا میں جاؤاب؟؟"

"ہاں ہاں جی تم تم جاؤ"

نیرہ ملک شیک نہیں پیتی تھی جس وجہ سے اسکی بے انتہا بے عزتی ہوا کرتی تھی گھر میں لیکن ان پہلی بار اسکی ساس نے اسکی فکر کی اس لئے انکا دل نہیں توڑ سکتی تھی واپس بھیجوا کر

اسنے شیک کا ایک گھونٹ بھرا الٹی سی آئی تھی لیکن پھر ایک ہی سانس میں اسنے سارا ہی لیا تھا اگر بیچ میں سانس رکتی تو شاید واپس گلاس منہ میں نا لگا سکتی

اب وہ بہت بڑی طرح سے کھانس رہی تھی کھانستے کھانستے فوراً واشروم میں گی اور واش بیسن میں جھک کر وہ شیک جو پیا الٹی کی سے سارا واپس
نیرہ نے ہاتھ منہ دھویا کل سے جو کھاتی تھی فوراً الٹی ہو جاتی تھی اس لئے اسنے کھانا ہی چھوڑ دیا تھا

وہ تولیہ سے منہ صاف کرتی واشروم سے باہر نکل رہی تھی جب کمرے کا دروازا کھولا اور اس بار نائل اندر آیا

"اسلام علیکم" وہ سلام کرتا ہمیشہ کی طرح بیڈ پر اپنے ازلی انداز میں لیٹا تھا

"وعلیکم السلام کیسے ہو"

"تمہارے سامنے ہی ہوں" آنکھیں بند کرتے وہ بولا

"پھر بھی کیسے ہو؟؟"

"بہت اچھا ہوں"

"وہ تو تم نہیں ہو لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ خوش ہو غصے میں ہو اداس ہو کیا ہو؟؟"

"میں اس وقت شدید قسم کا تھکا ہوں اور آج کیا تم بھول گی اپنی ساری روایات پانی پیالا دو مجھے"

"اوکے اوکے پانی تو میں بھول گی" وہ کہتی اسکے لئے پانی لینے کمرے سے باہر نکل آئی اور کچھ دیر بعد وہ اسکے لئے پانی لے آئی

پانی پی کر نائل نے اسے دیکھا "کیا بات ہے کیوں خوش ہو آج؟؟؟"

"بات ہی خوشی والی ہے" وہ اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھتے بولی

"کیا بات ہے؟؟؟"

"مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ کیسے بتاؤں اور گیس بھی نہیں ہو رہا کہ اس نیوز کے بعد تمہاری ایکشن کیا ہو گا "

"کیا بات ہے اب تم مجھے کیوں تجسسس میں مبتلا کر رہی ہو"

"مجھے نہیں سمجھ آرہی کہ کیسے بتاؤں تم خود ہی سمجھ جاؤ"

"تم مجھے ایک بات بتاؤ تم اتنا بلش کیوں کر رہی ہو حلانکہ میں نے ابھی تک ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو تم بلش کرو" وہ اسکے لال۔ ہوتے چہرے کی طرف دیکھتا بولا

"تم ناک نمبر کے بدھو آدمی ہو تمہیں کچھ پتا ہی نہیں چلتا بندہ خود سے ہی عقل نکال لیتا ہے"

"شاباش ننیرہ مجھے کیسے پتا ہو گا بھلا عجیب عورت ہو تم بھی ویسے شوہر کو مارتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آرہی اب بات بتاتے ہوئے شرم آرہی ہے"

"میں نے کب مارا تمہیں؟؟" حیرانگی سے پوچھا

"اب اس بات میں لڑائی کے کرو اور اصل بات بتاؤ وہ سن کر میں فرش ہوں جا کر جلدی کرو"

اچھا تمہیں بتانا یہ تھا نا کہ وہ کچھ سوچتے ہوئے خاموش ہوئی
نائل ابھی بھی اس کی دیکھ رہا تھا یہ اسکے صبر کی آخری حد تھی
"اچھا نا بتا رہی ہوں غصے سے کیوں دیکھ رہو نہیں بتاتی اب" اسکے اس طرح دیکھنے پر نیرہ نے کہا

"ارے غصہ کب کر رہا ہوں تمہارے ڈرامے برداشت کر رہا ہوں جو تم کر رہی ہو"

"میں ڈرامے کر رہی ہوں؟؟"

"نہیں میں کر رہا ہوں ڈرامے اب سہی اللہ کا واسطہ ہے بات بتا دو"

"بس یہی بات ہے کہ تمہارے ڈیڈی دادا بننے والے ہیں جاؤ اب" وہ کہتی خاموش ہوئی

"کیا مطلب؟؟؟"

نیرہ نے اسے دیکھا" جاؤ اپنی ماما سے پوچھو مطلب مجھے نہیں پتا" اسے واقعی اب شرم آرہی تھی

"میری بات سنو مجھے سہی سے بات بتاؤ" اسے اپنی طرف موڑتا بولا

"سہی سی بات ہے کہ تمہارے پرینٹسن گرینڈ پرینٹسن بننے والے ہیں"

"یہ کب ہوا؟؟" نائل حیرانگی سے بول رہا تھا

اسکی بات سن کر نیرہ کا دل چاہ کہ وہ اسے بتائے کہ کب کہاں ہوا لیکن خاموش رہی

"آج ہوا"

"ارے واہ یہ تو بہت خوشی کی بات ہے" نائل نے کہا

نیرہ نے حیرت سے اسے دیکھا یہ اسکی ایکسپیکٹیشن نہین تھی اسے لگا نائل بہت خوش ہو گا بہت زیادہ لیکن یہ بس عام معمولی سے خوشی تھی

نیرہ کا دل پل۔ میں بہت بری طرح سے ٹوٹا تھا وہ نائل کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے میں کوئی تاثرات نہیں تھے

"تمہارے لئے چائے لاؤں یا کافی؟؟" نیرہ نے پوچھا

"نہیں پہلے صارم بھائی کو مبارکباد دے او پھر سکون سے پیو گا" وہ کہتا بیڈ سے اٹھا

"ان کو کیوں دینی ہے مبارکباد خیریت؟؟"

"کیا مطلب کیوں دینی ہے تمہارا دماغ نہیں چل رہا کیا آج ابھی تو بتایا ہے کا گڈ نیوز ان کو ہی مبارکباد دوں گا نا"

"کس چیز کی مبارکباد دوں گے تم انہیں جا کر؟؟" نیرہ کا دماغ گھوم رہا تھا خوشی نائل کی تھی اور مبارکباد بھی وہی دے گا

"نیرہ جو بات ابھی تم نے بتائی ہے اسکی یار کیا ہو گیا"

اسکی بات پر نیرہ نے اسے دیکھا اور دل چاہ کہ آج وہ ایک قاتلہ بن ہی جائے

"تم پر نا دس ہزار بار مجھے وہ بھیجنے کا دل کرتا ہے چول آدمی" نیرہ نے اسکا بازوں پکڑ کر روکا

"کیوں اب کیا ہوا ہے؟؟"

"ویسے تم جیسا ادمی نا آدمی کہلانے کے قابل نہیں تھا لیکن اللہ نے باپ بننے کے قابل بنادیا سب خوش اسی طرح کے قابل ہو تم اتنی عقل نہیں"

"کیا مطلب؟؟" وہ واقعی نہیں سمجھ رہا تھا اسکی سمجھنے والی صلاحیت کافی کمزور تھی اور اس طرح کے معاملات تو ویسے بھی سمجھ سے باہر تھے

"نائل اللہ کی قسم سر پھاڑ دوں گی تمہارا جاؤ اپنی ماما سے پوچھو مطلب" ایک تو اسے شرم آرہی تھی اوپر سے یہ فضول کے سوال

"نیرہ بات انسان انسانوں کی طرح کرتا ہے باپ مین بننے والا ہوں مجھے میرا رشتہ بتاؤ۔ نا یار میرے اماں ابا تو صارم بھائی کے بچوں کے بھی دادا دادی ہیں" اسے اپنے سینے سے لگاتا وہ پیار سے بولا تھا

"سمجھنے والو کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے مجھے کیا پتا کہ تم عقل سے پیدل۔ادمی ہو

"ہاں یہ سب وہ نائل سے امید رکھتی تھی

نائل نے بہت پیار سے اسکی پیشانی چومی تھی پھر اسکا چہرہ اپنی جانب کیا

"میں بہت خوش ہوں نیرہ قسم سے آئی ڈونٹ بیلواٹ کہ اللہ اتنی بڑی نعمت

سے مجھے نوازے گا آئی ڈونٹ بیلواٹ" وہ کہ رہا تھا

نیرہ نے اسے دیکھا

"تمہیں پتا ہے گھر میں اس وقت کیسی کو نہیں پتا میرے گھر میں بھی نہیں۔پتا

مین نے کیسی کو بھی نہیں بتایا سب سے پہلے تمہیں بتایا""

"گڈ تم نے یہاں ابھی کیسی کو بھی نہیں بتانا او کے"

"کیوں؟؟"

"بس ابھی نہیں بتانا میں جب کہوں گا پھر بتائیں گے"

"اوکے اپنے گھر بتادوں کیا؟؟"

"وہاں بھی ابھی رک جاؤ"

"کیوں نائل مجھے بتانا ہے یار"

"بتادے گے نا لیکن ابھی کچھ دنوں تک مین نے دوبئ جانا۔ہے وہاں سے آکر بھی بتادے گے"

"دوبئ کیوں جاؤ گے ؟؟"

"ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں جانا ہے"

"واپس کب آؤ گے ؟؟"

"پہلے جانے تو دو" نائل نے کہا

"جو بھی ہے جلدی آنا بس"

"میں تو سب جانا بھی نہیں چاہتا بٹ ڈیڈی کا اڈر ہے منع نہیں کر سکتے"

"ہے یہ تو ہے لیکن تمہیں پتا ہے تم نے جتنا انکل کو تنگ کیا ہے اب تمہاری اولاد تمہیں کرے گی"

"وہ بعد کی بات ہے اللہ معصوم لوگوں کو معصوم بچے ہی دیتے ہیں"

"تم بہت معصوم ہو واقعی"

نائل مسکرایا وہ کیون کہ رہی تھی یہ بات نائل جانتا تھا

'یہاں مرد اشارہ کرنے سے سمجھ جاتے ہیں ساری بات اور تم ہو بتمیز صارم بھائی کے پاس جا رہے تھے اتنی عقل نہیں کہ ان کی یہ خوشخبری میں کیوں شرما شرما کر بتاؤں گی بھلا"

"جو بھی ہے اس بہانے میری سب سے بڑی حسرت پوری ہوئی تم بلش تو کر رہی تھی" نائل نے کہا

سارا دن گھر کے کام کرنے کے بعد وہ واقعی بہت تھکجاتی تھی اپنے گھر میں وہ اتنا کام مہینے میں نہین کرتی تھی جتنا یہاں وہ ایک دن میں کرتی تھی

اوراوپر سے فوزیہ بیگم کی باتیں کام کرنے سے صرف جسمانی تھکن ہوتی تھی لیکن فوزیہ بیگم کی باتیں سننیں کے بعد وہ ذہنی اور جذباتی طور پر بھی تھک جاتی تھی

"کیاہواہے تمہیں؟؟"رامیز نے اس سے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا"سویرہ نے کہا

"تھک گی ہو میں جانتاہوں سارادن تمہیں کام کرناپڑتاہے اورامی ڈانٹتی بھی ہیں تمہیں لیکن سویرہ قسم سے میں امی کو سمجھاتاہوں تم فکر نا کرو ایک دن امی ٹھیک ہو جائے گی"

"جب میں مر جاؤں گی تب"وہ عنقریب رونے والی ہو گی تھی

اسکا لہجہ رامیز کے دل پر لگا تھا "ایسے تو مت کہو سویرہ اگر تم کہو گی تو ہم الگ ہو جاتے ہیں لیکن یہ مت کہو"

"سوچنا بھی مت میں بس ویسے ہی کہ رہی تھی تم جانتے ہو میرا کوئی بھائی نہیں ہے میرے امی ابو کا کوئی سہارا نہیں ہے میں کیسے کیسی کو سہارا چھین سکتی ہوں میں نے کبھی الگ ہونے کا سوچا بھی نہیں ہے میں رہنا چاہتی ہوں یہی سب کے ساتھ ممانی ہی ایسی ہیں نا باقی ماموں سونیا اور تم سب بہت اچھے ہو اب ایک شخص کی نفرت کی وجہ سب کی محبتیں نہیں بھلا سکتی"

"تو پھر کیوں کہا کہ مر جاؤں گی تب ٹھیک ہو گا تمہارے لئے مرنا اتنا آسان ہے
"

"بس میں پاگل ہوں کہ دیا میں اپنے سارے دن کی تھکن اب تمہارے سامنے نہیں اتاروں گی تو کس کو اپنے دل کی باتیں سناؤں گی"

"دل کی باتیں سناؤں یوں الٹی سیدھی بکواس تو نہیں کیا کرو"

"شوہر کے ساتھ سب چلتا ہے" سویرہ نے کہا

"سب چلتا ہے ناں؟؟" اسنے تصدیق کی

"ہاں سب" وہ بول رہی تھی

رامیز مسکرایا یہ تو اسے سمجھ نہین آئی تھی یا وہ سمجھ گی تھی

"تم سو جاؤ تھک گی ہو گی" رامیز نے کہا

"لیکن میں نے تو تم سے باتیں کرنی ہیں بہت زیادہ"

"کیا باتیں کرنی ہیں تم نے میرے ساتھ؟؟"

"جن بھوتوں والی باتیں کرنی ہیں کروگے؟؟"

"تم ڈر کر بھاگ جاؤ گی"

"نہیں بھاگتی تم سٹارٹ کرو"

"پکا کروڈرو گی تو نہیں نا"

"کیا تم نے مجھے اتنا ڈرپوک سمجھا ہوا ہے کہ تمہاری باتوں سے ڈر جاؤں گی"

"اچھا پھر میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں ویسے بتانی تو نہیں چاہے لیکن تمہاری ااس کھڑکی کے پیچھے ایک شکل سی لہرا رہی ہے"

سویرہ نے اپنے پیچھے باہر کی جانب کھلی کھڑکی کو دیکھا اور اسی وقت ہوا سے وہ کھڑکی بند ہوئی

اور پھر اسکے بعد سویرہ کی چیخ کو رامیز نے اپنا ہاتھ رکھ روکا

باہر ہوا چل رہی تھی جس وجہ سے کھڑکی بند ہوئی تھی مگر سویرہ کا دل اب کانپ رہا تھا

"کیا ہو گیا کچھ دیر پہلے کی بہادری کہاں گی؟؟"

"تم سب بتاؤ یہاں کوئی چیز ہے؟

"تم سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے"

"دیکھو رامیز ایسے مت کرو تم مجھے ڈرا نہیں سکتے یہ میرا بھی گھر تھا میرا بچپن یہاں گزرا ہے یہاں کچھ نہیں ہوتا تم مجھے ڈرا رہے ہو" وہ خود کو تسلیاں دے رہی تھی

"تم کس نے کہا کہ یہاں کچھ ہے ارے پاگل لڑکی کھڑکی ہوا سے بند ہوئی تھی" وہ اسے خود سے لگاتا بولا

"اتنی اچانک یہ ہوا میں واقعی ڈر گی تھی" وہ بہت سکون سے اعتراف کر رہی تھی

"چلو آؤ تھوڑی اور بھوتوں والی باتیں کرے مجھے کوئی ڈر نہیں لگا" اس سے الگ ہوتے سویرہ نے کہا

"میں تمہیں خاندان والی کہ اتنی مشکل پھیلانے کے بعد سب سے لڑ جھگڑ کر بیاہ کر اس لئے لایا تھا کہ تمہارے ساتھ رات میں جن بھوتوں کی باتیں کرو عقل کو ہاتھ لو لڑکی ترس کھالیا کرو مجھ پر"

اسکی بات پر سویرہ مسکرائی "تھوڑی دیر پہلے تم مجھے کہ رہے تھے کہ سو جاؤ تھک گی ہو"

"وہ افر تھوڑی دیر پہلے کی تھی اب کینسل ہو چکی ہے"

"لیکن میں نے اب ایکسیپٹ کر لی ہے"
"لیکن میں نے کنسل کر دی ہے"

"لیکن۔ میں تو کر لی ایکسیپٹ"

"اچھا کر لو ایکسیپٹ یہ آفر بھی مجھ جیسے اچھی شریف معصوم بندے دیتے ہیں"

"تم اور معصوم توبہ کرو توبہ جب مامی کہتی کہ تم نے میرے معصوم سے بیٹے کو اپنے جال میں پھنسا رہی ہو تو قسم سے رامیز میری ہنسی آؤٹ آف کنڑول ہو رہی ہوتی ہے" وہ اسے کہ رہی تھی

"تو سہی تو کہ رہی ہیں تم نے ایک انتہائی خوبصورت معصوم اور شریف لڑکے کو اپنے جال میں بھنسایا ہے"

"اور وہ جال کوں سا تھا بتانا پسند کرے گے؟؟"

"وفا پاک دامنی اور عزت کا تھا"

"پھر ٹھیک ہے کماز کم تم میری نا ہونے والی خوبصورتی اور بے فضول محبت کے دعووں کے جال میں نہیں پھنسے"

"تم میرے لئے دنیا کی سب سے خوبصورت عورت ہو تم میرے لئے دنیا کی سب سے وفادار عورت ہو تم میرے لئے سب سے وفادار عورت کو کیونکہ تم میری عورت ہو"

"اور تم میرے لئے دنیا کے سب سے سب سے اعلی مرد ہو" سویرہ کا اظہار ایسا ہی تھا

رامیز مسکرایا

وہ دونوں خوش قسمت تھے کیونکہ وہ دونوں گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ جیسی گالی سے محفوظ رہے تھے

وہ اسکی وفادار عورت تھی اور وہ اسکا اعلی مرد

یہ محبت کی سب سے خوبصورت بات تھی کہ وہ دونوں میاں بیوی تھے نا کہ گرل فرینڈ بوائے فرینڈ

وفا ابھی ہی یونی سے آئی تھی اور اسے کچن میں نیرہ مل گی

"ہائے نیرہ ایک کپ چائے بنا دو" وہ کچن کے دروازے پر کھڑے ہوتے اسے آڈر دے رہی تھی جس نے آج تک کیسی کے آڈر نہیں سنیں تھے

"ادھر آؤاور یہ دیکھو یہاں چولہااور وہاں چائے کا سامان خود بنالو تمہاری نوکر نہیں ہون جو یوں آڈر دے رہی ہو مجھے "نیرہ نے اسے کہا

وفا اسکی بات سن کر اندر آئی اور اسے بازؤں سے پکڑ کر اپنی جانب اسکا رخ کیا نیرہ وفا سے اس طرح کے عمل کی امید نہیں رکھتی منہ سے وہ آگ نکال لیتی تھی اور اس آگ مین نیرہ بھی پیٹرول چھڑک دیتی تھی لیکن ہاتھ استعمال کرنے کا وہ نہیں سوچ سکتی تھی

"یہ جس کی محبت میں تم اتنا اترا رہی ہو اتنی ہواؤں مین اڑ رہی ہوں نا یہی ایک دن تمہیں آسمان سے نیچھے پھینکے گا اور تم منہ کے بل گرو گی "وہ اسے کہتی زور سے اسے جھٹکا دے کر چھوڑا

نیرہ نے اسکا ہاتھ پکڑا نیرہ نے نہایت نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑا تھا
اور پھر اسکا ہاتھ پکڑ کر اسی کے گال پر اسی کے ہاتھ سے تھپڑ مارا تھا

بغیر ہاتھ لگائیں۔وہ اسے تھپڑ رسید کر چکی یہ سب وفا کے لئے بلکل عجیب تھا اسکے فرشتے بھی نہیں سمجھ سکے کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے اپنے ہی ہاتھوں سے خود کے ہی منہ پر تھپڑ مار دیا

وہ نیرہ تھی اپنی بکواس ہے سوا وہ کیسی کی بکواس نہین سنتی تھی

"آئیندہ بات کرنے سے پہلے سوچ لینا میں تو آسمان سے منہ کے بل گرو گی تمہیں زمین سے آسمان پر پہنچادوں گی سمجھی اور ہاتھ کنڑول۔پر رکھو بہت چلتے ہیں" اسکے گال پر آنکھوں سے اشارہ کرتے وہ کہ کر کچن سے باہر نکل آئی اسکی شکل مزید نہیں دیکھ سکتی تھی وہ کمرے میں آکر اپنی اس بازو کو پر ہاتھ سے مالش کر رہی تھی جیسے وفا نے بہت زور سے دبوچا تھا

"جو بھی ہے نیرہ تھپڑ بہت مزے کا لگا ہے سکون آگیا مزہ آگیا آئی بڑی" وہ خود کو سراہا رہی تھی

اسے اپنی فتح پر فخر ہو رہا تھا اور اس فخر نے وفا کی بات دبا دی تھی وہ عورت آنکھوں دیکھ کر بیوقوف بن رہی تھی

ہاں وہ بے قوف بن رہی تھی محبت میں آندھی ہو کر وہ مسلسل بے قوف بن رہی تھی

وہ خوش تھی کہ اسکے پاس نائل کی محبت ہے ایک وفادار مرد کی محبت مگر وہ نہیں جانتی تھی یہ وفادار مرد نے نکاح کس نیت سے کہا تھا

نکاح میں محبت تو ہو گی تھی مگر نیت وہی تھی

مرد کی محبت پا کر ہواؤں مین اڑنے والی عورتیں ہی منہ کے بل زمین پر گرتی ہیں

کھانا کھا کر ان کے گھر سب کو قہوہ پینا معمول تھا اور غلطی سے ایک بار زیمل سے قہوہ اچھا بن گیا تھا اور اب یہ غلطی اسکی ڈیوٹی بن چکی تھی

اس وقت سب ایک ہی کمرے میں بیٹھے تھے ابو چاچو امی چچی چاروں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور وہ کچن میں کپ۔ مین قہوہ ڈال رہی تھی

کمرے کی دیوار کچن کی دیوار سے جڑی تھی انڈر جو باتیں ہو رہی تھی اسکی آوازیں زیمل کو اچھے سے آ رہی تھی اور کچھ اسکے کان بھی تیز تھے

"بھائی صاحب زیمل کے بارے میں آپ ایسا کچھ نا سوچے جب تک اسکی پڑھائی مکمل نا ہو جائے" خالد صاحب نے کہا

"وہ تو مین کہ رہا ہوں کہ زیمل پڑھے گی جتنا وہ چاہیے گی لیکن بیٹی ہے فکر تو رہے گی" ابو کی آواز کانوں میں پڑی تھی کہ اسکا دل زور سے دھڑکا تھا

"آج کے زمانے میں ں بیٹی کی شادی کی فکر سے زیادہ اسکے مستقبل کی فکر کرنی چاہیے بھائی صاحب تاکہ وقت آنے پر بیٹی کو دو وقت کی روٹی کے لئے ایک نامرد کی باتیں نا سننی پڑے ہماری زیمل پڑھے گی بس اسکی شادی کا نہیں سوچنا ابھی

آپ نے جیسا اپنے باقی بچیوں کے ساتھ کیا ایسا زیمل کے ساتھ نہیں۔ کرے گے "

"مجھے احساس ہو چکا ہے میں نے اپنی بڑی بیٹیوں کے ساتھ زیادتی کی ہے لیکن اب مین زیمل کی باری اپنی غلطی نہیں دیرا سکتا میری بیٹی جتنا چاہیے پڑھے "
ابو کہ رہے تھے لیکن کچن میں کھڑی اس پندرہ سالہ بیٹی کا مان غرور فخر سب بڑھ چکا تھا

بس باپ کا ایک مان اور اولاد کا فخر بلند

بیٹیاں والدین کا سر فخر سے بلند کرنے کی حمت بھی تھے ہی رکھتی ہیں جب ان کے والدین ان پر یقین کی دیواریں بلند رکھتے ہیں

اب ایک میسیج کا انتظار اسے ناامید کر ہی نہیں سکتا تھا اب اسے منزل دیکھ رہی تھی اب بس منزل کی جستجو تھی

وہ قہوہ کے کر کمرے میں آگی سب خاموش ہو گے

وہ قہوہ تو نہیں پیتی تھی لیکن سب کے ساتھ اب بیٹھ جاتی تھی

لڑکیوں کی میجیورٹی کا لیول یہ بھی ہوتا کہ وہ اپنا دل۔ گھر پر لگا لیتی تھی کتابوں میں دنیا بسا لیتی ہیں جب حقیقت کے تھپڑ منہ پر پڑے تو پھر گھر کی صفائی کرنا کھانا بنانا اپنوں کے ساتھ بیٹھنا یہ سب تھراپی بن جاتی ہے

حقیقت تسلیم کرنے کے بعد لڑکیاں باغی نہیں بنتی پھر وہ ایک مشرقی لڑکی کا روب دھار کر خاموش ہو جاتی ہیں

وہ بھی آب میچیور ہو گی تھی اسے سمجھ آ گی تھی کہ حقیقت میں کوئی نہیں آئے گا اسکے مشکل وقت میں سب چھوڑ جائے گے پھر کوئی ہیرو نہیں آئے گا اپنے لئے خود ہی ہیرو بنا ہو گا جب حقیقتیں معلوم ہو جائے تو لڑکیوں کو ایک کام چور نکمی سے لڑکی لے کر ایک باوقار سلیقے مند عورت بننے تک کا سفر طے کرنا پڑتا ہے

رات کا آخری پہر تھا جب موبائل فون کی بیل بجی تھی

بندھے گھوڑے بیچ کر سونے والی پاکیزہ کہ آنکھ اب ہلکی سے آواز میں کھل جایا کرتی تھی

موبائل فون میں۔ نمبر انجان نہیں تھا یہ وہی ڈھیٹ ہڈی تھی
پاکیزہ پچھلے ایک ہفتے سے اسے اگنور کر رہی تھی لیکن آج نہیں کر سکی

'کیا موت پڑی ہوئی ہے تمہیں؟؟''کال اٹھاتے ساتھ ہی اسنے کہا

"ہائے شکر اپنے فون تو اٹھایا" دوسرے طرف سے نہائت ہی گھٹیا لہجہ تھا

"اب فون مین نے اٹھالیا ہے تو تم بھونکنا پسند کرو گے"

"دیکھے تھوڑا تمیز سے پیش آیا کرے میرے ساتھ آپکے ہونے والا شوہر ہوں
"

"ہونے والے شوہر ہو ہو تو نہیں ناجب ہو گے تو جی سرکار جی صاحب جی کر لوں گی ابھی مجھ سے ایسی بتمیزی کی امید رکھو"

"ابھی سے ہی تمیز سے بات کرو گی تو کیا ہو جائے گا؟؟؟"

"اگر تم ابھی سے ہی اپنی یہ بیغیرتی چھوڑ دو تو شادی کے بعد میرے سے ہڈیاں توڑنے سے بہتر ہو گا جاہل آدمی رات کے دو بجے تمہیں کونسی موت پیش ہوتی ہے جو مجھے کال کر کے نیند خراب کرتے ہو" وہ اسکا مگیتر تھا لیکن وہ اسے نہین پسند تھا

"آپ سے مار کھانے میں کون کمبخت انکار کرے گا"

"اللہ کرے مر ہی جاؤں تو تم بہتر ہے زندگی عذاب کہ ہوئی ہے تم نے" وہ جھنجھلا کر بولی اسے اسکے اس لہجے سے چڑ تھی

"مر جاؤں گا اور یاد رکھنا میرے مرنے پر سب سے زیادہ رونے والی تم ہی ہو گی

"دوسری طرف اسکا لہجہ یکدم بدلا تھا

"ہاں ہاں مر جاؤ سکون ہو گا مجھے بھی جانا چھوٹے کی تم سے"

وہ کہ رہی تھی لیکن دوسری جانب کیسا دل ٹکروں میں ٹوٹ چکا تھا اسکا دل چاہ وہ واقعی ابھی مر جائے محبوب کے منہ سے موت کی بد دعا سننا بھی قیامت ہوتا ہے اور اس قیامت سے احمد اصغر روا زنہ گزرتا تھا

'اگر میں مر گیا نا تو تم مجھ سے آزاد ہو جاؤ گی پاکیزہ لیکن میری محبت تمہارے ار گرد رہے گی تمہین میری محبت سے کبھی آزادی نہیں ملے گی کل جا رہا ہوں لاہور تمہارے لئے کیا لاؤ؟؟؟"

"زہر لے آؤ اس شہر سے"

"تمہیں مجھ سے بھی زیادہ نفرت ہے لاہور سے؟؟"

"میں نے زندگی میں دو چیزوں سے شدید نفرت کی ہے"

"پہلا تو مین ہوں اور دوسرا کس سے ہے؟؟"احمد نے پوچھا

"لاہور سے وہاں کے لوگوں سے وہاں کی گلیوں سے وہاں کے بازاروں سے"

"مجھ سے نفرت زیادہ ہے یا لاہور سے؟؟"

"وہ ماضی ہے اس لئے مجھے اس سے نفرت ہے اور تم مستقل ہو اس لئے مجھے تم سے نفرت ہے مجھے اپنی ماضی اور مستقبل دونوں سے نفرت ہے مجھے احمد اصغر سے نفرت ہے" وہ کہہ کر دوں بند کر چکی تھی

یادیں ماضی ایک بار پھر سے درد دل بن کر اتر چکا تھا

پاکیزہ کی آنکھیں بھیگتی گی تکیہ انسو سے تر ہوتا گیا

ایک ایسا شخص جیسے ملے بغیر اتنی محبت کی تھی اور وہ کیسی اور کا نصیب بن چکا تھا

اور ایک یہ شخص تھا جس سے جتنی نفرت کرتی تھی وہ اتنا ہی محبت کا دعوے دار ہوتا تھا

اسے نفرت ہو چکی تھی سب سے سب برے لگتے تھے کوئی بھی اپنا نہیں۔ رہا تھا وہ لوگ لاہور سے آگے تھے اور اس دن پاکیزہ کے دل۔ میں لاہور کے لئے محبت بھر چکی تھی

یہاں آنے کے بعد اسے آگے پڑھنے کی اجازت نہیں ملہ تھی

تائی نے اسکا رشتہ اپنے کیسی ایک رشتے دار سے طے کر دیا تھا احمد اصغر اسکا کزن تھا جو اسے پسند کرتا تھا

اور جب اسے پتا چلا کہ پاکیزہ کی منگنی اسکی تائی نے ایک نشائی مرد سے کی ہے تو اس نے سب کو بتایا خانڈو مین اس بات سے کوئی واقف نہیں تھا کہ جس سے پاکیزہ کی منگنی تائی نے اسکی اتنی تعریفیں کر کے کی ہے وایک نشائی اور بد کردار

مرد ہے اس سچائی کا معلوم احمد نے ہی کہا تھا اور حقیقت پتا لگنے کے بعد انسے ب
کو بتایا پاکیزہ کی منگنی ٹوٹ چکی تھی لیکن اسے کو یک فرق نہیں پڑا تھا
جب وہ نہیں مل رہا تو جو مرضی مل جائے
پھر احمد نے پاکیزہ کے گھر رشتہ بھیجا اور پہلی بار ابا نے تائی کے خلاف جا کر اس
رشتے کے لئے ہاں کہ تھی
اس مین بھی پاکیزہ کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا
احمد اصغر کی دنیا تھی پاکیزہ صفدر وہ اسے بے انتہا محبت کرتا تھا اسکے کراچی آنے کی
دعائیں وہ بچپن سے کرتا تھا اور جب اسے پتا چلا کہ وہ کراچی آ رہی ہے تو اسکی
خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی لیکن وہ نہیں جناتا تھا کہ وہ لاہور سے اپنا دل توڑوا کر
کراچی آ رہی ہے
پاکیزہ کی ساری رات اب روتے ہی گزری تھی ہان اب اسکی راتیں سونے کی
بجائے رونے میں گزرتی تھی زندگی میں جینا تو وہ چھوڑ چکی تھی بس ایک گزارہ
تھی یہ زندگی
جینا تو وہ کب کا چھوڑ چکی تھی وہ اپنی ادھوری محبت کا بدلہ احمد سے لیتی تھی

ہم اکثر اپنی ادھوری محبت کا بدلہ ان سے ہی لیتے ہیں جو ہم سے محبت کرتے ہیں

انسان محبت میں اتنا ہی خود غرض ہو جاتا ہے اسے اپنی محبت کے سوا دنیا کی ساری محبتیں بے فضول لگتی ہیں اسے بھی احمد کی محبت فضول اور بوجھ لگتی تھی

لیکن یہ تو وقت بتائیں گا کہ کس کی محبت بوجھ تھی اور کس کی محبت آنمول تھی

لڑکیوں کی نادانیوں کی عمر کی غلطیاں انہیں کہی کا نہین چھوڑتی ساری زندگی وہ کیسی آسیب کی طرح پیچا کرتی رہتی ہیں

وہ آج بھی نائل کی محبت کے فیز سے نہیں نکلی تھی وہ آج بھی اسے یاد کر کے راتوں کو روتی تھی وہ تڑپتی تھی اس کے لئے وہ نمازوں میں روئی تھی اسکی محبت کی خاطر اور اب نمازوں میں اسے بھول جائے کہ دعائیں کر کے روتی تھی

اسکی نمازیں بھی اب بس اسے بھول جانے کے لئے پڑھیں جاتی تھی وہ پہلی رکعت سے لے کر آخری رکعت تک اسکے ذہن میں رہتا تھا

وہ اس سے کبھی موون کر ہی نہین سکی تھی شاید نا ہی کر پائے گی

یکطرفہ اور ادھوری محبت سے کبھی موون نہیں ہوتا یہ ہمشہ دل کے کیسی کونے میں رہتی ہے یہ پہلی چاہت یہ پہلی محبت عورت کے لئے بڑی خطرناک ہوتی ہے

زیمل اور پاکیزہ کی کہانی ان ہزار لڑکیوں کی کہانی ہے جنہیں ان کی پہلی محبت سے ہی دنیا سے نفرت ہو گی ہے

لڑکیوں کے لئے موون کرنا نہیں آسان ہوتا آسان تو لڑکوں کے لئے بھی ہوتا لیکن جن کے کندھوں میں ذمہ داریوں کا بوجھ ہو تو پھر بہت سی چیزوں سے موون کرنا پڑ جاتا ہے ناچاہتے ہوئے بھی انہیں بھولنا پڑتا ہے

"نائل میں نے تم سے بات کرنی ہے؟" اسکے افیس کے آتے ساتھ ہی نیرہ نے اسے پانی دینے کے بعد کیا

"ہاں کہو"

"اس وفا کی بچی کو اپنی زبان میں سمجھالو ویسے ہی ماں بننے سے پہلے میں قاتلہ بن جاؤں گی اسکی"

"کیا بولے جا رہی ہو سوچ سمجھ کر بولا کرو پاگل عورت"

"پاگل عورت میں نہیں وہ ہے جو فالتو میں مجھ سے پنگے کہتی ہے آج منہ توڑا چکی ہے مجھ سے کیسی نے ہڈیاں بھی توڑ دوں گی اسکی میں"

"اسنے پھر تمہیں کچھ کہا ہے؟"!

"میں ویسے ہی اسکی شان مین یہ سب کہ رہی ہوں"

"اچھا کیا کہا اسنے میری شیرنی سے"

نیرہ نے اسے ساری بات بتائی اور آخر میں اسے دیکھا جواب ہنس رہا تھا

"مطلب تم نے اسی کے ہاتھ سے اسی ہی تھپڑ مار دیا واہ نیا طریقہ ایجاد کیا تم نے امیزینگ یار"

"چپ کرو اتنا ہنسو مت مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اس لئے بس یہی کر دیا"

"بہت اچھا کیا تم نے میں اسکی کلاس لوں گا" نائل نے کہا

"کلاس لو یا پیپر مجھے کوئی مطلب نہیں اس سے اسے کہو مجھ سے دور رہے میرا دماغ خراب رہتا ہے ویسے ہی کیسی دن مجھ سے کھا جائے گی"

"اچھا اچھا اب غصہ مت کرو تمہاری طبیعت خراب ہے میں نے تمہیں ایک بات بتانی ہے" وہ سے ریلکس کرتے ہوئے بولا

"کیا بات کہنی ہے جلدی بتاؤ"

"لیکن وعدہ کرو تم غصہ نہیں ہو گی اور نا ہی مجھ پر تشدد کرو گی"

"میں نے کب تم پر تشدد کیا نائل؟؟" اسنے حیرانگی سے بول گی

"اللہ معاف کرے بھول گی اس دن کیسے موبائل اٹھا کر مجھے مارا تھا تشدد کرتی ہو تم مجھ پر"

"تو وہ حرکت ہی ایسی کی تھی تم نے خیر بتاؤ مجھے بات"

"غصہ مت ہونا او کے میں نے پرسو دوبئ کے لئے جانا ہے اور ایک ماہ بعد واپس آؤں گا میں جانتا ہوں تمہیں اس حالت میں مجھے کہی چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے لیکن ڈیڈی کا حکم ہے اور بڑا سخت ہے آئی ہوپ تم سمجھو گی"

"لیکن تم نے تو کہا تھا کہ نیکسٹ منتھ جاؤ گے ؟؟"

"بس اب پرسو جانا ہے ضروری ہے تم اپنا خیال رکھنا"

"پرسو کی پرسود یکھے گے" وہ مزید وہاں نہیں رہے سکتی اس لئے یہ کہ کر کمرے سے باہر نکل گی

وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی کہ اس اسکے بغیر نہیں رہا جائے گا لیکن رہنا تھا

نائل جانتا تھا یہ سب اسکے لئے مشکل ہو گا مشکل تو اس کے لئے بھی تھا بیت مشکل اس حال میں اسے یہاں ان لوگوں کے درمیان چھوڑ کر جانا بہت مشکل تھا لیکن جانا تو تھا

"چاچو جلدی کرے نا مین لیٹ ہو رہی ہوں وہ بس والے انکل ایک منٹ بھی ویٹ نہیں کرتے "زیمل خالد صاحب سے کہ رہی تھی جن کے ساتھ اسے آج بس سٹاپ پر جانا تھا اور وہ چائے پی رہے تھے

"ارے بے صبری لڑکی ابھی پورے پندرہ منٹ پڑے ہیں صبر کرو" وہ گھڑی دیکھتے بولے

"نہیں ناوہ انکل کبھی جلدی آجاتے مجھے چھوڑ جائے گے اور پھر اپکو سکول چھوڑنا پڑا جائے گا"

"خود تو سکون سے کچھ کھاتی نہیں ہو ساتھ مین دوسروں کو بھی نہیں کھانے دیتی سکون کرو" عظمی بیگم نے اسے ڈانٹا اسکا روایہ چاچو کے ساتھ چاچو والا تھا ہی نہیں ہمشہ بھائی کی طرح بس ان سے کام کرواتی اور جلدی جلدی مچاتی

"مجھے کیا ہے میں یہ بیٹھ گی ہوں آپ لوگوں کے لئے ہی مسئلہ ہو گا ہو نہہ ہر وقت ڈانٹتے رہتے ہیں مجھے جیسے مانگ کر لائے تھے مجھے کہی سے" وہ ناک چڑھا کر کہتی لاؤنج میں رکھے صوفے پر منہ پھلا کر بیٹھ گی تھی

خالد صاحب نے عظمی بیگم کو آنکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا

"تم نے ہی بگاڑ دیا ہے اسے بہت زبان۔ چلاتی ہے اگلے گھر جا کر چلائے گی تو دو دن بعد واپس بھیج دے گے اسے" وہ اسے پل میں اگلے گھر بھیج کر کچن مین چلی گی تھی

"یہ اگلا گھر تو اللہ کرے تباہ ہو زندگی عذاب بنائی ہوں ہے اس نے میری" وہ منہ میں بڑبڑاتی امی کو کچن سے دیکھ رہی تھی

خالد صاحب نے اسے چلنے کا اشارہ کیا "ہم جا رہے ہیں دروزہ بند کر دے" انہوں نے اونچی آواز میں کہا

"ارے سنیں دفتر سے آتے میرے لئے یہ دوائی لیتے انا" کمرے سے باہر آتی شگفتہ بیگم نے ایک پرچہ ان کے آگے کرتے کہا

"اچھا اور کچھ چاہیے ؟؟"

"نہیں"

"بھابھی اپکو کچھ منگوانا اہے؟؟"انہوں نے کچن میں موجود عظمی بیگم سے پوچھا

"نہیں خالد تم خیر سے جاؤ اور خیر سے او"

"اللہ حافظ """وہ کہتے اسے لے کر گھر سے باہر نکل گے

گاڑی کے پاس آکر ان کو یاد آیا کہ چابی تو کمرے میں ہے

"بچے جاؤ چابی لے آؤ کمرے سے "زیمل سے کہا

"اچھا چاچو "زیمل کہتی گھر سے چاہی لینے چکی گی اور کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں چابی گھماتی آئی

گھر سے بس سٹاپ پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا بس زیمل کو جلدی جلدی کا شور مچانے کی عادت تھی

وہ اسکے ساتھ۔ س سٹاپ۔ پر کھڑے بس کا انتظار کر رہے تھے

"چاچو آپ لیٹ ہو رہے ہیں آپ چلے جائے بس جائے گی تو میں چلی جاؤں گی "زیمل نے انہیں کہا

"نہیں بیٹا ایسے کہاں چلا جاؤ کچھ نہیں ہوتا پانچ منٹ انتظار کر لیتے ہیں"

زیمل نے انہیں دیکھا یہاں بہت سی لڑکیاں اکیلے کھڑی ہوتی بہت کم کے ساتھ کوئی کھڑا ہوتا تھا لیکن اسکے چاچو اور ابو نے کبھی یہاں اکیلے نہیں کھڑے ہونے دیا تھا

گھر کے مرد اگر محافظ ہو تو بیٹیاں کبھی باہر کے مردوں سے امپریس نہین ہوتی

"چاچو اپنے اس دن کہا تھا نا کہ میں اپنا کوئی گول سیٹ کروں میں نے اپنا گول سیٹ کر لیا ہے"

"اچھا یہ تو بہت اچھی ہے بات ہے کیا سوچا ہے؟؟"

"میں فیشن ڈیزائنر بنوں گی چاچو اپنا بہت بڑا برینڈ کھولوں گی"

"ارے واہ یہ تو بہت اچھی فیلڈ ہے بس ہماری زیمل ڈیزائنر ہی بنے گی ان شاءاللہ"

"ان شاءاللہ" زیمل نے کہا

وہ اب ڈیزائنر بنے گی ہر حال میں۔ ہر قیمت میں

دو،ں ٹ بعد بس اگی تھی وہ بس میں بیٹھ گی تھی بس اس سٹاپ سے چلی گی سٹاپ واپس سنسان ہو چکا تھا

وہ اب اپنی گاڑی میں بیٹھ رہے تھے آج طبعیت تھوڑی بوجھل سی تھی لیکن زیادہ سیر ہس نہیں پیا اس لئے آفیس جا رہے تھے۔

دن کے تین بج رہے تھے سلیمان صاحب اپنے دفتر میں موجود ایک فائل پر سٹیپ لگا رہے تھے جب ٹیبل پر رکھا ان کا موبائل بجا

انہوں نے عینک اتار کر نمبر کو غور سے دیکھا نمبر تو اس انجان تھا

وہ انجان نمبر کی کال فورا نہیں اٹھاتے تھے ان کے مطابق اگر کوئی اپنا ہوا تو دوسری کال کرے گا

وہ واپس سے موبائل ٹیبل پر رکھا دوسری فائل پر سٹیمپ لگانے لگ گے

موبائل ایک بار پھر سے بجا اب کی بار انہوں نے کال اٹھالی تھی

"السلام علیکم آپ سلیمان کیانی بات کر رہے ہیں" دوسری جانب سے سلام کے بعد پوچھا

"وعلیکم السلام میں سلیمان بات کر رہا ہوں"

جو خبر انہیں ملی تھی اس کے بعد سلیمان صاحب کے لئے اگلی سانس لینا زندگی سب سے کھٹن سانس لینا تھی

فون بند ہو چکی تھی وہ آپنی کرسی سے اٹھے

لیکن وہ وہی فرش پر گر گے تھے وہاں موجود ایک انڈہ نے انہیں دیکھا اور بھاگ کر ان کے پاس آیا

اس آدمی نے سب کو اکٹھا کر لیا تھا ان کے پاس ایک ہجوم جما ہو چکا تھا سب تھے لیکن اپنے نہیں تھا

اب اپنا رہا ہی نہیں تھا اب کوئی رہا ہی نہیں تھا

وہ آدمی جو کبھی نہیں رویا وہ آدمی جو اپنی بیٹیوں کی رخصتی پر بھی اپنے انسو ہی گیا آج وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا وہ ہجوم کے درمیان زمین پر بیٹھا پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے

بھائی بازو ہوتے ہیں اج انکے دونوں بازو کٹ چکے تھے

انہیں لگا زندگی نے ایک بار پھر سے یتیم کر دیا ہے

ان کے بھائی کو دفتر میں ہی ہارٹ اٹیک آیا تھا اور وہی وہ یہ دنیا چھوڑ گے تھے

ان کی یہ موت بہت۔ ناقابلِ یقین تھی سب کے لئے ان کے دفتر کے بندوں کو یقین نہیں آرہا تھا ابھی بارہ بجے انہوں نے ان کے ساتھ چائے پی تھی اور ڈھائی بجے ان کے دل میں درد ہوا تھا اور اسی وقت یہ درد دل موت سے جا ملا تھا

سلیمان صاحب تو برداشت کر رہی تھے وہ تو ٹوٹ کر بھی خود کو سنبھال لے گے لیکن گھر کی عورتیں شگفتہ بیگم ان کی آپنی بیٹیاں وہ ان سب کو نہین سنبھال سکے گے

انہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ کہا کرے اماں ابا جب اس دنیا سے بے تھے اس وقت بھائی ساتھ تھا اب بھائی چلا گیا ہے اب کون ساتھ ہو گا

انہوں نے فون نکالا اور ان کے موبائل میں سب سے پہلا نمبر ہی خالد صاحب کا تھا

ان کے دفتر کے بندے انہیں سنبھال رہے تھے انہیں سمجھا رہے تھے لیکن وہ ناسن رہے تھے اور ناہی سمجھ رہے تھے آج سمجھ آرہا تھا یتیمی کیسے کہتے آج سمجھ آرہا تھا کہ درد کسے کہتے ہیں

وہ ان کے چھوٹے بھائی تھے لیکن۔ سلیمان صاحب آ

لیکن۔ سلیمان صاحب آج واقعی یتیم ہوئے تھے

انہوں نے بہت مشکلوں سے رامیز کا نمبر ملایا اس وقت ان کے ذہن میں ایک وہی آیا تھا

یہ خبر جہاں جارہی تھی وہی سوگ بنایا جارہا تھا

اچھے آدمی کے لوگ قبر کا راستہ بھئی پوچھتے ہیں

مردوں کے لئے سنبھلنا آسان نہیں۔ ہوتا نہیں وقت لگتا ہے بہت وقت بس وہ مرد ہوتے ہیں وہ اپنی عورتوں کے سامنے نہیں ٹوٹ سکتے

نائل کے گھر بھی سب کو اس خبر کا علم ہو چکا تھا جہاں زیب صاحب نائل صارم وہ تینوں گھر آچکے تھے

"تم نبیرہ سے کہو جا کر وہ تیار ہوئے اسے بھی ابھی ہی ساتھ کے جاتے ہیں پھر بعد میں صارم عورتوں کے کے آئے گا"

"ڈیڈی اپ جائے اس وقت وہاں انکل کے پاس میں نیرہ کو سکون سے بتا کر سنبھال کر لاؤں گا فورا نہیں بتا سکتا اسے "وہ نیرہ کا اپنے چاچو کے لئے پیار جانتا تھا

"ٹھیک ہے تم دیکھ لو مین جا رہا ہوں اس وقت سب اچکے ہو گے وہاں ہمارا وہاں موجود ہونا بے ضروری ھے "دنیاوی رکھ رکھاؤ رکھنے کی خاطر وہ جا رہے تھے ورنہ وہ تو خود اس گھر کے مردوں کو مارنا چاہتے تھے

نیرہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود آرام کر رہی تھی جب نائل نے کمرہ کا دروازہ کھولا اور اسے دیکھ کر نیرہ بیڈ سے اٹھ گی

"اسلام علیکم تم آج جلدی آ گے "نیرہ نے اسے کہا

"وعلیکم السلام ہاں "وہ اسکے پاس بیڈ پر بیٹھا تھا

'کیا ہوا طبعیت ٹھیک ہے تمہاری "نیرہ نے فکر مندی سے پوچھا

"نیرہ پلیز یار اپنا خیال رکھنا پلیز تم جانتی ہو نا اپنا حال کہ تم کیسی ہو کس حال میں ہوا بھی"

"اسکی بات پر نیرہ مسکرائی کیا ہوا ہے تمہیں کونسا دوڑا پڑ گیا؟؟"

"نیرہ تم وعدہ کرو تم خود کو سنبھالو گی تم سب کو سنبھالو گی"

"کیا ہوا ہے نائل تم ایسے کیوں کہ رہے ہو مجھے بتاؤ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے" وہ اب سہی معنوں میں پریشان ہوئی تھی

"نیرہ میں نے کبھی یہ سیٹیویشن فیس نہیں کی مجھے نہیں پتا اس حالت میں کونسے الفاظ چنتے ہیں مجھے الفاظ کا چناؤ نہیں آ رہا میں چاہتا ہوں میں وہ الفاظ چنوں جن سے تمہیں درد نا ہو لیکن مجھے نہین مل رہے مجھے کچھ سمجھ۔ نہیں آ رہا"

"نائل میں بتا رہی ہون میرے ساتھ مزاق کر رہے ہو نا تم یہ تو بہت برا مزاق ہے میرا دل بلکل باہر آنے والا ہے پلیز مجھے بتاؤ پلیز"

"نیرہ کبھی کبھی ہمیں اپنے چھوڑ جاتے ہیں ہمیں حالت کا مقابلہ کرنا پڑتا کبھی اپنے کئی بہادر بننا پڑتا ہے کبھی دوسروں کے لئے تمہیں اپنی فیملی کے لئے بہادر بننا پڑتا ہے میں جانتا ہوں تم ہر حال میں گزارا کر لو گی تمہین بات کو سمجھنا ہے

زندگی اللہ دیتا ہے اور وہی واپس لیتا ہے آللہ ہے ہر فیصلے میں کوئی اچھی ہی بات ہوتی ہے تمہارے چاچو کی ڈیتھ ہو گی ہے" وہ آخر میں اسے بتا کر اب اسکے اگلے رد عمل کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا

نیرہ نے اسے دیکھا اسکی آنکھوں میں آنسوں آئے اور وہ گالوں پر مسلسل بہ رہے تھے

"میرے چاچو نہیں چھوڑ سکتے ہمیں تمہیں کیسی نے جھوٹ بولا ہے تم بات کنفرم کر کے او جاؤ" وہ یقین نہیں کر رہی تھی

اپنوں کی دوری انسان اسی طرح نہیں اپنا سکتا

"نیرہ یہ حقیقت ہے اسے تسلیم کرو"

"نائل نائل تم کیوں ایسا کہ رہے ہو تم جانتے ہو نا سب تم جانتے ہو نا میرے چاچو کو تم جانتے ہو نا مشال تم سے کتنا پیار کرتی ہے مہن بھی اپنے چاچو سے بہت پیار کرتی ہوں نائل ایسے مت کہو میں مر جاؤں گا"

وہ اسے اپنے سینے سے لگا چکا۔ تھا وہ رو۔ رہی تھی وہ حقیقت کو تسلہم۔ کر رہی تھی لیکن دل نہیں مان رہا تھا

"تم برداشت کرلو گی نیرہ لیکن تمہارے چچی کو تمہاری فیملی کو تمہاری ضرورت ہے" وہ اسے سمجھا رہا تھا

اسے نیرہ کو سنبھالنا تھا

یہ بات صرف نیرہ کے ساتھ ہی نہیں تھی صرف وہی حقیقیت تسلیم نہیں کر پا رہی تھی وہ چاروں بہنیں نہیں مان رہی تھی

اور شگفتہ بیگم ان کی دنیا اجڑ چکی تھی وہ یتیم ہوئی ہیں یا بیوہ انہیں نہیں سمجھ آ رہی تھی وہ یہ صدمہ نہیں برداشت کر سکی تھی اس لئے بے حوش ہوئی تھی پچھلے ایک گھنٹے سے سب انہیں حوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھے

شوہر تو سائبان ہوتا ہے ہمسفر سر کی چھتری ہوتا ہے جس کی ضرورت سخت بارش اور شدید دھوپ دونوں میں ہوتی ہے

وہ کیسے سہ گی یہ دکھ ان کے پاس تو سہارے کے لئے اولاد کا کندھا بھی نہیں تھا درد تو ہے لیکن سہنا تو تھا اللہ آزمائش ڈالتا ہے اور صبر بھی ساتھ میں اتارتا ہے

آج پہلی بار اپنے گھر قدم رکھتے ہی اسکے جسم سے طاقت نکل چکی تھی
یہ وہ گھر تھا جہاں کبھی ان بہینوں کی چہکنے کی آوازیں آیا کرتی تھی آج اسی گھر سے رونے کی آوازیں آرہی تھی
نیرہ وہاں دروازے پر ہی ڈھے سی گی تھی نائل نے اسے تھام لیا تھا
گلی میں سے وقت ایمبولنس کی آواز آرہی تھی ایک قیامت سی تھی آج اس محلے میں
آج ایک ایسا شخص گیا تھا جو ایک اچھا شوہر ایک اچھا بھائی ایک اچھا پڑوسی ایک اچھا دوست سب میں کامیاب تھا
گلی کے چھوٹے چھوٹے کام خالد صاحب کرانے خود پر فرض سمجھتے تھے
محلے کی مسجد میں کوئی چیز نہیں ہے وہ انہیں نے ہی لانی تھی
محلے کی صفائی نہیں ہوئی وہ بھی انہوں نے کروانی تھی
مختصر آج اس محلے نے بھی ایک اچھا پڑوسی کھو دیا تھا
باہر ایمبولینس کے پاس لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا جو سن رہا تھا وہ حیران ہو رہا تھا

جب دادا دادی کا انتقال ہوا اس وقت وہ چاروں بہنیں بہت چھوٹی تھی ان کی جوانی میں یہ پہلی موت تھی ان کے گھر کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے؟ کہاں جائے؟؟؟

امی رو رہی تھی اور ساتھ میں سامان بھی نکال رہی تھی

سب اپنے کاموں میں معصروف تھے لوگ رو رہی تھے میت کو رکھا جارہا تھا مگر زیمل؟؟ وہ کہاں تھی؟؟ وہ کہاں تھی؟؟ وہ کیسی کو یاد نا تھی؟؟

ابو کی الماری کا دروزہ کھلے وہ وہاں سے ساری فائلز نکال رہی تھی گھر کے کاغذات ابو اور چاچو کے دفتر کے ضروری کاغذات امی کا زیوار چچی کا زیوار غرض جو اسے قیمتی اور ضروری لگ رہا تھا وہ اس الماری میں رکھ رہی تھی

اسکی آنکھوں سے انسو مسلسل بہ رہے تھے وہ نم۔انکھون سے یہ ساری کاروائی کر رہی تھی یادیں ذہن میں کیسی فلم کی طرح چل رہی تھی

نیرہ کی مایوں والے دن چاچو نے اسے سمجھایا تھا کہ گھر میں کوئی دعوت ہو یا کوئی بھی ایسا موقعہ جہاں باہر کے لوگ آئے تو سب سے پہلے اپنا قیمتی سامان کی

حفاظت کرتے ہیں ہم غریب لوگ ایک بار جو شے بنالے اسے کھودے تو واپس بنانے میں صدیاں لگ جاتی ہیں

چاچو کی یہ بات اسے کے ذہن میں اسی وقت آئی تھی جب گھر کال ائی تھی کہ اب وہ نہیں رہے اسنے یہ خبر سنی تھی اور اسکے ذہن میں چاچو کی یہ بات ایسے آئے جیسے وہ ابھی اسکے پاس کہ رہے تھے

یہ لوگ دولت کی حوس میں قبر میں سے بھی مردوں کے انگھوٹے کے نشان لگوا سکتے ہیں

سب کچھ سنبھالنے کے بعد وہ اب الماری بند کر کے اسکی چابی اپنے سکول بیگ کی کتابوں میں رکھتی سکول بیگ سامنے الماری میں رکھ کر کمرے سے باہر نکلی

باہر اسکے چاچو کی میت کو چارپائی پر رکھا جارہا تھا

"میری بیٹی ضروری ڈیزائنر بنے گی ان شاءاللہ" ذہن میں آواز گونجی

"کوئی بھی میری بیٹی سے کام نہیں کروائیں گا"

"ہماری زیمل پڑھے گی جتنا پڑھنا چاہیے"

چاچو کی باتیں کانوں میں گونج رہی تھی وہ باقی سب کی طرح چیخ نہیں رہی تھی لیکن اسکی آنکھیں مسلسل تر تھی

خاموش رونے والو کے دل میں طوفان برپا ہوتا ہے

سب رو رہے تھے چچی چیخ چیخ کر سب کو اپنی بے بسی سنا رہی تھی نیرہ انہیں سنبھال رہی تھی صائمہ آپی کے بچے زیمل کے ساتھ چپکے ہوئے تھے سویرہ امی کے ساتھ مہمانوں کو دیکھ رہی تھی

سب اپنا اپنا غم بنا رہے تھے لیکن اسے سمجھ نہین آ رہا تھا وہ روئے یا یہاں آنے والوں کو کھڑی کھڑی سنا کر گھر سے نکال دے جو کانوں میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے

زیمل کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا وہ سب کیوں چچی پر ترس کھا رہے تھے ؟؟

وہ سب کیوں ابو پر ترس کھا رہے تھے کیون انہیں ترس کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

افسوس دکھ اور ترس پر زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے یہاں آنے والوں میں سے چند ایک کو افسوس تھا چند ایک کو دکھ تھا باقی سب تو بس ترس کھانے آئے تھے

اسے اس وقت ان سے چہروں سے نفرت ہو رہی تھی جو چچی کو کبھی بے اولاد ہونے کی وجہ سے ترس کھا رہے تھے اور کبھی بیوہ ہونے پر تو کبھی یتیم ہونے پر اسے ترس کی نگاہوں سے نفرت تھی اور اج مسلسل ان نگاہوں کو برداشت کر رہی تھی

یہ اسکی زندگی کی پہلی موت تھی جہاں اسنے دیکھا تھا کہ لوگ فوتگی والے گھر مرحوم کی بخشش کی دعا کرنے نہیں بلکہ مرحوم کے گھر والوں کی بے بسی کا تماشہ دیکھنے آتے ہیں

سب عزیز اور رشتے دار اچکے تھے گھر گھچا چھب لوگوں سے بھر چکا تھا

یہ وہ لمحہ ہوتا ہے جب اپنوں اور غیروں میں فرق محسوس ہو جاتا ہے

شگفتہ بیگم کو سب عورتیں گلے سے لگا کر انہیں حوصلہ دے رہی تھی اور وہ بس مسلسل روئی جا رہی تھی

عورتیں تو رو لیتی ہیں دل کا بوجھ ہلکا کر لیتی ہیں مگر مردان کا کیا وہ تو کھل کر رو بھی نہیں سکتے اور اپنوں کا جنازہ بھی اپنے ہی کندھوں پر اٹھاتے ہیں

سلیمان صاحب کو آج ایک بار پھر محسوس ہوا تھا جیسے وہ یتیم ہو چکے ہیں وہ ان کے چھوٹے بھائی تھے لیکن ان کے ہوتے ہوئے انہیں کبھی بڑے بھائی کی کمی بھی محسوس نہیں ہوئی تھی

جانے والے بلے جاتے ہیں درد تو تو پیچھے رہنے والے سہتے ہیں

عظمی بیگم کی جب شادی ہو کر اس گھر آئی تھی تو اس وقت خالد صاحب کی نئ نئ پڑھائی ختم ہوئی تھی اور وہ جاب کی تلاش میں تھے ہمشیہ ہر۔کام میں خالد صاحب نے ان کا ساتھ دیا اپنے بھائی کی سخت طبیعت سے واقف تھے اسی لئے اپنی بھابھی کا ساتھ بھائیوں کو طرح دیتے تھے

انہوں نے بھی تو آج بھائی جیسا دیور کھویا تھا

جنازے کا وقت ہو چکا تھا ان سب کو خالد صاحب کا آخری دیدار کروایا جا رہا تھا یہ لمحہ قیامت سا تھا سب کے لئے مردوں نے جنازہ اٹھایا تھا شگفتہ بیگم چیخی تھی چلائی تھی مگر کیسی نے ان کی نہیں سنی اور ان کے سائبان کو لے گے مٹی کے حوالے کرنے

اس وقت وہ بے حوش زمین پر پڑی تھی نیرہ اور زیمل انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی

انہیں اٹھا کر کمرے میں بیڈ پر رکھا گیا تھا وہ اسی طرح بے حوش تھی

زندگی کے انیس سال جس شخص کے ساتھ گزارے ہو اس سے بچھڑنا آسان تھوڑی نا ہوتا ہے

سب مہمان چلے گے تھے اس وقت گھر بلکل ویران سا لگ رہا تھا جیسے قبرستان کی خاموشی اس میں چھا گی ہو

"چچی پلیز کچھ کھا لے ہوں آپ بیمار ہو جائے گی" نیرہ نے ان سے کہا جو کل سے بھوکی تھی

'ہائے نیرہ نہیں کھایا جاتا نہیں کھایا جاتا کچھ بھی سانس بھی نہیں لیا جا رہا" وہ رو رو کر بھی تھک چکی تھی

"چچی کچھ کھائے گی نہیں تو زندگی کیسے گزارے گی؟؟"

"ارے زندگی چاہیے کس کو میں تو اسی وقت مر گی تھی جب میرے خالد مجھے چھوڑ کر گے تھے" ان کے انسو ایک بار پھر سے آنکھوں سے بہنے لگ گے تھے

"نیرہ نے انہیں دیکھا اسکی شادی کو تو ابھی سال۔ ہوا تھا اور اسے نائل سے اس قدر محبت ہو گی تھی کہ اس کے بغیر ایک ماہ رہنے کا سوچ کر ہی دل اداس ہو رہا تھا اور یہاں تو محبت بھی انیس سال کی تھی اور جدائی بھی عمر بھر کی"

"چچی کچھ تو کھانا ہو گا نا اپکو پتا ہے اگر چاچو ہوتے تو وہ اپکو اس طرح کل سے بھوکا نہیں رہنے دیتے ایسے نا کرے چچی" اب زیمل نے ان سے کہا

"ارے میری بچی مجھ سے نہیں کھایا جائے گا" انہوں نے کہا

'چچی آپ یہی سنجھ کر کھالے کہ چاچو نے کہا ہے ایسے بیمار ہو جائے گی آپ
"سویرہ نے انہیں کہا

انہوں نے ان چاروں بہینوں کو دیکھا جو ان کے گرد دائرہ بنائے بیٹھی تھی یہ ان کے شوہر کی آخری نشانی تھی ان کے پاس یہ وہی لڑکیاں تھی جن سے وہ اکثر جیلس ہو جاتی تھی آج ان کے شوہر کا ماتم کا انتظام وہی عورت سنبھال رہی تھی جس سے وہ علیحدہ ہونا چاہتی تھی

اپنوں کی قدر اس وقت اتی ہے جب کوئی اپنا چھوڑ کر جاتا ہے

ان چاروں کے بے حد اسرار پر انہوں نے ایک دو لقمے لئے تھے اور پھر ہاتھ روک۔لیا

—

آج خالد صاحب کو فوت ہوئے چوتھا دن تھا نائل کی دوبئ کی فلیٹ دو دن ڈلے ہو گی لیکن آج اسے جانا تھا

وہ نیرہ کو اس حالت میں چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا مگر جانا پڑ گیا تھا

وہ اس وقت سلیمان صاحب کے پاس کھڑا انہیں بتا رہا تھا کہ اس وقت وہ صرف مجبور ہو کر جا رہا ہے ورنہ وہ اس مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیتا جواباً انہوں نے اسے بس اتنا ہی کہا کہ اللہ تمہیں خیر سے پہنچائے واپس

اب وہ نیرہ کے پاس بیٹھا اسے سمجھا رہا تھا

"نائل تم رک جاتے ایک دو دن" یہ جملہ وہ کوئی دس بار بول چکی تھی

"میں ایک دو ماہ بھی رک جاتا نیرہ اگر معاملات میرے یا ڈیڈی کے ہاتھ میں ہوتے" وہ اسے کہہ رہا تھا

"تم انکل سے کہو نا وہ بات کرے تم ایسی حالت میں مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتے ہو ؟؟"

"میں جانتا ہوں نیرہ کہ میں غلط کر رہا ہوں لیکن سیر ہسلی مین آگے بات کی ہے لیکن وہ نہیں مان رہے تم سمجھو بات کو یقین کرو میں ایک ماہ کا کام دو ہفتوں میں مکمل۔ کر آؤں گا وعدہ ہے تم سے "اسکا ہاتھ تھامنے وہ بولا

نیرہ نے اسے دیکھا یہ نظریں بہت الجھی ہوئی تھی

"واپس آؤ گے نا؟؟" یہ جملہ عجیب تھا کمازکم نائل کے لئے سوال بے مقصد تھا

"ان شاءاللہ میں واپس آؤں گا تم پریشان نہین ہونا بلکہ اپنی فیملی کا ساتھ دینا"

"جب تک تم آتے ہو میں یہی رہوں گی"

"دیکھ لو جیسے تمہیں بہتر لگے میں تمہیں منع نہیں کروں گا" وہ کہ رہا تھا مگر اسکا لہجہ بتا رہا تھا کہو کہ بس نیرہ کا دل رکھ رہا تھا

"تم مجھے روزانہ کال کرو گے"

"میں تمہیں ڈیلی کال۔ کروں گا بلکہ جب بھی فری ہو گا تو تمہیں کال کروں گا"

"تم مجھے وہاں جا کر بھول نہیں جاؤ گے ؟؟"اسنے کہا

"ارے تم کوئی بھولنے والی چیز ہو پاگل ہو گی ہو کیا" وہ اسکا سر اپنے سینے سے لگاتا بولا

"تم کام کے دوران مجھے بھول جاتے ہو"اس سے علیحدہ ہوتے وہ بولی

۔میں تمہیں یہاں بھی نہیں۔ بھولتا بس یہاں نظروں سے سامنے ہوتی ہو تو مطمئن رہتا ہو بھولتا تو میں تمہیں کبھی نہیں ہوں"

"وعدہ کرو واپس جلدی آو گے "نجانے اسے کس بات کا ڈر تھا

"میں وعدہ کرتا ہوں میں جتنی جلدی ہو سکا آؤں گا"

وہ خاموش رہی شاید کچھ بولنے کو بچا نہیں تھا

-میں اب جاوں؟؟"نائل نے اس سے پوچھا

"میرے روکنے سے رک تھوڑی نا جاؤ گے"

"شوہر جب باہر جاتا ہے تو اسے مسکراتے چہرے سے رخصت کرتے ہیں" وہ فوصے سے اٹھتا بولا

"نیرہ اسکی بات پر مسکرائی لیکن یہ مسکراہٹ جھوٹی تھی اس بات کی گواہ آنکھیں تھی

"اپنا خیال رکھنا اور کچھ کھانا پینا اوکے" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا بولا

"میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں نائل میری زندگی میں اب تم اور ابو ہی میرا سہارا ہو میں ابو کو یا تمہیں نہین کھو سکتی میں کیسی کو کھونا افورڈ نہیں کر سکتی" وہ اسے کہار ہی تھی اور ساتھ رو بھی رہی تھی

"میں جانتا ہوں نیرہ" وہ اسے کہ رہا

"تم مجھے بہت یاد آؤ گے بہت زیادہ میں تم سے دور نہیں رہے سکتی نائل" وہ اب بھی رو رہی تھی وہ اسے روکنا چاہتی تھی

وہ بھی رکھا چاہتا تھا مگر جب قسمت علیحدہ کرنے کا فیصلے کر لے تو پھر کوئی نہیں روک سکتا

وہ اسے چھوڑ کر جا رہا تھا اور نیرہ کو لگا رہا تھا کہ اب وہ بس جا رہا ہے اسکا دل اس بات کو ماننے کو تیار ہی نہیں تھا کہ وہ واپس آئے گا

یہ اخری پیار تھا جو نائل نے اسکی پیشانی پر دیا تھا وہ اسے اللہ حافظ کہ کر چلا گیا تھا اب اس کمرے میں اکیلی نیرہ رہے گی تھی

نائل کمرے سے باہر نکلا تو اسے زیمل نظر آئی

"اپنی بہن کا خیال رکھنا اس کی طبیعت خراب ہے" وہ اسکے سر پر دلاسہ دیتے بولا

زیمل اسے کہنا چاہتی تھی کہ اگر اتنی پرواہ ہے وناجائے لیکن وہ کچھ نا بولی
اسکا سر پر ہاتھ رکھنا ہونا تھا اور زیمل کے دل کی دھڑکن بند ہو جاتی تھی
وہ آج چلا گیا تھا وہ آج نہیں رکا تھا وہ سب کو خدا حافظ کہ کر گیا تھا سب سے
معزرت کر کے گیا تھا
شاید اب اسکے لئے زندگی بھر معذرت کرنا ہی رہے گیا تھا

مہمان آتے تھے دعا کر کے واپس چلے جاتے تھے نیرہ کو آج یہاں ایک ہفتہ
ہو چکا تھا اور نائل کو بے تین دن ان تین دنوں میں نائل اسے روزانہ دن میں
کوئی چار پانچ بار کال کرتا اسے پوچھتا کھانا کھایا دوائی لی جلدی سو جانا پریشان نا ہونا
وہ اسے دن میں چار پانچ بار یہی باتیں کرتا تھا
اور نیرہ سے اسے ہان کہ دیتی آج اسے اپنے سسرال جانا تھا اسے نائل سے
اجازت مانگ لی تھی لیکن امی نے اسے سمجھایا تھا کہ جٹنا اپنے سسرال سے دور

رہو گی بعد میں اڈجیسٹ منٹ میں اتنی ہی مشکل ہو گی جاؤاور تین چار دن رہے
او پھر واپس آجانا
اسنے نائل سے کہاتو وہ بھی یہی کہ رہا تھا کہ آج جاؤاور دو دن بعد بے شک واپس
آجانا
امی اور نائل کی بات مانتے وہ آج جا رہی تھی آخری بار اسے اس گھر سے خالد
صاحب وہاں چھوڑنے گے تھے
وہ آخری ملاقات وہ آخری ملاقات بہت بھاری تھی اس پر
اسی وقت اسکا دل بھر آیا تھا کاش وہ دل کہ بات مان لیتی کاش وہ اپنے چاچو کے
ساتھ کچھ وقت اور گزار لیتی
اسے آج وہاں سلیمان صاحب نے چھوڑا تھا گھر آکر اسے احساس ہوا جہاں تو اسکا
ہونا یا نا ہونا برابر ہے
"ہونہہ میں بڑا ان کی خاطر آئی ہوں" وہ خود سے کہتی دل۔کو۔ تسلی دے کر
اپنے کمرے میں چلی گی
کچھ دیر گزری تھی کہ حورین اسکے کمرے میں آئی تھی

"سوری تم بزی تو نہیں تھی میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا؟؟"حورین ے اسے کہا

"ارے نہیں نہیں بھابھی آپ جائے" وہ کہتی اسکے لئے بیڈ سے اٹھی

"تم بیٹھو بس مجھے تم سے افسوس کرنا تھا واقعی مجھے بہت افسوس ہوا تمہارے چاچو کے انتقال کا اللہ انہیں جنت میں جگہ دیں اور گھر والو کو صبر دیے" وہ کہ رہی تھی

'امین"

"مجھے نائل نے بتایا تھا کہ تم اپنے چاچو سے بہت اٹیچ تھی ایسی ہی جیسے مشال نائل سے ہے"

'بھابھی صرف میں ہی نہیں بلکہ ہم چاروں بہینیں بہت اٹیچ تھی چاچو سے بس میں تھوڑی ضدی تھی تو چاچو زیادہ پیار سے سمجھا دیتے تھے"

"ہاں میں سمجھ سکتی ہوں لیکن تم پریشان نہیں ہونا سب ٹھیک ہو جائے گا

"حورین اسے تسلی دے رہی تھی لیکن اپنے چاچو کے ذکر پر اسکی آنکھیں بھر آئی تھی

حوریں۔سے برداشت نہیں ہو رہا تھا نیرہ کا اس طرح رونا

وہ ایک نرم دل کی لڑکی تھی ہے کام چور تھی جس وجہ سے وہ اکثر سنگ دل بھی بن جاتی تھی لیکن کیسی کے دکھ میں شامل ہونا اسے آتا تھا نرم دل تو وفا بھی تھی لیکن یہ تو کمبخت محبت تھی جو اسے سنگ دل بنا چکی تھی

اب حورین نیرہ کو اپنے گلے سے لگا کر اسے تسلی دے رہی تھی

"میں سمجھ سکتی ہوں اپنوں کو کھونے کا دکھ نیرہ میں نے اپنی انکھوں کے سامنے اپنے ماں باپ کھوئے ہیں مجھ سے اچھے سے یہ دکھ کون سمجھ سکتا ہے لیکن نیرہ جانے والے بلے جاتے ہیں وہ رونے سے کبھی واپس نہیں آتے بس ہمیں صبر کرنا ہوتا ہے"

"صبر ہی تو کرنا مشکل ہے بھابھی صبر ہی تو نہیں ہو رہا" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی

"کرنا پڑے گا صبر نیرہ اگر صبر نہیں کرو گی تو وقت صبر کرنا سیکھا سے گا اور جب وقت صبر کرنا سیکھا یا گا تو پھر ہر چیز میں صبر اجائے گا جو نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے صبر کرو اللہ بہتر کرے گا"

کبھی کبھی دل کو بس ایک ایسا بندہ چاہیے ہوتا ہے جو صرف اسکی سنے اسکو سمجھے چاہیے وہ انجان ہو یا جان پہچان والا بس جو دل کو سمجھے وہی ہو

نیرہ کو اس وقت واقعی کیسی کی تسلی کی ضرورت تھی وہ آج اتنے دن بعد گھر آئی تھی اور آگے نائل بھی نہیں تھا اس لئے مشکل ہو رہا ہے اسکے لئے صبر کرنا

"چلو تم آب رونا نہیں میں جا رہی ہوں کچھ دیر تک کھانا لگ جائے گا کھانا کھالو آکر"

"ائم سوری بھابھی میری وجہ سے گھر کی ساری روٹین خراب ہو چکی ہے اپکو سب اکیلے مینیج کرنا پڑا" نیرہ نے کہا

"کوئی بات نہیں ممانی سے ملازمہ ارینج کرلی تھی تم پریشان نہیں ہو" وہ اسے کہتی کمرے سے باہر نکل گی

نیرہ بھی فرش ہو کر کمرے سے باہر نکل آئی تھی

جانے والے چلے جاتے ہیں اور وقت کہاں کیسی کے لئے رکتا ہے وقت تو چلتا رہتا ہے

آج خالد صاحب کی وفات کو بیس دن ہو چکے تھے اور نائل کو دو ہفتے ہو چکے تھے نیرہ کو لگا کہ آب وہ اجائے گا لیکن وہ اسے اگلے ہفتہ کا کہ چکا تھا کیونکہ پروجیکٹ واقعی کافی بڑا تھا اور اس میں نائل کا ہونا بے ضروری تھا اسے اس قدر الجھا دیا گیا تھا وہاں کہ اب وہ نیرہ کو دن میں کال بھی نہیں کرتا تھا بس رات کو سوتے وقت وہ اسے بات کرتا اور دن کی تھکن کی وجہ سے اس سے بات کرتے۔ کرتے ہی سو جاتا

طبعیت خرابی کی وجہ سے نیرہ کا دل اب اکثر گھبرا جاتا تھا اسنے نائل سے کہا تھا کہ کماز کم وہ گھر میں کیسی کو بتا تو دین اس نیوز کی لیکن انسے منع کر دیا کہ مین خود وہاں آکر بتاؤں گا

نیرہ کو حیرانگی تھی آخر وہ کیوں چھپا رہا ہے یہ نیوز لیکن اسکے حکم پر عمل کرتے وہ خاموش رہی

دوسری طرف اب سلیمان صاحب کی دفتر کی چھٹیاں بھی ختم ہو چکی تھی زیمل نے بھی سکول جانا شروع کر دیا تھا بس رہے گی تھی تو شگفتہ بیگم جو اپنے شوہر سے

محبت کی آخری منزل طے کر رہی تھی وہ عدت میں تھی یہ چار ماہ دس دن ایک عورت کے اپنے خاوند کے لئے محبت کی سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے

خاوند کتنا بڑا محافظ ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے اگر اپکو نامحرم کے منہ لگنا بھی پر رہا تو آپ محفوظ ہوا گر یہ نا رہے تو آپ کو کتنا پرہیز کرنا پڑ جاتا ہے نامحرم سے

ان کے گھر اب صبح کے وقت کوئی شور نہیں ہوتا تھا جس کو جو ملتا وہ کھا کر چلا جاتا نا ہی اب زیمل ضد کرتی آؤر نا ہی سلیمان صاحب عظمی بیگم کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کرتے سب کچھ۔بدل چکا تھا

کیسی ایک کے جاننے سے دنیا نہیں رکتی مگر جن کی دنیا اس ایک میں بستی ہو ان کی دنیا ضرور اجڑ جاتی ہے

آج رات جہاں زیب صاحب نے چن لی تھی اپنے پلان پر عمل کرنے کے لیے وہ مزید لیٹ نہیں کر سکتے تھے

آج رات ہی آسیہ بیگم نے ان سے کہا تھا کہو ہے اپنے بھائی کے گھر جانا چاہتی ہیں وہ یہاں نہیں رہے سکتی

جہان زیب صاحب نے صارم سے کہا کہ انہیں ان کے بھائی کے گھر چھوڑ دیا

اس وقت گھر پر جہاں زیب صاحب صارم حورین اور وفا موجود تھے جہاں زیب صاحب نے ان تینوں کو اپنے پلان کے بارے میں بتا دیا تھا جس پر صارم کے علاؤہ وہ دونوں راضی تھی اور وفا خوش بھی تھی صارم ہونے باپ کو منع کرنا چاہتا تھا لیکن وہ نہیں سنتے ان کی اس لئے وہ اپنے ایک دوست کے آکسیڈنٹ کا بہانہ بنا کر گھر سے باہر نکل گیا مشال بھی اپنی دادو کے ساتھ گئی تھی اسکے علاؤ نیرہ تھی جس کا دل آج نجانے کیوں زیادہ گھبرا رہا تھا

اس وقت وہ اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی جب دروازہ بجا نائل کو فون ملاتا ہاتھ رک دیا

اسنے اندر آنے کی اجازت دی اور حورین کمرے میں آئی

'کیا کر رہی ہو نیرہ؟؟" اسکا لہجہ نیرہ سے کافی بدل چکا تھا

"کچھ نہیں بھابھی بس دل گھبرا رہا تھا" وہ پاگل ہر میٹھے لہجے کو محبت سمجھ لیتی تھی

"کیوں تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟"

"پتا نہیں بھابھی بس عجیب سی ہو رہی ہے"

"اچھا چلو آؤ باہر نکلو کمرے سے شاید اس لئے ہو رہی ہو تھوڑی تازہ ہوا لو"

"نہیں بھابی میں ابھی بالکونی میں ہی تھی"

"کیا تم کمرے سے بالکونی اور بالکونی سے کمرے میں اور کچن میں ہمارے گھر میں ایک اوپر والا بھی حصہ ہے اور آج تمہیں وہاں کے کر چلو شاید اس طرح تمہاری طبیعت بھی ٹھیک ہو جائے اور تم گھر بھی دیکھ لو گی"

اسکی بات سن کر نیرہ مان گی تھی واقعی وہ ابھی اس کمرے سے باہر نکلنا چاہتی تھی

"آج میں تمہیں تمہارے شوہر کا پرانا کمرہ دیکھاتی ہوں" اسکے ساتھ سیڑھیاں چڑھتے حورین نے کہا

جس پر نیرہ مسکرائی لیکن دل ابھی بھی گھبرا رہا تھا سیڑھیاں چڑھتا ہر قدم بھاری ہو رہا تھا

حورین اسے اوپر والے پورشن کا ہر کمرہ دیکھا رہی تھی اب اخرہ کمرہ بچا تھا جو نائل کا پرانا کمرہ تھا

وہ اس کے کمرے میں اندر گی حوریں نے اسکی طرف دیکھا
نیرہ اس کمرے کو باقی کمروں کی نسبت زیادہ غور سے دیکھ رہی تھی حورین کو یہی موقع سہی لگا وہ خود چلتی چلتی دروازے کے قریب ایک اور ساتھ میں نیرہ سے

باتیں بھی کر رہی وہ بغیر حورین کی چال کو دیکھے آگے بھر کر نائل کی سٹڈی ٹیبل پر رکھی بکس دیکھ رہی تھی کہ ایک دم کمرے کا دروازا بند ہو گیا تھا

نیرہ وہ کتاب وہی پھیک کر دروزاے کے پاس آئی مگر جب تک دروزی باہر سے بند ہو چکا تھا

اسنے زور زور سے حورین کو آوزیں دینا شروع کی لیکن جیسے اس گھر میں کوئی ہے ہی نہیں اتنی گہری خاموشی تھی وہاں

کچھ دیر وہ سب کو بلاتی رہی لیکن اب اسکی سانس اکھڑ رہی تھی اس حالت میں اتنی انرجی سے آوزیں دینا اسکے لئے مشکل ہو رہا تھا

وہ اب سہی زمین پر بیٹھ گی اسے واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے اسکے ساتھ

وہ ابھی یہ سوچ رہی تھی کہ کمرے کی لائٹ فوراف ہو چکی تھی

اس وقت کمرہ مکمل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا وہ بند کمرے میں رہے سکتی تھی مگر اندھیرے میں نہیں وہ اب پھر سے چلانا شروع ہو چکی تھی وہ نائل کو پکار رہی تھی اپنی امی کو اپنے ابو کو وہ رو رو کر بھی اب تھک چکی تھی وہ کمرے کے کس کونے میں بیٹھی تھی اسے یہ بھی نہیں پتا تھا

رات قطرہ قطرہ باہر پگھل رہی تھی اور ساتھ میں نیرہ کا ضبط بھی ختم ہو رہا تھا

وہ دن سے بھوکی تھی اور اب بھوک پیاس سے بڑا حال ہو رہا تھا

وہ تو شاید بھوکی رہے بھی لیتی مگر اسکے پاس وجود بھوکا نہیں رہے سکتا اسکی خاطر کھانا کھانا تھا

اب اس میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ وہ چلا سکے

چاچو کی وفات کے بعد سب شگفتہ بیگم کے پاس زیمل کی سوتی تھی چونکہ چچی عدت میں تھی اس وجہ سے اجکل زیمل ان کے ساتھ ساتھ ہی رہتی تھی

وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب کروٹ کئے اپنی اپنی گہری سوچوں میں غرق تھی

شگفتہ بیگم وہ لمحے یاد کر رہی تھی جو انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ گزارے تھے وہ ہی بہینیں تھی ان کی ایک بہن کی شادی فیصل آباد میں ہوئی تھی اور وہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ رہتی تھی میکے کے نام پر ان کے پاس ماں باپ کا وہ گھر تھا جو سالوں سے بند تھا ان کے پاس کوئی ڈھکنا نہ نہیں تھا سوائے اس گھر کے نا اولاد تھی اور نا ہی ماں باپ ایک ایسی عورت کا دکھ بہت سخت ہوتا ہے جس کے پاس نا چھاؤں ہو اور نا ہی کوئی سایہ

ان کے انسو آنکھوں سے نکل کر ناک کی ہڈی سے گزرتے تکیہ میں جذب ہو رہے تھے

دوسری طرف زیمل تھی جس کی زندگی بہت بدل چکی تھی وہ آج سے دو ماہ پہلے والی زیمل رہی ہیں نہیں تھی

بلکل خاموش ہو چکی تھی وہ اب جب حقیقتیں سمجھ اجائے تو زبان خاموش ہی ہو جاتی ہے

اسے مستقبل کی فکر تھی پہلے چاچو ہوتے تھے تو اتنا ڈر نہیں تھا اب وہ بھی نہیں رہے اور ابو کی نوکری کو بھی صرف چند ماہ رہے گے تھے اور پینشن کے نام پر ان

کے گھر کا صرف رشن ہی اسکتا تھا باقی اخراجات پورے کرنے کا کوئی ذریعہ تھا ہی نہیں چاچو کی پینشن تو چچی کے نام تھی ان کے مرضی تھی وہ جیسے چاہیے ان پیسوں کے ساتھ کرے

مستقبل کی فکر اور ماضی کا پچھتاوا دونوں نے مل کر حال کو بے حال کر رکھا تھا وہ اپنی ہی سوچوں میں غرق کب نیند کے آغوش میں چلی گی اسے خبر ہی نہیں ہوئی

لیکن شگفتہ بیگم کی آنکھوں سے ابھی بھی نیند کوسوں دور تھی

-

نیرہ کو اس کمرے میں اج پورے دو دن ہو چکے تھے ان دو دنوں میں اسنے کچھ بھی نہیں کھایا تھا وہ بے حوش زمین پر پری تھی جب کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا

کمرے کی لائٹ ابھی بھی بند ہی تھی حورین نے کھانے کی ٹرے اسکے سامنے نیچے رکھی

"اٹھو اور کھانا کھالو" اسکا لہجہ بہت بدلا ہوا تھا شاید لہجے پر سے نقاب اتر چکا تھا

نیرہ نے اسکی آواز تو سنی تھی مگر نا ہی وہ کچھ بول سکتی اور نا ہی ہل سکتی تھی

دو دن سے بھوکا وجود زندہ تھا یہی کوئی معجزہ تھا

حوریں نے اسے بازؤں سے پکڑ کر چھنجھوڑا

نیرہ اپنے حواس میں تو آگی لیکن اس میں ہمت نا ہوئی کہ وہ کچھ بھی بولے

حوریں اسے کھانا دیکھ کر واپس جا چکی تھی خود کو بامشکل گھسیٹتے وہ کھانے تک

آئی پہلی فرصت میں اسنے پانی کا گلاس منہ سے لگایا اور ایک ہی سانس میں سارا

پانی پی لیا اس میں اس وقت اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ کھانا کھا سکے بہت

مشکل سے اسنے کھانا کھایا

اب جا کر اسکا دماغ تھوڑا چل رہا تھا اسنے کمرے کے ارگرد نظریں گھمائی ذہن

اب کام کرنے لگ گیا تھا

لیکن دل بار بار نائل کی طرف جا رہا تھا پچھلے دو دن سے کیا نائل کو اسکی یاد نہیں

آئی؟؟ یا پھر وہ بھی اس میں شامل ہے؟

نیرہ نے بیڈ کا سہارا لے کر اٹھنا چاہا سر اور پیٹ میں درد کی ایک لہر دوڑی تھی
وہ اٹھی اور کھڑکیوں کی طرف دیکھا جو لاک تھی
" یا اللہ یہ کیسا امتحان ہے یہ لوگ کیوں کر رہے ہیں یہ سب ؟؟" اسنے سسکتے
ہوئے اللہ سے کہا

وہ کچھ دیر کمرے میں چکر کاٹتی رہی اور پھر تھک یار کر واپس بیڈ پر بیٹھ گی

کمرہ ایک بار پھر سے اندھیرے میں ڈوب گیا تھا نیرہ کا دل زور زور سے دھڑکنے
لگا تھا وہ کیسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی لیکن اندھیرے سے اسے بہت ڈر لگتا تھا
کچھ دیر گزری اور کمرے کا دروزہ ایک بار پھر سے کھلا
اس وفاع آنے والے کے قدموں کے بھری آواز اسکی کانوں سے ٹکرائی

نیرہ سیمٹ کر بیٹھی اور اندھیرے میں ہی آنے والا کا چہرہ پہچانے کی کوشش
کرنے لگی

"کیسی ہو نیرہ سلیمان کیانی" اسکے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھتے جہاں زیب صاحب نے کہا

نیرہ انکی آواز پہچان چکی تھی "کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب ؟؟" اسکی آواز میں روب تھا لیکن خوف نہیں تھا

"بتاتا ہوں بتاتا ہوں اتنی جلدی بھی کیا ہے ؟؟"

"آپ جانتے ہیں نا کہ اگر یہ سب نائل کو پتا لگا تو وہ کیا کرے گا ؟؟"

"کیا کرے گا بتاؤ ؟؟" انہوں نے پوچھا

"وہ جو کرے گا وہ آپ بھی یاد رکھے گے"

"بیٹا ہے وہ میرا سمجھی تم میں اسکا باپ ہوں وہ ایک لڑکی کی خاطر باپ کے سامنے ہی کھڑا ہو سکتا ہے"

"اگر وہ آپکا بیٹا ہے تو میرا شوہر ہے میں کوئی لڑکی نہیں اسکی بیوی ہوں اپ مجھے بتائیں آخر کیوں کر رہے ہیں یہ سب آپ کیا وجہ ہے؟؟

"اپنے باپ سے کہو وہ زمین میرے نام کر دے بلکل شرافت سے ورنہ جو میں تمہارے ساتھ کروں گا وہ نائل تو کیا مجھے کوئی نہیں روک سکتا" ان کا لہجہ سخت تھا نیرہ کو اپنی ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی

ان کی بات سن کر اسکی آنکھیں بھیگ چکی تھی تو کیا یہاں ب ڈرامہ تھا؟؟ کیا یہ محبت ڈرامہ تھی؟؟ کیا یہ نکاح ڈرامہ تھا؟؟

حقیقت نے اسے آسمان سے زمین پر گرادیا تھا اسکی ان کھوں سے مسلسل انسو بہ رہے تھے

"یہ پیپرز ہیں اپنے باپ سے کہو یہاں سائن کرے" وہ ایک پیپر اسے پکڑاتے بولے

"میرے جیتے جی وہ زمین آپ کو کبھی نہیں ملے گی کبھی نہیں سمجھے آپ جتنا ہمارا حق کھانا اپنے کھالیا" وہ اپنے انسو صاف کرتی بولی

"تم بھول رہی ہو تم اس وقت نائل کے نکاح میں ہو اور اگر تم نے یہ دستخط نا کروائے تو وہ تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہے تم نے خواب میں بھی نہیں سوچا اور صرف دو دن کی بھوک نے تمہیں کیا کچھ بنا دیا سوچو آگے کیا کیا ہو سکتا ہے ڈرو مجھ سے ڈرو" وہ اسے کہ رہے تھے

"میں نا آپ سے ڈرتی ہوں اور نا ہی اپنے اس بزدل بیغیرت بیٹے کی دھمکی سے سمجھے مجھے کوئی نہیں ڈرا سکتا کر کے جو بھی کرنا ہے نیرہ سلیمان کیسی صورت اپنا حق اپکو نہیں کھانے سے گی بتادے اپنے بیٹے کو" صرف ایک لمحہ لگا تھا اسے نائل سے نفرت کرنے میں

"سائن تو تمہارا باپ بھی کرے گا" وہ اسے کہتے پیپر اسکے ہاتھ سے کھینچے کمرے سے باہر نکل گے اور دروازہ اس قدر زور سے بند کیا کہ نیرہ کی روح بھی لرز گی تھی

نیرہ کا دل اس وقت پھٹنے والا تھا اسکی آنکھوں سے انسواب مسلسل نکل کر اسکے گال کو بھگو رہے تھے

کیا نائل واقعی اسے سے ڈرامہ کر رہا تھا؟؟

نہیں نہیں نیرہ نائل ایسا نہیں تم اس کے بچے کی ماں بننے والی ہو اپنی اولاد کے لئے کوئی مرد ایسا نہیں کرتا نہیں نائل کی محبت سچی ہے"

اگر نائل کی محبت سچی ہے اگر وہ سچا ہے تو کیا پچھلے دو دنوں سے وہ۔ کہاں ہے ؟؟
کیا وہ اسے یاد نہیں آ رہی کیا وہ بھول گیا اسے ؟؟

دل تھا کہ اسکے خلاف کچھ نہیں سننا چاہتا تھا اور دماغ کے پاس ایک سو دس
سوالات تھے

"اللہ اللہ مجھے معاف کر دے اللہ میں کہاں جاؤں اللہ میں کس سے مدد مانگو اللہ آپ
جانتے ہیں یہی زمین میرے ابو کے رزق کا ذریعہ ہے میں کیسے اپنی خاطر یہ ان
سے چھین لو" وہ اللہ سے کہتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی
اسے کیسی چیز کا دکھ نہین تھا بس نائل کی محبت کا دکھ تھا اسے ڈر تھا اگر وہ اسے
دھوکا دے گیا تو ؟؟
باپ کی خاطر ایک بیٹی نے قربانی دی اور اب شوہر کی بے وفائی نہیں برداشت
کر سکتی تھی

نائل کی محبت آج بھی ویسے ہی تھی لیکن محبت کو جب زوال اجائے تو پھر کیسے کب اور کہاں سے دوریاں اجائے سمجھ ہی نہیں آتے نائل پچھلے دو دن سے انتہا کا معصروف تھا وہ بس رات کو سوتے وقت نیرہ کو وائس کر رہا تھا اور اسے اس کا بھی حوش نہیں تھا کہ وہ یہ وائس سن رہی ہے کہ نہیں اسے زندگی میں پہلی بار اتنا کام کا بوجھ پڑا تھا اس لئے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اور وہ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ بس جلدی سے یہ کام ختم ہو جائے اور وہ واپس چلا جائے لیکن کام تھا کہ ہر آئے دن ایک نئی میٹیگ ایک نئی ڈیلینگ وہ چاہ کر بھی اس سب سے پیچھا نہیں چھوڑا سکتا تھا

"امی کتنے دن ہو گے نیرہ آپی کی کوئی کال نہیں آئی اور نا ہی وہ واپس آئی ہیں ؟؟" کچن مین سنک کے آگے کھڑی برتن دھوتی زیمل نے عظمی بیگم سے کہا

"ہاں شاید معصروف ہو اچھا ہے سسرال میں اسکا دل لگ جائے تو بہتر ہے" وہ ان ماؤں میں سے تھی جنہیں بیٹیاں بس سسرال میں اچھی لگتی تھی

"پھر بھی امی آپی اتنے دن میں کوئی ایک میسج تو کرتی نا مجھے لگتا ہے کہ ہمیں ان کے گھر جانا چاہیے"

"تم دادی اماں نا بنا کرو بیٹیاں جب بیاہ دی جائے تو اسی طرح ہوتا ہے" وہ اسے ڈانٹتی بولی

"امی بیٹیوں کی شادی کرتے انہیں دنیا سے رخصت نہیں کرتے ایک نکاح کرنے سے بیٹی کے صرف حقدار بدلتے ہیں رشتے نہیں آپ توحد کرتی ہیں" وہ کہ رہی تھی

"تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چلنے لگ گی؟؟؟"

سچ بات ہے امی آپ ناہی کیسی آپی کے گھر مجھے جانے دیتی اور ناہی خود جاتی ہیں بس جب بھی کوئی آپی آئی تو ایک ہی نصیحت کے بیٹا بس صبر کرو چاہیے اگلا گلے پر پاؤں رکھ دے امی حد ہوتی ہے صبر کی بھی ابھی اگر چاچو ہوتے تو میں دیکھتی کیسے نیرہ آپی ہمارے سے اتھے دن رابطے میں ناہوتی" وہ برتن زور زور سے پٹختی بول رہی تھی

"چپ کرو بیٹیاں صبر کرتی ہی اچھی لگتی ہیں تناظر طرح منہ پھٹ عورتیں کیسی کو نہیں پسند آتی عورتوں کی اسی زبان کی وجہ سے گھر اجڑتے ہیں"

"امی بھاڑ میں جائے ایسا گھر اور جہنم میں جائے ایسا رستہ جس میں صرف عورت کو ہی برداشت کرنا پڑے مجھ جیسی عورتیں ظلم کو چپ کر کے نہیں سہی سکتی اسی لئے نہیں بس سکتی مجھے نہیں پتا اگر آپ کل آپی کے گھر جا رہی ہیں تو ٹھیک ورنہ میں خود چلی جاؤں گی ابو کو تو کوئی حوش نہیں کہ ان کی بیٹیاں کیسی ہیں کس

حالت میں ہیں بس اپنے قانون ناٹوٹے انکے "وہ کہتی برتن اپنہ جگہ زورزور سے پٹختی کچن سے چلی گی

پیچھے عظمی بیگم نے اسے دیکھا" یہ تو نیرہ سے بھی دوہاتھ آگے ہے یہ اللہ کیا کروں گی میں اسکا" وہ بڑبڑائی

اول تو بولتی نہیں تھی اب اور اگر بولے تو اتنا بولتی کہ پھر کیسی دوسرے کو بولنے کا موقع نہیں دیتی

آج نیرہ کو اس کمرے میں بند پانچ دن ہو چکے تھے اور پچھلے تین دن سے اسنے کچھ نہیں کھایا تھا پانی بھی اسنے نل کا پیا تھا

جس وجہ سے اسکے گلے میں خراش ہو گی تھی اور بخار آگیا تھا

وہ بے خبر بیڈ کے کنارے پر پڑی تھی اسے کوئی کچھ نادے وہ بھوکی مر جائے گی لیکن اسکا بچہ وہ اپنے بچے کو کچھ نہیں ہونے دینا چاہتی تھی

اسکی آنکھیں بند تھی اوران انکھون سے انسو نکل کر بیڈ کی چادر تر کر رہے تھے
آج پانچواں دن تھااسے کیا باہر کیسی کو اسکی کمی محسوس نہیں ہوئی ؟؟اسکی امی
اسکے ابو اسکی بہنیں ؟؟ کہاں تھے وہ سب ؟؟ کیا نیرہ ان کی زندگی میں کوئی اہمیت
نہیں رکھتی ؟؟اگر وہ مر جائے گی تو کون اسے یاد رکھے گا ؟؟
انسان کی غیر موجودگی ہی اسکی اہمیت کے بارے میں بتاتی ہے
اس دن کے بعد روزانہ اسے وہ پیپر سائن کروانے کے لئے کہا جاتا لیکن وہ ہمیشہ
انکار کرتی ایی تھی وہ نہین کر سکتی تھی ایسا وہ چاہ کر بھی اپنے باپ کا حق اپنے
ہاتھوں سے کیسی کو نہیں دے سکتی تھی
لیکن آج اسکی ہمت ختم ہو چکی تھی وہ بیٹی بن کر لڑ سکتی تھی مگر ماں بن کر اب
لڑنے کی ہمت ختم ہو چکی تھی
بیٹی بن کر قربانی دی بیوی بن کر بے وفائی برداشت کی اور اب ماں بننے میں کوئی
رسک نہیں لینا چاہتی تھی بیٹی بیوی بہن سب رشتوں کو پشت پر ڈالتی وہ ماں کی
ممتا سے چور ان راضی ہو چکی تھی اپنے ابو سے وہ پیپر سائن کروانے کے لئے

جہاں زیب صاحب نے اسے فون پکڑایا

اسنے کانپتے ہاتھوں سے وہ فون پکڑااور ان کی آنکھوں میں کی دیکھا اسکی زخمی آنکھیں جہاں زیب صاحب کو ایک لمحے کے لئے کہی بہت دور لے گی تھی

"آسلام علیکم نیرہ کیسی ہو" سلیمان صاحب نے فون ریسیو کرتے ساتھ پوچھا

نیرہ نے آنکھیں زور سے بند کی انسو آنکھوں سے نکل کر تھوڑی سے ہوتے زمین پر گر رہے تھے

دل سے آہ نکلی تھی اور اج اس آہ میں پہلی بار نائل بھی شامل تھا

"ابو میں ٹھیک ہوں آپ سے ایک کام تھا" بہت مشکل سے اسنے کہا

"جی جی بیٹا"

"ابو ڈرائیور ایک پیپر لا رہا ہے آپ وہاں اپنے سائن کر دے"

"خیریت بیٹا جس چیز کے کاغذات ہیں وہ؟؟"انہوں نے پوچھا

"اپ ـــــ سا ـ ئن ـــ کر دے" وہ آخری الفاظ کہتی فون کاٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی

وہ جانتی تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر والو کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے مگر وہ مجبور تھی وہ اس وقت بھی مجبور تھی جب شادی کرنی تھی اور وہ اج بھی مجبور تھی

شاید زندگی صرف مجبوریوں کا ہی نام ہے

اگلے آدھے گھنٹے میں ڈرائیور اس پیپر میں سائن کروا کر لے آیا تھا سلیمان صاحب نے بغیر پڑھے ہی وہ پیپر سائن کر دیے تھے

"کہا تھا نا کہ میرے سامنے مت اکڑنا تم نے میری نہیں سنی اب دیکھو" جہاں زیب صاحب اسے وہ پیپر دیکھاتے بولے جس پر سلیمان صاحب کے سائن تھے

"جس زمین کے لئے اپنے میری زندگی برباد کی آپ کے لئے وہی زمین تنگ پڑ جائے گی" اسنے زخمی دل سے کہا

اسکی بات پر وہ مسکرائے "فلحال تمہارے لئے اور تمہارے باپ کے لئے یہ زمانہ تنگ پڑ چکا ہے" وہ ایک پیپر اسکے منہ پر مارتے بولے

نیرہ نے اس پیپر کو دیکھا جو اسکے قدموں میں گرا ہوا تھا جہاں زیب صاحب وہاں سے چلے گے تھے اور روہ اکیلی ہی لاؤنج میں کھڑی تھی

وہ نیچے سے جھک کر وہ پیپر اٹھانے والی تھی کہ اسے سے پہلے ہی وفا نے وہ پیپر اسکے ہاتھ سے چھین لیا

"ارے میں اٹھا کر دیتی ہوں تم کیوں جھک رہی ہو" وہ پیپر اسے تھامتی بولی

نیرہ نے وفا کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ میں اٹھائے اس پیپر کو
نیرہ کا دل لرز گیا پچھلے ایک ہفتے کی ساری زیادتی وہ بھول چکی تھی اسکے ہاتھ میں اٹھایا یہ وزن زندگی کا سب سے بھاری وزن تھا

وہ طلاق نامہ تھا جس پر نائل کے دستخط تھے نیرہ نے وہ دیکھا اور اسکی آنکھوں سے انسو نکل کر اس پیپر پر گر رہے تھے

"میں کہتی تھی نا کہ نیرہ مت اتنا اڑوں نائل کی محبت وہ تمہیں منہ کے بل گرائے گا لیکن تم نے نہیں سنی" وفا نے اسے کہا

"نیرہ نے ایک نظر وفا کو دیکھا اور پھر اس پیپر کو اسے یقین نہین آرہا تھا کہ واقعی نائل اسے چھوڑ چکا ہے

نائل کیسے اسے اس حالت میں چھوڑ سکتا ہے وہ سب جانتا ہے وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟؟؟؟

"اب کیا کرو گی نیرہ کہاں جاؤ گی واپس؟؟" وفا نے اسکے قریب آتے پوچھا

نیرہ نے وہ پیپر مٹھی میں دبوچا اور دائیں ہاتھ کا تھپڑ وفا کی گال میں پڑا تھا یہ تھپڑ اس قدر زور کا تھا کہ وفا اس سے چار قدم پیچھے ہٹیں تھی

"دیکھ لوں گی تم سب کو ایک ایک انسو کا بدلہ لوں گی یاد رکھنا ایک بیٹی بن کر قربانی دی تھی لیکن ایک عورت بن کر نہیں دوں گی" وہ اسے انگلی اٹھا کر وارن

کرتی بول رہی تھی یہ بات وہ بھی جانتی تھی کہ اس میں اس وقت نا ہی اتنی طاقت ہے کہ وہ اسکا مقابلہ کر سکے اور نا ہی وہ اس حالت میں تھی

"وفا اسکے قریب آئی اور اسے بالوں سے پکڑ کر اسکی گردن کو اوپر اٹھایا"

"اپنے نصیبوں کو رونیرہ ایک مرد کی بے وفائی ملی ہے تمہیں اپنے شوہر کی بے وفائی" وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہتی اسے جھٹکا دے کر اپنی طرف سے چھوڑ چکی تھی لیکن نیرہ وہاں رکھے ٹیبل سے ٹکرائی اور پیٹ کے بل زمین پر گری تھی

اسکی چیخ سارے گھر میں گونجی تھی وفا اسے دیکھ رہی تھی جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے چلا رہی تھی ایک لمحے کے لیے وفا کا دل ڈر سا گیا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ اس پر لعنت بھیجتی جہاں زیب صاحب کے کمرے کی طرف گی

"ماموں اب اسکا کیا کرے گے ؟؟"زمین پر بے حوش پڑی نیرہ کو دیکھتی وفا نے جہاں زیب صاحب سے پوچھا

"میں نے ملازمہ سے کہا ہے کہ اسے ہسپتال چھوڑ دے اور اسکے گھر کال کردے"

"ماموں اگر اسکے گھر والون نے پولیس کو بتادیا تو؟؟"

"تمہیں کیا لگتا یہ اٹھا بڑا قدم میں نے ویسے ہی اٹھالیا ہے کچی گولیاں میں نہیں کھیلتا" وہ اسے کہتے صوفے پر بیٹھے

"ارے آپ واپس نیرہ کو فون تو کرتے نا" عظمی بیگم نے سلیمان صاحب سے کہا

"میں کر چکا ہوں اسے فون لیکن اسکا نمبر بند جا رہا ہے"
"ابو آپ اور امی آپی کے گھر کیوں نہیں چلے جاتے؟؟؟"

"مجھے لگتا ہے کہ ہمیں وہاں جانا چاہیے" سلیمان صاحب نے کہا

"چلیں میں شگفتہ کو بتا کر آتی ہوں اللہ خیر کرے میرا دل کافی دنوں سے پریشان ہے" وہ کہتی کمرے میں چلی گی

زیمل سلیمان صاحب کے لئے پانی لینے کچن مین چلی گی تھی اور پیچھے ان کا موبائل پر کیسی انجان نمبر سے کال آئی
انہوں نے فون ریسیو کرتے ساتھ ہی جو خبر سنی وہ پیروں تلے زمین نکلنے والی خبر تھی آسمان سر پر گرنے والی خبر تھی

"کیاہوااابو سب خیریت ہے نا؟؟"زیمل نے پوچھا

"اپنی ماں سے کہو کہ جلدی کرے" وہ کہ رہے تھے لیکن انکے لہجے میں پریشانی واضع تھی

"لیکن ابو خیر ہے ناسب ؟؟"زیمل کا دل بہت بری طرح سے دھڑک رہا تھا

سلیمان صاحب نے اسے دیکھا" جاؤ یہاں سے "وہ اس وقت کیسی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں تھے

انہوں نے عظمی بیگم کو راستے میں بتادیا تگا کہ وہ لوگ ہسپتال جارہے ہیں

ہسپتال پہنچ کر انہیں پتا چلا کہ ان کی بیٹی کی گود بھرنے سے پہلے اجڑ چکی ہے اور اس وقت نیرہ کی حالت خطرے میں ہے اگر وقت میں خون نہیں ملا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے

وہ تو شکر تھا کہ سلیمان صاحب کا خون نیرہ کے خون سے میچ ہو گیا تھا لیکن خون لگنے کے بعد بھی اسکی حالت ابھی خطرے میں تھی

وہ کب سے جہاں زیب صاحب کو فون کر رہے تھے نائل کا نمبر بند تھا آخر کہاں گے تھے یہ لوگ ان کی بیٹی کو اس حالت میں چھوڑ کر

پچھلے چار گھنٹوں سے وہ ای سی یو کے باہر کھڑے اپنی بیٹی کی صحت یابی کی دعائیں مانگ رہی تھے عظمی بیگم کا تو رو رو کر برا حال ہو چکا تھا اب تو سویرہ اور رامیز بھی اچکے تھے

"انکل آخر آپ پولیس میں کیوں نہیں رپوڑٹ کروارہے بلیک تھانے میرے ساتھ "رامیز یہی بات کوئی تیسری بار کہ تھا

"میری بیٹی حوش میں اجائے تو میں دیکھ لوں گا سب "انہوں نے کہا

"لیکن انکل اس وقت انہیں یہاں ہونا چاہیے تھا کوئی وجہ تو ہو گی نا نیرہ کی اس حالت کی بیٹھے بیٹھے تو یہ حالت نہیں ہوتی اور اسکا شوہر وہ کہاں ہے "؟؟؟

"وہ ملک سے باہر ہے "سویرہ نے اسے بتایا

"کیا مطلب یہاں اسکی بیوی مر رہی ہے اور وہ ملک سے باہر ہے میری تو کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ آخر یہاں ہو کیا رہا ہے ؟؟" وہ واقعی پاگل ہو رہا تھا اس معاملے میں

وہ لوگ ابھی بات کر رہے تھے کہ انہیں جہاں زیب صاحب آتے دیکھائے دئے

سلیمان صاحب نے انہیں دیکھا اور آتے ساتھ ہی انہوں نے جہاں زیب صاحب کا گریبان پکڑا تھا

"کیا کیا ہے میری بیٹی کے ساتھ تم نے جہاں زیب؟؟" سلیمان صاحب نے پوچھا

"ریلکس سلیمان ریلکس بتاتا ہوں" وہ اپنا گریبان چھوڑواتے بولے

"کہاں ہے نائل کیا ہوا ہے میری بیٹی کو؟؟"

"نائل تو جہاں بھی ہے اسکا یہ معاملہ نہیں ہے لیکن ہاں تمہاری بیٹی میں آکڑ بہت ہے وہی نکالی ہے میں نے" وہ ان کے ہاتھ میں ایک پیپر پکڑاتے بولے

سلیمان صاحب نے اس پیپر کی جانب دیکھا ان کے جسم سے جان نکلی تھی

اتھا بھاری جوان بھائی کا جنازہ نہیں تھا جتنا بھاری جوان بیٹی کا طلاق نامہ ہاتھ میں اٹھانا لگ رہا تھا

انہوں نے جہاں زیب صاحب کو دیکھا

"سلیمان صاحب حقیقت میں او دوست جب دشمن بن جائے تو وہ واپس کبھی دوست نہیں بدلتا جوش سے کام لینے کے بجائے حوش سے کام لیتے تو آج وہ زمین بھی تمہارے نام ہوتی اور تمہاری بیٹی بھی تمہاری ہوتی"

"اپکو کیا لگتا ہے کہ نیرہ لاوارث ہے یا اسکا کوئی نہیں مین اپکو وہاں دھکیلوں گا جہاں سے اپنی سات نسلیں یاد رکھیں گی" رامیز نے ان سے کہا

اسکی بات پر جہاں زیب صاحب مسکرائے "قانون میرا ہے بچے شوق سے جاؤ"

قانون واقعی ان کا تھا ورنہ جو نیرہ کی حالت تھی اس میں کوئی بھی ڈاکٹر پولیس کیس ہی بناتا ہے اور پہلے ہی شوہر کو بلانے کا کہتے ہیں لیکن یہاں ڈاکٹر تو بس نیرہ کا علاج کر رہے تھے بغیر کچھ بھی بولے

"یہ قانون آپکا ہو سکتا ہے مگر اللہ کا قانون انصاف کا ہوتا ہے سمجھے آپکے بیٹے کو تو میں ڈھونڈ لاؤں گا لیکن اپنی خیر منائیں آپ؟؟"

"اسکو سمجھاو سلیمان تمہاری چار بیٹیاں ہیں ابھی ایک بیٹی کا غم نے تمہارے کندھے جھکا ڈیا سوچو اگر کچھ ایسا ہو گیا تو یہ جوان نسل کا جوش مارتا گرم لہو بڑا نقصان کروائے گا" وہ انہیں کہ رہے تھے

"آپ سے میرا اللہ حساب لے گا ایک ماں کی بد دعا ہے اپکو آپ بھی اس حالت سے گزرے آپ موت مانگے لیکن اپکو وہ نصیب نا ہو اپکو اللہ کی یہ زمین نصیب نا ہو میری بیٹی کے ساتھ اپنے یہ کیا خدا آپکی اگلی سات نسلوں کی بیٹیوں کے ساتھ

یہ کرے میں یہ بد دعا نہیں دوں گی باپ کی کوتاہیوں کا کفارہ بیٹیاں کیون
بھرے خدا سارا مکافات عمل آپ سے لے جائے اپکو مبارک ہو آپکی زمین اپکو
مبارک ہو اپنی فتح اپکو مبارک ہو آپکا فرعون والا دماغ میرا اللہ حساب لے گا آپ
سے " عظمی بیگم کی الفاظ وہاں کھڑے سب کو ہلا چکے تھے لیکن جن کا ضمیر مر
جائے انہیں کچھ اثر نہیں ہوتا

جہاں زیب صاحب مسکرائے "خدا حافظ سلیمان عزت چاہیے تو ں۔ بندر کھنا
ورنہ عزت سے تو جاو گے ہی لیکن اسکے بعد جو ہو گا وہ تم برداشت نہیں کر سکو
گے " وہ کہتے وہاں ایک منٹ بھی ضائع کیے وہاں سے چلے گے
سلیمان صاحب کا سر چکرایا رامیز نے آگے بھر کر انہیں تھاما انہیں کرسی پر
بیٹھایا
اس وقت سب سے زیادہ ضروری نیرہ کا حوش میں آنا تھا لیکن اگر وہ حوش میں
آگہی تو کیا سلیمان صاحب اپنی بیٹی کا سامنہ کبھی کر سکے گے ؟؟ جس بیٹی نے اتنی

بڑی قربانی دی تھی ان کی خاطر کیا وہ بیٹی اس ظلم کے بعد انہیں معاف کرے گی ؟؟

وہ ابھی کی میٹینگ سے فری ہو کر اپنے روم میں آیا تھا پچھلے چھے دن سے اسکا نیرہ سے کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا شروع کے دن میں تو وہ نیرہ کو وائس کر کے خیریت کا پوچھ لیتا لیکن پھر وہ اتنا معصروف ہو جاتا کہ یہ بھی بھول جاتا کہ اسنے نیرہ کو میسیج کیا تھا اور اسکا جواب اسنے دیا ہو گا وہ واقعی یہاں اکر بے حد معصروف ہو گیا تھا اور پرسوں سے وہ جب بھی گھر کال کرتا تو آگے سے اسے یہی سننے کو ملتا کہ وہ سوئی ہوئی ہے یا باہر گی ہے یا چھت پر ہے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر اسکا رابطہ نیرہ سے کیوں نہیں ہو رہا

اسی وجہ سے اسنے دو ماہ کا کام ایک ماہ میں ختم کیا تھا کل اسنے واپس پاکستان جانا تھا آج اسنے پھر نیرہ کا نمبر ٹرائے کیا لیکن وہ بند جا رہا تھا

نائل نے کرسی کی پشت پر سر رکھ کر آنکھیں بند کی

-یااللہ بس سب خیریت ہو" اسنے دل میں کہا

اسنے اپنے اپکو کبھی اتنا بے بس محسوس نہیں کیا جتنا وہ اس بار خود کو کر رہا تھا

اسکا دل بھی کافی ڈوبا ہوا تھا وہ میٹینگ میں تو ہوتا لیکن اسکا دل و دماغ نیرہ پر تھا

اسے رات کو نیند نہیں آرہی تھی وہ اگر سو بھی جاتا تو پھر فورا اسکی آنکھ کھل جاتی

آج عجیب سی کیفیت اس پر طاری تھی

مرد کی لاپرواہی اسے بہت تباہ کرتی ہے عورتوں کی لاپرواہیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے

لیکن جب ایک مرد ایک محافظ لاپرواہ ہو جائے تو اسکا ازالہ آسان نہیں ہوتا

انیتس گھنٹوں بعد نیرہ کو ہوش آچکا تھا وہ ہوش میں تو آچکی تھی لیکن اس نے ابھی

کیسی سے بھی بات نہیں کی

اسے ہسپتال سے بھی ڈسچارج کر دیا گیا تھا

وہ بیس سالہ لڑکی آج ساتھ سال۔ کی عورت والی حالت لے کر اپنے گھر آ رہی تھی مرد کی بے وفائی عورت کی خوبصورتی ذہانت سب کھا جاتی ہے

"تمہارے لئے تمہارے چاچو اور اس گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے رہے گے

"آپ نے گھر میں پہلا قدم رکھتے ہی اسکے ذہن میں اپنی رخصتی والا وہ وقت یاد آیا جب اسکے چاچو نے اسے کہا

اسکا دل چاہ کہ وہ چیخ چیخ کر اپنے چاچو کو بتائین کہ وہ واپس آ چکی ہے مکمل ہار کر خود کو کھو کر اسکی ذات مکمل تور پر بکھیر چکی تھی

اسکی یہ حالت دیکھ کر سب بے حد پریشان تھے اور سلیمان صاحب اپنے کمرے میں تھے ان میں ہمت نہیں تھی اپنی بیٹی کی آنکھوں میں دیکھنے کی

جو مان ان کی بیٹی نے ان کا رکھا وہ مان وہ نہیں رکھ سکے

نیرہ کے ہاتھ میں وہ طلاق نامہ تھا

"صرف اک بار صرف ایک بار نائل تم ایک بار میرے سامنے او صرف ایک بار
"وہ کاغذ ہاتھ میں دبوچتی خود سے بولی

وہ ہر دکھ برداشت کر لیتی وہ شاید نائل کی بے وفائی بھی برداشت کر لیتی لیکن
اپنی اولاد کا حساب وہ کیسی کو بھی معاف نہیں کرے گی
ایک لڑکی بن کر بھی صبر کیا جاسکتا ہے بیٹی بن کر بھی قربانیاں دی جاسکتی ہیں
بیوی بن کر بھی بے وفائی سہی جاسکتی ہے لیکن ماں بن کر کچھ بھی برداشت نہیں
کیا جاسکتا ایک عورت جب ماں بنتی ہے تو پھر وہ بیتی بہن بیوی سب رشتے ایک
سائیڈ پر کر لیتی ہے اور اولاد کے لئے ممتا ایک سائیڈ پر
وہ اپنی اولاد کا حساب کیسی کو نہیں بخشے گی

"آپی یہ دوائی لے لیں" زیمل نے اسے کہا

نیرہ نے اسے دیکھا "رکھ دو یہی" وہ کہتی رخ دوسری جانب کر چکہ تھی

زیمل نے نیرہ کی جانب دیکھا اس حالت کا زمہ دار ایک ہی شخص تھا وہی شخص جو آج بھی زیمل کے دل میں تھا زندگی میں پہلی بار اگر کوئی مرد اسکا آئیڈیل تھا تو وہ نائل کیانی تھا اور آج زندگی میں پہلی بار اگر آسکو کیسی مرد سے سب سے زیادہ نفرت تھی تو وہ نائل کیانی تھا

ایک لمحے کے لئے تو زیمل کو حیرت ہو رہی تھی کہ آخر وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے آج اگر نیرہ کی جگہ وہ ہوتی تو؟؟ تو کیا وہ برداشت کر لیتی؟؟ نہین وہ نیرہ تھی بہادر نہیں تھی وہ نیرہ کی طرح نہیں تھی

اسکی نائل سے نفرت کا عالم یہ تھا کہ اب اسکے ذکر پر بھی زیمل کو نفرت ہوتی تھی

آج ایک ماہ بعد نائل نے واپس اپنے ملک میں قدم رکھا لیکن دل میں وہ خوشی نہیں تھی یہ حالت اسکی پہلی بار ہوئی تھی کہ وہ اپنے گھر جاتے ہوئے خوش نہیں تھا

اسنے گھر پر کیسی کو بھی نہیں بتایا تھا وہ اچانک آیا تھا صرف نیرہ کی خاطر لیکن وہ نہیں جانتا کہ جس کی خاطر وہ یہاں آیا وہ اسکے لئے کیا کچھ سوچ کر بیٹھی ہے

اسے گھر پر دیکھ کر سب حیران تھے جہاں زیب صاحب اسے دیکھ کر مسکرائے اور اسے گلے سے لگایا

"تم بتا دیتے میں تمہیں ائیر پورٹ سے تمہیں پک کرنے اجاتا" انہوں نے اسے کہا

"اگر بتا دیتا تو سرپرائز کیسے رہتا؟؟" وہ آسیہ بیگم سے ملتا بولا

آج پہلی بار آسیہ بیگم کو اپنے بیٹے کی اس مسکراہٹ سے ڈر لگ رہا تھا

آج ایک ماں بھی مجبور ہو چکی تھی شوہر کی محبت کے آگے

وہ سب سے مل چکا تھا اب اسکی نظریں نیرہ کو تلاش کر رہی تھی

"نیرہ کہاں ہے؟؟" آخر اسنے پوچھ ہی لیا

"تم فرش ہو جاؤ پھر بعد میں بات کرتے ہیں؟؟" جہاں زیب صاحب نے کہا

"ڈیڈی نیرہ کہاں ہے؟؟" نائل نے دوبارہ کہا

"یہی ہے نائل تم فرش ہو جاؤ کچھ کھا پی لو پہلے" انہوں نے اسے دیکھتے کہا
اس وقت سے بس جہان زیب صاحب گھبرا رہے تھے لیکن اس کی پلیننگ بھی ان کے پاس تھی

"ڈیڈی میں فرش بھی ہو جاؤ گا اور کھا بھی لوں گا لیکن مجھے بتائیں کہ نیرہ کہاں ہے؟؟"

"وہ اپنے گھر ہے" انہوں نے بتایا

"اسکا گھر یہ ہے وہ اپنے گھر نہیں ہے" نائل نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے بولا

"بیٹا تم پریشان ہو جاؤ گے پہلے فرش ہو جاؤ پھر بتاتا ہوں سب "انہوں نے کہا

"نہیں ڈیڈی میں پریشان ہو کیا جاؤں گا میں پریشان ہوں اور بہت زیادہ ہوں مجھے نہیں ہونا فرش مجھے بتائیں وہ کہاں ہے؟؟"

'نائل جب تم سب جانتے ہو تو پھر کیوں یہ سب کر رہے ہو؟؟"

"کیا مطلب ڈیڈ میں کیا جانتا ہوں؟؟"

"تم نے ہی نیرہ کو ڈائیوس پیپر بھجوائے تھے وہ گھر سے چلی گی تھی" جہاں زیب نے اسے کہا

"میں نے؟؟ آریو شور ڈیڈی آریو شیور میں؟؟' وہ حیرت سے کہا تھا

"ہاں اس نے ہمیں بتایا تھا کہ یہ ڈائیوس تم اسے دے چکے ہو اور وہ جا رہی ہے میں نے اسے روکا کہ تمہیں ایک بار آجانے دو لیکن وہ نہیں رکی" وہ کہہ رہے تھے اور نائل انہیں دیکھ رہا تھا

"ڈیڈی ڈیڈی میں سوچ بھی نہیں سکتا میں مر کر بھی نہیں سوچ سکتا یہ کہاں ہے وہ پیپرز میں نے نہیں بھجوائے کہاں ہے وہ؟؟" وہ صوفے سے اٹھ چکا تھا

"یہاں بیٹھو اور تحمل سے بات سنو میری "

"ڈیڈی کیسا تحمل کیسا تحمل میرے گھر میں رہے کر میری ہی بیوی کو کوئی میرے نام سے طلاق دے رہا"

"میں نہیں جانتا کہ وہ حقیقت پیپر تھے یہ نہیں لیکن وہ اب جا چکی ہے اسے جانے دو"

"ایسے کیسے جانے دو وہ میرے—" وہ کہتے کہتے رکا

"نائل اگر وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی تو تم سے پوچھتی کہ آخر تم نے اسے کیوں چھوڑا وہ چلی گی ہے بغیر کچھ بھی کہیں اسے صرف آزادی چاہیے تھی"

"آزادی کیسی آزادی میں نے اسے کب قید کیا تھا؟؟؟"

"تمہاری محبت نے اسے قید ہی کیا تھا تم سمجھو اس بات کو عورت کبھی ایک مرد کے لئے مخلص نہیں ہوتی یہ عورت جہاں کہی پہلے سے اچھا دیکھتی ہے وہی پیچھے والے کی ساری محبت بھول جاتی ہے" وہ اسے ہمیشہ کی طرح عورتوں کے بارے میں اپنے ہی غلط سوچ کے بارے میں بتا رہے تھے

"وہ میری محبت بھول جائے لیکن اسکے پاس میری امانت ہے وہ میرے بچے کی ماں بننے والی ہے وہ" وہ کہتے رک گیا

اک بم ان کے سر پر پھٹا تھا

اور یہاں جہاں زیب صاحب کی سانس بھی رک گی تھی ان کے گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی انہیں ایک لمحے میں سب کچھ الٹا ہوتا محسوس ہوا وہ حیرت سے نائل کو دیکھ رہے تھے

"تم—تم بھول گے تھے کہ یہ شادی کس لئے ہوئی تھی؟؟" ان کے الفاظ اٹک سے رہے تھے

"ڈیڈی آپ کے لئے شاہد نکاح عام سی بات ہو لیکن میرے لئے نہیں تھا وہ میری بیوی ہے اور ابھی بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی کہاں ہے اس وقت وہ مجھے بتائیں؟؟"

"وہ جہاں بھی ہے خوش ہے تمہیں کوئی حق نہیں اسکے پاس جانے کا وہ تمہارے نام کی عدت کاٹ رہی ہو گی"

"میں مر نہیں گیا اور نکاح کوئی عام رشتہ نہیں وہ جاہل نہیں ہے اور نا ہی معصوم بچی جو اتنا نہیں جانتی کہ جب تک شوہر اپنے حواس میں طلاق نا دے تو نہیں ہوتی اپنے ماں باپ کے گھر ہے نا وہ؟؟" وہ ٹیبل پر سے اپنا موبائل اٹھاتا بولا

"رک جاؤ نائل آ گر تم نے ایک قدم بھی گھر سے باہر نکالا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے" انہوں نے اسے کہا

باہر نکلتے قدم رکے وہ پیچھے منہ کر کے انہیں دیکھ رہا تھا

"اب تم ایک عورت کے لئے اپنا معیار کھو گے ایک مرد ہو کر اس دو ٹکے کی عورت کو صفائیاں پیش کرو گے ارے تم مرد ہو مرد بنو عورت پاؤں کی جوتی ہوتی ہے سمجھے تم """

"پہلی بات وہ دو ٹکے کی عورت میری بیوی اور میری اولاڈ کی ماں ہے اور مرد کے لئے وہی عورت جوتی ہوتی ہے جو خود کو پاؤں سمجھتا ہے ورنہ عورت سر کا تاج ہے اور تاج بادشاہ پہنتے ہیں ڈیڈی آپ سے مجھے بے انتہا محبت ہے لیکن آپ کے اس نظریہ سے مجھے شدید نفرت ہے بچن سے آج تک آپکہ منہ سے عورت کے لئے یہی لفظ سنا ہے عورت آپکے لئے جوتی ہے میری لئے میری عورتیں میری دنیا ہیں"

"عورت کو سر پر چڑھاؤ وہ تمہیں منہ کے بل گراتی ہے سمجھے خبردار اگر تم کہیں گے ورنہ مجھے اپنا باپ کے سمجھنا"

"مجھے قبول ہے منہ کے بل گرنا اور پلیز ڈیڈی مجھے ایک بار اپنی پوزیشن اسکے سامنے صاف کرنے دے اور مجھے یہ بھی تو علم ہو کس میں اتنی حمت ہے کہ وہ یہ سب کر رہا ہے"

'تم جاؤ گے وہاں؟؟" جہاں زیب صاحب نے پوچھا

"میں وہاں جاؤں گا اسے لینے کی نیت سے نہیں بلکہ اپنے لئے بس"

"تم جاؤ لیکن واپسی پر باپ کا منہ بھی تمہیں نصیب نہیں ہو گا جاؤ تم" وہ کہ رہے تھے

نائل نے آنکھیں زور سے بند کی "ڈیڈ کیوں کر رہے ہیں آپ یہ؟؟" وہ اب عاجزی سے پوچھ رہا تھا

"کیونکہ میں تمہیں ایک عورت کے آگے جھکتا نہیں دیکھ سکتا تم مرد ہو سمجھے" وہ اسے کہتے لاؤنج سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گے

"نائل صوفے پر بیٹھا" آئے اللہ یہ کیسا امتحان ہے ایک طرف بیوی اور دوسری طرف باپ؟؟؟'

وہ نیرہ پر یقین نہیں کر رہا تھا کہ صرف ایک کاغذ کے ٹکڑے پر یقین کر کے وہ اسے چھوڑ گی تھی دکھ تو نائل کے دل میں بھی نیرہ کے لئے تھا کیا اسکی محبت نیرہ کی نظر میں کوئی معنی نہیں رکھتی تھی؟

"محبت نائل نے کی تھی اور اظہار بھی نائل نے کہا تھا اس لئے نیرہ نے کہی بھی محبت کا اظہار نہیں کیا وہ جاتی ہے تو جائے لیکن اپنی اولاد تو وہ اسکے پاس نہیں چھوڑے گا"

ایک لمحہ صرف ایک لمحہ لگا دل میں بد گمانی آنے میں

لیکن اگلے ہی لمحے میں وہ صوفے سے اٹھا وہ کماز کم ایک بار جا کر اسے اتنا تو پوچھے گا کہ کیا اسکی محبت کی کوئی قدر نہیں تھی جو وہ کیسی کے بھی انجان کے ہاتھوں آئے اس کاغذ کے ٹکڑے پر یقین کر کے وہ اسے چھوڑ کر چلی گی

وہ تو اسے اپنی محبت کی اہمیت کا سوال کرنے چلا گیا تھا لیکن اپنے کمرے میں چکر کاٹتے جہاں زیب صاحب کی دنیا ساری الٹ چکی تھی ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب بھی ہو سکتا ہے ان کے دماغ میں تو یہی چل رہا تھا کہ نیرہ کے نظر میں یہ طلاق نائل نے دی ہے اور وہ ہے بھی جذباتی سی لڑکی نائل کی کوئی بات نہیں سنے گی اور یہاں نائل کے ذہن میں بھی یہ بات ڈال دے گے کہ وہ تو آزاد ہو گی ہے اور وچاہتی ہیں یہی تھی لیکن یہاں معاملہ ہی الٹ چکا تھا اس حالت میں نائل چاہ کر بھی اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا اور یہ تو پھر ایک دھوکہ تھا

نائل اس وقت اسکے گھر کے دروازے کے باہر کھڑا بیک بجا رہا تھا جب اسے یاد آیا "تم مت جاؤ نائل"

کاش وہ نا جاتا کاش

دروزہ کھولنے زیمل ائی تھی اور اسے وہاں دیکھ کر وہ حیراں ہوئی لیکن چہرے پر سختی خود ہی در آئی تھی

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟؟" نا سلام نا دعا اور رسم دعا سلام نہیں آتا تھا ان سے جن سے اسے نفرت ہو

"میری بیوی ہے یہاں؟؟" نائل نے اسے کہا

"کونسی بیوی یہاں کوئی نہیں ہے آپ جائے یہاں سے یہاں پر رہنے والو میں آب اتنی حمت نہیں کہ آپکا سامنہ کرے جائے پلیز" وہ کہتی دروازہ بند کرنے لگی تھی کہ نائل نے دروزہ پر ہاتھ رکھ کر روک دیا

"زیمل مجھے اندر آنے دو" وہ کہ رہا تھا

"جس حق سے آنے دوں اپکو اندر آپ توانسانیت کے رتبے سے بھی گر چکے ہیں ؟؟"

"میں ہر رتبے سے گر چکا ہوں میں مانتا ہوں لیکن ایک رتبہ ابھی باقی ہے"

"جائے یہاں سے کوئی نہیں ہے یہاں میری بہن اب آپکا سامنہ کر کے مزید خود کو تکلیف میں نہین مبتلا کر سکتی" وہ اس بار دروزہ بند کرنے لگی تھی کہ دل انکاری ہو گیا

"نائل نے اسے دیکھا اور پھر اسے کندھے سے پکڑ کر سائیڈ پر کیا وہ یہ قدم کبھی نا اٹھاتا لیکن زیمل نے اسے مجبور کیا تھا اگر آج وہ نیرہ سے بغیر ملے چلا گیا تو پھر شاہد کبھی وہ اپنی محبت کا حساب نہیں لے سکے گا

زیمل اسے اندر جاتا دیکھ رہی تھی

اسے اسکی پیٹھ سے نفرت ہو رہی تھی اسکے چلنے سے نفرت ہو رہی تھی اسکے سانس لینے سے نفرت ہو رہی تھی

وہ نصیب میں ناہو اسے لے کر وہ نصیب میں ناہو تک کا سفر عورت کو اپنے ہی پسندیدہ مرد سے نفرت کروا دیتا ہے

اور یہ سفر زیمل نے طے کیا تھا وہ جس کی محبت ایک وقت میں زیمل کے لئے بہار تھی آج اسی کی موجودگی اسے زہر لگ رہی تھی

وہ اندر آیا تو اسے عظمی بیگم نظر آئی اسے وہاں دیکھ کر وہ حیراں ہوئی

"آسلام علیکم" نائل نے انہیں سلام کیا

"وعلیکم السلام" اسے بغیر دیکھے انہوں نے جواب دیا

چند منٹ وہ انہیں دیکھتا رہا تاہی اج انہوں نے بیٹھنے کا بولا اور ناہی خیرت معلوم کی

"نیرہ سے مل سکتا ہوں؟؟" اسنے پوچھا

"کس حق سے؟؟" عظمی بیگم نے پوچھا

"بیوی کے حق سے میرے بچے کی ماں کے حق سے"

"کونسی بیوی نائل کونسا بچہ تم بھول گے سب ؟؟"

"چچی میرا یقین کرے نیرہ میری بیوی ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا میں بچہ نہین چچی میں جانتا ہوں نیرہ کہ اس حالت میں کوئی طلاق ہو ہی نہیں سکتی اور نا ہی میں اس چیز کا سوچ سکتا ہوں میں نہیں جانتا یہ سب کس نے کہا اور کیون کیا بس آپ ایک بار مجھے نیرہ سے ملنے دے میں اسے سب کلئیر کروں گا"

"عظمیٰ بیگم نے اسکی آنکھوں میں دیکھا وہاں سچائی تھی لیکن وہ نظریں چرا گی

"کون ہو سکتا ہے نائل تمہارے لئے نکاح مزاق ہے جو جب چاہ نکاح کیا اور جب چاہ چھوڑ دیا کیا گڈی گڈے کا کھیل سمجھا ہوا ہے یہ رشتہ سب سے پاکیزہ ہوتا ہے جو صرف ایک نکاح کے نام پر جڑا ہوتا ہے لیکن اصل میں اس میں مان

محنت یقین ہوتا جو قدرتی اللہ دو نکاح کرنے والوں کے دل میں ڈالتا ہے مجھے بتاؤ تم کون کر سکتا ہے یہ اگر تم نے نہیں کیا تو؟؟"

"چچی ایک بار صرف ایک بار نیرہ سے ملنے دے اسکے بعد میں اس شخص کو بھی دیکھ لوں گا جس نے یہ کیا لیکن اس وقت مجھے کیسے سے انتقام لینے سے پہلے اپنی بیوی کی نظر میں اپنی پوزیشن کلیر کرنی ہے میرا ساتھ دے پلیز"

"میں کچھ نہیں جانتی نیرہ کی مرضی ہے نکاح تمہارا اس سے ہوا تھا اگر اسکا دل تمہاری بات پر ایمان لے آیا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تم دونوں زیادہ اچھے سے جانتے ہو اپنے رشتے کی صداقت سے"

"وہ اپنے کمرے میں ہے کیا؟ "

انہوں نے گردن اثبات میں ہلائی

نائل اسکے کمرے کی جانب چلا گیا

"امی اپنے کیوں اجازت دے دی ابو کو پتا چلا تو بہت غصہ کرے گے "زیمل نے کہا

"یہ بچہ سچا ہے زیمل میرا دل کہ رہا یہ ساری چال اسکے باپ کی ہے ماؤں کو الہام ہوتے ہیں ماؤں کے دل کبھی جھوٹی گواہی نہیں دیتے یہ سچا ہے"

"ہاں بہت سچا ہے رہنے دے بس" وہ بس اتنا ہی کہ کر کمرے میں چلی گی نائل کے بارے میں وہ کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی

نائل کمرے میں آیا تو وہ اسے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھاتی نظر آئی اسے دیکھ کر وہ وہی رک گی

ایک لمحے کو تو نیرہ کو یہ اپنا خواب لگا

"نیرہ نے اسے دیکھا اور پھر فورا بیڈ سے اٹھی درد کی ایک لہر سارے جسم میں دوڑی لیکن یہ درد اسکے دیے گے زخم سے زیادہ نہیں تھی

وہ اسے قریب آیا اور چند قدم نیرہ اسکے قریب آئی اور ہمشہ کی طرح اپنے جذباتی پن پر اختیار کھو کر وہ نائل کے چہرے پر زناٹے دار تھپڑ مار چکی تھی

نائل کی نظروں میں ابھی بھی وہی احساس تھے جو پہلے تھے اسکی آنکھوں میں اپنی بیوی سے تھپڑ کھا کر بھی غصہ نہیں تھا وہ یہ سب جانتا تھا اگر نیرہ اسکا قتل بھی کر دے تو وہ بھی اسے معاف ہو گا

"تم—تم کیوں کیوں مرد بنے کیوں میرے شوہر بنے ہاں؟؟ کیون مجھ سے جھوٹی محبت کی کیوں کیوں مجھے یہ زخم دیا کیوں کیا بگاڑا تھا میں نے ایک زمین کے

ٹکرے کے لئے تم نے میری جوانی کھالی تمہیں شرم۔ نہین آئی اپنی اولاد کے ساتھ یہ محبت کا ڈرامہ کرنے کی "نائل کا گریبان نیرہ کے ہاتھ میں تھا اسکی آواز انتہائی اونچی تھی

نائل خاموش رہا وہ خاموش رہے سکتا تھا وہ بس اسے سن رہا تھا وہ جانتا نیرہ اسے سنائی گی بہت سنائے گی وہ خاموشی سے سن لے گا لیکن ایک سوال ضرور کرے گا

"شرم نہیں آئی اپنے ہی خون کے ساتھ مزاق کرتے ہوئے میں تو پرائا خون تھی چلو مان لیا لیکن اپنی اولاد کے ساتھ اپنی اولاد کے ساتھ کون سنگ دل باپ یہ کرتا ہے؟؟؟"

"نائل نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں کیا کچھ ہو چکا ہے"

"میں تمہیں ایک بیوی ہونے کی حیثیت سے معاف کر بھی دوں تو ایک ماں ہونے کی حیثیت سے تمہیں عدالت میں نا گھسیٹا تو پھر کہنا تمہارے باپ کو آسکو تو کیڑے پڑے گے میری گود اجاڑ دی میری باپ کی گردن میرے سامنے جھکا دی میرے باپ کا مان توڑ دیا میں کبھی معاف نہیں کروں گی کیسی کو بھی نہیں کروں گی یاد رکھنا" وہ اب کہتی بیڈ پر بیٹھی

وہ سب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اور نائل اسے دیکھ رہا تھا یہ نائل جانتا تھا کہ آج اسنے یہاں اپنے انسو کیسے ضبط کیے ہیں نیرہ کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی بہت ہوئی تھی لیکن وہ اسے سنا رہی تھی وہ اسے سزا دے رہی تھی لیکن جو کچھ اسکے ساتھ ہو رہا تھا وہ کیسے سزا دے وہ جو دوسروں کے بچوں کو اتنا پیار کرتا تھا اپنی آلاد کا دنیا میں آنے سے پہلے چلے جانے کا دکھ برداشت کرنا اسکے لئے بھی دل بلد ہونے کے برابر تھا لیکن وہ بس اسے سن رہا تھا

اسکے دماغ میں سب آ چکا تھا وہ جان چکا تھا کہ یہ کون تھا؟؟ یہ کس کا کام تھا؟؟
لیکن دل کیسے اپنو کو اپنے مقام سے اترتے برداشت کرے

وہ اب نیرہ کے قدموں میں بیٹھا

"مجھے وہ کاغذ دیکھاؤ نیرہ جس نے میری محبت کی دھجیاں اڑائی ہیں؟؟" وہ کہ رہا تھا

نیرہ نے اسے دیکھا "تم نے ہی بھیجا ہے نا کیوں دیکھو گے کیا کچھ رہے گیا تھا اس پر لکھنے کے لئے جو آپ مکمل کرنے آئے ہو؟؟" نیرہ نے پوچھا

"پلیز نیرہ مجھے وہ کاغذ دیکھاؤ میرا ضبط تنکا تنکا بکھیر گیا تو تم پچھتاؤ گی مجھے وہ کاغذ دیکھاؤ اور مجھے یہاں چلتا کرو اگر مجھے بکھیرتا تم نے دیکھ لیا تو کبھی نہیں سنبھال سکو گی" وہ ضبط کی آخری حد میں تھا

نیرہ نے اسے دیکھا اور پھر الماری سے وہ پیپر اسے دیا

اسے دیکھ کر صرف ایک لمحہ لگا اور اسکا مان اسکی اس سب کھو چکا تھا
ایک ہاتھ سے وہ کاغذ تھاما دوسرے ہاتھ سے وہ آپنگ وائلٹ سے کچھ نکال رہا
تھا

"اللہ کو گواہ بنا کر بتاؤ اس سائن میں اور اس سائن میں کتنا فرق ہے" وہ اپنے کچھ
کارڈز اسے دیکھتا اور ایک طرف اس پیپر پر اکسے سائن دیکھتا پوچھ رہا تھا

نیرہ نے نم آنکھوں سے دیکھا ان میں فرق نہیں تھا لیکن غور سے دیکھنے میں زمین
آسمان کا فرق تھا

"نیرہ میں تمہیں کبھی طلاق دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور جب تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو تو اس حالت میں تو نا اسلام مانتا ہے اور نا ہی قانون نیرہ تم سمجھدار عورت تمہاری سمجھداری اس وقت کہاں گی تھی نیرہ یہ جھوٹ ہے جھوٹ ہے" وہ پیپر زمین پر پھینکتا بولا

"نیرہ اسے دیکھ رہی تھی اسکی آنکھیں حد درجہ کی لال تھی

"تم۔ خود بتاؤ نیرہ میں تمہیں کیوں چھوڑو گا کوئی ایک وجہ ہے میرے پاس یا تمہارے پاس میں جانتا ہوں یہ سب کس لئے ہوا اور کیوں ہوا اور میرا تم سے وعدہ ہے تم جس کو چاہیے جو مرضی سزا دو لیکن پلیز مجھے میرے

سوال۔ کا۔ جواب دو کیا تمہارے نزدیک میری محنت فریب ہے کیا میری محبت تمہارے لئے وہی ڈرامہ ہے جو میرے باپ نے کیا؟؟ میں بس تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا میری محبت میں تمہیں کشش پاکیزگی نہیں محسوس ہوتی؟؟" وہ یہ سوال کا جواب سننا چاہتا اس کے بعد اسے نیرہ سے کچھ نہیں چاہیے تھا

"نیرہ نے اسے دیکھا ایک لمحہ لگا تھا نیرہ۔ کے لئے جواب دینا لیکن وہ خاموش رہی

"مجھے جواب سننا ہے نیرہ مجھے سننا ہے کہ میری محبت صرف ایک کاغذ کے ٹکڑے نے روند دی؟؟؟"

"تم اس وقت کہاں تھے جب مجھے کمرے میں بند کر دیا گیا جب مجھے دو دو دن کھانے کو کچھ نہیں دیتے کیا اس وقت تمہاری محبت نے تمہیں کشش نہیں محسوس ہوئی؟؟" نیرہ نے اس سے پوچھا

"میں تمہیں کال کرتا تھا نیرہ مجھے یہی کہا جاتا تھا کہ تم سو رہی ہو تم باہر گی ہو میں آج یہاں صرف تمہارے لئے ہوں نیرہ ورنہ ابھی وہاں آدھا کام رہتا ہے میں صرف تمہارے لئے یہاں آیا ہوں"

"مجھ پر احسان تو نہیں کیا جو یہاں آئے ہو؟؟" ہمیشہ کی طرح اسنے جواب دیا

"نیرہ نیرہ بات کو سمجھا کرو میں صرف اتنا کہ رہا ہوں کہ تمہارا مجھ سے رابطہ نا ہونے کی وجہ ہی مجھے یہاں کے کر آئی ہے"

وہ خاموش رہی کماز کم ابھی وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی

"مجھے بتاؤ کیا ہوا تھا وہاں پر سب کچھ بتاؤ مجھے تاکہ مجھے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو

"وہ اسے کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھتا بولا

نیرہ نے اسے دیکھا اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہی وہ پگھل گی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی

کل۔تک اسے مارنے والی نیرہ آج اسکے سامنے رو رہی تھی

نکاح کی کشش عام نہیں ہوتی اگر اللہ یہ کشش نا رکھتا تو دو انجان خون کیسے ساری زندگی ساتھ رہتے

نائل نائل انہوں نے مجھے وہ کچھ کہتی کہ نائل نے اسے اپنے سینے سے لگایا

وہ روتی گی اور نائل کے ضبط کئے انسو اسکے بالوں میں جذب ہوتے گے اولاد کا مان پہلی بار کیسے باپ نے توڑا تھا

وہ رو رہی تھی اور روتی رہی جب تک ان سب دنوں کا غبار نہیں اترا

نائل نے اسکے انسو صاف کئے

"دل سے ایمان لاتی ہوں نا کہ یہ میں نے نہیں کیا اور زبان سے اقرار کرو جس نے یہ سب کیا ہے" نائل نے اس سے پوچھا

نیرہ نے اسے دیکھا اور پھر گردن نفی مین ہلائی "تم نے مجھے تکلیف دی ہے بہت زیادہ تکلیف دی ہے بہت زیادہ نائل لیکن تم نے یہ نہیں کیا یہ زمین کے اس ٹکڑے کے لئے جہاں زیب انکل نے کیا ہے میں انہیں نہیں معاف کروں گی نائل"

"نائل نے آنکھیں زور سے بند کی اپنے باپ کے خلاف وہ کچھ نہیں سنا چاہتا تھا لیکن آج مجبور سن رہا تھا

"میری گود انہوں نے اجاڑ دی نائل میرے ابو کا مان توڑ دیا میرے ابو مجھ سے نظریں نہیں ملا پا رہے ہے"

"تم اپنے ساتھ ہوئی ہر زیادتی کا حساب ہر اس شخص سے کو جس نے کی لیکن اس دن جو وہان تمہارے ساتھ ہوا اور کون کون تھا اس میں وہ سب مجھے بتاؤں گی اور اللہ کو گواہ بنا کر بتاؤں گی مجھے" وہ اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتا بولا

وہ بس سننا چاہتا تھا کہ زمین کی خاطر اسکے باپ نے کیا کچھ کیا تھا

نیرہ اسے ساری بات بتا رہی تھی "مجھے تم پر اعتبار تھا کہ تم یہ نہیں کر سکتے میں جانتی تھی کہ یہ انہوں نے ہی کیا ہے لیکن تمہاری غیر موجودگی مجھے بار بار تم سے نفرت کروا رہی تھی" آخر میں وہ ایک بار پھر سے اس سے شکوہ کر رہی تھی

"تمہیں مجھ پر یقین تھا بس یہی کافی ہے اب تم دیکھنا میرا یقین توڑنے والوں کے ساتھ کیا ہو گا"

نیرہ نے اسے دیکھا

"تم۔ میری خاطر میرے خاندان کی خاطر اپنے خاندان والون سے مت لڑنا" ایک اچھی ماں کی ایک اچھی تربیت آج پھر بول رہی تھی ان کی ماں نے انہیں کبھی یہ نہیں سیکھایا تھا

"میں تمہاری خاطر لڑ سکتا ہوں لیکن یہاں میرا اعتبار توڑا گیا ہے یہاں میرے ساتھ بہت کچھ کیا گیا تم کچھ دن یہاں رہو میں کچھ دنوں بعد تمہیں یہاں سے لے کر جاؤں گا" وہ آخر میں اسے کہتا بیڈ سے اٹھا

"میں واپس اس گھر میں مر کر بھی نہیں جاؤں گی نائل"

"تمہیں وہاں کوئی نہیں لے کر جائے گا" وہ کاغذ اٹھاتا بولا

"ایک بار پھر سے کہو کے تمہیں مجھ پر اعتبار ہے تمہیں یقین ہے کہ یہ میں نے نہیں کیا" وہ جاتے جاتے پھر سننا چاہتا تھا

"مجھے تم پر یقین ہے تم یہ نہیں کر سکتے تم نہیں کر سکتے یہ "نیرہ نے کہا

"بس ٹھیک ہے اب یہ یقین کرتے دم۔تک۔رکھنا نیرہ یہاں زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے آج میری غیر موجودگی میں یہ کر دیا کبھی میری آواز میں یہ کر سکتا ہے اور کبھی مجھے تمہارے سامنے کھڑا کر کے یہ کر سکتا ہے زمانہ جدید ہو رہا ہے نیرہ اس جدید زمانے میں اپنی محبت کی کشش سے پہچانا پڑے گا"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی نائل اسے مل کر کمرے سے باہر نکلا اور عظمی بیگم کو اس ساری بات بتائی اور پھر سلیمان صاحب سے بھی وہ بات کر کے انہیں ساری بات بتا کر جا رہا تھا

آخر میں اسے زیمل کو بتانا تھا وہ چھوٹی تھی لیکن نیرہ کہ زندگی میں ایک اہم فرد تھی

"اگر مجھ پر یقین نہیں رہا اپنی بہن سے پوچھ لو" آخر میں زیمل کو یقین دلانے کے لئے یہی بچتا تھا اسکے پاس

"مجھے کوئی ضرورت نہیں یہ آپی اور آپکا معاملہ ہے جو اپکو بہتر لگے" وہ کہتی چلی گی

نائل بس اسے جاتا دیکھتا رہا شاید وہ سب لئے وہ مقام واپس رکھ سکتا تھا لیکن زیمل کے دل میں وہ اپنا مقام کھو چکا تھا ہمیشہ کے لئے - جاری ہے

گاڑی سے اتر کر نائل نے اس محل کو دیکھا اسنے آنکھیں زور سے بھینچی کاش یہ بڑے محلوں والو کے دل بھی بڑے ہوتے

ہاتھ میں وہ کاغذ لئے وہ گھر میں آیا اور لاؤنج میں کھڑے ہو کر اسنے سب کو وہاں بلایا

"کیا ہوا بیٹا سب خیریت ہے نا؟" آسیہ بیگم نے فکر مندی سے پوچھا

نائل نے انہیں دیکھا اور خاموشی سے نظریں گھما کر جہاں زیب صاحب کو دیکھا

"زمین کے علاؤہ کیا ملا اپکو یہ کر کے ؟؟" وہ اس کاغذ کران کے سامنے لہراتا بولا

جہاں زیب صاحب نے اسکی طرف دیکھا

"کیا مطلب ؟"

"میں یہاں اپکو کوئی مطلب نہیں سمجھاوں گا مجھے بس جواب دے زمین کے علاؤہ کیا ملا اپکو ؟؟"

"یہ کس انداز میں تم مجھ سے بات کر رہے ہو ؟"

"۔نہیں ڈیڈی آج آپ اپنے باپ ہونے کا غلط نہیں استعمال کر سکتے مجھے جواب دیناہو گا اپکو کیوں کیا یہ سب مین نے منع کیا تھا نا کہ وہ راستہ کے استعمال کرنا جس سے میری بیوی کو زراہ بھی نقصان ہو آپ نے میری نہیں سنی"

"میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا تھا نیت تمہاری خراب ہو گی تھی نائل یہ مت بھولو ورنہ نکاح تم نے بھی اسی نیت سے کیا تھا"

"آپ نے نکاح کو مزاق سمجھا ہوا ہے آپ نے طلاق کو مزاق سمجھا ہوا ہے میں نے نکاح اپنے حوس وحواس میں کیا تھا اس سے لیکن یہ ؟؟ یہ کیا ہے یہ اپنے کیوں کیا آپ کو آیک بار بھی میری بات یاد نہیں آئی ؟؟"

"میں تمہیں کیسی بھی سوال کا جواب داہ نہیں" وہ رخ دوسری جانب موڑتے بولے

"آپ واقعی میرے کیسی بھی سوال کے جواب دہ نہیں آپ جس کے گناہگار ہیں وہ خود آپ سے حساب لے لیں گے لیکن آج سے میں اپنے پورے حوس و احواس میں یہ بات کرتا ہوں کہ میرا ناہی آپ سے کوئی واسطہ ہے اور ناہی اس محل سے میں اپنی بیوی کے گناہگاروں اور اپنی اولاد کے قاتلوں سے کوئی تعلق نہیں رکھ سکتا اپکو آپکی زمین بہت مبارک ہو" وہ طلاق نامہ ان کے سامنے پھاڑتا بولا

اسکی آخری بات سب کو حیرانگی میں مبتلا کر چکہ تھی نیرہ کہ اس حالت سے وہاں کوئی وقف نہیں تھا

"آپ نے اپنی آنا مین جیت حاصل کر لی آپ نے وہ زمین بھی حاصل کر لی لیکن آپ نے اپنے بیٹے کو کھو دیا اپنی نسل کو اپنے ہاتھوں سے مارا ہے آپ نے اگر آپ باپ ناہوتے تو شاید میں کچھ کر جاتا" وہ ان اپنی جیب سے کچھ نکالتا بولا

"یہ گاڑی یہ پیسے یہ محل یہ سب اپکا ہوا ہے میں اس گھر سے آہ روپیہ بھی نہیں لے کر جارہا مجھ پر آپکا سب کچھ حرام ہے" وہ گاڑی کی چابی اور اپنے وائلٹ سے آئی ٹی ایک کارڈ نکال کر اور کچھ کیش جو پاس تھا وہ سب سامنے ٹیبل پر پھینکتا بولا

"نہیں بیٹا یہ نا کرو تم سے میں معافی مانگتی ہوں" آسیہ بیگم نے روتے ہوئے کہا

"معافی غلطیوں کی ہوتی ہے گناہوں کی نہیں ظلم کرنے والا اور ظلم کو دیکھ کر خاموش رہنے والا برابر ہے" وہ ان سے کہتا اندر اپنے کمرے میں چلا آیا

"جہاں زیب صاحب اللہ آپ کو پوچھے آپ رو کے اسے وہ چلا جائے گا" آسیہ بیگم نے جہاں زیب صاحب سے کہا جو بت بنے وہاں کھڑے تھے

"جانے دو اسے جب جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں ہو گی اور در در کہ ٹھکرے کھائے گا تو واپس یہی آئے گا" وہ کہ رہے تھے

وہ اپنے کمرے سے اپنی کچھ ضروری کاغذات کے رہا تھا جو آگے کیسی جاب کے لئے اپلائی کرنے کے لئے ضروری تھے وہ لیتا کمرہ سے باہر نکلا

"یاد رکھنا اگر آج اس گھر سے قدم باہر نکلا تو ساری زندگی یہاں نہیں آنا ہو گا" جہاں زیب نے کہا

"اپنی اولاد کے قاتلوں سے میں کیسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا" وہ کہ رہا تھا

"ایک لڑکی کی خاطر تم یہ سب کیوں کر رہے ہو بہتا اپنی ماں پر ترس کھالو" آسیہ بیگم نے کہا

"ماماوہ لڑکی نہیں ہے وہ ایک عام لڑکی نہیں تھی بیوی ہے میری میری اولاڈ کی ماں بیوی کی خاطر تو شاید پھر بہٹا بن کر معاف کر دیتا لیکن اپنی اولاد کی خاطر نہیں کروں گا معاف"

"جانے دو اسے آسیہ جب در در کی ٹھکرے کھائے گا تو خود ہی یہ عشق کا بھوت اتر جائے گا"

ان کی بات پر وہ مسکرایا اور ان کی آنکھوں میں دیکھا ایک لمحے کو تو وہ اسکی نظروں سے گھبرا گے

اسنے ایک نظر وفا پر ڈالی وفا نے نظریں ار گرد گھمائی

جس گھر میں انسان آنکھ کھولے اسی گھر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا آسان نہیں تھا لیکن انسان وہاں ہی رہتا جہاں آپ ہے ہو یہاں اسکا کوئی نہیں تھا اگر ہوتا تو یہ سب نا ہوتا

وہ گھر سے باہر نکلا اور اسکے پیچھے ہی آسیہ بیگم اسے روکنے آئی ساتھ میں صارم بھی آیا تھا وہ سے روکنے کو کہ رہا تھا لیکن نائل نے کیسی کی بھی نہیں سنی

باہر لان میں فٹ بال سے کھیلتی اشال اسے وہاں دیکھ کر فورا بھاگ کر اسکے پاس آکر اسکے ساتھ لپٹی

نائل نے اسے دیکھا اور نیچے زیمن پر پاؤں کے بل بیٹھا اسکی پیشانی کو چوما

"چاچو آئی مش ہو سو مچ آپ اتنے دنوں بعد کیوں آئے؟؟؟" اشال آج اسے اتھے دنوں بعد دیکھتے بولا رہی تھی

"نائل نے سب کو چھوڑا لیکن اتنا دل نہیں دکھا جتنا اشال کو چھوڑنے پر اسکا دل زخمی ہو رہا تھا وہ اگر دو منٹ اشال کے سامنے کھڑا رہا تو اپنا ضبط کھو دے گا جو کہ وہ نہین کھونا چاہتا تھا"

نائل نے اسے پیار کیا اسے اپنے سینے سے لگایا اشال اسکی جان تھی اور ان کم ظرف رشتوں کی خاطر اسے اپنی جان کو لوادع کرنا پڑ رہا تھا زندگی اتنے سخت امتحان لے گی یہ کبھی اس نے نہیں سوچا تھا

"چاچو" اشال نے کچھ محسوس کرتے اسے پکارا

نائل نے اسکے گال چومے اسے الوادع کہنا موت کے برابر لگ رہا تھا اپنی اولاد کے لئے کیسے یہ والدین سنگ دل بن جاتے ہیں

"چاچو کیا ہوا؟؟" اشال اسکے چہرے پر اپنا چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں کہتی بولی

"زندگی میں کبھی بھی اپکو میری ضرورت پڑی تو آپ اپنے چاچو کے پاس آؤں گی چاچو اپکو کبھی خالی ہاتھ نہیں بھیجے گے چاچو کے لئے آپکا پیار ہمشہ اسے ہی رہے گا

میری جان آپ نے اپنے ایمان اور دل کی حفاظت یہاں خود کرنی ہے" وہ اسے کہتا زمین سے اٹھا

"اسی کی خاطر رک جاؤ" آسیہ بیگم نے اس سے کہا

"نائل نے انہیں دیکھا ان کے انسو نائل کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے "

"اگر وقت پر آپ اپنے شوہر کے سامنے اپنے لئے بولتی اپنی اہمیت بتاتی تو آج یہ دن نا آتا آج اپکو اپنی ہی اولاد سے نا دور ہونا پڑتا" نائل نے ان سے کہا

"نائل مجھے معاف کر دو میں مجبور تھی اگر تمہیں بتا دیتی تو میرا اس بوڑھاپے میں کون سہارا بنتا خدا کے لئے ماں کو اس عمر میں نا آزماؤ "

"اگر آج یہاں رک گیا تو کیسی کی بیٹی کی جوانی کا گناہ گار ہو گا آپ خاموش نا رہتی ماما" وہ انہیں کہتا اپنے سینے سے لگا چکا تھا

انسان سب سے ناراض ہو کر سکتا ہے لیکن ماں وہ واحد ہستی ہے جس سے ناراض ہو کر بھی انسان ناراض نہیں رہ سکتا

"میری خاطر رک جاؤنا" وہ پھر سے کہہ رہی تھی

"آپکی خاطر آج بھی جان قربان مما مالیکن پلیز میں یہاں نہیں رہے سکتا میں آپکی قسم نہیں توڑ سکتا میں اپنی بیوی کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا آپ مجھے یاد رکھنا اپنی ہر دعا میں" وہ ان کی پیشانی کو چومتا بولا

"صارم اس سے نظریں چرا چکا تھا "

نائل اس سے کچھ بھی نہیں بولا اور بغیر مزید کچھ بھی کہیں وہ اس گھر سے نکل آیا جہاں پیدا ہوا آج وہی سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ آیا تھا

وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں نکل کر وہ کہاں جائے گا لیکن فلحال وہ احمد کے فلیٹ میں ہی جائے گا جو آج کل لاہور میں ہی تھا

لاؤنج میں اس وقت صرف وہ دونوں ہی بیٹھے تھے ٹیبل پر رکھے کافی کے مگ سے بھانپ آ رہی تھی

"اب آگے کیا کرو گے نائل؟؟" احمد نے اس سے پوچھا

"یہ شہر چھوڑنا ہے" نائل نے کہا

"کیا مطلب کہاں جاؤں گے؟؟"

"کہی بھی چلا جاؤں گا لیکن اس شہر میں نہیں رہ سکتا"

"کیسی دوسرے شہر جا کر وہاں کیا کرو گے اور بھابھی ان کا کیا ہو گا؟؟؟"

"دوسرے شہر جاب آپلائی کروں گا وہی زندگی گزاروں گا جو سب گزارتے ہیں ایک چھوٹے سے گھر میں سکون کی زندگی"

'اور اس سب مین بھابھی کہاں جائے گی؟؟؟"

"وہ میرے ساتھ رہے گی"

"کیا وہ تمہارے ساتھ ان حالات میں رہے گی سیر سلی؟؟؟"

"وہ میرا ساتھ وہ ہر حال میں دے سکتی ہے اسے محلوں کی خواہش نہیں ہے وہ ایک چھوٹے سے گھر میں بھی وفادار عورت کی طرح میرے ساتھ عمر بتا سکتی ہے "

"ایک بار سوچ لو یہ اتنا سب آسان نہیں ہے جتنا تمہیں لگ رہا ہے آج کل پاکستان کے حالت سے تم واقف ہو یہاں جاب ملنا کتنا مشکل ہے"

"میں سب مینیج کر لوں گا مجھے امید ہے"

"میں تمہارے ساتھ ہوں ہر حال میں پریشان نہ ہونا" اسکے کندھے پر ہاتھ رہتا احمد نے اسے کہا

"نائل نے اسکی جانب دیکھا "شکریہ" وہ بولا

"احمد بغیر اسے کچھ بولے اسکا سر اپنے کندھے پر رکھتا مسکرایا

مشکل وقت میں دوست کا کندھا کیسی نعمت سے کم نہیں ہوتا

نائل اسکے کندھے پر سر رکھتا آنکھیں موندے گیا دوست کا سہارا ملنے کی دیر تھی وہ اسکے ضبط کئے انسو آنکھوں سے نکل کر احمد کے کندھے پر جذب ہو چکے تھے احمد جانتا تھا کہ وہ رو رہا ہے احمد نے اسے چپ کرنے کو نہیں کہا وہ جانتا تھا اس وقت اسکا کندھا ہی نائل کے لئے واحد سہارا ہے جہاں وہ سر رکھ کر رو رہا ہے

"یار نائل تو پریشان نا ہو دیکھنا سب بہتر ہو گا کافی ہی" اسے کافی کا مگ پکڑاتے

نائل نے اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں صاف کئے اور کافی کا مگ لیا

"مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ میرے اپنے ہی میرے دل کو نہیں سمجھ سکے" نائل نے کہا

"یہ دل توڑنے کا ہنر صرف اپنو کے پاس ہی ہوتا ورنہ غیروں میں کہاں۔اتنا دم
"احمد نے کہا

نائل نے اسکی جناب دیکھا دوسروں کے غم میں ساتھ دینے والے ہمیشہ اپنے غم
میں دوچار رہتے ہیں احمد کے حالت سے نائل اچھے سے واقف تھا اس لئے
خاموش رہا

اس وقت نیرہ کے کمرے میں سلیمان صاحب نظریں جھکائی بیٹھے تھے

"ابو آپکی یہ جھکی نظریں مجھے میری نظروں میں بتا رہی ہیں پلیز "کون بیٹی اپنے
باپ کا جھکا سر دیکھ سکتی ہے

"مجھے معاف کردو نیرہ میرے جذباتی پن نے تمہارا یہ حال کر دیا مجھے معاف کردو"

"نہیں ابو نہیں یہ میرا نصیب تھا"

"میری وجہ سے ہوا ہے یہ سب" وہ بولے

"نہیں ابو نصیب تو انسان کے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اللہ لکھ دیتے ہیں تو پھر کیسا شکوہ آپ سے بس آپ بھول جائے اس بات کو میرے ساتھ میرا اللہ ہے میرا شوہر ہے میرے ابو ہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے"

"وہ اسکی بات سن کر اسے اپنے سینے سے لگا چکے تھے جتنے بڑے ظرف بیٹیوں کے ہیں اتنے کیسی کے نہیں ہیں

وہ اسے دلاسہ دیتے کمرے سے باہر نکل گے نیرہ نے اپنے انسو صاف کئے
بے شک یہ درد اسکے نصیب میں تھے لیکن اتنا مخلص مرد بھی اسی کے نصیب
میں تھا

نائل کو اپنے گھر سے نکلے آج تین دن ہو چکے تھے وہ اپنے سارے نمبرز بند کر چکا
تھا ہر کیسی سے رابطہ اسنے توڑ دیا تھا فلحال وہ احمد کے فلیٹ میں ہی تھا اسنے بہت سی
جگہ جاب کے لئے اپلائی کیا تھا لیکن آج اسلام آباد کی ایک پرائیویٹ کمپنی نے
اسے کل انٹرویوں کے لئے بلایا تھا
"میں کل اسلام آباد جارہا ہوں" کھانا کھاتے نائل نے احمد سے کہا
"کیوں خیریت؟؟؟"
"ہاں ایک کمپنی نے انٹرویو کے لئے بلایا ہے دعا کرو"

"اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے میری بھی نیکسٹ منتھ اسلام آباد پوسٹنگ ہو رہی
ہے"

"بس یار جاب لگ جائے کہی بھی" وہ کہتا کھانے سے ہاتھ صاف کر رہا تھا وہ لڑکا جس نے آج تک کیسی کا احسان نہیں لیا تھا آج صرف اپنے باپ کی وجہ سے وہ اپنے دوست کے حسنات پر تھا

"لگ جائے گی یار تو پریشان نہیں ہو اور ویسے بھی تم تھوڑا روڈ پر پڑے ہو ریلکس ٹینشن مت لو"

"یار ٹینشن تو ہوتی ہے اگر میں اکیلا ہوتا تو میں کہہ بھی رہے لیتا لیکن میرے ساتھ اب میری بیوی بھی ہے وہ میری ذمہ داری ہے"

"ان شاءاللہ سب بہتر ہو گا یار تم مجھے اداس بلکل بھی نہیں اچھے لگ رہے کہاں وہ بے فکر عیاش رات گے سڑکوں پر وڈیو بنانے والا نائل اور کہاں یہ نوکری کی تلاش میں پریشان سا نائل"

"اسکی بات پر نائل پھیکا سا مسکرایا" زخم ہی ایسے دیئے اپنو نے کہ اب مسکراتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے" وہ۔ کہ رہا تھا

"مین سمجھ سکتا ہوں کیسے اپنے کا دیے زخم بہت گہرے لگتے ہیں لیکن چل اللہ سب بہتر کرے گا" وہ اس کے کندھا تھپکا تا کھانے کے برتن اٹھا کر کچن میں رکھ رہا تھا

نائل کو احساس ہوا کہ جاب کے چکر میں آج اسنے نیرہ کو بھی کال نہیں کی تھی اب وہ فون نکال کر نیرہ کا نمبر ڈائل کر رہا تھا
اور دوسری طرف وہ تھی جو شاید اسی کے انتظار میں تھی اسکے فون کرتے ہیں فورا اٹھا لیا

"السلام علیکم کیسے ہو؟؟" نیرہ نے سلام کیا

"وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟؟"""

"میں تو بلکل ٹھیک تم بتاؤ؟؟"

اسکے اس طرح کہنے پر نائل مسکرایا اس وقت جو نیرہ کی حالت تھی اسکا درد وہ سمجھ سکتا تھا

"اچھا نائل مجھے تم سے ایک بات پوچھنی ہے؟؟" دوسری جانب مسلسل خاموشی سن کر نیرہ نے بات شروع کی

"ہاں کہو"

"مجھے میرے گھر کے قریب ہی ایک سکول ہے وہاں سے جاب کی آفر ہوئی ہے شادی سے پہلے بھی ہوئی تھی لیکن اب پھر۔انہوں نے کہا ہے ابو تو مان گے ہیں بس تمہاری پرمیشن چاہیے"

"تمہیں جاب کیوں کرنی ہے نیرہ تمہیں کچھ ضرورت ہے تو مجھے بتاؤ؟"

"ارے نہیں نائل میں تو گھر کر بور ہو جاتی ہوں کیا کروں سارا دن گھر میں اسی لئے کہا ہے اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو کوئی بات نہیں"

"نہیں مجھے تمہارے کیسی بھی کام سے کوئی اعتراض نہیں میں بس چاہتا ہوں کہ تمہاری کنڈیشن ابھی ٹھیک ہے تھوڑی بہتر ہو جائے تو پھر دیکھ لینا"

"نہیں میں بلکل ٹھیک ہوں نائل"

"اوکے جیسے تمہیں بہتر لگے "نائل نے کہا

"اچھا مجھے بتاؤ جاب کا کچھ بنا؟؟"

"ہاں کل آسلام باد جارہا ہوں"

"آسلام آباد کیوں؟؟"

"جاب کے لئے اپلائی کیا تھا انٹرویو کے لئے بلایا ہے"

"سچی نائل یہ تو بہت اچھی ہے بات ہے اللہ پر یقین کرو سب بہتر ہو جائے گا"

"ان شاءاللہ لیکن مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے"

"ہاں پوچھو؟؟"

"کیا تم میرے ساتھ کیسی دوسرے شہر رہے لو گی یعنی وہاں جہاں تمہارے پرینٹسن دور ہو"

"میں رہے لوں گی" اسنے بغیر ہچکچائے کہا

"تھینکو" وہ بس اتنا ہی کہ سکا

"نائل تمہیں میری خاطر اپنے خاندان والو سے دور نہیں ہونا چاہیے تھا"

"پلیز نیرہ میں اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا" وہ ویسے ہی اپنی ذہین سوچوں سے اکتایا ہوا تھا

"اچھا اچھا سہی ہے تم پریشان نہیں ہونا سب بہتر ہوگا اب سو جاؤ صبح جلدی جانا ہوگا نا"

"ہاں اپنا خیال رکھنا اوکے اللہ حافظ" وہ کہتا فون بند کر چکا تھا

"اللہ تعالیٰ پلیز نائل کی جاب لگ جائے" فون بند ہوتے ساتھ ہی نیرہ نے اللہ سے دعا مانگی تھی

زندگی کے اس موڑ پر جو ساتھ ہو وہی مخلص ہوتا ہے

اسکی شادی کی تیاریاں عروج پر تھی اگلے ماہ کی دس تاریخ کو اسکی شادی تھی اور اج بیس تاریخ تھی یعنی پورے تیس دن رہتے تھے اسکی شادی کو یعنی پورے تیس دن رہتے ہیں اسکی قید کو

اسکی شادی پر سب خوش تھے گھر کی پہلی شادی تھی سب کی خوشیاں عروج پر تھی سوائے دولہن کے

ساری عمر کیسی اور کو اپنا دلہا تصور کرنے کے بعد آخر میں حقیقت میں کوئی اور مل جائے تو تکلیف ہوتی ہے اور بہت زیادہ ہوتی ہے

اسی لئے لڑکیوں کو شادی سے پہلے محبت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جب یہ محبت انہیں نا ملے تو سرخ عاروسی جوڑاں سفید کفن کی طرح پہنا پڑتا ہے

"پاکیزہ کب سے کہ رہی ہوں کہ تیار ہو جاؤ مارکیٹ جانا ہے تم کب خیالوں میں گم ہو؟؟؟"

"امی میرا دل نہیں ہے نا آپ چلی جائے عائشہ کو ساتھ لے جائے" اسنے کہا

"پاکیزہ کیوں تم یہ سب کر رہی ہو ایسا لگ رہا جیسے شاید تمہاری نہیں کیسی اور کی ہے ابھی تک جتنی بھی خریداری کی سب میں نے اپنی مرضی کی تم کیوں نہیں سر یس ہو رہی چلو اٹھو آج تمہارا لہنگا لینا ہے جو تمہاری پسند کا ہی ہو گا"

"امی اپ لئے آئے جو بھی میں پہن لوں گی "لہجہ ابھی بھی وہی بیزاری سے بھر اتھا

پاکیزہ وہ لڑکی تھی جو ایک عید کا جوڑا اپنی پسند کا لینے کے لئے سارا بازار چھان مارتی تھی اور آج اپنی شادی کا جوڑا وہ اپنی ماں پر چھوڑ رہی تھی

"ادھر دیکھو کیا بات ہے کیوں ایسے کر رہی ہوں آپنی ماں سے چھپاؤں گی اب ؟؟"اسکی تھوڑی کر پکڑ کر اوپر کرتی وہ پیار سے بولی

"پاکیزہ نے نظریں چرائی "نہیں امی کوئی بات نہیں "لہجہ لڑکھڑایا

"بتاؤ مجھے پاکیزہ" انہوں نے کہا

"نہیں امی کچھ بھی نہیں ہے" وہ کہتی نظریں جھکا گی

"پاکیزہ احمد ایک اچھا لڑکا ہے اور سب سے بھر کر وہ تم سے محبت کرتا ہے تمہیں بہت خوش رکھے گا وہ بھول جاؤ جو بھی تمہارے دل میں ہے آنے والے کو خوش آمدید کرو"

بھول جانا ہی تو آسان نہیں ہوتا اب یہ بات وہ انہیں کیسے سمجھائے کہ احمد جتنا بھی اچھا ہو لیکن جو دل میں ہو اس کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا

"اٹھو میرے ساتھ اور چلو اپنی پسند ک خریداری کرو"

وہ اب مجبور ہو گی تھی اس لئے مجبوراً وہ ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گی

لیکن دل پر جو گزر رہی تھی وہ صرف اللہ جانتا تھا

نائل کا انٹرویو ہو چکا تھا اور اس کے جاب اکسپرینس ہونے کی وجہ سے اسے یہ جاب مل گی تھی یہ خبر وہ سب سے پہلے نیرہ کو سنانا چاہتا تھا لیکن اسکا نمبر مسلسل آف جا رہا تھا

وہ سکول میں اپنی لیکچر دے رہی تھی اس لئے موبائیل بند کر رکھا تھا اور دوسری طرف وہ پریشان تھا کہ آخر وہ ہے کہاں؟؟

اب تھک ہار کر اسنے احمد کو ہی کال کر کے یہ خبر سنائی تھی

"ارے یار بہت بہت مبارک ہو" احمد نے کہا

"خیر مبارک یار" نائل نے کہا

"تیرے لئے بھی ایک گڈ نیوز ہے جلدی سے گھر اجا پھر بتاتا ہوں" احمد نے کہا

"بتادے یار اب گھر آنے تک کون انتظار کرے"

"انتظار کر چل جلدی سے اجا"

"کہ تو تم ایسے رہے ہو جیسے یہ پچھلی گلی میں گیا ہوں جو آجاؤں گا"

"ارے یار چل نا اجائے گا" احمد نے اپنا سر پر ہاتھ مارا وہ واقعی بھول گیا تھا

"اللہ حافظ" نائل اسے کہتا فون بند کر گیا

اسنے ایک بار پھر نیرہ کا نمبر ملایا لیکن بند تھا اب اسنے زیمل کے نمبر پر کال کی

"اپنے کالج کا فارم فل کرتی زیمل نے موبائل پر آتی کال کو دیکھا پہلی بار اسنے کال کو اگنور کیا لیکن دوبارہ آنے پر اسنے آخر فون اٹھایا اور خاموش رہی

"آسلام علیکم "نائل نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام "زیمل کا لہجہ روکھا سا تھا

"کیسی ہو زیمل؟؟"نائل نے پوچھا

"الحمدللہ "زیمل کا لہجہ سخت ہو چکا تھا

"زیمل نیرہ کہاں ہے میں کب سے اسے فون کر رہا ہوں نہیں اٹھا رہی تم میری اس سے بات کروادو اگر پوسیبل ہے تو"

"آپی سکول میں ہیں اور وہاں کالز الاؤ نہیں ہیں" زیمل کا وہی روکھا سا لہجہ

"اچھا وہ جب آئے تو اس سے میری بات کروا دینا"

"جی اچھا" زیمل نے اتنا ہی کہا

" باقی سب کیسے ہیں گھر میں ؟؟" نائل نے اس سے پوچھا

"آپکے پاس ابو کا نمبر ہے آپ وہاں کال کر کے سب کی خیر خیریت معلوم کر لے" زیمل نے کہا

"تم مجھ سے کیوں خفا ہو زیمل ؟؟" نائل نے آخر اج اس سے پوچھ ہی لیا

"آپ میرے لئے آب اتنے بھی ضروری نہیں۔ کہ میں آپ سے خفا ہو گی اللہ حافظ" وہ کہتی فون بند کر گی

دوسری طرف نائل حیران تھا اخر اس کو ہوا کیا ہے کل تک جو لڑکی اس سے باتیں کرتے نہیں دھکتی تھی آج اس سے بات بھی نہیں کر رہی تھی

پہلی فرست میں ہی زیمل نے نائل کا نمبر بلاک کیا عورت کا دل ہر بات پر ہر لہجہ پر ٹوٹتا تھا لیکن جو دل اسکا پسندیدہ مرد توڑتا ہے اسکا کوئی مول نہیں ہوتا

اب نائل ایک بار زیمل کے دل سے اتر چکا تھا اب وہ جو بھی ہو جائے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ جو ایک بار زیمل کے دل اتر گیا تو پھر واپس کبھی اسکے دل میں وہ مقام نہیں حاصل کر سکتا

وہ ایک بار جس کو اپنی نظروں سے گرادے وہ بھی ساری زندگی اسے مڑ کر دیکھنا بھی نہیں پسند کرتی

"انا پرستی میں وہ ایک انا زاری تھی"

گھر آکر نیرہ نے جب نائل کی اتنی کالز دیکھی تو فوراً اسے کال کی اور جو خبر اسے نائل نے دی اسے سن کر نیرہ کی خوشی کوئی انتہا نہیں تھی اسنے فوراً اللہ کا شکر ادا کیا اور گھر یہ خبر دی

'جہاں زیب صاحب اپنے اچھا نہیں کیا میرے بیٹے کے ساتھ آج نائل کو گھر سے گے پورا ہفتہ ہو چکا ہے "آسیہ بیگم نے ان سے کہا جو بے حد توجہ سے ٹی وی پر نیوز سن رہے تھے

"ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے اسے در بدر کی ٹھکرے کھاتے ہوئے ایک ہفتہ اور گزرے گا تو عقل ٹھکانے اجائے گی اور خود ہی واپس آجایئے گا"

"وہ نہیں آئے گا آپ دیکھ لیں ماوہ اپنی بات کا بہت پکا ہے"

"جب زمانے کی ٹھکرے لگے گی ناپیٹ اور جیب دونوں خالی ہو گے تو پھر دیکھنا کہاں جائے گی اسکی بات تم خوا مخواہ پریشان نہیں ہو" وہ بے حد بے فکری سے بول رہے تھے

"میرا بیٹا اگر واپس نہیں آیا نا تو میں بھی یہاں نہیں رہوں گی"

"کہاں جاؤ گی؟؟" انہوں نے پوچھا

"جہاں بھی گی لیکن یہاں نہیں رہوں گی جب سے وہ گھر سے گیا یہ گھر لگ ہی نہیں رہا اتنا سنسان قبرستان بن ہو چکا ہے میرا بیٹا ہی اس گھر کی رونق تھا" وہ آخری بات کہتی دوپٹے کے پلو سے اپنے انسو صاف کرنے لگ گی

"میرے سامنے زیادہ زبان مت چلایا کرو جاؤ چائے بنا کر لاؤ میرے لئے" ہمشہ کی طرح اپنا سخت لہجہ ان پر جھاڑتے وہ بولے

اور ہمشہ کی طرح ان کے سخت لہجے کو برداشت کرتی وہ کچن میں ان کے لئے چائے بنانے چلی گی

صارم نایل اور فروا ان تینوں نے انہیں بہت سمجھایا تھا کہ اس طرح خاموش نا رہا کرے لیکن عورت تھی جہاں زیب صاحب کی ایک دھمکی پر ہی سہم جاتی تھی اور آج تک سہمی ہی رہی تھی

"اب بتا بھی دے کیا بات ہے؟؟" نائل کب سے احمد کی خوشخبری سننے کے لئے بے چین تھا اور احمد تھا کہ اسکے ایکٹنگ کی ختم نہیں ہو رہی تھی

"یار اصل۔ میں مجھے شرم آ رہی ہے اس لئے" وہ خالص لڑکیوں والی ایکٹنگ کرتا بولا

"کیوں تو ماں بننے والی ہے جو بتاتے ہوئے شرم آ رہی ہے" نائل نے کہا

"لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا توبہ کر رہا تھا

"تو سہی بات ہے اس طرح کے شرم آج کل لڑکیوں کو بھی نہیں آتی بند کر ڈرامے بازیاں اور بتا کیا بات ہے"

"بات پکی ہو گی ہے میری اگلے مہینے شادی ہے میری" احمد نے اسے بتایا

"ناکر یار تو تو یہاں بیٹھا تیری بات وہاں کراچی کیسے پکی ہو گی"؟؟؟

"بیٹا میں خالص دیسی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں کا کی منگنی ہوتی ہے اسے گھر میں چوکیداری سونپ کر سارا خاندان لڑکی کو انگھوٹھی پہنانے چلا جاتا ہے اور اس مسیکن دولہے کے حصے میں رات کا بچا کھانا آتا ہے" وہ اپنا دکھ سنا رہا تھا

اسے کیونکہ اسکی منگنی بھی اسی طرح ہی ہوئی تھی اسے چھوڑ کر باقی سب اسکی دولہن کو انگھوٹھی پہنانے چلے گے تھے

"یار یہ تو زیادتی ہے نا چل خیر تجھے مبارک ہو اب تو بھی سنتیں ہیں والوں میں آنے والا ہے" نائل نے اسے دل سے مبارکباد دی

"اسکی بات پر وہ مسکرایا وہ تو خوش تھا بے حد خوش لیکن اسکی دولہن کتنی خوش تھی یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا"

"اچھا تم۔ کہ رہے تھے کہ اسلام آباد میں تمہارا جانے والا ایک پراپرٹی ڈیلر ہے اس سے بات کرو مجھے ایک اپارٹمنٹ چاہیے اور اسی ہفتے میں چاہیے کیونکہ نیکسٹ ویک۔ سے میری جاب سٹارٹ ہو جاے گی" وہ اب اسلام آباد ہی نیرہ کے ساتھ شفٹ ہو رہا تھا اس شہر سے دور

"ہاں میں نے بات کی ہے اس سے اور اسنے مجھے ایک اپارٹمنٹ کی پیکچر بھی سینڈ کی ہیں میں تمہیں بھیج رہوں ہوں تم۔دیکھ لو اور بھابھی سے بھی کنفرم کر لو پھر ہم دن کرتے ہیں" وہ موبائل ہر سے اسے پیکچر بھیجتا بول رہا تھا

"ٹھیک ہے میں ابھی ویسے بھی اس کی طرف ہی جارہا ہوں دیکھادوں گا تم دروزہ بند کر لو تھوڑی دیر تک آجاؤں گا" وہ اسے خدا حافظ کہتا گھر سے باہر آگیا

۔لیکن نائل اب میں نے یہ جاب بھی سٹارٹ کی ہوئی ہے اور ابھی مہینہ بھی نہیں ہوا" اسکی ساری بات سنننیں کے بعد نیرہ نے کہا

"تو چھوڑ دو"

"کیسے چھوڑ دوں مہینہ ہوتا ہونے دو صرف نو دن رہتے ہیں"

"لیکن میری نیکسٹ ویک جوائنگ ہے نیرہ مجھے پرسوں ہی وہاں شفٹ ہونا ہے"

"اچھا میں سر سے بات کرتی ہوں"

"سر سے کیا بات کرتی ہو بس کہو چھوڑ رہی ہوں بات ختم کونسا اس نے تمہیں اڈوانس دیا ہوا ہے جو تم۔۔لے کر بھاگو گی"

"ایسے جاب نہیں ہوتی نائل "نیرہ نے کہا

"تو پھر کیسے ہوتی ہیں تم ہی بتادو"

"جاب کرنے کے لئے صبر تحمل اور برداشت سے کام لینا ہوتا ہوں آرام دا سیٹ پر بیٹھ کر آڈر نہیں دیئے جاتے اور زرا سی بات پر غصہ بھی نہیں کیا جاتا" وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے آنے والے حالات کے بارے میں بتا رہی تھی

"تمہارا تو بہت تجربہ ہے نا اس چیز میں "نائل نے کہا

"میرا نہیں لیکن میرے ابو اور چاچو کا ہے میں اچھے سے جانتی ہوں کتنا مشکل کام۔ہے یہ جاب کرنا"

"اچھا ان کی جگہ تم ہی جاتی تھی نا جو تمہیں پتا ہے"

"تم زیادہ نہیں بولو مجھے پتا ہے تو بس پتا ہے" وہ بڑے گی تھی

"تمہیں کچھ نہیں پتا کہ جاب کیسے کرتے ہیں مان کو یہ حقیقت"

"تمہیں تو جیسے بہت پتا ہے نا"

"بیٹا تم چھوڑو اس کو اسکی عادت ہے اپنی غلطی نا ماننے کی تم بتاؤ کیا کھاؤ گے ؟؟" عظمی بیگم جو کب سے نیرہ کی چلتی زبان کو دیکھ رہی تھی آخر بول پڑی

"کچھ نہیں آنٹی میں بس واپس جاؤں گا"

"ارے ایسے کیسے جاؤ گے کچھ کھائے بغیر" وہ کہتی پلنگ سے اٹھی

"بس آپ چائے بنوا دے بلکہ نیرہ تم اٹھو اور چائے بنا دو آپ بیٹھے" وہ عظمی بیگم کو واپس بیٹھے کا کہتا نیرہ سے بولا

"نیرہ نے اسے دیکھا اچھی بھلی اسے شادی کے بعد گھر میں اتنی عزت مل رہی تھی امی کچن میں جانے کی نہیں دیتی تھی لیکن نہیں اسکے شوہر کو کیوں برداشت ہو گا کہ وہ سکون کرے" وہ دل میں اسے سناتی امی کا لحاظ کرتی کچن میں چلی آئی یہاں آکر اسے بتا چلا کہ وہ اب اپنے ہی گھر کے کچن کا سارا سسٹم بھول گی ہے کونسی چیز کہاں رکھی ہے یاد ہی نہیں رہا تھا

اسنے زیمل کو آواز لگائی اور اس سے پوچھا

"ویسے آپی شادی ہے بعد بندے کو اتنا بھی پھوڑ نہیں ہونا چاہیے سویرہ اپی تو کچھ بھی نہیں بھولی"

"چپ کرو تم میری طبیعت خراب تھی اس لئے بھول گی ورنہ یہ سب مین اپنے ہی ہاتھوں سے سیٹ کر کے گی تھی" وہ اسے ڈانٹتی بولی

"بس رہنے دے آپی خیر آگے سوچے وہاں آسلام آباد میں کیسے اکیلے سارا گھر سنبھالے گی اپکو وہاں صفائی بھی کرنی ہو گی کھانا بھی بنانا ہو گا کپڑے بھی دھونے ہو گے پھر پریس بھی کرنے ہو گے سوچے کتنا کام ہو گا" زیمل اسے انگلیوں میں کام گنواتی بول رہی تھی

"میں اکیلے تھوڑی نا کروں گی نائل ہو گا وہ کرے گا نا ساتھ میں" خود کو تسلی دی

"ہاں نائل بھائی آفیس نہیں جائے گے نا آپکے ساتھ گھر کے کام کرے گے سوچے آپی سوچے کیا ہو گا آگے کتنا مزہ آئے گا جب آپ گھر کے سارے کام۔ کرے گی کاش میں دیکھ سکتی یہں امزہ آئے گا" وہ ابھی سے ہی خوش ہو رہی تھی

"دفاع ہو جاؤ یہاں سے" نیرہ نے کہا

"میں تو دفاع ہو رہی ہوں آپ اپنا سوچے" وہ پلیٹ سے بسکٹ اٹھاتی کہ کر بھاگی تھی

"نیرہ کا دماغ اب وہی اٹک گیا تھا خیر ہو جائے گا پہلے بھی تو کرتی تھیں ناخود کو تسلی دیتی وہ چاہے کپ۔ میں ڈال کر باہر لے آئی

آسلام آباد ایک نیا شہر ایک نیا سفر ایک نئی منزل

ایک نئے سفر میں ہمسفر وہی پرانا تھا مگر مخلص تھا

وہ لوگ اسلام آباد اچکے تھے یہ اپارٹمنٹ دو کمروں ٹی وی لاؤنج ایک چھوٹی سی بالکونی ولا تھا گھر چھوٹا تھا لیکن خواب بڑے تھے

گھر کو سجانا گھر کو چلانا بے شک ایک سلجھی عورت کے بس کا ہی کام تھا سلجھی ہوئی عورت ایک چھوٹے سے گھر کو بھی اپنی مہارت اور نفاست سے جنت بنا دیتی ہے اور ایک پھوڑ عورت محل کو بھی جہنم بنانے کی مہارت رکھتی ہے

"یہاں بہت محنت لگے گی نائل کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس فرنیچر کے "وہ بلکل خالی کمرے میں ایک بیڈ کو دیکھتی بولی

"ہو جائے گا سب تم پریشان نہین ہو "نائل نے اسے کہا

'ان شاءاللہ "نیرہ نے اسے دیکھتے ایک عزم سے کہا تھا

سفر کے سارے کانٹے برداشت کر لئے جاتے ہیں اگر ہمسفر مخلص ہو

کالج کا نیا دن نئی امید راستے طویل منزل قریب آج زیمل کے
پہلا دن تو بس ایک دوسرے کا تعارف کرنے کروانے میں گزر گیا تھا اور زیمل کے لئے سب سے خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ یہاں اسکی دوستوں میں سے کوئی بھی نہیں تھی

وہ خوش تھی کیونکہ وہ اسکی دوستیں نہیں تھی اگر دوستیں ہوتی تو اس غلط راستے کا مسافر نہیں بننے دیتی

وہ اب دوست بنانا بھی نہیں چاہتی تھی اسکا دوست صرف اسکا اللہ تھے جن کے سامنے انسو بے اختیار نکل جاتے تھے

کالج گھر کے قریب تھا اسی وجہ سے اسنے یہاں اڈمیشن لیا باقی اسے اس کالج سے کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن اس کالج کے پیچھے ہی لڑکوں کا کالج تھا بس اس چیز سے اسے مسئلہ تھا اور سب سے بڑی مصیبت ان کے چھٹی کا ٹائم بھی ایک ہی تھا یہ چیز زیمل۔ کو زراہ پریشان کر رہی تھی

آج نیا دن تھا نیا یونیفارم تھا اور نئے شوز ہمیشہ کی طرح اسے سکول اور اب کالج کے یہ شوز اسے پہلے دن بہت تنگ کر رہے تھے ایسا نہیں تھا کہ وہ اسکے سائیز کے نہین تھے بس نئ ہونے کی وجہ سے اسے تنگ کر رہے تھے

ایک تو گھر چل کر جانا تھا اوپر سے گرمی اور پاؤں میں شوز کی وجہ سے درد

اب تو درد اتنا بھر چکا تھا کہ زیمل سے چلنا مشکل ہو چکا تھا اس لئے وہ وہی فٹ پاتھ پر بیٹھ گی اسے بہت برا لگتا تھا روڈ کے درمیان بھی کھڑا ہونا لیکن آج اسے مجبوراً درد کی وجہ سے بیٹھنا پڑ۔ گیا

اسے آگے سے کالج کے لڑکے اور لڑکیاں جا رہے تھے لیکن کیسی نے بھی اس پر توجہ نہیں دی سوائے کالج کے دو لڑکوں نے جو کہ اسے شکل سے ہی آوارہ لگ رہے تھے اور ان کا دیکھنے کا انداز اس سے بھی زیادہ آوارہ تھا

زیمل وہاں سے اٹھ کر چلنے لگی تو ان میں سے ایک آگے بھر کر اسے پاس آیا

"کیا ہوا ہے اپکو؟؟" نہایت ہی تمہز سے پوچھا

زیمل اسے بغیر کوئی جواب دیے آگے بھر آئی لیکن وہ دونوں اب اسکے پیچھے پیچھے آ رہے تھے

"ارے بتائی۔ تو سہی کیا ہوا شاہد ہم آپکی مدد کر لے ویسے بھی ہم اس کالج میں فری سروس دیتے ہیں"

"میں بھی فری میں لفنگوں کو ان کی اوقات دیکھانے کی سروس دیتی ہوں لے گے" زیمل نے تپ کر کہا

"ضرور جی ضرور آپ ہمارے مرشد ہم آپکے مرید" دوسرے لڑکے نے انتہائی گھٹیا لہجے میں کہا

"دفاع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ ایسے لگاوں گی کہ سات نسلیں یاد رکھیں گی تم لوگوں کی جاہل" وہ انہیں کہتی اب اپنے قدم کی رفتار تیز کر چکی تھی

"ارے آرام سے چلے نا" اسی لڑکے نے کہا کیونکہ زیمل کے سپیڈ تقریباً بھاگنے والی تھی

اب زیمل اک جگہ رکی اور ان دونوں کی طرف دیکھا وہ ابھی انہیں کچھ سنانے لگی تھی کہ اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی

"کیا کر رہے ہو تم دونوں یہ"؟ بھاری مردانہ آواز اسے اپنے پیچھے سے سنائی دی وہ دونوں لڑکے ایک دوسرے کو دیکھتے گھبرا کر زیمل کو وہی چھوڑ کر آگے آئے

"ارے زارون تم آگے؟؟" زیمل کی سائیڈ سے گزرتے ایک لڑکے نے کہا

"تم لوگ مجھے وہاں بھیج کر یہ کر رہے ہو؟؟" وہ لڑکا اب پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے ان سے پوچھ رہا تھا

زیمل نے بس یہ آخری بات سنی اور آگے بھر گی

ایک لمحے کو دل چاہا کا وہ پیچھے مڑ کر اس وجہہ لہجے والے مرد کو دیکھے لیکن آگلے ہی لمحے وہ ان سب پر لعنت بھیجتی اپنے گھر کی طرف چل پڑی

"تم لوگ اس لڑکی کو چھیڑ رہے تھے؟؟" وہ اب ان کے ہاتھوں میں چپس کے پیکٹ پکڑاتا پوچھ رہا تھا

"استغفر اللہ زارون ہماری تو وہ بہینوں جیسی ہے ہم کیوں کیسے کو چھیڑے گے

"اس لڑکے نے جلدی سے کہا

"دیکھو بھائی میری بات کان کھول کر سن لو تم دونوں میرے ساتھ رہنا ہے تو لڑکیوں کے چکر میں نہیں پڑنا" وہ ان کو اپنی شہادت کی انگلی دیکھاتا کہ رہا تھا

"جی جی" دونوں نے یہ زبان ہو کر کہا

"میرے ساتھ دنیا کی ساری بیغیرتی کر لینا لیکن کیسی کی ماں بہن پر نظر نہیں رکھنی" وہ اب ان سے کہتا اں کے ساتھ آگے بھر گیا

گھر آکر زیمل نے شوز اتر کر زور سے بیڈ کے نیچے پھینکے

"یہ کیا بتمیزی ہے زیمل؟؟" عظمی بیگم نے اسکی اس حرکت پر ڈانٹا

"آپ جانتی ہیں ان کی وجہ آج کیا ہوا؟؟"

"کیاہواہے؟؟"انہوں نے پوچھا

زیمل کہتے کہتے رک گی"بھوک لگی ہے کھانے میں کیاہے؟؟"اس نے بات بدلی

"نمازپڑھ لوپہلے پھر کھانادیتی ہوں تمہیں"عظمی بیگم نے کہا

"یہ عجیب ہے پہلے نمازپڑھو پھر کھانا ملے گا"وہ منہ.ں.س بڑبڑاتی بیڈ سے اٹھی

"کیاہواہے کیوں کالج کے پہلے دن ہی غصہ ہورہی ہو لڑائی ہوئی ہے کیسی سے ؟؟"شگفتہ بیگم نے پوچھا

"نہیں چچی کچھ بھی نہیں ہوا"وہ ان سے کہتی واشروم چلی گی

یہ توپتا تھا کہ اسکی ماں نے کیسی بھی صورت نماز سے پہلے کھانا نہیں دینا تھا تو۔ فالتو میں منتیں کرنے سے بہتر تھا کہ نمازپڑھ لے کیونکہ پچھلے دس سال میں جب بھی سکول سے آتی پہلے نمازاور پھر کھانا یہ معمول ان چاروں کا بہینوں کا تھا

"کیاہواہے بھابی اسے اپنے ڈانٹا ہے؟؟"شگفتہ بیگم نے عظمی بیگم سے پوچھا

"میں کیوں ڈاں مٹوں گی اس بس شوز تنگ کر رہے تھے تو اس لیے منہ بنالیا ہے

"انہوں نے کہا

"تو تبدیل کروالائے نا"

"ارے تم نہیں جانتی اس کی عادت ہے ہر نئی چیز میں نقص نکالنا خود ہی عادت ہو جایے گی اور ویسے بھی پہلے دن نئے شوز تنگ کرتے ہیں اس کو بس بہانہ چاہیے منہ بنانے کا" عظمی بیگم اپنی اس صدی بیٹی کی فطرت سے واقف تھی ہمارے والدین کی یہی سب سے بڑی غلط فہمی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ ہمارے غصے کے پیچھے کا دکھ تک نہیں سمجھتے

رات کو وہ اپنے بیڈ پر لیٹی سونے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسے بار بار وہی بھاری مردانہ آواز اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی

" یااللہ کیا ہو گیا ہے مجھے میں کیوں فالتو میں سوچ رہی ہوں یہ "

اسکا ذہن ہی ایسا تھا جہاں الجھ جائے تو پھر سلجھنا مشکل ہو جاتا تھا

"ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی دوکاندار ہی ہو جو وہ سب دیکھ کر بول پڑا ہو ویسے بھی وہاں مارکیٹ تھی "خود سے کہا

"پلیز اللہ میں اپنے دو سال کیسی کی عادت میں ضائع کر چکی ہوں سب مزید ایک لمحہ بھی نہیں کرنا چاہتی

وہ اللہ سے باتیں کرتے جب سو گی اسے خبر ہی نا ہوئی

اسلام اباد کی اب وہوا نائل کو نہیں سوٹ کر رہی تھی اس لیے وہ یہاں اتے ساتھ ہی بیمار ہو چکا تھا

اس کا وجود اس وقت بخار میں تپ رہا تھا

"لائٹ میں تم سے کب سے کہہ رہی ہوں کہ چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں" نیرہ یہ اس کی پیشانی کو چھوتے فکر مندی سے بول رہی تھی

"نہیں میں ٹھیک ہو جاؤں گا" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہیں نائن نے کہا

"ایسے کیسے ٹھیک ہو جاؤ چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں"

"نہیں میں اس وقت کہیں بھی جانے کی کنڈیشن میں نہیں ہوں تم پریشان نہیں ہو میں مرد ہوا تنی چھوٹی چھوٹی بیماریوں پر میں نہیں گھبراتا" وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولا

"مرد ہو تو درد نہیں ہوتا تم باتیں نہیں کرو چلو میرے ساتھ"

"تو میں کام کرو میرے لیے ایک بلیک کافی بنالو میں وہ پیتے ہی ٹھیک ہو جاؤں گا"

"ابلیک کافی تو نہیں ہے گھر پر" نیرہ نے جھجھکتے ہوئے کہا

"اچھا چائے تو ہے نا وہی بنالو"

"اوکے میں ابھی بنا کر لاتی ہوں" اسے کہتی کملے سے اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی

"بلیک افی سے چائے تک کا سفر" یہ کہتے نائل پھیکا سا مسکرایا

ابھی تو اور بھی بہت سی جگہوں کا سفر کرنا باقی تھا

صبح کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور اسلام اباد کی صبح تو ویسے ہی اتنی دلکش ہوتی ہے کہ کوئی بھی اس کی اس کی خوبصورتی میں کھو جائیں

نائل کارڈافس کا پہلا دن تھا اور شیشے کا سامنے کھڑا اپنے ٹائی سیٹ کر رہا تھا ساری رات وہ بخار کی وجہ سے سو نہیں سنکل سوا اس ویڈیو سے اس کی انکھیں لال ہو رہی تھی

نائل اجاؤ ناشتہ کر لو دروازے پہ کھڑے ہو کر نیرہ نے اس سے کہا اور اس کی تیاری دیکھ کر وہیں رک گئی

اسے اوپر سے نیچے تک تیار دیکھ کر نیرہ یہ بولے بغیر نہ رہ سکے
یہاں کسی کو نہیں پتہ ہوں کہ تم شادی شدہ ہو اور تمہاری ایک حسین وذہین بیوی ہے اس لیے اتنی لشکارے مارنے سے پہلے اپنے کولیگز کو یہ خبر سنا دینا تمہاری ایک بیوی بھی ہے
بات تو اس کی ٹھیک تھی کیونکہ وہاں سب جانتے تھے کہ وہ شاہ ج لیکن یہاں کسی کو نہیں پتہ تھا
اس کی بات سن کر نائم مس کر رہا ہے تو میری خوبصورتی سے جیلس ہونا کب چھوڑو گی اس کے قریب اتا ہے اس کے کندھوں کو نرمی سے پکڑتا ہے بولو

کہاں ہے خوبصورتی مجھے تو نظر نہیں ارہی نیرہ ارد گرد نظر گھماتے کہہ رہی تھی

ابھی لیٹ ہو جاؤں گا شام کو تفصیل سے بتاؤں گی کہاں ہے اس کے گال کو نرمی سے سے تھپکا تا ہوا بولا ناشتہ کرنے کے لیے کمرے سے باہر نکل گیا اسکے پیچھے ہی نیرہ بھی کمرے سے باہر آ کر اسکے ساتھ ناشتہ کرنے لگ گی

یہ ملک اور کالج میں اور دوسرا دن تو وہ کالج میں انٹر ہوئی تھی کہ اس کے پاس ایک لڑکی ہے جو عبائے میں ملبوس تھی اور چہرہ بھی نقاب سے لگا ہوا تھا

"السلام علیکم جی اپ بتا سکتے ہیں کہ فرسٹ ایئر کی ایف اے کی کلاسز کہاں ہیں؟؟"اس لڑکی نے زمل سے پوچھا
"وعلیکم السلام کی چلیں میں اپکو بتا دیتی ہوں" سمل نے کہا اور وہ لڑکی اب زمل کے ساتھ کوریڈور میں چل رہی تھی

وہ دونوں اپنی مطلب کلاس میں پہنچ جائے کہ ذمہ نے اپنا بیگ دوسری نشست پر رکھا اور اس کے پیچھے یوز لڑکی نے بھی اپنا بیگ رکھا تھا

اپ کل ائی تھی کیا؟؟ وہ لڑکی اپنا عبایا اتارتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی

جی زیمل نے صرف اتنا ہی کہا

"میڈم نے کیا کروایا تھا؟؟"

"کچھ بھی نہیں بس اس پر وٹیکشن ہی ہوا تھا" زیمل نے اسے بتایا

کچھ دیر بعد ان کی کلاس میں ٹیچر اگئی اور سب نئے آئے بچوں سے ان کا نام پوچھنے لگے

زمل کے پیچھے بیٹھی اس لڑکی نے بھی کھڑے ہو کر ٹیچر کو اپنا نام بتایا

میرا نام "نمرہ شاہد" ہے اس لڑکے کے لہجے میں اعتماد تھا کار تھا یہ بات زمل نے بخوبی نوٹس کی تھی

اس کی اواز سن کر زمل نے اس کی جانب دیکھا اور سر جھٹک کر واپس سے اپنی کتاب پر نظر جمالی

سمل کی دل کی دھڑکن یکم تیز ہوں گے وہ اس اواز کے سحر میں کھو چکی تھی
یہ اواز یہ لہجہ تھا ہی اتنا میٹھا پر وکا کہ ہر کو اس میں کھو جاتا
"نمرہ شاہد ایک نئی کہانی"

کچن میں کھڑی وہ رات کا کھانا تیار کر رہی تھی
بالوں کا رف سا جوڑا بنائے سر پر دوپٹہ رکھے وہ ساتھ ساتھ سالن کے مصالحے میں چمچ ہلا رہی تھی اور ساتھ ہی پاس رکھی سبزی کاٹ رہی تھی

اچانک اسکی نظر سنک پر رکھے برتنوں پر پڑی
"آف ابھی ان کے ساتھ بھی نمٹنہ ہے" وہ خود سے بولی

اس وقت وہ وہی ایک مشرقی عورت بنی ہوئی تھی جو گھر کے کام کرتی ہیں شوہر کے گھر آنے سے پہلے ہی گھر صاف کرتی ہیں کھانا بناتی ہیں

"امی مجھ سے نہیں ہوتے گھر کے یہ کام"

"ہاں اگلے تمہیں بیڈ پر بیٹھ کر کھانا پیش کرے گے نا جو تم سے گھر کے کام نہیں ہوتے"

"افف امی آپ کیوں اگلے گھر پہنچ جاتی ہیں نیرہ کبھی بھی یہ کام نا کرے"
تین سال پہلے کہ اپنے ہی کہے لفظوں پر وہ سر جھٹک کر مسکرائی
کیا سوچا تھا کیا ہو رہا تھا؟؟ یہ گھر داری یہ برتن دھونا یہ سب تو نہیں سوچا تھا

انسان کو بڑے بڑے بول نہیں بولنے چاہیے کیونکہ قسمت سے ہم سب
ناواقف ہیں اور یہ قسمت کب کہاں اور کس کو کہاں لے جائے کچھ خبر نہیں
خواب صرف دیکھے جاتے ہیں اگر خواب سب کو بتانے کے لئے ہوتے تو اللہ
سب کے سامنے انہیں دیکھاتا یہ خواب راز ہوتے ہیں اور رازوں کو اپنے تک ہی
رکھتے ہیں
اگر آپ وکیل بننا چاہتے ہیں تو یہ خواب اپنے تک رکھے ہر کیسی کو نا بتائیں

وقت گزر رہا تھا اور زیمل کے لئے کالج دن بدن ایک خوبصورت جگہ بن چکی
تھی کیونکہ یہاں سننے کے لئے اسکے پاس کوئی تھا
نمرہ سے اسکی دوستی دو دن میں ہی ہو گی تھی وجہ ایک تھی زیمل کی طرح نمرہ
بھی چنچل سی تھی لیکن صرف اپنوں کے لئے

"زیمل تمہیں پتا ہے نیکسٹ منتھ کیا ہے؟؟"نمرہ نے اس سے پوچھا

"نیکسٹ منتھ کیا ہے؟؟کوئی پیپرز تو نہیں نا جلدی بتاؤں ہارٹ اٹیک اجائے گا
"

"ارے نہیں میری برتھ ڈے ہے"

"اواچھا مجھے یاد ہے"زیمل نے کہا

"کیا تمہارے گھر والے فرینڈز۔کے گھر جانا الاؤ کرتے ہیں مطلب اگر میں تمہیں اپنے برتھ ڈے پارٹی پر بلاؤں تو اوں گی تم؟؟"نمرہ نے کہا

"پتا نہیں میں کبھی کیسی فرئینڈ کے گھر نہیں گی"اسنے کندھے اچکاتے

"اوکے تم میرے گھر آنا پلیز اور سب سے اچھی بات بتاؤں میری پارٹی میں جسٹ میری کلوز کزنز اور فرئینڈز۔میں تو تم ہی ہو صرف تو آجانا پلیز"

"اچھا نیکسٹ منتھ آئے گا تو دیکھا جائے گا ابھی بریک کے بعد ٹیسٹ ہے وہ روائس کرو" زیمل نے اسے کہا لیکن اتنا تو پتا تھا کہ ابو کبھی نہیں مانے گے لیکن وہ اس طرح فورا اسے انکار نہیں کرنا چاہتی تھی

آج پاکیزہ اور احمد کی شادی تھی برائیڈل روم میں پاکیزہ سے اسکی رضامندی پوچھ جا رہی تھی

بچپن سے اب تک باپ سے ڈرتے آنا؛ تائی کی باتیں سننا؛ پہلی محبت ہونا پھر وہ نا ملنا؛ دوستوں کا چھوڑ جانا؛ ایک منگنی ہو کر ٹوٹ جانا اور اب بغیر مرضی کے یہ شادی ہونا اب تک تو کہی بھی اسکی مرضی نہیں پوچھ گی تو اب کیوں پوچھ جا رہی تھی

کر دے جس مرضی کے نام اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا

وہ دل میں سوچتی نکاح نامے پر سائن کر رہی تھی اسکے آنکھ سے ایک انسو بھی نہیں نکل رہا تھا اور نا ہی ہاتھ کانپے تھے

جن کے ساتھ زندگی ہمیشہ برا کرے انہیں پھر کوئی انہونی نہیں ہوتی

سٹیج پر اسکے ساتھ بیٹھی وہ دونوں کافی اچھے لگ رہے تھے ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے لیکن ایک کا دل ہر احساس سے آڑی تھا اور ایک اپنی محبت کو پا کر بھی خالی ہاتھ رہے گیا تھا

احمد نے پاکیزہ کے چہرے پر سختی دیکھ لی تھی وہاں کہی بھی محبت نہیں تھی

محبوب تو مل گیا تھا لیکن محبوب کی محنت نہیں ملی تھی

یہ یکطرفہ محبت کی یہی تو ظلم ہے کہ اگر محبوب مل بھی جائے تو محبوب کی محبت نہیں ملتی

رخصتی کے وقت بھی وہ بلکل بھی نہیں روئی ایسے جیسے وہ کہی باہر تک جا رہی ہے اور واپس آجائے گی

لیکن اب دل ڈوب رہا تھا جب اسنے اپنی امی کو دیکھا تھا جو دوپٹے کے پہلو سے
اپنے انسو صاف کر رہی تھی

اسکی ماں سے زیادہ صبر کرنی والی کوئی عورت نہیں
وہ انہیں دیکھتے ہی بہت بری طرح سے رو رہی تھی

ان کے گلے لگاتی وہ روتی جا رہی تھی اور پھر وہ عائشہ سے ملی

لیکن جب باپ کی باری آئی تو دل واپس سے سخت ہو چکا تھا بیٹیوں کو باپ سے
کبھی نفرت نہیں ہو سکتی پاکیزہ کو بھی نفرت نہیں تھی بس ماں ٹوٹا تھا

احمد نے اسکا ہاتھ تھاما ایک لمحے کو پاکیزہ کا دل دھڑکا تھا اور اج سے پہلے دل۔اس
طرح کبھی نہیں دھڑکا تھا

پہلی بار جب ایک مرد سب کے سامنے اپنی عورت کا ہاتھ تھام کر اسے تسلی دے اور وہ بھی ایک ایسی عورت کو جس نے آج تک مرد کے نام پر رعب ہی سہا تھا

عورت کی عزت کرنا اسے اعتماد دلانا اس سے محبت کرنے سے کئی زیادہ بہتر ہے مرد اگر محنت نا بھی کرے اور صرف عزت ہی کرے تب بھی زندگی گزاری جاسکتی ہے لیکن وہاں زندگی نہین گزاری جاسکتی جہاں محبت تو ہو لیکن عزت نا ہو

محبت عزت ہے

نائل احمد کی شادی میں شرکت کرنا چاہتا تھا لیکن نئی جاب ہونے کی وجہ سے اسے چھٹی نہیں مل سکی تھی اس کی مجبوری سمجھتے احمد نے بھی اس سے ناراض ہونے کے بجائے اسکی مجبوری کو سمجھا

ایسے لوگ بہت کم ملتے ہیں جو دوسروں کی مجبوریاں سمجھے

وہ بیاہ کر اپنے ماموں کے گھر ہی آئی تھی جہاں نا کوئی نند تھی اور نا ہی دیور جیٹھ
احمد اکلوتا بیٹا تھا اصغر صاحب کا

احمد کمرے میں آیا تو اس وقت پاکیزہ اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی اسے لگا وہ تو سو چکی
ہو گی یا کماز کم اسکے چینج کر لیا ہو گا لیکن اس ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا

احمد چلتا ہوا اسکے پاس آیا اج پہلی بار وہ نظر بھر کر اسے دیکھ رہا تھا
اسکے اس طرح دیکھنے پر پاکیزہ کو الجھن ہوئی اسنے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا
پہلی بار پاکیزہ کا دل احمد کے لئے ایک لمحے کو رک گیا تھا
لیکن اگلے ہی لمحے اسنے نظریں جھکا لی
"احمد اسکے پاس بیٹھا اسے دیکھتے وہ نا جانے کیا سوچ کر مسکرایا
"اچھی لگ رہی ہو" احمد نے کہا
دوسری طرف جیسے کیسی نے سنا ہی نہیں تھا

گہری خاموشی چھاگی تھی نااحمد کو سمجھ آئی وہ کیا بات کرے اور ناہی پاکیزہ اس وقت اس سے بات کرنے کے موڈ میں تھی

"تم مجھ سے اتنی خفا کیوں ہو پاکیزہ میری کیا غلطی ہے؟؟" تھک ہار کر احمد نے اس سے پوچھا

"لیکن پاکیزہ ابھی بھی خاموش تھی

"میں تمہیں پسند کرتا تھا بچپن میں میں عید سے زیادہ تمہارا انتظار کرتا تھا کہ کب عید آئی گی اور تم ہمارے گھر آوں گی سکول سے کالج اور کالج سے یعنی تک صرف تم۔ہی وہ واحد لڑکی رہی جو میرے دل و دماغ پر چھائی رہتی تھی اگر میں غلطی سے کیسی دوسری لڑکی کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی لیتا تو تم فورا یاد آجاتی مجھے جب پتا چلا کہ تمہاری منگنی ہو گی ہے تو وہ دن میرے لئے قیامت سے کم نہیں تھا مجھے لگا کہ میرے جینے کا مقصد ختم ہو چکا ہے لیکن جب یہ پتا چلا کہ کس سے ہوئی

ہے تواس وقت میں واقعی مرنا چاہتا تھا اسکے بعد جو ہوا وہ تم اچھے سے جانتی منگنی کے دوران بھی تم مجھ سے بھاگتی رہی لیکن اب جب میری بیوی بن کر میرے گھر پر موجود ہو اب تو یہ چھوڑ دو اب تو ساری زندگی ساتھ رہنا کیا ساری زندگی اسی طرح مجھ سے بھاگتی رہو گی کیا ساری زندگی میں تمہارے لئے ایک فضول شخص کی حثیت سے رہوں گا؟؟؟" وہ واقعی سب تھک چکا تھا پاکیزہ کی نفرت سے

"پاکیزہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن خاموش ہو گی اور واپس نظریں جھکا لی

"تم نے جو کہنا ہے مجھ سے کہو پاکیزہ لیکن پلیز یوں خاموش مت رہو"

"میں جو کہوں گی وہ تم سن لو گے ؟؟" اسنے پوچھا

"میں نے محبوب کے منہ سے اپنے لئے مرنے کی دعائیں سنی ہیں میں اب کچھ بھی سن سکتا ہوں" وہ کہتا مسکرایا آسکی یہ عادت تھی وہ غم چھپانے کے لئے مسکرا دیتا تھا

"تو پھر سنو مجھے مرد ذات سے نفرت ہے مجھے تم سے نفرت ہے مجھے اس دنیا میں موجود سب مردوں سے نفرت ہے"

"کیوں نفرت ہے؟؟" احمد نے پوچھا

"کیونکہ تم مرد محافظ نہیں ہوتے تم مرد اللہ کے دیئے اونچے مقام۔ کی وجہ سے خود خدا ماننے لگتے ہو تم۔ مرد چاہتے ہو کہ تم سے جڑی عورت تم لوگوں کی غلام بن جائے"

"تم نے مرد کا غصہ دیکھا ہے پاکیزہ کیا تم نے کبھی مرد کی محبت دیکھی ہے؟؟؟"

" مرد کا محبت سے کوئی واسطہ نہیں" پاکیزہ نے کہا

"کیا واقعی مرد کا محبت سے کوئی واسطہ نہیں؟؟ کیا تم جانتی ہو مرد غصہ کے علاؤہ کیا کچھ کرتا ہے"

"کیا کرتا ہے مجھے تو کچھ نظر نہیں آیا اج تک؟"

"پاکیزہ تم ایک مرد کی وجہ سے تمام مردوں کو برا نہیں کہ سکتی تم بھول گی مردوں کی نبوت کو تم بھول گی مردوں کی قربانیوں کو جو انہوں نے اسلام کی خاطر دی تھی جو انہوں نے اسلام کی عورتوں کی عزت کی خاطر دی تھی تم بھول گی ان مردوں کو جو قوم کی حفاظت کی خاطر اپنے سینوں میں گولیاں کھاتے ہیں تمہیں نہیں پتا کہ ایک ریڑھی لگانے والا مزدور کتنی محنت سے حق حلال کما کر اپنے گھر والو کے لئے کماتا ہے" احمد نے اسے بتایا

"پہلی بار پاکیزہ کو محسوس ہوا کہ وہ سیریس بھی ہوتا ہے"

"اگر تمہیں ایک مرد سے نفرت ہے تو تم سب مردوں سے نفرت نہیں کر سکتی تمہیں اگر گھر سے مرد کی محبت نہیں ملی تو لازمی نہیں کہ اب کبھی تمہیں کبھی مرد کی محبت نہیں ملے گی تمہیں باپ کی شفقت نہیں ملی تو ضروری نہیں کہ شوہر کی محبت بھی نا ملے یہ بھی تو ہو سکتا ہے نا کہ ایک شوہر کی محبت تمام محنتوں کے لئے کافی ہو"؟

پاکیزہ نے اسے دیکھا "تم جو بھی کہا لو مجھے کوئی اثر نہیں ہو گا"

"کیا تم کبھی کوشش بھی نہیں کرو گی مجھ سے محبت کرنے کی؟؟"

"محبت کوئی کام نہیں ہے جس کی کوشش کرو یہ ایک جذبہ ہے اور یہ جذبہ جاگنے میں ایک لمحہ لگتا ہے اور مرنے میں صدیاں بیت جاتی ہیں"

"اس وقت تم مجھے شوہر کے رشتے کو سائیڈ پر رکھو اور بتاؤں کیوں بیزار ہو ؟؟"احمد کا لہجہ اب پہلے کی طرح نرم تھا

"اگر شوہر کے رشتے کو سائیڈ پر رکھا تو میں اس وقت دولہن بن کر تمہارے گھر کیا کر رہی ہوں ؟"

"اسکی بات سن کر وہ بے اختیار ہی ہنسا پڑا" میں اس لئے کہ رہا ہوں کہ میں شوہر بن کر تمہارے دل کا حال جان کر تمہیں جج نہیں کروں گا اور بس تمہیں سنوں گا تم مجھے بتاؤں پاکیزہ یہاں کچھ تم اپنے اندر رکھ کر بیٹھی ہو"
"مجھے کوئی نہیں سمجھ سکتا احمد اس۔لئے میں کیسی کو کچھ نہیں سناتی"

"میں سنوں گا میں سمجھوں گا تم مجھے بتاؤ پاکیزہ" اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اسنے اسے یقین دلانا چاہ

"تم بھی نہیں سمجھو گے مجھے آج تک کوئی نہیں سمجھ سکا آج تک سب نے مجھے جج ہی کیا ہے میرا کفرٹ زون کوئی بھی نہیں رہا" اب اسکی آنکھیں بھیگتی جا رہی تھی

"تم مجھے موقع تو دو اگر ایک بار فیل ہو گیا تو پھر کبھی مت دینا مجھے موقع مگر ایک چانس تو دو" پاکیزہ کا ہاتھ ابھی بھی اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہ اسے دباؤ ڈالتا کہ رہا تھا

"میں بیزار نہیں ہوں احمد میں بس غمگیں ہوں مجھے آج تک میری ہی زندگی میں من چاہ کچھ بھی نہیں ملا میرے پاس کچھ نہیں ہے نا اعتماد کا محبت نا دوست نا یادیں کچھ بھی نہیں میرے پاس بچپن بھی نہیں ہے میرے پاس گزرے وقت کی کوئی یاد نہیں میرے پاس جینے کی کوئی وجہ نہیں ہے میرے پاس صرف محرومیاں ہیں تم نہیں سمجھو گے میرا دکھ کیونکہ تمہارے پاس سب کچھ ہے

تمہارے پاس پیار ہے گھر کا سکون ہے دوست کی یادیں ہیں اور اب محبت بھی ہے میرے پاس ان میں سے ایک بھی نہیں" وہ کہتے اب باقاعدہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"اگر میری بیوی کے پاس یہ سب نہیں تو میرے پاس بھی ہونے کا کوئی فائیدہ نہیں پاکیزہ تمہارے ماضی میں محرومیاں تھی لیکن حال اور مستقبل نہیں تمہارے لئے تمہارے شوہر کی محبت کر محرومی کا بدلہ ہو گی میرا یقین کرو میں تمہیں سنوں گا بھی تمہیں سمجھوں گا بھی میرے ہوتے تو تمہاری ڈائیری کے صفحوں پر کبھی انسو نہیں گرے گے"

اسکی آخری بات پر پاکیزہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ ڈائری لکھتی تھی یہ بات وہ کیسے جانتا تھا

جب انسان کچھ کہا نہیں سکتا تو تب وہ لکھنا شروع کر دیتا ہے

"تمہارے سارے شوق تمہاری ساری خوشیاں میرے ذمہ داری ہے اب رونا بند کرو اب شادی کی پہلی رات بھی کوئی روتا ہے؟؟" وہ اسکے انسو صاف کرتا بولا

پاکیزہ خاموش ہو گی شاید اب کچھ بولنا بچا ہی نہیں تھا

"تم جیسا کہو ویسا ہی ہو گا پاکیزہ میرے لئے تمہاری مرضی میری محبت سے بھی زیادہ ضروری ہے"

احمد نے اسے کہا اور وہ خود چینج کرنے چلا گیا

پاکیزہ کے لئے آج فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ خود کو خوش قسمت سمجھے یا نہیں کیونکہ جو لڑکی بچپن سے آج تک بس خاموشی سے سب کچھ کھوتی آئی تھی آج اچانک سے کچھ پانے کے احساس نے اسے پریشان کر دیا تھا

"کیا ہوا ہے نائل کیوں پریشاں ہو آفیس میں کوئی بات ہوئی ہے ؟" کھانا کھاتے نیرہ نے اس سے پوچھا جو جب سے آفیس سے آیا تھا پریشان سا تھا

"نہیں کوئی بات نہیں ہے بس سر میں درد ہے" نائل نے کہا

"کھانا کھالو میں دبا دیتی ہوں" نیرہ نے کہا

کھانا کھانے کے بعد نائل کمرے میں چلا گیا اور نیرہ کچن میں چائے بنانے اگی چائے بنا کر وہ نائل کے لئے کمرے میں ہی لے آئی

"او میں تمہارا سر دبا دوں" نیرہ نے اسے کہا

"نہیں اب میں ٹھیک ہوں اور تمہارے ہاتھ کی چائے پی کر بلکل ٹھیک ہو جاؤں گا" اسنے مسکرا کر کہا

"کیوں پریشاں ہو؟؟" آسکی جھوٹی مسکراہٹ کو نظرانداز کرتی نیرہ نے پوچھا

"کیا نہیں ہونا چاہیے؟؟" نائل نے پوچھا

"کیوں ہونا چاہیے تمہیں پریشان وجہ؟؟"

"نیرہ میرے پاس پریشان ہونے کے لئے ہزار وجہ ہیں میرے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے کوئی اپنا گھر ہے نا ہی اچھی جاب میں اس وقت ایک لوزر ہوں" وہ تھکے سے انداز میں بولا

"تمہارے ساتھ میں ہوں اور میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرے لئے میرا شوہر مخلص ہے تم لوزر نہیں ہو لوزر ہوں وہ مرد ہوتے ہیں جن سے ان کی گھر کی عورتیں تنگ ہوتی ہیں

کامیاب مرد تو ہر لڑکی چاہتی ہے لیکن میں اپنے شوہر کی کامیابی کے سفر کی ہمسفر بننا چاہتی ہوں"

"نائل اب خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا اسنے کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا

"ہمت مت ہارا کرو نائل تم جب ہمت ہارنے لگتے ہو تو مجھ ڈر لگتا ہے"

"ائم سوری نیرہ میں واقعی ہمت ہار جاتا ہوں لیکن آئیندہ نہیں ہو گا"

"نیرہ نے گردن اثبات میں ہلائی اور ساتھ ہی مسکرائی

"چائے ٹھنڈی ہو گی ہے میں گرم کر لاتی ہوں" وہ کہتی اٹھی ہی تھی کہ نائل نے کلائی سے پکڑ کر واپس بیٹھا دیا

"اٹس اوکے میں ٹھنڈی چائے ہی پی لوں گا" نائل نے کہا اور سائیڈ ٹیبل سے چائے کا کپ اٹھایا

کماز کم وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جو ٹھنڈی چائے ملنے پر عورت کو گالیاں سنائے

ایسے مرد واقعی نعمت ہوتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ عورت بھی ایک انساں ہے ان کی غلام نہیں

"ماما آپ میرے ساتھ اچھا نہیں کرتی وہ آپکا لاڈلا گدھے

گھوڑے بیچ کر دوپہر تک سوتا رہنا ہے اور مجھے آپ صبح صبح اٹھا دیتی ہیں ایک ہی تو دن ہوتا ہے چھٹی کا وہ بھی اچھی لڑکیوں کا لیکچر سن کر گزار جاتا ہے میرا" کچن میں کھڑی نمرہ اپنے حق کے لئے بول رہی تھی اور آملیٹ کے لیے انڈے بیٹھتی تسلیم بیگم اسے ایسے اگنور کر رہی تھی جیسے وہ امتحان میں مشکل سوال کو کرتی تھی

"دیکھنا اب میں بھی اس گدھے کو اٹھا کر ہی آؤں گی" ان کی خاموشی سے چڑتی وہ کچن سے نکل کر اب اپنے سے دو منٹ بڑے بھائی کے کمرے میں جا رہی تھی

نمرہ نے کمرے کا دروزہ کھولا تو وہ بیڈ پر اوندھے منہ پڑا خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا

"بیٹا تمہیں تو میں مزے سے سلاتی ہوں" وہ خود سے بڑبڑاتی سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ کو پہلے واشروم کے واش بیسن سے پانی بھرا

اور ابھی وہ اس پر انڈلنے ہی والی تھی کہ ہاتھ رک دیا

"نہیں نہیں اگر یہ گیلا ہوا تو ماما مجھ سے ہی واپس دھلوائے گی اور اس بہانے دس کپڑے اور دھونے پڑ جائے گے "اسنے سوچا اور جگ واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھا

"بھائی بھائی اٹھو دیکھو کیا ہوا ہے باہر اٹھو بھائی "اسے زور زور سے جھنجھوڑتی وہ بولی

"زارون جو مزے سے سو رہا تھا اس آفت کے آنے پر اچھل کر اٹھا"

"کیا ہے کیوں مری جا رہی ہو؟؟"اپنی آنکھیں ملتے وہ بولا

"ٹائم دیکھ رہے ہو کیا ہو رہا؟؟"نمرہ نے اسے کہا

"جو روز ہوتا ہے وہی ہو رہا ہو گا جاؤ سونے دو مجھے "وہ اسے کہتا واپس سے لیٹا

"اٹھتے ہو کے نہیں؟؟"

"کیا مصیبت ہے نہیں اٹھ رہا جاؤ یہاں سے آجاتی ہے صبح صبح دماغ کھانے" وہ منہ بنا کر کہتا بلیکٹ منہ پر رکھ چکا تھا

"اگر ابھی ہوتے نا یہاں میرے بابا پھر دیکھتی تم کیسے یہ کہتے اللہ جی اپنے کیوں میرے بابا کو اپنے پاس بلا لیا مجھے بھی اپنے پاس ہی بلا لے """ وہ اونچا اونچا کہتی کمرے سے باہر نکل گی

"ڈرامے باز نا ہو تو" اسکے باہر جانے کے بعد زارون نے منہ بلیکٹ سے باہر نکالا اور کہا

اب اسے اٹھنا ہی تھا کیونکہ وہ بات ہی اتنی بڑی کر کے چلی گی تھی وہ اٹھا اور فرش ہونے کے لئے واشروم چلا گیا

فرش ہونے کے بعد وہ کچن میں آیا جہاں سے پراٹھے بننے کی خوشبو سارے گھر میں پھیلی ہوئی تھی

"آسلام علیکم "زارون نے سلام دیا اور چیئر گھسیٹ کر اس پر بیٹھا

"ماما میں پراٹھا نہیں کھاتا ٹوس بنا دے مجھے "جگ سے پانی گلاس میں ڈالتے زارون نے کہا

"زارون تنگ نا کرو صبح سے میں تم لوگوں کے لئے قیمے والے پراٹھے بنانے کی تیاری کر رہی ہوں اور اب تم کہ رہے ہو کہ پراٹھا نہیں کھانا؟" تسلیم بیگم جو فجر سے ان کے لئے یہ سب محنت کر رہی تھی تپ کر بولی

"اچھا میں یہ بھی کھالوں گا لیکن آپ ٹوس بھی بنادے "ایموشنل بلیک میلنگ سے بچتا وہ مان گیا

"نمرہ اٹھو فریج سے بریڈ نکالو "تسلیم بیگم نے نمرہ سے کہا جو زارون کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھی تھی

"ہاں بس اس کی آپ ساری باتیں مان لیتی ہیں میں ہی بس ہوں جو اس کے سارے حکم مانوں "وہ کہتی فریج سے بریڈ نکال رہی تھی

"ماما اس سے پوچھے یہ ابھی میرے کمرے میں کیا بک کر آئی ہے "زارون نے بھی جلتی پر تیل ڈالا

"میں ے جوتا اتارنا ہے اور تم دونوں کے منہ سیک دینے ہیں جب سے بڑے ہوئے کو بتمیز ہو گے ہو تو تو میں میں یہ کوئی زبان ہے گھر میں بولنے والی یہی سب سیکھا ہے نا میں نے "ا

"ماما یہ جیسے اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ بولتا ہے اسی طرح گھر میں آ کے مجھ سے بھی بولتا ہے "اب جلتی پر تیل ڈالنے کی باری نمرہ کی تھی

"جاؤ جاؤ تمہارے دوست نہیں ہیں اس لیے میرے دوستوں سے جیلس ہوتی رہتی ہو "زارون نے کہا

"کیوں نہیں ہیں میری بھی دوست ہے اور وہ تمہارے دوستوں سے بہت اچھی ہے "

"ہاں دیکھی ہوئی ہے تمہاری دوست دس سال بعد ایک دوست بنائی ہو گی وہ بھی اپنی طرح ہی بتمیز" وہ بولا

"بکواس نہیں کرو میری دوست کے بارے میں کچھ "

"ماما دیکھ رہی ہیں کتنی بتمیزی سے یہ مجھ سے بات کر رہی ہے؟؟"

"دفاع ہو جاؤ دونوں یہاں سے میرا دماغ نا کھاوا ایک سے بھر کر ایک بتمیز سہی کہتے ہیں لوگ اولاد جب بڑی ہو جائے تو ساری تمیز تہذیب بھول جاتی ہے خود کو والدین سے بھی بڑا سمجھ لیتی ہے" وہ کہتی افسردہ ہو گی

زارون اور نمرہ نے ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جیسے کہ رہے ہو تمہاری وجہ سے ہوا ہے

"اچھاماماسوری آپ تو جانتی ہیں یہ خود مجھ سے پنگے لیتا ہے "نمرہ انہیں اپنے ساتھ لگاتی پیار کرتے بولی

"ہاں اور تم تو جیسے معصوم ہو وہ ایک بات سناتا ہے تم دس سناتی ہو مجال ہے جو میری اولاڈ میں صبر ہو جب تک بدلہ نہیں لے گے سکون نہیں آتا"

"اچھاماما میں اب اس سے کوئی مزاق ہی نہیں کروں گا اپنی باری یہ مجھے مار مار کر کہتی ہے مزاق میں مارا ہے اور جب میں مزاق میں کچھ بول بھی دو تو لڑنے پر آجاتی ہے آج سے میں اس سے بات ہی نہیں کرتا"اب زارون بھی انہیں پیار کرتا بولا

"کیوں تم دونوں کرتے رہتے ہو اگر آج میں مر گی تو کون تم لوگوں کو سنبھالے گا نا باپ ہے سر پر اور رشتے دار کتنے نیک ہیں یہ تم دونوں جانتے ہو پھر بھی میرا خون جلاتے ہو"ان کا لہجہ اب نرم ہوا تھا

"آئندہ نہیں کرتے پکا آپ پریشان نا ہو پلیز"

"دو اولادیں ہیں میری ان میں بھی اتفاق نہیں ہے رشتے دار تو مجھے تانے دے دے کر مار دے گے کہ اکیلی رہی اور کیسی تربیت کی ہے بچوں کی"

"ماما آپ ہمیں ڈانٹ لیں بلکہ مار بھی لے لیکن پلیز ان رشتے داروں کو بیچ میں نا لایا کرے" زارون نے کہا

جواباوہ خاموشی سے اپنا کام کرتی رہی

'اچھا نا ماما سوری اب مان جائے نا پلیز ززز" نمرہ نے کہا

"آئندہ نہیں لڑے گے ہم پکا" زارون نے کہا

"یہی سنتیں سنتیں تم لوگ سکول سے کالج تک آ گے "انہوں نے کہا

"بس اب پکا نہیں لڑے گے اب اگر یہ مجھے کچھ کہا بھی دے گی تو میں معاف کر دیا کروں گا" زارون نے کہا

"معاف اور میری اولاد کرے گی جب تک بدلہ نالو تم دونوں ایک دوسرے سے تو کھانا ہضم نہیں ہوتا"

"اب آپ غلط بات کر رہی ہیں اپنے ابھی تک کھانا دیا ہی نہیں ہضم کیسے ہو گا" ,زارون نے کہا

"بیٹیوں ادھر لگا رہی ہوں میں ناشتہ "ماں تھی فورا مان گی
یہ مائیں بھی کتنی معصوم اور نرم دل کی ہوتی ہیں زرا سی معافی پر مان جاتی ہیں

"زارون اب واپس چیئر پر بیٹھا" ہیلو تم کہاں چڑیل ماما کے ساتھ ناشتہ لگواو" نمرہ کو کرسی پ
گھسیٹ کر بیٹھا دیکھ کر زارون نے کہا

وہ بس اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر مسکرا کر ناشتہ لگانے لگ گی

"بدلہ لے لوں گی اسکا بھی" وہ دل میں سوچتی چپ ہو گی
دنیا سدھر سکتی ہے لیکن بہن بھائیوں کی لڑائی میں بدلہ لینے والی عادت نہیں چھوٹ سکتی تھی

وقت کا کام تھا گزرنا سو وہ گزر رہا تھا کیسی کے لئے مریم بن کر اور کیسی کے لئے آزمائش بن کر
وہ اپنے افیس کے روم میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ اچانک اسکا دل اکتا گیا

سر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں موندی آج نجانے کیوں گھر کی یاد آرہی تھی

مرد تھا تو کیا دل نہیں رکھتا تھا اسے بھی اس گھر کی بہت یاد آتی تھی جہاں اسنے آنکھ کھولی تھی جہاں بچپن کی یادیں تھی

کاش یہ پیسہ کا لالچ نا آتا تو یہ سب نا ہوتا

اسکی زندگی کا سب سے بڑا کاش یہی تھا کچھ دیر وہ یہی سب سوچتا رہا اور پھر سے کام میں لگ گیا

لنچ ٹائم پر وہ نیرہ کو کال کرتا تھا معمول کے مطابق اسنے نیرہ کو کال کر کے سب خیر خیریت معلوم کی اور آج اچانک ہی اسنے انسٹا گرام کا اپنا پرانا اکاؤنٹ لوگ ان کر لیا

آسلام آباد آنے سے پہلے وہ اپنے سارے سوشل اکاؤنٹس اور موبائل فون نمبر چینج کر چکا تھا

لیکن آج دل کو نجانے کیا سوجھی کہ وہ اپنا پرانا اکاؤنٹ لاگ ان کر کے سب کی چیٹس دیکھنے لگ گیا

اسنے کیسی کا میسج سین نہیں کیا بس یہ دیکھا کہ کس کس کو اسکی کمی محسوس ہوئی

وہاں ایک دو دستوں کے علاوہ کیسی کا کوئی میسج نہیں تھا

لیکن نائل نے اسکا بھی جواب نہیں دیا تھا دستوں کے علاوہ اسے صارم کے

اکاؤنٹ سے ایک وائس نوٹ تھا

پہلے تو اسکا دل چاہ کہ وہ نا کھولے لیکن ایک چاہت تھی ایک کشش تھی جو دل

میں کہی ابھی بھی تھی

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس وائس نوٹ کو ان کر کے اپنے کان سے لگا چکا تھا

"چاچو آپ کہاں چلے گے ہیں میں اپکو بہت مش کرتی ہوں اپکو پتا ہے آپکے

جانے کے بعد مجھے کوئی رائیڈ پر نہیں لے کر جاتا اور خالہ بھی اتنا زیادہ ہوم ورک

کرواتی ہیں اور ماما بھی ایش کریم نہیں کھانے دیتی اور بابا بھی سکول سے چھٹی

نہیں کرنے دیتے پلیز چاچو کم بیک آئی ریلی مش یو آپ واپس آجائیں پکا پرامس

اب مین آپکا تنگ نہیں کروں گی میں آپکا موبائل بھی نہیں یوز کروں گی آپ

اجائے واپس آپ کل اجائے واپس میں آپکاویٹ کروں گی کل "دومنٹ کاوائس نوٹ تھااور یہ دومنٹ نائل کے زندگی کے سب سے بڑے منٹ تھے

یہ میسج ایک ہفتہ پرانا تھااور ایک ہفتہ پہلے اشال اسکاانتظار کرتی رہی تھی کیا گزری ہو گی اسکے ننھے دل پر؟؟

وہ لنچ کر رہا تھایک دم ساری بھوک مر گی بس دل چاہ کہ وہ سب بھول جائے اور اپنی پھول سی بھتیجی کاٹوٹاہوامان کا بھرم رکھنے چلا جائے

وہ اشال کا یہی وائس نوٹ بار بار سن رہا تھااور ہر بار اسکادل ایک نئے انداز سے ٹوٹ رہا تھا

"کیا بات ہے نائل تم کیوں اتنے پریشان ہو؟؟"نیرہ نے اس سے پوچھا

"نہیں میں کیوں پریشان ہو گا جب میرے پاس اتنی اچھی بیوی ہے"

"جھوٹ مت بولو تم پریشان ہو"نیرہ نے اسے کہا

"پریشان تو ہوں لیکن مایوس نہیں ہوں"

"پریشان کیوں ہو؟؟؟"اسنے پوچھا

"وہ اب اپنے موبائل سے اشال کا وائس میسج اسے سنا رہا تھا
سارا میسج سننے کے بعد اب نیرہ کا دل بھی ڈوب سا گیا تھا

"نائل تم اشال سے مل او باقی سب کو چھوڑ دو اشال اور اپنی ماما سے مل او"نیرہ نے کہا

"میں کیسے مل او نیرہ اشال اور ماما اسی گھر میں ہیں جہاں سے نکلتے وقت میں نے عہد کیا تھا کہ آج کے بعد یہاں نہیں آؤں گا"

"تو کہی باہر مل لو لازمی نہیں وہی جاؤ"

"باہر کہاں؟؟"

"کیسی ریسٹورنٹ پر یہ کہی اور"

"اور یہ کون کرے گا؟؟"

"تم فروا سے کہو ناوہ سب صورتحال سے واقف ہے"

"میں اس معاملے میں فروا کو نہیں گھسیٹنا چاہتا" نائل نے کہا

"گھسیٹنے کی کیا بات ہے نائل؟؟ تم بس اسے کہو کہ وہ مدد کے بس"

"سوچتا ہوں" اسنے ٹال دیا

"سوچو نہیں عمل کرو نائل میں تمہیں یوں پریشان نہین دیکھ سکتی"

"اچھا اب نہیں ہوں میں پریشان تم سٹریس مت لو یہ بتاؤ کیا کیا آج تم نے ؟؟" وہ اسکا دھیان بٹانے کے لیے بولا

"کیا بس وہی گھر کے روز کے کام میں سوچ رہی ہوں نائل کوئی جاب کروں ٹیچنگ میرے لئے بیسٹ آپشن ہے گھر میں رہے کر میں بور ہوتی رہتی ہوں بچوں کے ساتھ دل بہل جائے گا" نیرہ نے کہا

"دوسروں کے بچوں سے دل بہلانے سے اچھا نہیں ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ بہلاؤں" نائل مسکرایا

"بدتمیزی مت کرو نائل میں سیریس ہوں" نیرہ اس وقت واقعی سیریس تھی

"اچھامزاق کر رہا تھافلحال تم جاب وغیرہ کو چھوڑو بس دعا کرو کہ ہماری کمپنی کا ایک پروجیکٹ تھا جسے میں ہی ڈیل کر رہا ہوں اگر وہ کامیاب ہو گیا تو میری پروموشن ہوئے گی جب تک تم اپنے لئے کوئی اچھی یونی سوچو" اسکے کندھے کے گرد بازوؤں پھیلاتے نائل نے کہا

"یونی کیوں؟؟"""

"یونی کیوں جاتے ہیں نیرہ؟؟" اسکے سوال پر نائل نے ہی سوال کر لیا

"چھاڑو لگانے جاتے ہیں ظاہرہ پڑھنے اور پڑھانے جاتے ہیں۔اور میری عمر نا پڑھنے کی ہے اور نا ہی تجربہ پڑھائی کا پھر میں کیوں جاؤں یونی"

"کس نے کہا کہ تمہاری عمر نہیں ہے پڑھنے کی؟؟" نائل نے پوچھا

"میں نے خود کہا ہے"

"تم نے کبھی کچھ سہی کہا ہے؟؟ نہیں نا اس لئے ابھی بھی غلط ہی کہہ رہی ہو"

"میں نا اب یونی جانا ہے اور نا ہی پڑھنا ہے میرا دل نہیں کرتا اب کچھ بھی کرنے کو"

"میں نے تو تم سے مشورہ نہیں مانگا تم یونی جاؤں گی بلکہ یاد آیا تم نے مجھ سے ایک بار کہا تھا کہ تمہیں وکیل بننا ہے رائٹ؟؟" نائل کو فورا اسکی بات یاد آئی

"ایک وقت تھا جب شوق تھا جنون تھا اب نہیں رہا"

"آپکا شوق اور جنون واپس آجایئے گا بس بیٹا تم تیاری پکڑو پروموشن تو میری ہو جایے گی آگے کا پروسس بھی میں پتا کرواتا ہوں" نائل کے ارادے پکے تھے

"مت کرو نائل کوئی فائیدہ نہیں ہے فلحال گھر پر توجہ دینی چاہیے یہاں کا فرنیچر یہاں کی چیزیں زیادہ ضروری ہیں میرے شوق نہیں"

"تمہارے لئے تامعے شوق نہیں ضروری پر میرے لئے تمہاری شوق پورے کرنا فرض ہے"

"گھر کی ضرورتیں پوری کرنی چاہیے نائل لوگ شوق نہیں دیکھتے گھر دیکھتے ہیں
"

"لوگ میرا گھر نا ہی دیکھے تو بہتر ہے اور ویسے بھی گھر کی ضرورتیں پوری کرنا میری ذمہ داری ہے"

"اچھا جب وقت آئے گا دیکھا جائے گا فلحال مجھے اس ٹاپک پر بات نہیں کرنی میں واپس ماضی کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتی"

"اچھا ٹھیک ہے میڈم ٹھیک ہے تم چائے تو پلا دو مجھے"

"میں تمہیں چائے بنانے والی لگتی ہوں جو ڈھانپے پر چائے بناتی ہے ہر بار میں ہی چائے کیوں بناؤں آج تم بناو اور مجھے بھی بنا کر دو" افیس سے آکر نائل کوئی چار بار چائے پیتا تھا اور چاروں بار ہی وہ تازہ بھی چائے پیتا تھا اور نیرہ بس چائے بناتی ہیں رہے جاتی

"اچھا ایسی بات ہے" نائل اسے دیکھتے بولا

"جی بلکل ایسی ہی بات ہے"

"چلو اٹھو آج میں تمہیں اسی چائے بنا کر دوں گا کہ یاد رکھو گی ہمیشہ "اسکا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتا وہ کہ رہا تھا

"دیکھتے ہیں "نیرہ نے کہا

کچن میں آتے نائل ایک منٹ کے لئے رک کر سارے کچن میں نظریں گھما کر کچن کا معائنہ کر رہا تھا

اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ سٹارٹ کہاں سے کرتے ہیں

"اچھا تو چائے بناتے ہیں "کبین سے پتیلی نکالتے وہ کہ رہا تھا

نیرہ شلف سے ٹیک لگائیں بلکل خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی

پتلی کو چولہے پر چڑھا کر وہ اب چولہا ان کر چکا تھا

اب وہ ارد گرد نظریں گھما کر کچھ ڈھونڈ رہا تھا

"کیا چاہیے؟" نیرہ نے اسے پوچھا

"چائے میں ڈالنے والا پانی"

"یہ پچھلی گلی میں جو نکر والی دوکان ہے وہاں سے ملتا ہے" نیرہ نے کہا

"مجھے پتا ہے پانی کا زیادہ نا بنو" اسکی بات سن کر وہ جگہ سے ہی پانی اس گرم پتلی میں ڈال رہا تھا جس پر پانی کے قطرے اچھل کر باہر آئے

"پاگل ہو"نیرہ نے پوچھا

"یہ ہوا کیا ہے؟؟"وہ خود حیراں تھا آخر یہ ہوا کیا تھا اسکے ساتھ

"تمہیں نہیں پتا کہ گرم برتن میں پانی ڈالنے سے کیا ہوتا"

"ٹیچر نا بنو مجھے پتا ہے کیا ہوتا ہے"وہ اب پھر اسے سناتا کبین سے چینی پتی نکال رہا تھا

"دودھ کہاں ہے؟؟"نائل نے پوچھا

"بھینس کے پاس"الٹا جواب دینا نیرہ کی فطرت تھا

"نیرہ دیکھو تم نہیں چاہتی کہ میں ایک اچھی سی چائے بناوں؟؟"

"فریج میں پڑا ہے دودھ"

"نائل نے فریج سے دودھ بھی نکالا اور شلف پر رکھا اور اب وہ نیرہ کو دیکھ رہا تھا
"اگر چائے اچھی بنی تو تم مجھے کیا دو گی؟؟"نائل نے اس سے پوچھا

"چائے کے دھونے والے برتن"اسنے مسکرا کر کہا

"برتن نہیں دھوں گا میں باقی گھر کے سارے کام کروں گا"برتن دھونا اسی ڈکشنری میں نہیں تھا باقی وہ گھر کے سارے کام وہ کر لے گا

"دھلوا بھی نہیں رہی میں دودھ ڈالو اس پر ابل ابل کر کالی ہو گی"نیرہ نے کہا

"نائل نے اسکی بات سن کر پتلی پر دودھ ڈالا کچھ دیر کی محنت کے بعد چائے بن گی تھی

"بتاؤ کیسی بنی ہے چائے؟؟" نائل نے اس سے پوچھا

"ٹھنڈی تو ہو لینے دے شوہر صاحب" اسنے مسکرا کر کہا

"چائے تو گرم گرم پیتے ہوئے مزہ آتا ہے" نائل نے کہا

"زیادہ گرم چیزیں نہیں کھانی چاہیے دل جل جاتے ہیں"

"گرم چیزوں سے نہیں دل جلتے نیرہ سخت لہجوں سے جلتے ہیں"

"اب چائے پی کر فلسفے مت جھاڑو اچھانا" اسے پھر سے اداس ہوتے دیکھ کر نیرہ نے کہا

"سیریس مت ہونے دینا کبھی مجھے تم" اسنے مسکرا کر کہا

"نائل پلیز تم مت پریشان ہوا کرو اداس مت ہوا کرو میں نہیں چاہتی کہ میرا شوہر حمت ہارے میں تمہارے ساتھ ہوں میرے ہوتے تم جب حمت ہارتے ہو تو مجھے اپنا آپ بے مقصد لگتا ہے سو پلیز" آخر میں نیرہ نے ریکوسٹ کی تھی

"نائل نے اسے اپنے ساتھ لگایا پھر اسکی پیشانی چومی

"اب نہیں۔ حمت ہار سکتا اب جیتنے کے لئے وجہ ہے" انسے کہا

وہ بس اسے دیکھ کر مسکرائی وہ دونوں بہت عرصے بعد دل سے مسکرائے تھے

زیمل اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے کالج کا کام کر رہی تھی جب اسکا ذہن نمرہ کی باتوں میں الجھا

"میرا بھائی خود مجھ سے لڑتا بھی ہے بلکہ ہم تو ایک دوسرے کو مارتے بھی ہیں لیکن جب ماما مجھے کچھ کہتی ہیں تو وہ ماما سے کہتا ہے کہ ڈانٹنے اور مارنے کا حق مجھے ہے" وہ بہت فخر سے اپنے بھائی کے بارے میں اسے بتا رہی تھی
اور وہ محروم آج نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

"تمہیں پتا ہے زیمل زارون کہتا ہے کہ جب تم اس گھر سے رخصت ہو کر جاؤ گی تو میں خوش ہو جاؤں گا اور ویک اینڈ میں میں اپنے ماموں کے گھر رہنے گی تو شام کو ہی مجھے لینے آ گیا کہ چلو تمہارے بغیر میں بور ہو رہا ہوں" وہ اب اسے ہنس کر بتا رہی تھی
جس پر زیمل بھی ہلکا سا مسکرائی

یہ سب باتیں آج کی ہی تھی وہ انہیں سوچ کر ہی اداس ہو چکی تھی۔ کبھی کبھی انسان کے پاس سب کچھ ہوتا ہے بس وہ نہیں ہوتا جو چاہیے ہوتا ہے

اسکی کتاب میں آنسو گرا تو اسے احساس ہوا کہ وہ رو رہی ہے اب تو پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ کب اور کس بات ہر وہ رو رہی ہے

اسنے جلدی جلدی انسو صاف کئے اور اپنی کتاب لے کر باہر امی اور چچی کے پاس آئی

اپنی امی کے گود میں سر رکھتے اسنے آنکھیں بند کی

"کیا اس سے بھی پر سکون جگہ ہے؟؟؟"

دنیا میں دو جگہ ایسی ہیں جہاں ہمیشہ سکون ہی ملتا ہے ایک سجدہ اور دوسرا ماں کی گود

یہاں سے لوٹ کر او تو بڑے سے بڑا درد کم ہو جاتا ہے

"امی ہمارا کوئی بھائی کیوں نہیں ہے؟؟" اسنے انہوں سے پوچھا

اس کی بات پر وہ مسکرائی پھر پیار سے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا
"بیٹا یہ تو اللہ کی مرضی نا"

"امی دنیا کی ہر اچھی چیز سے ہم ہی کیوں محروم ہیں؟؟"

"ایسے کیوں کہ رہی ہو زیمل کا چیز کی کمی ہے ہمیں؟؟" چچی نے کہا

"چچی ہے ہی کیا ہمارے پاس سوائے دکھ درد کے" اس نے کہا

"ایسے نہیں کہتے زیمل اللہ کی ناشکری نہیں کرتے اللہ جو سے بسمہ اللہ جو نادے
اس پر الحمد اللہ کہتے ہیں"

"امی ابو کے صرف ایک سال ہے پھر ابو ریٹائر ہو جائے گے کبھی سوچا ہے پھر کیا ہو گا؟؟؟"

"کیا ہو گا پہلے بھی اللہ رزق دیتا تھا اب بھی وہی دیتا ہے اگے بھی وہی دے گا" عظمی بیگم نے کہا

"حقیقت کو تسلیم کرے امی ہمارے پاس مستقبل کا کوئی سہارا نہیں ہے اب پہلے چاچو تھے وہ بھی نہیں رہے وہ زمین بھی نہیں رہی اور نا ہی کوئی بھائی ہے"

""زیمل تم کیوں اتنا گہرا سوچتی ہوں تمہاری عمر نہیں گھر کے مسئلے میں الجھنے کی اپنی پڑھائی پر توجہ دو پڑھائی کرو بس"

"امی کیسے نا الجھو آپ نہیں سمجھ سکتی میرے ذہن میں مستقبل کو لے کر کتنی الجھنے ہیں"

"جتنی بھی الجھنے ہیں انہیں اللہ کے حوالے کرو جو ہو گا دیکھا جائے گا اور تم تو لڑکی ہو کل تمہاری شادی ہو جائے گی جتنے سکون کے دن ہیں یہاں گزار لو آگے پھر نصیب تمہارے" وہ افسردہ سی سانس لیتی بولی

"امی اپ آئیندہ یہ بات مت کہنا میں شادی بلکل نہیں کروں گی پلیز مجھے نفرت ہے اس شادی لفظ سے" اسکے لہجے میں اس لفظ کے لئے نفرت محسوس بھی کی جاسکتی تھی

"شادی نہیں کرو گی تو اور کیا کرو گی؟؟" چچی نے پوچھا

"اپنے خواب پورے کرو گی"

"خواب بھی پورے کرو لیکن شادی بھی کرنی ہوتی ہے"

"پلیز امی اس بات کو یہی ختم کرے جن کی شادیاں ہوئی ہیں ان کی زندگیاں دیکھ کر اب اس لفظ سے ہی نفرت ہوتی ہے اچھی بھلی زندگی کو اپنے ہاتھوں سے جہنم بنا دینا میرے بس میں نہیں ہے" وہ ان کی گود سے سر اٹھا کر بولی

"وقت آنے پر دیکھا جائے گا نیرہ بھی یہی کہتی تھی دیکھو آج سنبھال رہی ہے نا وہ گھر ہی لڑکیوں کو گھر کی سنبھالنا ہوتا ہے"

"نیرہ آپی کے خوابوں کے بیچ ابو آئے تھے لیکن میرے خوابوں میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اس لئے آپ یہ شادی وغیرہ کو لا کر میرے لئے الجھنے نا کرے"

"اچھا میری ماں مجھے بخش دو معاف کر دو غلطی ہو گی میں بھول گی تھی کہ میں دیوار سے ٹکریں مار رہی ہوں" وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑتی تپ کر بولی

"سب لڑکیاں ایک جیسی نہیں ہوتی امی
سب لڑکیوں کو سجنے سنوارنے کا شوق نہیں ہوتا
کچھ لڑکیوں کو سجنے سنوارنے سے زیادہ کامیاب ہونے کا شوق ہوتا ہے
ہر لڑکی کو چوڑیوں کی کھنکار پسند نہیں ہوتی" وہ کہتی اب کچن میں چلی گی

پیچھے عظمی بیگم نے شگفتہ بیگم کو دیکھا وہ مسکرا رہی تھی "چھوڑے دے بھابھی وقت آنے پر دیکھا جائے گا ابھی چھوٹی ہے نا سمجھ ہے مرد کا ساتھ ہونے کا مطلب نہیں سمجھ سکتی" انہوں نے عظمی بیگم سے کہا جو اسکی آخری بات سن کر شرمندہ اور پریشاں دونوں ہو گی تھی

شادی کے بعد وہ آج پہلی بار اسکے ساتھ باہر آئی تھی

کراچی کے سمندر میں معمول کے مطابق وہی لحروں کا شور تھا وہ آج پہلی بار سمندر پر آئی تھی اسکا ایک شوق تھا یہاں آنا جو احمد نے بن کہے ہی پورا کر دیا تھا

"سمندر رات کو زیادہ اچھا لگتا ہے ہیں نا؟؟" احمد نے کہا

"اچھی جگہیں وقت کے حساب سے نہیں اچھی لگتی یہ ہمشہ ہر وقت میں ہر حال میں اچھی لگتی ہیں" پاکیزہ نے کہا

"تمہاری پسندیدہ جگہ کونسی ہے؟؟" احمد نے اس سے پوچھا

"جہاں سکون ہو وہی میری پسندیدہ جگہ ہے"

"اور سکون کہاں ہے تمہارے لئے؟؟"۔

"جہاں کوئی نا ہو صرف میں ہو اور میری ڈائری اور" وہ کہتے کہتے رک گی

"اور۔۔؟؟" احمد کا دل بہت زور سے دھڑکا کہی وہ کوئی نام۔نا لے لیں

"اور میرے اندر کے جذبات ہو بس" ا

"اچھا شکر ہے" احمد کا اٹکا سانس بحال ہوا

"میرے لئے کوئی بھی شخص سکون کا باعث نہیں رہا احمد اس لئے میری پر سکون جگہ کا کویک حقدار نہیں" وہ اسکا مطلب سمجھ چکی تھی

"تم اچھا بول لیتی ہو تمہارے ساتھ بندہ بور نہیں ہو سکتا" احمد نے کہا

آج پہلی بار پاکیزہ کو سننے کو مل رہا تھا کہ کوئی اسکے ساتھ بور نہیں ہو سکتا ورنہ آج تک دوستوں سے لے کر اسکی ماں بہن تک سب یہی کہتے تھے کہ تم سے زیادہ بورنگ انسان کوئی نہیں کیونکہ اول تو وہ بولتی ہی نہیں تھی اور اگر بولے بھی تو کوئی اسکی باتیں۔ سمجھ ہی نہیں سکتا تھا

"تمہارا کوئی خواب ہے پاکیزہ؟؟"احمد نے پوچھا

"پہلے تھے اب نہیں رہے لیکن ایک خواب اب بھی ہے اور شاید ہمشہ رہے گا جب تک پورا نہیں ہو گا آسکی شدت بڑھتی جائے گی"

"ایسا کیا خواب ہے میری بیگم کا؟؟"اس کا ہاتھ تھامے احمد نے نہایت احترام سے کہا

"پاکیزہ نے نظریں۔اٹھا کر اسے دیکھا ایک لمحے کو دل کیا کہ وہ بس یہی رو دے وہ جب جب اتنے پیار سے بات کرتا تھا تو پاکیزہ کا دل خود بخود رونے کا کرتا تھا

"کیا بات ہے پاکیزہ صرف شئیر کرو میرے ساتھ پھر ہم مل کر پورا بھی کر لے گے "اسے مسلسل خاموش دیکھ کر احمد نے پھر سے پوچھا

""تم کیوں اتنے پیار سے بولتے ہو؟؟"وہ بے اختیار پوچھ چکی تھی

احمد مسکرایا"کیونکہ تم ہو ہی اتنی خاص کہ میں پیار سے بات کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں"

"خاص سے عام ہونے میں صرف ایک لمحہ لگتا ہے"

"تم کیوں میری محبت پر یقین نہیں لاتی پاکیزہ؟؟"

"کیونکہ محبت کی کہانیاں بننے والے حقیقت کی محبت پر کبھی مکمل یقین نہیں لا سکتے کیونکہ وہ محنت کے عروج اور زوال دونوں سے واقف ہوتے ہیں" یہ بات اسنے مسکرا کر کہی تھی

"پھر کیا کرے انسان کہ آپ محنت کر یقین لے آئے؟؟"احمد نے پوچھا

"مجھے نہیں لگتا کہ شاید دنیا میں کوئی ابھی ایسا طریقہ آیا ہے" اسنے کندھے اچکاتے

احمد اب خاموش ہو گیا

"تم سے تمہارے خواب کا پوچھا تھا اور تم بات محبت پر لے آئی" احمد کو اپنا سوال یاد آیا

"کیونکہ میرا خواب محبت کے مطلق ہے اس لئے"

"ابھی تم نے کہ تمہیں محبت پر یقین نہیں اور اب تم کہ رہی ہو کہ تمہارا خواب محبت کے مطلق ہے؟؟"احمد الجھا

"وہ اب پھر سے مسکرا رہی تھی "اپنے ذہن میں گھومتی کہانیوں کو لفظوں میں ڈھالنا ہے" پاکیزہ نے کہا

"پاکیزہ تمہیں پتا ہے اس وقت تم نے اس سمندر سے بھی زیادہ گہری بات کی ہے مطلب سمجھاو" وہ اتنا اچھا ذہن کا مالک نہیں تھا کہ گہری گہری باتوں کا مطلب پہچان سکتا

"لکھاری بننا ہے اسان لفظوں میں" پاکیزہ نے کہا

احمد کی جگہ یہاں کوئی اور ہوتا تو وہ ضرور ہستا کیا لکھاری بننا بھی خواب ہوتا ہے؟؟
لیکن وہ احمد تھا اسکے لئے پاکیزہ کا ہر خواب ہر احساس ہر بات اہم تھی

"سمجھو کام ہو گیا" احمد نے کہا

"کہاں ہوا؟؟"

"بس تم سوچو کہ تم لکھاری بن گی ہو"

"لکھاری بننا آسان نہیں احمد اپنے خیالات کو لفظوں میں پرونا پھر انہیں نکھارنا اور پھر انہیں کتاب میں دینا اور" وہ کہ رہی تھی کہ احمد نے اسے روک دیا

"تم بس لکھو آگے کا سارا پروسس میرا ہے تمہاری کتاب پبلش کرنا اسے پروموٹ کرنا یہ سب کام اپنے خاوند کا ہے" اسنے کہا

"اور میرا خاوند یہ سب کیوں کرے گا کیا اسکے پاس اتنا فالتو ٹائم ہے ؟؟" پاکیزہ نے پوچھا

"کیونکہ اپکے خاوند کو اپ سے بہت محبت ہے بیگم جی اس لئے وہ اپنے ہر کام کو چھوڑ کر اپنی بیگم صاحبہ کا کام کرے گے "

وہ کہ رہا تھا اور پاکیزہ مسکرائی پہلی بار اسے لگا کہ زندگی میں مسکرانا بھی چاہیے ہر وقت فلسفی کرنا بھی اچھا ہے لیکن مسکرانا بہت زیادہ اچھا ہے

آج نمرہ کا برتھ ڈے تھا اس کے بے حد اصرار پر زمل ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ اور گفٹ لیے اس کے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی

کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کی پیار اور خلوص سے ہم کبھی انکار کر ہی نہیں سکتے اسی طرح نمرہ نے بھی بہت پیار اور خلوص سے اپنی برتھ ڈے پہ انوائٹ کیا تھا اس وجہ سے زمل کبھی انکار کر ہی نہ سکے

بیل بجا کے وہ اب دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی

تقریبا دو منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لڑکا باہر آیا

"جی آپ کون؟؟" زارون نے پوچھا

"وہ میں نمرہ کی فرینڈ ہو اور اس کی برتھ ڈے ہے نا اسے لئے میں آج" وہ ہچکچائی

اور اس لہجے کو پہچانے کی کوشش کی

"اوکے اوکے آجائیں آپ" وہ کہتا دروازہ سے سائیڈ پر ہوتا ہے اسے راستہ دینے لگا

قریب سے ہوتی اندر چلے گی اور باہر پوچ پر ہی رک گی

زارون بغیر اسے نوٹس کیے اندر چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی وہاں لے کے جانا جہاں نمرہ موجود ہے لیکن وہ تو سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اور زمل ابھی بھی وہی لاؤنج کے درمیان کھڑی تھی تھوڑا اوپر چل کر رکا اور نیچے مڑ کے دیکھا ہے جہاں وہ مہرون رنگ کے دوپٹے کو سر پر اچھے سے رکھے لاونج کے درمیان درمیان میں کنفیوز کھڑی تھی تھی وہ واپس نیچے اترا

" وہاں سامنے ہے نمرہ آپ وہاں چلی جائیں "لاؤنج کی دوسری طرف دروازے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے وہ بولا

زمل بغیر کچھ کہے اس طرف چلی گئی اور وہ اوپر آ گیا اپنے دوستوں کے پاس چھوٹی سی پارٹی جس پہ صرف نمرہ کے کچھ دوست ہم عمر کزن شامل تھے اسی بات پر زارون کو بھی موقع مل چکا تھا اپنے گھر اپنے دوستوں کو انوائٹ کرنے کا

"تم آگئی تھینک یو سو مچ مجھے لگا تم نہیں آؤ گی "نمرہ سامان لے کے خوشی سے چہکتی بولی

"میں کیسے نہ آتی تم نے مجھے اتنے پیار سے انوائیٹ کیا تھا میں منع کر ہی نہیں بکے اسے پکڑاتے ہوئے زیمل نے کہا

"تھینک یو سو مچ زیمل "نمرہ نے ایک بار پھر اسکا شکریہ ادا کیا

کچھ دیر مزید گزری پھر نمرہ نے اپنا کیک کٹ کیا

لیکن کٹ کرنے کے کچھ ہی دیر بعد زیمل واپس اپنے گھر جانے کے لئے تیار تھی

"یار زیمل تم رک جاؤ ابھی تو سب مزہ کریں گے اور تم جا رہی ہو "اسے ملتی نمرہ نے کہا

"نہیں نمرہ مجھے جانا ہے ورنہ لیٹ ہو جاؤں گی اور مزہ تو ہم کالج میں بھی کر لے گے "اسکے ساتھ لاونج میں آتی زیمل نے نمرہ سے کہا

خیر وہ نمرہ اور اسکی امی سے مل کر انہیں خدا حافظ بول کر گھر چلی آئی
ابو نے اسے اجازت دے دی تھی یہی بہت بڑی بات تھی لیکن انہوں نے اسی شرط پر اجازت دی تھی کہ واپس جلدی گھر آنا ہو گا بس اسی وجہ سے زیمل نے جلدی جلدی کی رٹ لگا رکھی تھی

سب مہمان چلے گئے اب اپنے کمرے میں نمرہ اپنے گفٹس کھول رہی تھی اور ساتھ میں زارون بھی اسکی مدد کر رہا تھا
مدد کم اور اپنا جو گاڑ زیادہ لگا رہا تھا

"اصل مزے تو تم لڑکیوں کے ہوتے ہیں یہ یہاں بڑتھ آیا یہ دھڑا دھڑ گفٹس پھر فرینڈڈے آیا پھر گفٹس تم لوگوں کی زندگی تو بس گفٹس لینے اور دینے میں

گزرتی ہے "زارون کی بھی آج ہی برتھ ڈے تھی اسے تو بس ایک ہی دوست نے گفٹ دیا تھا اور نمرہ کو تو اس کی سب ہی دوستوں نے گفٹس دیے تھے

"تو تم لڑکوں کے بھی مزے ہی ہیں ناجب دل چاہ گھومنے کا پلین بنالیا باہر جا کر برتھ ڈے سلیبریٹ کی"

"ہاں یہ تو ہے بے چاری سن کر افسوس ہوا" وہ اب اسے تنگ کر رہا تھا

"اصل بے چارے تو تم ہو بے چارے کو کوئی گفٹ ہی نہیں ملا چچچچچ" وہ اب اسکا مزاق بنا رہی تھی

"دیکھو بات سیدھی سی ہے ہم لڑکے ہوتے بلکل خالص نفرت کرے گے منہ پر اور پیار کرے گے تو قبر تک تم لڑکیوں کی طرح نہیں کہ منہ پر گفٹس بھی دو اور اندر سے ایک دوسرے کی منافق ہو تمہیں کیا لگتا ہے کہ یہاں جو تمہاری

دوستیں آئی سب تمہاری دوستیں ہیں نہیں نمرہ بی بی یہ تمہیں منہ پر تو گفٹس دے گی ہیں لیکن اندر ہی اندر نا جانے کیا کیا سوچ رہی ہیں ہم لڑکوں میں ایسی منافقت نہیں" کہ تو وہ سچ رہا تھا

"میں جانتی ہوں سب کو تم میری دوستوں سے جیلس ہونا چھوڑ دو"

"جیلس ارے بہن ہے ہی کیا تمہاری دوستوں میں جو میں جیلس ہو گا جاؤ نکلو بی بی" وہ اسے باہر کا دروازہ دیکھاتا بولا

"کتنی بار کہا ہے یہ بی بی نا کہا کرو مجھے جنگلی آدمی" وہ اس لفظ سے جتنا چڑتی تھی زارون اتنا ہی اس اسے چڑاتا تھا

"اچھا میری بہن سوری" وہ یک دم میٹھا ہوا

"نمرہ خاموش رہی وہ اس طرح معافی فوراتب ہی مانگتا تھا جب اسکے ذہن میں کوئی خاطر کام ہو یا کوئی کام کروانا ہو ورنہ وہ ایک دوسرے کی ہڈیاں تو توڑ دے مار مار کر لیکن معافی نہیں مانگتے تھے"

'ویسے نمرہ ایک بات بتاؤ؟"اب اسنے بات کرنے کا ارادہ کر لیا تھا

"ہاں پوچھو"اپنے گفٹس کو خوشی سے دیکھتے وہ بولی

"وہ جو تمہاری دوست آئی تھی آج کیا نام ہے اسکا؟؟"زارون نے پوچھا

"میری آج سب ہی دوستیں آئی تھی تم کس کا پوچھ رہے ہو؟؟"

"وہ جو دوپٹے والی تھی"زارون کو اسکا دوپٹہ یاد تھا

"میری سب دوستیں ہی دوپٹے رکھتی ہیں زارون بھائی" اسنے بھائی پر زور دیا

"نہیں وہ جس نے سر پر دوپٹہ رکھا ہوا تھا" دوپٹہ سب نے رکھا تھا لیکن سر پر دوپٹہ صرف زیمل کا تھا

"نمرہ کو فورا یاد آیا

"تم زیمل کی بات کر رہے ہو وہ جو مہرون کلر کے ڈریس میں تھی؟؟؟" نمرہ نے اسے کہا

"ہاں ہاں کیا وہ زیمل ہے؟؟" زاورں نے پوچھا

"جی جی وہی زیمل ہے میری فرینڈ" نمرہ نے گفٹ سائیڈ پر رکھ کر اسے کہا

"اچھا ویسے وہ چھوٹی سی لگ رہی تھی" وہ کہتا اب اسکے دوسرے گفٹ ان ریپ کر رہا تھا

"چھوٹی نہیں ہے مجھ سے بس آٹھ ماہ ہی چھوٹی ہے

"اور مجھے سے اٹھ ماہ دو منٹ رائٹ ؟؟"

"نمرہ نے نظریں گھما کر اسے دیکھا

"کچھ زیادہ ہی نہیں تم انٹرسٹ لے رہے میری دوست میں بلاؤں ماما کو ؟؟" نمرہ نے کہا

"جاؤ جاؤ میں کیوں انٹرسٹ لوں گا تمہاری دوست پر وہ تو بس مجھے کیسی اچھے گھرانے کی سلجھی ہوئی لڑکی لگی بس کیسے تمہاری ساری دوستیں اونچی اونچی آواز

میں ہنس رہی تھی اور وہ بس مسکرا رہی تھی ایسے ہونا چاہیے لڑکی کو تمہاری طرح ڈنگر نہیں ہونا چاہیے "وہ اسکے سر پر چپیٹ لگاتا بولا

"نہیں زارون وہ صرف دیکھنے کی حد تک تمیں معصوم لگی یہ وہی لڑکی کا جسس نے ان آوارہ لڑکوں کو بیچ سڑک پر مارا تھا اور میڈیا نے اس بات کو بہت ہائی لائٹ کیا تھا" اسنے بتایا

"ناکرو یہ وہی لڑکی ہے؟؟" وہ باقاعدہ اچھلا تھا وہ تو معصوم سی تھی

"جی وہ ڈرتی نہیں ہے کسی سے بھی اگر کوئی اس پر لائن مارنے کی کوشش کرے وہ دھرتی سے ہی مٹا سکتی ہے "نمرہ نے اسے کہا جیسے کچھ جتا رہی ہو

"اچھا بس جاؤ جاؤ ائی بڑی تم اور تمہاری وہ دہشتگرد نما دوست "وہ اسے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا

"وہ تو باہر نکل گیا لیکن نمرہ کے دل میں بہت کچھ ڈال گیا تھا

کچھ تو تھا جو زارون اسکے بارے میں پوچھ رہا تھا ورنہ وہ اتنا تو اپنے بھائی کو جانتی تھی کہ وہ کسی بھی لڑکی کو نہیں دیکھتا اور نا ہی اسے کوئی پسند آتی ہے اور نا ہی وہ کوئی ٹائم پاس کے لئے لڑکیاں رکھتا تھا کوئی تو خاص وجہ تھی جو وہ یہاں بیٹھ کر اسکی اور اپنی عمر کا حساب لگا رہا تھا

"سوچ نمرہ سوچ اگر زارون زیمل میں انٹرسٹ لینے لگا اور پھر زیمل کی شادی ہو جائے زارون سے اس طرح وہ پکی پکی میرے گھر آجائے آہ مائے اللہ" وہ خود سے ہی ہر ڈیکیشن کر کے خوش ہو رہی تھی

وہ دوست ہی کیا جس نے اپنی دوست کو اپنی بھابھی نا بنانے کا سوچا ہو

"احمد احمد اٹھے لیٹ ہو گیا ہے آفس سے" وہ اسے جھنجھوڑتی بولی

وہ انکھیں رگڑتا اٹھ کر بیٹھا آج اسے پھر اپنے سکول کے دن یاد آ گئے جب وہ اپنی ماں کو اسی طرح صبح اٹھتے ہوئے تنگ کرتا تھا

احمد نے اسے غور سے دیکھا جو آج لال رنگ کے قمیض شلوار پہنے اپنے گیلے بالوں پر کنگھی کر رہی تھی

اسے یاد آیا کہ آج آفس جاتے ہوئے پاکیزہ کو بھی اسکے گھر ڈراپ کرنا تھا آج تو پکا لیٹ تھا وہ آفس سے

"میں کب سے اٹھا رہی تھی آپکو آپ اٹھ ہی نہیں رہے تھے اب لیٹ ہو چکے ہیں آپ آفس سے کسی دوست کو کال کر کے بتا دے کہ آج آپ لیٹ ہیں" وہ اپنے کانوں میں جھمکے پہنتے بولی

"وہ تو میں ں تا دوں گا لیکن آپ تو یہ بتائیں کہ یہ اتنی بڑی تبدیلی کہاں سے آگئی ؟؟"اسے دیکھتے وہ کہ رہا تھا

اور وہ جن نظروں سے دیکھ رہا تھا یہ نظریں صرف پاکیزہ ہی محسوس کر سکتی تھی

"کونسی تبدیلی؟؟"اسنے نا سمجھی پوچھا

"تم سے سیدھا آپ پر آگئی ہیں آپ؟؟"

"تو آپ بھی مجھے آپ ہی کہتے ہیں نا میں نے کہا تو اس میں کیا ہے؟؟"وہ اپنا دوپٹہ سیٹ کرتے کہ رہی تھی

"میں تو آپکی عزت کرتا ہوں اس لئے کہتا ہوں"

"تو آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میں نہیں کرتی آپکی عزت؟؟" آبرو اچکا کر اسنے پوچھا

"وہ مسکرایا" کرتی ہیں کرتی ہیں" گردن جھکا کر کہتا مسکرا کر بول رہا تھا

"میں آپکی عزت کرتی ہوں مزاق بنانے کی ضرورت نہیں ہے"

"اچھا اچھا غصہ تو نا کرے اتنی پیاری سی ناک پر ہر وقت غصہ چڑھا یا رہتا ہے" وہ اسکی ناک کر کھینچتا بولا

"لیٹ ہو چکے ہیں آپ آفس سے مسٹر" وہ اس یاد دلا رہی تھی

"جانتا ہوں" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا بولا

پاکیزہ اسے وہی چھوڑ کر کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی جب احمد نے اسے روکا

"میرے صنم حد کرتے ہیں پہن کر لال لباس پھر آنکھوں میں بھی کاجل لگا لیتے ہیں" وہ بولا

"ایک لمحے کو پاکیزہ کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا پھر اگلے ہی لمحے وہ نارمل ہوئی

"سستے شاعر" وہ بولی

"شعر سستا ہو سکتا ہے لیکن جذبات نہیں" احمد نے کہا

"تم آپ کے قابل ہی نہیں" وہ اسے کہتی کمرے سے باہر نکل گئ
لیکن اسکے لال ہوتے گال احمد سے چھپے نہیں رہے تھے

"محترمہ شرماتی بھی ہیں اور شرم کو بھی غصہ میں تبدیل کر دیتی ہیں" وہ بڑبڑاتا واشروم چلا گیا

میرج ارینج ہو یا لو کامیاب وہی ہوتی ہے جہاں صداقت ہو عزت ہو

رات کا کھانا کھا کر وہ صبح ناشتے کے لئے آٹا گوندھ رہی تھی

یہ کام اسے بہت برا لگتا تھا لیکن اب برا لگے یا اچھا کرنا تو تھا اس لئے نیرہ اب کر دیتی تھی

"وہ کچن میں اسے چائے کا آڈر لگانے آیا تھا لیکن اسے کام کرتا دیکھ کر خاموشی سے اسکے پاس جا کر کھڑا ہو گیا"

"آٹا گوندھ لو پھر بناتی ہو۔چائے" بغیر اسے دیکھے نیرہ نے کہہ دیا

"نائل مسکرایا وہ اب اسے اسکی عادتوں سمیت سمجھ چکی تھی

"وہ مسکرا تو رہا تھا لیکن اب وجہ کچھ اور ہو چکی تھی

مسلسل اسکے چہرے کو دیکھ کر وہ مسکرا رہا تھا

"اب تو نیرہ کو بھی شک ہوا کہ وہ کیون اتنا مسکرا رہا ہے

"کیا بات ہے نائل بہت مسکرا رہے ہو"؟ وہ پوچھے بغیر نا رہ سکی

"اپنے گال پر دیکھو کیا لگا ہوا ہے" وہ اسکے گال کو چھوتا بولا

"کیا لگا ہوا ہے ؟؟" آٹے والے ہاتھ سے ہی اپنے صاف ستھرے گال کر سفید کر کے وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی جو یہی چاہتا تھا

یہ حرکت اسنے ایک بار اپنی ماما کے ساتھ کی تھی اور آج اسے آٹا گوندھتا دیکھ کر اسے اپنی سالوں پہلے والی شرارت یاد آگئی تھی

"بہت اچھی لگ رہی ہو اب" وہ دور ہوتے ہوئے بولا

"نائل بتاؤ کیا لگا ہوا ہے شرافت سے بتاؤ" وہ اب آٹے والے ہاتھ کو صاف کرتی کہ رہی تھی

"میں کہ رہا ہوں نا کہ بہت اچھی لگ رہی ہو اپنے شوہر پر یقین نہیں" اسے کہا

"تم ضرور کوئی میرے ساتھ دو نمبری کر رہے ہو؟؟"

"تمہیں پتا ہے نیرہ تم مجھے آج اس حلیہ میں بہت اچھی لگ رہی ہو"
اسے اپرین پہنے بالوں کا رف سا جوڑا بنائے گالوں میں آٹا لگیں اپنی مشرقی بیوی
بہت پیاری لگ رہی تھی

نیرہ مسکرائی "میں تمہیں ان ملازمہ والی حالت میں اچھی لگ رہی ہوں؟؟" وہ
اب سمجھ چکی تھی

"ہاں بہت زیادہ تمہیں پتا ہے مجھے ایک ایسی بیوی ہی چاہے تھی جو بس گھر کے
کام کرے میرا خیال رکھے دنیاداری کا تو اسے کچھ پتا ہی نا ہو معصوم سی ہو"

"اچھا لیکن تم تو مجھے وکیل بنا رہے ہو اور جب میں وکیل بن جاؤں گی پھر میں
کوٹ جایا کروں گی پھر تو میری زبان بہت تیز ہو جائے گی اور میں مصروف ہو

جاؤں گی پھر مجھے گھر کے کاموں کے لئے ملازمہ رکھنی پڑے گی پھر تو تمہیں تمہاری وہ معصوم سی بیوی نہیں ملے گی؟؟" وہ اسے کہہ رہی تھی

"تو پھر مجھے میری وکیل صاحبہ اچھی لگا کرے گی" وہ اسے گالوں پر سے آٹا ہٹاتے بولا

"سوچ لو وکیل صاحبہ جب تم پر اپنی وکالت جھاڑے گی تو برداشت کر لو گے ؟؟؟"

"بلکل کر لے گے" اسنے کہا

"دیکھتے ہیں" وہ بولی

"چائے۔بنا کر کمرے میں لے آنا" نائل اسے کہتا کمرے میں چلا گیا

"ہونہہ یہاں وہ اگر خود بنالیتا اور مجھے بھی بنا کر دے جاتا تو کتنا اچھا لگتا لیکن نہیں وہ یہ کیوں کرے گا وہ تھوڑا میرا کوئی ہیرو ہے جو اپنی ہیروئن کے لئے چائے بنائے گا" وہ بڑبڑائی

آٹا گوندھ کر وہ اسکے لئے چائے بنا کر کمرے میں آئی تو آگے کا منظر دیکھ کر وہ رک گی

وہ اپنے آفس کے کپڑے پریس کر رہا تھا اور تقریبا کر چکا تھا وہ کپڑے پریس جو کہ کمرے سے جانے سے پہلے نیرہ الماری سے باہر نکال۔ کر رکھ کر گی تھی کہ کچن سے فارغ ہو کر وہ کپڑے بھی پریس کر لے گی

"نائل تم کیوں یہ کر رہے ہو میں خود کرتی نا" چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ بولی

"کیوں میں اپنے کام خود نہیں کر سکتا کیا؟" وہ اپنے کپڑے ہینگ کرتا بولا

"نہیں میں کر دیتی نا"

"میں جانتا ہوں کہ میری بیوی کو کپڑے پریس کرنے آتے ہیں لیکن اب اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر بار وہی کرے" وہ سائیڈ ٹیبل سے اپنے چائے کا کپ اٹھاتے بولا

"اچھا نہیں لگتا کہ بیوی کے ہوتے شوہر کام۔ کرے میری امی کو پتا چلا کہ میں اپنے شوہر سے کام کرواتی ہوں تو وہ تو مجھے بہت ڈانٹے گی ہاں میری طبیعت خراب ہو تو پھر کر لو لیکن۔ ایسے نہیں اچھا لگتا" نیرہ نے کہا

"چھوڑو اس بات کو کام کی بات کرتے ہیں ادھر بیٹھو" وہ اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہتا بولا

وہ اپنی چائے کا کپ لے کر اسکے پاس آکر بیٹھی

"میں نے آج تمہارے لئے لا کی ڈگری کی ساری انفارمیشن نکالی ہے لا کی ڈگری کرنے سے پہلے ہمیں ایک لا اڈمیشن تیسے دینا ہوتا جیسے LAT کہتے ہیں یہ پاس کرنے کے بعد ہی ہمیں ایڈمیشن ملتا ہے اور اب تمہیں اس ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے اوکے"

"نائل تم کیوں ضد کر رہے ہو مجھ سے نہیں ہو گا اب یہ سب ایک وقت ہوتا ہے ایک شوق ہوتا ہے اب وہ وقت نہیں رہا اور نا ہی شوق اور ویسے بھی تم گھر کے اخراجات اٹھاؤ گے یا میری پڑھائی کے کیوں میری وجہ سے اپنا سر درد بڑھا رہے ہو"

"تمہیں گھر کے اخراجات کی ٹینشن لینی کی ضرورت نہیں ہے نیرہ تم بس وہ کرو جو میں کہ رہا ہوں"

"اور اگر میں لا کی ڈگری لے لیتی ہوں تو کیا تم واقعی مجھے یہ میرا پیشہ اختیار کرنے دو گے؟؟"اسنے صرف ڈگری نہیں لینی تھی اسنے اپنے شوق کو پیشے میں بدلنا تھا

"ضرور تم اک اچھی وکیل بن سکتی ہو کیونکہ تم دلیل دینا جانتی ہوں حق کے لئے بولتی ہو"

"اور فرض کرو کے میں ایڈمیشن ٹیسٹ ہی نا پاس کر سکی تو؟؟"نیرہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

"ایسے کیسے نہیں کر سکتی ایسا کونسا کام ہے جو میری بیگم نہیں کر سکتی"

"تم مجھے بہت زیادہ مان دے رہے ہو نائل میں افورڈ نہیں کر سکتی"

"تم کر لو گی نیرہ میں جانتا ہوں" وہ کہ رہا تھا

"مجھے ڈر اس چیز کا ہے نائل کہ تمہارے پیسے بھی لگ جائے اور میں اپنے خواب بھی نا پورے کر سکوں تو صرف نقصان ہی ہے میں نہیں چاہتی کہ میرے شوق کی وجہ سے آنے والے وقت میں ہمیں کوئی نقصان برداشت کرنا پڑے میری ڈگری سے زیادہ مستقبل میں آنے والی پریشانیاں دور کرنے کے لئے پیسے کمانا ہے کیا اب ساری زندگی میں اور تم اس گھر میں اکیلے نہیں گزارے گے نا ہمارے بچے ہو گے ان کی پڑھائی ان کا مستقبل یہ سب ہماری زمہ داری ہے"

"تم مت اتنا سوچا کرو نیرہ میں ہوں نا اور مستقبل کس نے دیکھا ہے؟؟"

"کسی نے نہیں دیکھا لیکن سوچنا پڑتا ہے میں نہیں چاہتی کہ تم اپنے حق و حلال کی کمائی مجھ پر ضائع کرو" وہ جانتی تھی کوئی بھی ڈگری اتنی آسانی سے نہیں ملتی پیسا اور محنت دونوں بے حساب چاہیے ہوتا ہے

"مجھے یہ حق حلال کی کمائی تمہارے وسیلے سے ہی ملتی ہے اب تم پر نہیں خرچ کروں گا تو کس پر کروں گا تم اپنے دماغ سے فالتوں کی باتیں نکالو اور جو میں کہ رہا ہوں وہ کرو"

"اب کی بار وہ بس خاموشی سے گردن ہلا کر چائے پینے لگ گی
ڈر بھی تھا کہ اگر نا کر پائی تو سب ضائع اور اگر کر گئی تو پھر سب سے پہلا کام اسکا اپنا حق وصول کرنا تھا

"نہیں تمہیں رات کے آٹھ بجے یاد آرہا ہے کہ تمہارا رجسٹر ختم ہو گیا ہے پورا دن کہاں تھی تم؟؟"

"ماما نہیں نا یاد رہا اب اس میں میرا کیا قصور "نمرہ نے کہا

"قصور سارا میرا ہی ہے بس" وہ بولتی لاؤنج میں آئی جہاں زارون ٹی وی پر فٹبال میچ دیکھ رہا تھا

یہ تو طے تھا کہ وہ اپنا میچ چھوڑ کر کہی بھی نہیں جائے گا

"نمرہ نے اپنی ماما کو آنکھ سے اشارہ کر کے زارون کو بولنے کو کہا

جس پر وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی زارون سے بولی

"میرا بیٹا جاؤ بہن کو رجسٹر لادو صبح اسکا ٹیسٹ ہے" بہت پیار سے انہوں نے کہا

"میری کوئی بہن نہیں ہے ابھی دو گھنٹے پہلے ہی کہا تھا آپکی بیٹی نے" وہ ابھی کچھ دیر پہلے کی لڑائی اسے یاد کرواتا بولا

"ہونہہ اب اس بادشاہ کے نخرے برداشت کروں" اسکی بات سن کر نمرہ بڑبڑائی

"نہیں نا میرے بیٹے یہ تو تمہیں پتا ہے اسکی عادت ہے جو منہ میں آتا ہے بک دیتی ہے میرا بیٹا جاؤں لادو بہن کو رجسٹر اگر میں اور تم اس کی ضروریات نہیں پوری کرے گے تو پھر کون کرے گا؟" وہ اسکے چہرے کو پیار سے چومتی بولی

"نہیں ماما آپکو پتا ہے ابھی روم میں اسنے میرے بال کھینچے پھر مجھے کہا کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے اب جائے ناخود ہی اسکا تو کوئی بھائی ہی نہیں ہے" وہ آج اس سے سارا حساب لے رہا تھا

"تو ماما اس سے بھی پوچھے نا اس نے مجھے کہا تھا کہ جاؤں جاؤں آئی بڑی ٹڈی" نمرہ نے کہا

"اسکی بات پر تسلیم بیگم نے اسے گھورا وہ خاموش ہو گئی

"ٹھیک ہے مت لا کر دو مجھے رجسٹر دیکھنا ایک دن میں بھی تم لوگوں کو بابا کی طرح چھوڑ کر چلی جاؤں گی ناتب میری قدر آئے گی اچھا ہے بے شک وہ کھڑوس ٹیچر مجھے ساری کلاس کے سامنے ذلیل کرے میں بھی کہ دوں گی کہ میرے بابا نہیں ہیں" وہ اب اپنا واحد ایموشنل بلیک میل کرنے والا ہتھیار استعمال کرتی اب اپنے کمرے کی طرف بھاگی

اب نخرے دیکھانے کی باری نمرہ کی تھی

"دیکھ رہی ہیں کتنی بکواس کرتی ہے یہ "زارون ٹی وی کا ریموٹ صوفے پر پٹختا بولا

"تو تم ہی بتاؤ میں کیا کروں اسکا لاڈ بھی تو تم ہی دیتے ہو میں کچھ کہو گی تو بیچ میں بول پڑتے ہو اب بگڑ گئی ہے تو میرا کیا قصور "تسلیم بیگم نے کہا

"کونسا رجسٹر لانا ہے؟؟" وہ اب پاؤں پر چپل پہنتے بولا

"مجھے نہیں پتا پوچھ لو اس سے "انکی بات سن کر وہ اسکے کمرے میں آیا جہاں وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی رو رہی تھیں
جو بھی تھا اسے اپنے بابا کی بہت یاد آ رہی تھی ابھی

"پتا نہیں اس بد صورت کو روتا دیکھ کر مجھے کیا ہو جاتا ہے" اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر وہ بڑبڑایا

"ارے میری لاڈو رانی میں مزاق کر رہا تھا اگر میں نہیں لاؤں گا تو کون لائے گا بتاؤ میری گڑیا کو کونسا رجسٹر چاہیے" وہ پیار سے بولا

جانتا تھا یہ پیار ہضم۔ تو نہیں ہو گا لیکن پھر بھی وہ بولا

"کچھ نہیں چاہیے مجھے" وہ رخ دوسری جانب کرتی بولی

"یار نمرہ ایسے نا کیا کرو تم اپنی باری بھی مجھے کیا کچھ بول کر آئی تھی میں تو اس طرح منہ نہیں بناتا" وہ اب اسکے ساتھ بیڈ پر بیٹھتا بولا

"وہ خاموشی سے اگنور کرتی رہی

"نمرہ آئی ایم سوری نااب بس کردو غبارے کی طرح منہ پھیلایا ہوا ہے" وہ اسکا چہرہ اپنی جانب کرتا بولا

"ہر بار تم مجھے ڈانٹتے ہو پھر سوری کرنے آجاتے ہو" وہ روتے ہوئے بولی

"میری گڑیا میں تو پھر آپ سے سوری کرنے آجاتا ہوں آپ مجھے مارتی ہیں پھر بھی سوری نہیں کرتی" وہ نہایت پیار سے گویا ہوا یہ پیار بھی اسکا بے عزت کرنے کا طریقہ تھا

"ہاں تو کس نے کہا ہے کہ سوری بولو نا بولو" وہ بگڑ گئی

"اچھا یہ لو معاف کردو معاف کردو میڈم معاف کردو غلطی ہو گی بلکہ بہت بڑی غلطی ہو گی" وہ اپنے کان پکڑتا بولا

"اسے کان پکڑ کر معافی مانگتا دیکھ کر وہ مسکرائی

"گڈ اسی طرح اپنی بیوی کو بھی منانا" وہ ہستے ہوئے بولی

"تو تم مجھے زن مرید بنانے کی پریکٹس کروا رہی ہو ہا؟" اسکے سر پر ہلکی سی چپیٹ لگاتا بولا

"زن مرید نہیں اچھا شوہر بنانے کی پریکٹس کروا رہی ہو کماز کم کل کسی کی بہن کو اس بات پر نارونا پڑے کے اسکا شوہر کھڑوس نما ہے بلکہ جس کسی کی بھی بہن ہمارے گھر آئے وہ رشک کرے میری تربیت پر" وہ فرضی کالر جھڑتے ہوئے بولی

"اچھا میری دادی اماں اب بتاؤ کونسا رجسٹر چاہیے؟؟" وہ اسکے نکلی آنسو صاف کرتا بولا

"میں بھی ساتھ چلوگی" اب وہ اصل بات پر آئی تھی جس کے لئے وہ یہ سارے نخرے دیکھا رہی تھی

"ماما نہیں مانے گی جانتی ہو نا وہ رات کو مجھے نہیں باہر جانے دیتی اور تم اپنی بات کر رہی ہو"

"تم مناؤ گے نا ورنہ مجھ سے بات نا کرنا" یہ تھی اسکی ساری چال

"نمرہ قسم خدا کی کبھی کبھی تم مجھے ناچار سال کی بچی لگتی ہو جو بے جا فالتو کی ضد کرتی ہے" وہ بولا

"تم جا کر ماما کو راضی کرو میں عبایا پہنتی ہوں" وہ چہکتی ہوئی بولی

"ڈنگر ڈرامے باز" وہ اسے سنہرے القابات سے نوازتا کمرے سے باہر نکلا

"میرا شہزادہ" اسکے کمرے سے باہر نکلتے وہ اسے پیچھے سے فلائنگ کس کرتے بولی

یہ تو پتا تھا کہ ماما اتنی آسانی سے نہیں جانے دے گی لیکن وہ منا لے گا

"یار ماما آپ جانتی تو ہیں اسے اگر نا لے کر گیا تو پھر ساری رات روتی رہے گی" زارون نے کہا

"ایک تو اس لڑکی سے میں بہت تنگ ہوں" وہ بولی

"چلو میں تیار ہوں" اپنا عبایا پہن کر وہ لاؤنج میں آکر بولی

"ٹھیک ہے جاؤ لیکن واپس دس منٹ میں آؤ گے تم دونوں" اسے فل تیار دیکھ کر تسلیم بیگم مان گئی تھی

"آپ کے لئے کچھ کھانے کو بھی لے آؤں گی پکا" انہیں پیار کرتے وہ بولی

"تمہاری طرح بچی نہیں ہوں جو کھانے کی چیزوں میں مان جاؤ گی" وہ بولی

"ان کی بات پر وہ مسکرائی اور انہیں خدا حافظ بولتی گھر سے باہر نکلی

"اتنی بار بولا ہے گھر سے نکلتے وقت آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرے مگر نہیں مجال ہے جو ماں کی بات مان لے" انہیں اسی طرح منہ اٹھا کر باہر نکلتا دیکھ کر وہ پیچھے بولی

جو بھی تھا ان کی نظر میں دنیا کی سب سے ڈھیٹ نکمی نافرمان اولاد ان کی تھی
وہ انہیں سارے القابات سے نوازتی ان پر آیتہ الکرسی پڑھ کر پھونک رہی تھی

ہماری ساری مائیں کبھی نہیں ہمیں love you بولتی وہ کبھی نہیں کہتی
have a safe journey وہ بس گھر سے نکلتے وقت بے عزت کر کے
آیتہ الکرسی پڑھ کر دم کر دیتی ہیں
اور یہی سب سے خاص انمول اور خالص پیار ہے ان کا

نمرہ تم رجسٹر لینے آئی تھی نا اب کیوں تم مجھے یہاں خوار کر رہی ہو" رجسٹر لے
کر وہ اب اسٹیشنری شاپ پر نجانے کیوں کچھ ڈھونڈ رہی تھی

"نمرہ اب کیا چاہیے تمہیں؟؟" زارون نے پوچھا

"میری ڈائری ختم ہو گئی ہے وہ لینی ہے"

"شاباش اب تمہیں ڈائری بھی لینی ہے نمرہ تمہیں اللہ ہدایت دے وہاں میرا میچ نکل رہا ہے "ایک تو میچ چھوڑ کر وہ یہاں آیا تھا اور اوپر سے اسکے نخرے

"یہ والی لے لوں سہی ہے "ایک ڈائری اسے دیکھاتے وہ بولی

"تم نے اپنے فالتو کے خیالات لکھنے ہیں کباڑ والے سے لے لو حساب تو ایک ہی لکھنا تم نے بکواس ہی ہے "وہ بولا

"چپ کرو تم "وہ اسے خاموش کرواتی پیچھے ہوتے بولی

زارون نے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا

"ڈنگر گھر نہیں ہے یہ "زارون نے اسے کہا کیونکہ وہ پیچھے ایک لڑکے سے ٹکرانے والی تھی

"میں ڈنگر نہیں وہ اندھا ڈنگر ہو گا" وہ غصے سے بولی

"جو لینا ہے لو اور گھر چلو" وہ اب غصہ ہو رہا تھا کیونکہ اب وہی لڑکا بار بار نظریں گھما کر نمرہ کو ہی دیکھ رہا تھا

"نہیں لینا کچھ بھی چلو بس "نمرہ نے بھی اس لڑکے کی یہ حرکت محسوس کر لی تھی

"جو لینا ہے لو اب "زارون جانتا تھا وہ گھر جا کر پھر کتنی باتیں سنائے گی

"نہیں ہے نا کوئی یہاں اچھی سی "اسنے کہا

"یہ لے لو اچھی ہے" وہ ایک ڈائری اسے دیکھاتا بولا

"ٹھیک ہے" اسنے خاموشی سے حامی بھر لی

"اور کچھ چاہیے؟؟" زارون نے پوچھا

"گفٹ لینا ہے ایک" نمرہ نے بتایا

"کس کے لئے اور کیا لینا ہے؟؟"

"زمل کے لئے"

"زمل کا نام لینا تھا اور زارون کو وہ مہرون رنگ کے دوپٹے والی لڑکی یاد آئی

یکدم اسکے چہرے کے سخت تاثرات ڈھیلے پڑے

"یہ ڈائری ہی لے لو" وہ دوسری ڈائیری اسے دیکھاتا بولا

"ہاں ویسے بھی وہ کہ رہی تھی کہ اسے ڈائری چاہیئے" وہ بولی

"بس اور کچھ چاہیے"؟؟ زارون ڈائری اٹھاتا بولا

"اور بس بھابھی چاہیے وہ بھی دیکھو کہی مل جائے" نمرہ نے اسے کہا

"اسکی بات پر معمول کے مطابق وہ خاموش رہا لیکن اس بار دل نے بہت زور و شور سے کسی کا خیال دماغ میں لایا تھا

جب بھی تسلیم بیگم یا نمرہ اسے شادی کے مطلق کچھ بھی کہتی تو وہ خاموش ہو جاتا

اور دل میں ایک ہی خیال آتا کہ جب گھر کی زمہ داری سر پر ہو تو پھر شادی حسین خواب نہیں رہتا

ساری چیزیں لینے کے بعد وہ اپنا بل بنا کر پیسے دے کر باہر نکل آیا

"میرے پاس سویونگ تھی میں خود بل پے کرتی نا""نمرہ نے کہا

"اچھا اب میرے ہوتے تم بل دیتی؟؟"

"تو کیا ہوا میری چیزیں تھی نا تم نے کیوں پیسے دیے"

"تمہاری چیزیں زمہ داری تو میری ہیں نا" اسکا ہاتھ پکڑتا وہ بولا

"ماما کے لئے کچھ لے چلتے ہیں نا" اسنے کہا

"اچھا لے لو" وہ شاپ کے سامنے رکتے بولا

"نمرہ نے کچھ سنیکس لئے اور اپنے اور اسکے لئے آئس کریم لی"

وہ دونوں سڑک کے کنارے چل رہے تھے

"زارون ایک بات پوچھوں؟؟" نمرہ نے اس سے پوچھا

"زارون نے گردن موڑ کر حیرت سے اسے دیکھا کہہ وہ کسی اور لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر تو نہیں چل رہا تھا ورنہ اسکی بہن اتنی تمیز دار کب سے ہو گئی؟؟

"تم لائف میں کیا کرنا چاہتے ہو مطلب تمہارے گولز کیا ہیں؟؟"

"فلحال جتنے گولز تم میرے مس کروا چکی ہو ان کو جا کر دیکھنا ہے" اسنے کہا

'میں سیریس ہوں زارون"

"امیر بننا ہے بہت امیر بننا ہے اتنا امیر کے راہ چلتے جس کو بھی مشکل میں دیکھو تو اسکی مشکل حل کر دو" اسنے کہا

"اسکی بات پر وہ مسکرائی "ایک اور بات کہوا گر غصہ نا کرو تو"

"تم پلیز تمیز سے مت بات کیا کرو مجھے شک ہوتا ہے کہ تم پاگل تو نہیں ہو گئ"

"وہ بس مسکرائی "لائف میں اگر کبھی شادی کرنی ہوئی تو کس ٹائپ کی لڑکی سے کروگے ؟؟" وہ پوچھ رہی تھی اور جانچ بھی رہی تھی

"میں نے کبھی شادی کا نہیں سوچا نمرہ شادی ایک ذمہ داری ہے اور فلحال میں اپنی ماں اور بہن کی زمہ داری اٹھانا چاہتا ہوں"

"لیکن پھر بھی کوئی خواہش تو ہو گی نا فیوچر پارٹنر کو لے کر"

"تم سیدھا سیدھا بولو کہ میں تمہیں اپنی پسند کا بتادوں تو ایسا بلکل بھی نہیں ہو گا "

"بہن کو بھی نہیں بتاؤں گے ؟؟" ایمو شنل کیا

"بہن کو کیوں بتائیں ہم ؟؟"

"کیونکہ بہن نے ہی رشتہ لے کر جانا ہے"

فلحال جو رکشہ سامنے سے آرہا ہے اسے دیکھو" اسکا ہاتھ پکڑ کر سائیڈ پر کرتے زارون نے کہا

"وہ چلتی چلتی رک گئ

"کیا ہوا؟؟"

"میرے تسمے کھل گئے ہیں" اپنے جوگرز کی طرف دیکھتے کہا

"تو بیٹا باہر کونسی برف پڑی تھی جو آپ یہ پہن آئی؟؟" وہ اپنی آئس کریم اسے پکڑاتے بولا اور ساتھ ہی زمین پر بیٹھ کر اسکے تسمے باندھنے لگا

یہ اسکا وہی بھائی تھا جو سارے خاندان میں اپنی اکڑ اور مغرور طبیعت کی وجہ سے جانا جاتا تھا

آج یہی مغرور مرد بیچ سڑک زمین پر بیٹھ کر اپنی بہن کے تسمے باندھ رہا تھا

بغیر شرم محسوس کیے وہ اسکے جو گز کو چھو رہا تھا

یہ منظر دیکھ کر نمرہ نہیں جانتی تھی لیکن اسکی آنکھوں میں پانی آگیا

کیا اسکے بھائی سے بھی زیادہ کوئی مرد اسے پیار کر سکتا تھا؟؟؟

وہ اب اپنے ہاتھ جھاڑتا زمین سے اٹھا اور اسکے ہاتھ سے اپنی آئس کریم لی جو پگھل چکی تھی

"نمرہ اب خاموشی سے اسکے ساتھ چل رہی تھی

"اللہ تمہیں ہر موڑ پر کامیاب کرے میرے بھائی"

آج ایک بہن کے دل سے اپنے بھائی کے لئے دعا نکلی تھی

گھر کی ڈور بیل بجائی اور دروازہ فورا کھل گیا

"شکر تم لوگ آ گئے میری سانس اٹکی ہوئی تھی" انہیں سہی سلامت دیکھ کر تسلیم بیگم نے شکر ادا کیا

اولاد کیا جانے ان کی غیر موجودگی میں ماں کے دل میں کیسے کیسے خیالات آتے ہیں

کچھ دیر بعد تسلیم بیگم سونے چلی گئی نمرہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی لاؤنج میں اس وقت صرف زارون ہی تھا جو اپنا میچ دیکھ رہا تھا

"نمرہ کمرے سے باہر نکل کر اسکے پاس آئی اسے یہاں دیکھ کر وہ آنکھوں کے اشارے سے اس سے پوچھ رہا تھا

"ایم سوری میں تمہیں ہرٹ کرتی ہوں" وہ کہتے بے ساختہ رو پڑی

"زارون حیران تھا آخر اسے کیا سوجھی تھی جو رات کے ایک بجے وہ اسے سوری کر رہی تھی اور ساتھ رو بھی رہی تھی

وہ ریموورٹ سائیڈ پر رکھتا اسکے قریب آیا

"کوئی برا خواب دیکھا میری جان نے" بہت لاڈ سے پوچھا

"ایم سوری زارون میں تمہیں ہرٹ کرتی ہوں نا بہت زیادہ کرتی ہوں نا بابا کا ذکر کر کے بٹ آئی پرومس اب نہیں کروں گی آئی لو یو زارون آئی لو یو سو مچ مجھے تم سے زیادہ کوئی پیار نہیں کر سکتا آئی لو یو" وہ کہتی اسکے سینے سے جا لگی

"زارون حیران تھا یہ اسکی زندگی کی پہلی سوری تھی جو نمرہ کر رہی تھی ورنہ ہمیشہ وہی سوری کرتا تھا اور پہلی بار ہی کی سوری میں وہ رو رہی تھی اسے پیار کا اظہار کر رہی تھی

وہ مسکرایا اسکی بہن جانتی تھی کہ وہ اکثر بابا کے ذکر میں اسے ہرٹ کرتی تھی جب وہ کہتی تھی کہ کاش میرے بابا ہوتے تو آج یہ نا ہوتا اس وقت زارون کو لگتا کہ وہ خود کو آگ لگادے جو اسکی بہن نے یہ کہا لیکن آج اسے احساس ہوا تھا سکے یہ ایموشنل بلیک والا ہتھیار اسکے بھائی کے دل میں خنجر کی طرح لگتا تھا

"وہ ابھی بھی اسکے سینے سے لگی رو رہی تھی "نمرہ بس کرو کیوں رو رہی ہو ؟؟"اسکا چہرہ اوپر کرتے پوچھا

"تم میرے لئے ماما سے ڈانٹ کھاتے ہو میری خاطر اپنا فیورٹ میچ چھوڑ کر باہر چلتے ہو پھر اپنی سیونگس سے میری چیزیں لیتے ہو اور پھر سب کے سامنے میرے تسمے باندھتے ہو اور میں پھر بھی تم سے لڑتی ہوں ایم سوری" وہ اسے بتا رہی تھی

"میری چندہ میری زندگی تم مجھے اچھی لگتی ہوں تم مجھ سے نہیں لڑو گی تو پھر محلے والوں سے لڑائی کرو گی پاگل تم مجھ سے لڑو مجھ سے ناراض ہو مجھے نخرے دیکھاؤ اگر میں تمہیں نہیں مناؤں گا میں تمہارے نخرے نہیں اٹھاؤں گا تو پھر کون کرے گا اور ویسے بھی مجھ سے نخرے کون اٹھوائے گا اگر میری گڑیا نہیں کرے گی" وہ بہت لاڈ سے اسکا مان بڑھا رہا تھا

ہم عمر تھا اسکا لیکن اس وقت خود سے دس سال بڑا لگ رہا تھا

"آئی لو یو سو مچ" وہ بس اتنا بولی

"تم اتنی ایموشنل ہو مجھے نہیں پتا تھا" وہ اسکے آنسو صاف کرتا بولا

"تم آج جب میرے تسمے باندھ رہے تھے تو مجھے فیل ہوا کہ میں اچھی بہن نہیں ہوں"

"تم بہت اچھی بہن ہو بہت زیادہ چلو شاباش اب جاو صبح کالج بھی جانا ہے" وہ اسے کہہ رہا تھا

"تو تم نے بھی تو جانا ہے نا تم بھی سو جاؤں جا کر"

"میں بس جا رہا ہوں تم جاؤ شاباش" وہ اسکے سر پر دلاسہ دیتا بولا

"تمہیں زمل اچھی لگتی ہے؟؟" یہ سوال اسکے ذہن سے کب زبان پر آیا وہ خود نہیں جانتی تھی وہ یہ سوال اس سے پوچھنا ضرور چاہتی تھی لیکن ابھی نہیں

زارون حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اس دن کے بعد سے تو وہ اب اسے بھول بھی چکا تھا

"وہ اچھی لڑکی ہے نمرہ بس اور کچھ بھی نہیں"

"وہ تمہیں اچھی لگی ہے کیا؟؟"

"تمہاری دوست ہے تمہیں اچھی لگنی چاہیے مجھے کیوں وہ اچھی لگے گی؟؟"

"تو پھر اس دن تم کیوں اسکے بارے میں پوچھ رہے تھے حالانکہ میری اور بھی تو دوستیں تھی نا؟؟"

"کیونکہ وہ سب کے درمیان سلجھی ہوئی تھی ایک اچھے گھرانے کی لڑکی لگی اس لئے پوچھ لیا میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس طرح سب کے درمیان سلجھی ہوئی لگو بس اتنی سی بات تھی میں اپنا دل ہتھیلی میں لئے نہیں پھیرتا جو راہ میں ملتی کسی بھی لڑکی پر ہار دوں گا اور کماز کم اس عمر میں ان حالاتوں میں تو میں کسی لڑکی کا چکر افورڈ ہی نہیں کر سکتا" وہ اسے کلئیر کر چکا تھا

مطلب جو وہ سمجھ رہی تھی ایسا کچھ بھی نہیں تھا

"اچھا اوکے ایم سوری مجھے غلط فہمی ہو گئی وہ تم اس دن اسکے بارے میں پوچھ رہے تھے تو مجھے لگا کہ تم اس میں انٹرسٹنگ ہو"

"تمہاری سوچ بھی نا نمرہ خیر اب جاؤ سو جاؤ"

"اللہ حافظ گڈ نائٹ" وہ کہتی وہاں سے چلی گئی

"پیچھے وہ مسکرایا" جب کندھوں پر زمہ داریاں ہو تو دل کی خواہشات اکثر کہی ان زمہ داریوں کے بوجھ تلے دب جاتی ہیں"

لیکن ایسا نہیں تھا کہ اسے زمل نہیں اچھی لگی تھی اسے وہ اچھی لگی تھی لیکن فورا محبت ہو جانا اس میں انٹسرٹ لینا اب اتنا بھی اسکا دل عام نہیں تھا

جس طرح لڑکیوں کو اپنے دل پر اختیار رکھنا ضروری ہوتا اسی طرح لڑکوں کو بھی ہوتا

کیونکہ پاکیزہ کردار صرف لڑکیوں کا ہی نہیں بلکہ لڑکوں کا بھی ہوتا ہے

وہ اسے اچھی لگی تھی لیکن فلحال صرف اچھی لگی تھی اور اس بات کا اقرار وہ اتنی آسانی سے نہیں کر سکتا

اسکا دل اور اسکے جزبات بہت خاص تھے اور خاص جزبات اقرار کرنے میں وقت لیتے ہیں

وقت گزر رہا تھا سب کے لئے سفر بن کر سب کی منزل لاپتہ تھی لیکن سفر طے کر رہے تھے

نیرہ کا یونی مین ایڈمیشن ہو چکا تھا وہ اب اپنی پڑھائی میں مصروف تھی نائل اپنی جاب میں مصروف تھا

دونوں اگر ملتے تو بس رات کو اور پھر ساری دن کی تھکن وہ چائے کے ساتھ باتیں کرتے اتار دیتے تھے

منزل جیسی ہو لیکن ان کا سفر بہت خوبصورت تھا کیونکہ جب سفر کے ہم سفر مخلص ہو تو پھر منزل سے بھی زیادہ خوبصورت سفر ہوتا

سویرہ کی زندگی بس اپنی ممانی کو خوش کرنے میں گزر رہی تھی لیکن پھر بھی وہ اب اس سے خوش تو نہیں تھی لیکن کماز کم اب وہ اسے غصہ نہیں کرتی تھی کیونکہ جیسے بھی تھی وہ اب انکے اکلوتے بیٹے کی اولاد کی ماں بننے والی تھی اس لئے کبھی ان کے سخت دل میں اپنے آنے والے کی محبت جاگتی اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے بھی کھلاتی تھی

زمل کی زندگی بس امتحانوں میں قید تھی ایک پیپر دیا اور دوسرے سر پر تلوار بن کر لٹکے ہوئے تھے

سیکنڈ ائیر کے پیپر دینے کے بعد اسکی زندگی واقعی مشکل ہو چکی تھی یونی جانا
خواب تھا لیکن کچھ خواب قربانیاں مانگتے
اس لئے اسنے یونی مین ایڈمیشن کے ساتھ ہی پارٹ ٹائم ایک جاب کے لئے بھی
اپلائی کر دیا تھا

پاکیزہ اور احمد کا سفر بھی خوبصورت تھا پاکیزہ کا ناول مکمل ہو چکا تھا وہ اب اسے
شائع کروانے کے لئے دے چکی تھی اور آج اسکا سالوں کا خواب اسکے ہاتھوں
میں تھا جو کہ صرف و صرف احمد کی وجہ سے تھا
اسکی پہلی کتاب اسکے شوہر کے نام تھی لیکن اس کتاب کی مصنفہ پاکیزہ صفدر
تھی

شاید ایک بیٹی کے لئے اپنے نام کے ساتھ باپ کا نام ہٹانا مشکل تھا اس لئے پاکیزہ
احمد نے اپنا نام پاکیزہ صفدر ہی اپنی کتاب میں لکھوایا تھا کیونکہ یہ خواب اسنے
پاکیزہ صفدر کے نام سے دیکھا تھا احمد تو اس خواب کی تکمیل کے لئے چنا گیا تھا

وہ چاہ کر بھی اسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتی تھی جس نے اسکی زندگی اتنی حسین کر دی تھی

ہر لڑکی کے لئے اللہ نے ہمسفر چن رکھا ہے اب ہمسفر آزمائش اور تحفہ دونوں کی صورت میں ہو سکتا
اگر آزمائش کی صورت میں ہو تو اس آزمائش میں صبر کر لے اور تحفے کی صورت میں ہو تو اس تحفہ کا شکر ساری زندگی کرتے رہے
لیکن شادی سے پہلے اپنے کردار کو اتنا پاک ضرور رکھے کہ شادی کے بعد اسکا محرم واحد وہ مرد ہو جو دل کی راہوں میں اپنی مقام بنائے
محرم کے علاؤہ کسی بھی مرد کو دل میں مقام دینا نقصان ہے محض نقصان

وقت گزر چکا تھا زندگی کے پہیہ گھومتا گھومتا آج چار سال آگے نکل آیا تھا
"چار سال بعد"

"زمل کم ان یار آج لاسٹ پیپر ہے اور تم اتنی جلدی گھر جا رہی ہو بعد اب ہم صرف اپنی کنونشن سرومنی میں آئے گے کم ان آؤ کچھ انجوائے کرے" نمرہ اسکا ہاتھ پکڑ کر گرائونڈ میں لاتی بولی

آج اسکے لاسٹ سمیسٹر کا لاسٹ پیپر تھا مطلب اسکی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اس نے ان چار سالوں میں انتھک محنت کی تھی پارٹ ٹائم جاب اور یونی بہت مشکل تھا لیکن اس مشکل میں اسکے گھر والوں نے اسکا بے حد ساتھ دیا تھا اور جسکی نمرہ جیسی دوست ہو جو ہر لمحہ ساتھ دے تو پھر انسان کے مشکل دن بھی اچھے دنوں کی طرح گزر جاتے ہیں

"یار میں کیا کروں وہاں بوتیک پر آج آڈر آیا ہوا تھا وہ بھی دیکھنا ہے" وہ اپنے بوتیک کو لے کر بہت سیسرس تھی
یہ بوتیک چھوٹا سا تھا جو اسنے اپنی سیونگس سے بنایا تھا لیکن اس بوتیک کا ہر ڈیزائن اسکی کامیابی کی سیڑھی بنتا جا رہا تھا

"ادھر ہی ہے تمہارا بوتیک "زمل کا بوتیک کو پیار دینا نمرہ کو کبھی کبھی جیلس فیل کرواتا تھا

"اچھا بھئی تم کونسے یورپ میں مجھے گھمانے لے کر جا رہی ہو" وہ اسکے سامنے ہار جاتی تھی

"تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے "نمرہ نے کہا

"کیسا سپرائز؟؟"زمل نے پوچھا

"مجھے بھی یہ سرپرائز کل رات کو ملا تھا""اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے یونی کی پارکنگ ایریا میں لاتی بولی

"خیر تمہارے لئے سرپرائز نہیں ہے لیکن پھر بھی ملو میرے بھائی سے" وہ زمل سے کہ رہی تھی جو زارون کو اپنے سامنے دیکھ کر اسے وہ اسکے ساتھ وہ آخری ملاقات یاد آئی

"اسنے نظریں ارگرد گھمائی "اسلام و علیکم "زارون نے سلام کیا

"وعلیکم اسلام "اسکی طرف دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا

"بھائی مجھے ٹریٹ دینے جارہے تھے۔میں نے کہا کہ تمہیں بھی ساتھ لے چلتی ہوں وہاں بھائی کے ساتھ بور ہو گی نا" نمرہ نے کہا

"نمرہ میرا بوتیک پر آڈر آیا ہوا ہے "اسنے نمرہ کو یاد کرایا

"اچھا اٹس اوکے نمرہ تم کسی کو پریشان مت کرو" زارون سمجھ گیا تھا یہ سخت لہجہ اسکے لئے تھا

"اچھا اوکے ایزیو وش کوئی بات نہیں تم بو تیک جاؤ ہم کل مل لے گے "نمرہ نے کہا

"زیمل نے اسے دیکھا" کل کہاں ملے گے اب یونی ختم ہو چکی تھی

"زیمل اسکے گلے ملی تھی "ایم سوری میں یہ نہیں کر سکتی "اسے آہستہ سے کہتی وہ پیچھے ہٹی

اسکی بات پر نمرہ مسکرائی "بھائی کے دل کی خاطر اب دوست کا دل نہیں توڑ سکتی تھی"

وہ انہیں خدا حافظ بول کر آ گئی تھی

"چلو بھائی تمہیں ٹریٹ دے" اسنے گاڑی کا دروزہ کھولتے کہا

زارون نے اپنی ڈگری کے دوران ہی ایک آنلائن کمپنی کو جوائن کیا تھا جو کہ دوبئ میں تھی اور اسکے اتنے کم وقت میں اتنے اچھے تجربہ سے اسے دوبئ بلا لیا گیا تھا اور آج تین سال کی محنت کے بعد وہ اس کمپنی کا CEO تھا جو کہ اسکی وہاں جاب کے ساتھ پڑھائی کا نتیجہ تھی
اگر زیمل نے محنت کی تھی تو زارون نے بھی دن رات محنت کی تھی آج وہ اپنی ماں بہن کی ہر خواہش پوری کر رہا تھا تو صرف اپنی حق و حلال کی کمائی اور دن رات کی محنت کی وجہ سے

کبھی کبھی ماں اور بہن کی دعائیں عرش تک جاتی ہیں اسے بھی اسکی ماں اور بہن کی دعا تھی جو وہ صرف ایک آنلائن کمپنی سے یہاں تک پہنچا تھا

وہ زندگی میں کامیابی تو حاصل کر چکا تھا لیکن دل میں چھپی خواہش آج بھی ادھوری تھی

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے زیمل" اسکے سامنے کھڑے زارون نے کہا
یہ پہلی دفعہ تھی کہ زارون اسے کہ رہا تھا

"جی کہیے" اسے لگا شاید نمرہ نے کچھ کہا ہے

"میں کل دوبئ جا رہا ہوں اور جانے سے پہلے کچھ کہنا چاہتا ہوں"

"کیا؟؟" وہ حیران تھی
اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں سے بات شروع کرے

"میں تین چار سال بعد ان شاءاللہ کامیاب ہو کر لوٹوں گا کیا میرا انتظار کرے گی ؟؟"

زیمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا؟؟

"شادی کرے گی مجھ سے ؟؟" اسنے سیدھی بات کی

"زیمل کی آنکھیں جھپکنا بھول گئی وہ یہ بات بولے گا سوچا بھی نہیں تھا

"آپکو پتا ہے آپ کیا کہ رہے ہیں ؟؟"

"میں اپنے حوش وحواس میں کہ رہا ہوں کہ شادی کرے گی مجھ سے ؟؟"

"آپ پاگل ہو گئے ہیں ہٹیں میرے آگے سے" وہ اسے سامنے سے ہٹاتی بولی

"ارے بات سنیں" وہ اسکے پیچھے بھاگتے ہوئے بولا

"دیکھے یہ یونی ہے اور یہاں تماشہ نابنائیں ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ آپ میری دوست کے بھائی ہیں" اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ کر زیمل نے کہا

"آپ میرا یقین کرے میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں میں جانتا ہوں آپکے گولز ہیں لائف میں میرے بھی بہت سے گولز ہیں بہت سی زمہ داریاں ہیں لیکن میں چاہتا ہوں میری زندگی کی ہمسفر آپ بنے" وہ کہ رہا تھا

"لیکن ناہی تو میں آپکی زندگی کی ہمسفر بننے میں ان ٹرسٹنگ ہوں اور ناہی شادی میں آپ تو کیا کوئی بھی ہو مجھے شادی نہیں کرنی اب پلیز مجھے معاف کرے جاتے جاتے میرا یونی مین تماشہ نابنا کر جائے" اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ کر وہ کہ رہی تھی کیونکہ یہاں سب زرا سی بات کو اچھال دیتے تھے

"مین آپکا تماشہ نہیں بنارہا زیمل" زارون نے کہا

"تو پھر جائے آپ یہاں سے"

"لیکن زیمل میرا یقین کرے"

"نہیں کرنا یقین جائے ورنہ میں آپکی۔ کمپلین کردوں گی بغیر اس بات کا لحاظ کئے کہ آپ میری دوست کے بھائی ہیں"

"میں چار سال بعبعد واپس آؤں گا تب تک شادی سے انکاری ہیں رہنا میں واپس آکر اپکو منالوں گا" ایک دن میں وہ اسے اپنی سالوں کی محبت کا یقین۔ نہیں دلا سکتا تھا

"آپ چار سال بعد آئے یا نا آئے میری طرف سے جو مرضی ہو بارہ سال بعد بھی میرا یہی جواب ہو گا" وہ سنگ دلی سے بولی

"اسکی بات پر وہ مسکرایا" آپکے لئے معنی نہیں رکھتا لیکن اپنی ماں اور بہن کا اکلوتا سہارا ہوں اگر واپس نا آیا تو وہ بے سہارا ہو جائے گی اس لئے ایسے مت کہے"

"اسکی بات پر زیمل کو احساس ہوا کہ اسنے غصے میں کیا بول دیا تھا

"جا رہا ہوں ان شاءاللہ واپس آؤں گا اور اپنا بناؤ گا اللہ حافظ" وہ کہتا چلا گیا

وہ چلا گیا تھا لیکن زیمل رک گی تھی اس دن کے بعد آج تک زیمل کے لئے جو بھی رشتہ ایا تو ہمیشہ زیمل کو وہی یاد آیا جو بہت دعوے سے کہ کر گیا تھا

چار سال گزر بھی گے تھے وہ واپس بھی آگیا تھا لیکن زیمل کا دل آج بھی شادی کے لئے انکاری ہیں تھا

اسنے بہت محنت کر کے خود کو سمیٹا تھا بہت محنت کی تھی اب شادی کر کے سب ختم نہیں کر سکتی تھی
یہ بو تیک اسکی محنت تھی اور یہی اساسہ تھا

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی وہ اپنے بال سٹریٹ کر رہی تھی لیکن مجال ہے جو اسے کبھی کوئی کام ڈھنگ سے ہو جائے
دو دفاع تو بس اپنا ہاتھ جلتے جلتے بچا تھا اور کئی بار جلتے جلتے بچائے تھے اسنے

"منحوس نا ہو تو" وہ سٹرینجر ٹیبل پر پٹختی بولی

"اس بیچارے کا کیا قصور جب تمہیں ہی یہ نہیں آتا" اپنے بال بناتے نائل نے کہا

"اسکا ہی قصور ہے" وہ اب اپنے بالوں پر کنگھی کر رہی تھی

نائل نے وہ سٹیٹنز اٹھایا اور اسکا سوئچ آن کیا" ادھر دیکھو کیسے کرتے ہیں" وہ اسکے بالوں پر سٹیٹنز لگاتے بولا

"میرے بال خراب مت کرو نائل تمہیں نہیں آتا یہ" نیرہ نے اسے کہا

"تم سے تو زیادہ اچھا آتا اب میرے اس ٹلینٹ سے جیلس مت ہو" وہ بولا

"میرے بال خراب ہوئے تو تمہارے اس ٹلینٹ کی میں ایسی کی تیسی کروں گی" وہ اب اسکے سہارے اپنے بال چھوڑ کر خاموش ہو گی تھی

نائل اسکے بال سٹریٹ کر رہا تھا شیشے سے نیرہ نے اسے دیکھا جو بے حد توجہ سے اسکے بالوں پر اپنی کاروائی کر رہا تھا یہ تو سچ تھا کہ اس سے زیادہ اچھا وہ یہ کام کر رہا تھا

"یہ دیکھو ہو گیا اور کتنا اچھا ہوا ہے کچھ سیکھو مجھ سے" وہ سوئچ بند کرتا بولا

"بس ٹھیک ہے" وہ بولی

"اسکی بات پر نائل مسکرایا آسکی بیگم نے کب منہ پر تعریف کی تھی جو آج وہ کرتی

وہ اب لیپ سٹیک لگا رہی تھی "تم یہاں کھڑی دولہن بنتی رہو وہاں میں لیٹ ہو رہا ہوں جلدی کرو" وہ کب سے تیار تھا لیکن اسکی ہی تیاری تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

"تمہیں کیا پتا میں آج کتنی کتنی خوش ہوں نائل میرا دل کر رہا ہے میں بہت زیادہ تیار ہو جاؤ افففف" وہ بولی
اسکی خوشی اسکے لہجے سے جھلک رہی تھی

"اب کورٹ میں پہلے دن لیٹ ہو جاؤں گی تو کیا امپریشن پڑے گا جلدی کرو" نائل نے اسے کہا

"وہ اسکی بات سن کر اب اپنا میک اپ سنبھال کر صوفے پر سے اپنا کورٹ اٹھا کر پہن۔رہی تھی

یہ وہی لمحہ تھا جو خوابوں میں محسوس کرتی تھی وہ اس سیاہ کورٹ نے بہت محنت کروائی تھی

وہ ایموشنل ہو رہی تھی اسکی آنکھوں میں آنسوں سے آرہے تھے

ڈاکٹر ہو فوجی ہو یا کوئی انجینز پہلی بار اپنے پیشہ کا اپنے خواب کا یونیفارم پہننے کی خوشی جو ہوتی ہے اسکا مقام۔ہی الگ ہوتا ہے

یہ محنتوں کا لباس ہوتا جو قسمت سے نہیں بلکہ محنت سے ملتا ہے

"میں کیسی لگ رہی ہوں نائل" وہ آسکی طرف مڑتی بولی

نائل نے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا "بہت پیاری لیکن صرف وکیل لگ رہی ہو" وہ بولا

"کیا مطلب؟؟؟"

"میری وکیل صاحبہ توتب ہی لگوں گی جب تم سر ڈھاں پوں گی" وہ اسکے کھلے سٹریٹ بال شانوں پر پھیلائے دیکھ کر بولا

نیرہ کا ارادہ نہیں تھا سر پر دوپٹہ لینے کا ہاں وہ گلے میں ڈال سکتی تھی لیکن اس پیشے پر سر پر دوپٹہ اچھا نہیں لگ رہا تھا

وہ خاموش رہی جیسے کچھ بولنے کو بچا ہی نہیں تھا

"تم بہت اچھی لگو گی جب تم سر پر دوپٹہ لو گی کورٹ میں ہزار مرد ہو گا اور میں نہیں چاہتا کہ میرے علاؤہ کوئی تمہیں ایسے دیکھے" وہ اسکے کھلے بالوں کو دیکھتا کہ رہا تھا

"نائل تم کیوں ٹیپیکل مرد بن رہے ہو تم جانتے ہو کر پروفیشن کا ایک الگ روب ہوتا ہے اور میرے پروفیشن کے ساتھ دوپٹہ میچ نہیں کرتا" وہ بولی

"میں تم پر پابندی نہیں لگا رہا نیرہ نا ہی تم پر اپنا حکم سونپ رہا ہوں اگر تم نہیں کرنا چاہتی اٹس اوکے اگر میری بیوی بن کر تمہارا بیغیر دوپٹہ سر پر لئے گھر سے باہر نکلنے کی حمت ہے اور غیر مرد کی نظریں برادشت کرنی کی جرت ہے تو تم بے شک نا کرو "

"اسکی ساری بات ایک طرف تھی لیکن اسکا میری بیوی کہ کر بات کرنا نیرہ کو سوچنے پر مجبور کر رہا تھا اگر وہ نائل کی بیوی بن کر سر سے دوپٹہ اتار کر غیر مردوں کے بیچ نہیں جا سکتی تو سلیمان صاحب کی بیٹی ہو کر بھی نہیں جا سکتی تھی جب ایک عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسکا کرادر اسکے لباس اور اسکی چال سے پہچانا جانتا تھا ہزار بے پردہ عورتوں میں اگر ایک باپردہ عورت ہو گی تو وہ دور سے ہی مسلمان عورت پہچان ہو گی باقی بے پردہ عورتیں بے شک تہجد گزار ہو لیکن پہچان لباس سے ہوتی ہے

نظر کی حیا تو بعد میں آتی ہے پہلے جسم کی حیا ہونا لازمی ہے

آپکی نظریں جتنی مرضی حیادار ہو جب تک اپنا لباس حیادار نہیں آپکی ہر نظر بے حیائی ہی ہے

وہ اپنا سفید دوپٹہ لے کر کمرے سے باہر نکل آئی بغیر اسے کچھ کہیں اسے نہیں پتا تھا کہ پہلے ہی دن اسکا دل کا بوجھ بڑھ جائے گا

"تم اچھی لگو گی نیرہ آئی پرومس" لاؤنج میں آتے نائل نے اسے کہا

"اور اگر میں اچھی نا لگی تو؟؟؟"

"کچھ لوگوں کی نظروں میں تو تم اچھی تو تب بھی نہیں لگو جب بغیر دوپٹے کے ہو گی لوگوں کی نظروں میں اچھا لگنا ضروری نہیں ہوتا نیرہ اللہ کی نظر میں اچھا لگنا معنی رکھتا لوگ تمہیں ہر حال۔ میں جج کرے گے"

"میں ٹرائے کروں گی اگر اچھا لگا تو ٹھیک ورنہ میں نہیں رکھوں گی" وہ کہتی لاؤنج میں رکھے شیشے میں کھڑے ہو کر دوپٹہ سر پر رکھا

"وہ کچھ دیر تو دوپٹہ ادھر ادھر سیٹ کرتی رہی ساتھ ساتھ ٹیرے میڑھے منہ بھی بناتی رہی مگر آخر اسنے فیصلہ کر لیا

۔"مجھ پر نہیں اچھا لگ رہا میں نہیں رکھ رہی" وہ دوپٹہ سر سے اتار کر گلے میں ڈالتی بولی

"اوکے تم خود کو اچھی لگ رہی ہو" نائل نے کہا

"میں لیٹ ہو رہی ہوں چلو" وہ شرمندگی نہیں محسوس کرنا چاہتی تھی

وہ اسکے ساتھ پارکینگ آئیریا میں آئی پہلی بار وہ اس طرح آ رہی تھی یہ گاڑی نائل کو آفیس کی طرف سے ہی ملی تھی اسکی پرومشن کے بعد

"وہ گاڑی میں بیٹھی اسے خوش ہونا چاہیے تھا آج لیکن وہ خوش نہیں تھی نائل اسکے ساتھ باتیں کر رہا تھا لیکن اسکا دھیان بار بار آہنے بالوں پر جاتا تو کبھی گلے میں رکھے دوپٹے پر

یہ تو طے تھا کہ اگر آج اسنے جو فیصلہ کیا آخری دم تک اسی پر قائم رہنا تھا

گاڑی کی بریک کورٹ کے سامنے رک گی تھی

نائل اسے خدا حافظ بول رہا تھا

"تمہیں نروس ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہاں رش بہت ہوتا ہے اور کنفیوز تو بلکل بھی نہیں ہونا میں یہ سب اپنا فرض سمجھ کر بتا رہا ہوں باقی تم زیادہ اچھے سے جانتی ہو" وہ اسکا ہاتھ پکڑتا بولا

"نیرہ نے گردن اثبات میں ہلائی"

"یہاں سے فری ہونے کے بعد مجھے کال کر دینا میں آجاؤں گا" اسنے کہا

"اوکے اللہ حافظ" نیرہ نے کہا

"بیسٹ ویشیز مائے لیڈی" وہ مسکرا کر بولا اسکا لہجہ بلکل بھی نہیں بدلا۔ تھا لیکن اسنے میری وکیل صاحبہ نہیں کہا اسنے سوچا

نیرہ نے گاڑی کا دروزہ کھولا کورٹ کے باہر ہی بہت ہلچل سی تھی رش تھا بہت نہیں۔ حمت ہوئی بھائی وہ اپنے گلے پر دوپٹہ خود ہی کھول۔ کر سر پر رکھ چکی تھی

"شاید کبھی کبھی دل بہت اچھے فیصلے کرواتا ہے کیونکہ دل وہ کہتا جو ہم چاہتے ہیں اور دماغ وہ جو لوگ چاہتے ہیں اسنے دل کی سنی تھی اب لوگ اس پر حاوی نہیں ہو سکتے تھے"

"واللہ آج اللہ خیر کرے میری وکیل صاحبہ کی کینچی جیسی زبان کا ٹلینٹ کام آئے گا" نائل نے اسے کہا

"اب وہ وکیل صاحبہ تھی اب وہ دل سے مسکرائی دل کی اطمینان کے لئے دل کی ہی سننی پڑتی ہے

"آج میری کینچی جیسی زبان کا فائیدہ ہو گا" وہ بولی

" بلکل بلکل کاش میں دیکھ سکتا کہ تم میرے علاؤہ دوسروں کے سامنے کیسے آپنی زبان چلاتی ہو لیکن اٹس اوکے پھر کبھی دیکھ لے گے "

"بہت جلد تم دیکھو گے بہت جلد اور سارا خاندان دیکھے گا اور سات پشتیں یاد رکھے گی" وہ مسکرا کر کہ تھی لیکن اسکی آنکھوں میں بدلے کی آگ بھڑک رہی تھی

وہ اسے خدا حافظ بول کر گاڑی سے باہر نکلی یہ پہلی سیڑھی تھی منزل۔ کی جانب ابھی تو بہت کچھ وصول کرنا تھا

"یہ یہ کیا کر رہی ہو تم؟؟" حوریں بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی اور اسکے ہاتھ سے چھڑی کھینچی

"مجھے واپس کرے یہ" وفا نے کہا

"تم پاگل ہو گی ہو وفا یہ کیا پاگل پنا ہے؟؟"

"مجھے دے دیں یہ ورنہ اگ لگا دوں گی میں خود کو" وہ چلائی

"کیا ہو گیا ہے وفا بس کر دو بس کر دو کیوں خود کو تباہ کر رہی ہو" وہ چھڑی زمین پر پھینکتی بولی

"نہیں رہنا میں نے میرا وجود ہی بے مقصد ہے نا میں اچھی بیٹی بن سکی نا اچھی بیوی اور نا اچھی ماں مین نہین رہنا چاہتی"

"تم اچھی بیوی تھی وفا تم اچھی ماں تھی وہ بس تمہاری وفا کے قابل نہیں تھا"

"بھاڑ میں جائے مر جائے وہ میرا بچہ دے جائے میں مر جاؤں گی آپی میں میں اپنے بیٹے کے بغیر مر جاؤں گی" وہ اب روتے ہوئے کہ رہی تھی

"بس میری جان دیکھنا اللہ اس سے حساب لے گا" وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے بولی

"میرا بیٹا روزانہ میرے خواب میں آتا ہے آپی وہ روزانہ مجھے پکارتا آپی وہ مما ماما کہتا اور میں اسکے رونے پر بھی نہیں جا رہی میں کیسی ماں ہوں" اسکا دل ڈوبتا جا رہا تھا اپنی بہن کی یہ حالت دیکھ کر

"حنان تمہیں ضرور ملے گا وفا تم صبر کرو" حورین نے اسکے دو سال کے بچے کا کہا

"مجھ سے صبر نہیں ہوا آپی میرا دل پھٹ رہا میرا بچہ وہ مرا وجود ہے آپی نو ماہ میرے وجود کا حصہ رہا آپی میں نے تکیلفیں دیکھی میں نے سب برداشت کیا اب وہ میرا سب کچھ تھا آپی میرا سہارا وہ مجھ سے میرا سہارا نہیج چھن سکتا وہ مجھ سے میری اولاڈ نہیں چھین سکتا" اسکی ممتا تھی کہ ہر پل بڑھتی جا رہی تھی

ایک عورت بیٹی بن کر ہار جاتی ہے بیوی بن کر بھی ہار جائے گی لیکن ماں بن کر اسکی ممتا اسے کبھی نہیں ہارنے دے سکتی تھی

"وفا خود کو سنبھال لو تمہیں خود کے علاوہ کوئی نہیں سنبھال سکتا" حورین سے اسکی یہ حالت برداشت نہیں ہوتی تھی

"مجھے بد عا لگی ہے آپی اور بد دعا کے زیر اثر لوگ اگر سنبھال بھی جائے تو ٹوٹے ہوئے ٹکرے ہمشہ چبھتے رہتے ہیں"
کیسی ماں کی چیخیں اسے روز سنائی۔دیتی تھی

"تمہیں کس کی بد عا لگی وفا؟؟" حورین نے پوچھا

"نیرہ کی اسکی ممتا کی آپی مجھے بد دعا لگ گی مجھے اسکی آہ لگ گی آپی اسکا بچہ دنیا میں آنے سے پہلے چھین لیا تھا میں نے اور میرا بچہ میری گود سے چھین لیا گیا ہے" اسنے کہا

"حوریں ایک لمحے کو سکتے میں چلی گی تھی کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ سب ہو گا وہ اب کہاں ہے جس حال میں ہے وہ دونوں نہیں جانتی تھی لیکن اسکی آہیں اسکی بدعائیں اب عرش پر قبول ہو رہی تھی

"پچھلے مہینے ہی حورین کا ایک میسکیرج ہوا تھا۔جو کہ بہانہ بنا تھا کہ سیڑھیوں سے پھسلی ہے لیکن اب سمجھ آرہا تھا کہ وہ پاؤں نہیں پھسلا تھا وہ آہ تھی

لیکن صرف وہ دونوں ہی کیوں اسکی بدعائیں کے زیر اثر تھی بدعا تو جہاں زیب صاحب کو بھی اسنے دی ہو گی تو وہ کیوں ابھی تک سہی تھے انہیں کیوں نہیں کچھ ہوا تھا؟؟ یہ سوال حوریں کے دماغ میں گردش کرنے لگ گہا تھا

"انسے بہت مشکل سے وفا کو کچن سے کمرے میں لے کر آئی اسے نیند کی گولیاں دے کر سلا دیا

"تین سال پہلے وفا کا ایک اچھے گھر سے رشتہ ایا تھا لڑکا ایک اچھی کمپنی میں جاب کرتا تھا وفا کے ہزار منع کرنے کے باوجود اسکی شادی فیصل سے کر دی گی تھی جیسے شادی کے دو ماہ بعد وفا نے دل سے تو نہیں مگر قبول کر لیا تھا اور پھر شادی ہے ایک سال بعد اسکا بیٹا حنان پیدا ہو گیا حنان کو دیکھ کر وفا کو یہی لگتا جیسے زندگی کی سارے دکھ کا مداوا اسکے بیٹے کی شکل میں مل گیا تھا لیکن قسمت تھی یا آہ تھی کہ فیصل نے بے وفائی کہ اور اپنے افیس میں موجود ایک لڑکی سے شادی کر لی تھی جس پر وفا نے بہت واویلا مچایا لیکن عورت تھی جہاں تک آواز اٹھا سکتی تھی اسے وہ سب سزائیں دی گی تھی جو اسکے خواب میں بھی نہیں تھی ہر ظلم کیا گیا اور آخر میں اسکے دامن میں طلاق نامہ پھینک کر فیصل حنان اور اپنی بیوی کو لے کر ایک دن چپکے سے ہی ملک سے باہر چلا گیا اب وہ کہاں تھا اس بات کی خبر کیسی ہو نہیں تھی

وہ روزانہ رات کو آٹھ آٹھ کر روتی چلاتی تھی اسے ہر رات خواب میں حنان کے رونے کی آوازیں آتی تھی اور بچے کے رونے کی آوازوں میں کہی دور کیسی اور کی سسکیاں بھی شامل تھیں

وہ گناہگار تھی لیکن اکیلی تو نہیں تھی اسکا سب سے بڑا گناہ نائل سے محبت تھا آور اس محبت کی آگ میں نیرہ ہو جلانے کی کوشش مین وہ خود کو اور اپنی اولاد کو جلا بیٹھی تھی

اب اسے ناہی نائل چاہیئے تھا اور ناہی نیرہ کہ خوشی سے کوئی غرض تھا اسے بس کوئی اسکا بچہ لا کر دے دیں وہ اپنے حنان ہے ساتھ جینا چاہتی تھی باپ بھائی دوست سب کچھ اسکے حنان تھا جس دن اسکی گود میں حنان آیا تھا تو والد اور بھائی کے سہارے سے محروم ماں کو اسکا بیٹا ایک مضبوط سہارا لگا

اسے حنان سے وہ تحفظ کا احساس ہوتا تھا جو کبھی فیصل یا نائل سے نہیں ہوا تھا شاید یہ خون کی کشش تھی یا شاید اس لڑکی نے مرد کی محبت کو پہلی بار پہچانا تھا یکطرفہ محبت ایک روگ ہے اور اس روگ میں اگر آگ شامل ہو جائے تو نقصان صرف محبت کرنے والے کا ہوتا محبوب کو کچھ نہیں ہوتا

جہان زیب صاحب کو ان کی زمین مل چکی تھی ان کی فیکٹری بھی اپنی کامیابیوں کی بلندیاں چھو رہی تھی

لیکن عروج سے زوال کا سفر بہت تھوڑا ہوتا بس ایک جھٹکا اور انسان عروج سے زوال کی سیڑھی پر

"زیمل میں تمہیں پچھلے دو دن سے فون کر رہی ہوں تم کیوں نہیں پک کر رہی ہاں؟؟" وہ دو دن سے اسے کال کر رہی تھی اور زمل اسکی کال نہیں پک کر رہی تھی اسی لئے آج نمرہ اسکے گھر آ گئی تھی

"میں نے دیکھی نہیں کام میں معصروف تھی" وہ نظریں چراتی بولی

"ہاں ہاں میں جانتی ہوں کہ آپ ایک بوتیک کی اونر ہیں آپکے پاس بہت کام ہیں آپ بہت معصروف ہیں ہم جیسے عام لوگوں کے لئے اب آپکے پاس ٹائم نہیں ہو گا" نمرہ نے اسے ایموشنل کیا

"بکواس مت کرو ایسا نہیں ہے میری طبیعت خراب تھی اور کام بھی بہت تھا "اسے تین دن سے مسلسل بخار آرہا تھا لیکن وہ سے حالات میں بھی کام پر جارہی تھی جس وجہ سے تھکن بہت زیادہ ہو جاتی تھیں

"اچھا مان لیا کہ تم معصروف تھی لیکن اب تو بات کر سکتی ہو نا؟؟" نمرہ نے پوچھا

"میں ہر ٹاپک پر بات کر سکتی ہوں لیکن اس ٹاپک پر نہیں جس کا مقصد میری شادی ہو" زمل کے اسے کہا

"آخر کیا مسئلہ ہے زمل تمہیں کیوں تم یہ سب کر رہی ہو یار میرے بھائی کے جذبات کوئی مزاق تو نہیں ناجو یوں تم انہیں اپنے پیروں تلے روند رہی ہو" اسے اپنے بھائی پر ترس اتا تھا

"میں نے تمہارے بھائی کو نہیں کہا تھا کہ وہ میرے لئے ایسے جذبات رکھے اور اگر آج تمہیں اپنے بھائی کے حق میں بولنا ہے تو بول لو لیکن کل تم نے اپنی دوست کے حق میں ہی بولنا ہو گا"

"یار میں پھنس گئی ہوں تم دونوں کے درمیان سمجھ نہیں آرہا کہاں جاؤں تم مجھے بتاؤں آخر کیوں تم شادی نہیں کرنا چاہتی کوئی وجہ ہو گی نا؟؟"

"میں نہیں کرنا چاہتی شادی میں نہیں پابندی کی زندگی گزارنا چاہتی میں نے دن رات محنت اس لئے نہیں کہ کہ کامیاب ہونے کے بعد شادی کی زنجیریں باندھ لوں" انسے اپنے خیالات بتائیں

"زیمل زیمل میرے بھائی تمہاری کامیابی میں رکاوٹ نہیں بنے گے بلکہ وہ تمہیں سپورٹ کرے گے یار سنجھو بات کو"

"مجھے کیسی کی سپورٹ نہیں چاہیئے وہ مرد ہے آج مجھ سے محبت کی باتیں کرتا ہے اور کل مجھ سے ہی نفرت کرے گا" مردوں کی محبت اسکے لئے کھیل ہی تھا کیونکہ آج تک اسنے نہیں سنا تھا کہ ایک مرد اسی عورت کے ساتھ مرا جس سے وہ محبت کرتا ہے

"تمہیں یوں نہیں کرنا چاہیئے زمل تم کیا اس دنیا میں رہے والے ہر مرد کی محبت پر سوال اٹھا رہی ہو کیا ہر مرد بے وفا ہوتا ہے تمہاری نظر میں ؟؟"

"مرد بے وفا نہیں ہوتا بس اسکا دل بھر جاتا ہے اور میں نہین چاہتی کہ میں دو دن کیسی مرد کی محبت میں آسمانوں کی بلندیاں چھو اور تیسرے دن ہی وہی مرد مجھے

زمین پر پٹخ دے مجھ میں بے وفائی برداشت کرنے کی حمت نہیں میں اکیلے ہی جی لوں گی لیکن۔ے وفائی نہیں برداشت کر سکتی" اپنے اندر کے ڈر کو وہ آج پہلی بار واضع کر رہی تھی

یہ سچ ہے کہ ایک مرد کو اتنی حقیقت پسند لڑکی سے محبت نہیں ہونی چاہیے ایک سچی محبت تو نہیں ہونی چاہئے ورنہ وہ عورت اسکے جذبات کی دھجیاں اڑا سکتی ہے آپنے یقین کے لئے

"تمہاری تسلی کے لئے میں اتنا ہی کہوں گی زمل کے انسان سب بھول سکتا ہے لیکن اپنی جوانی کی ابتدا کی محبت نہیں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے اگر کوئی شخص اچھا لگ جائے اور اسکے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب دیکھتے دیکھتے وہ اپنی کہی عمر سے پکی عمر تک پہنچ جائے لیکن خواب صرف ایک ہی شخص کے دیکھتے ہو تو اس شخص کی محبت پر شک ایک بد قسمت ہی کر سکتا تم خوش قسمت عورت ہو جیسے مرد نے چاہ ورنہ اگر یہاں عورت کی چاہت کی دھجیاں محفلوں

میں اڑائیں جاتی ہیں اور میرے بھائی نے تمہیں سب سے چھپا کر رکھا تھا اپنی بہن سے بھی چھپا کر رکھا تھا لیکن میں تمہیں اپنے بھائی سے محبت کرنے میں مجبور نہیں کر سکتی اور نا ہی میرا بھائی تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کرے گا وہ عزت کے ساتھ تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا تھا وہ تمہاری عزت کی خاطر اپنے دل کو مار لے گا لیکن تمہاری عزت پر کوئی ایک حرف بھی نہیں آنے دے گا وہ تمہیں گھر سے نہیں اٹھائے گا وہ تک سے گن پوائنٹ پر نکاح نہیں کرے گا وہ عزت سے سب کے سامنے تمہیں اپنی عزت بنائے گا اگر اللہ نے چاہ" نمرہ کہتے اپنا بیگ اٹھاتی بولی

"بھائی کے لئے چھے سال کی دوسری چھوڑ دو گی؟؟" اسے کلائی سے پکڑتی زمل نے اپنی نم آنکھوں سے پوچھا

"میں آج اپنے بھائی کے لئے بولنے آئی تھی میں کل آپکی دوست کو سمجھانے آؤں گی مجھے صرف وفادار دوست ہی نہیں بلکہ ایک اچھی بہن بھی بننا ہے تم میری مجبوری سمجھو" وہ کہتی وہاں سے چلی گی

زمل کا دل چاہ وہ اس دنیا سے ہی بھاگ جائے یہ کہاں آکر وہ پھس گی تھی؟؟

"وہ زارون کو اچھے سے جانتی تک نہیں تھی لیکن اسکی محبت کا سایہ اسے پچھلے چار سال سے اپنے گرد محسوس ہوتا تھا"

زندگی اتنی مشکل ہو جائے گی اسے نہیں پتا تھا

علم کے سفر کے امتحان ابھی ختم ہوئے ہی تھے کہ اسکی زندگی کے امتحان شروع ہو چکے تھے

جب سے نمرہ گئی تھی تب سے ہی وہ بہت پریشان سی ہو گی تھی نا کھانا کھایا گیا اور ناہی اب سویا جا رہا تھا

بیڈ پر لیٹ کر وہ کروٹیں بدل بدل کر تھک گی تھی لیکن نیند نہیں آ رہی تھی اسی لئے اب وہ کمرے سے نکل کر باہر صحن میں رکھے تخت پر بیٹھ گئی تھی

یہ وہی تخت تھا جہاں بیٹھ کر وہ کبھی اپنے کھولنے کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور آج رات کے آخری پہر اسی تخت پر وہ پریشان سی بیٹھی تھی بے فکر بچپن سے کب زمہ داریوں کا وقت آگیا خبر ہی نہیں ہوئی
وہ بے فکر رات کی نیندیں کب بے سکونی کی نیند میں بدل گئی تھی

پہلا دل ٹوٹنے کے بعد اسنے ارادہ کیا تھا کہ وہ کبھی محبت نہیں کرے گی لیکن اسنے یہ کیوں نہیں سوچا تھا کہ کیسی کو اس سے محبت ہو گی تو کیا ہو گا؟؟ وہ تو دل توڑنا تو دور دل دکھانے سے بھی ڈرتی تھی
زارون کی محبت سے وہ واقف تھی لیکن وہ مرد کی فطرت سے بھی واقف تھی

شگفتہ بیگم نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر اسے دیکھا جو باہر بیٹھی ناجانے کیا سوچ رہی تھی پھر اچانک انہیں یاد آیا کہ وہ کیون پریشاں ہے پہلے تو سوچا کہ چھوڑ دے لیکن پھر دل نہیں مانا اور وہ اسکے پاس ابی

"کیاہوازمل؟؟"انہوں نے اس سے پوچھا

اسنے بدک کر گردن موڑ کرانہیں دیکھا
"کچھ نہیں چچی"

"میں جانتی ہوں کہ تم کیوں پریشاں ہو تمہاری سہلی نے جو کہاوہ میں نے سن لیا تھامیرا یقین کرو میں نے جان کر نہیں سنا مین تو بس اس سے دعاسلام کرنے آئی تھی کہ وہ یہ سب کہ رہی تھی اور میں نے سن لیا" وہ اپنی صفائی دیتے بولی

"جواباًزمل خاموش رہی وہ جب سب سن چکی تھی تو وہ کیاہی کہ سکتی تھی؟؟"

"تمہاری سہلی سہی کہ رہی ہے زمل ایک بار اس سے مل کر دیکھ لو شاید وہ اچھاہو اور ویسے بھی شادی تو کرنی ہے نا آج نہیں تو کل "انہوں نے اسے مشورہ دیا

"مجھے شادی ہی تو نہیں نا کرنی چچی مجھے نہیں کرنی شادی" لہجہ نم تھا جیسے ابھی تو دے گی

"کیوں نہیں کرنی شادی؟؟"

"مجھے ڈر لگتا ہے چچی"

"کس سے ڈر لگتا ہے؟؟"

"شادی کے بعد اپنے نصیب سے"

"کیوں کیا ہے تمہارے نصیب کو؟؟" وہ حیران ہوئی تھی اس کے ڈر سے

"میرے نصیب میں آج تک صرف سمجھوتے آئے ہیں چچی میں نہیں چاہتی کہ شادی ہے بعد بھی میں سمجھوتے کروں"

"کیسے سمجھوتے شادی کے بعد کیسے سمجھوتے اور ویسے بھی جب وہ مرد خود تمہیں شادی کے پیشکش کر رہا ہے تو پھر کیسا ڈر؟؟؟"

"چچی کیا آپ نہیں جانتی کہ مرد کا دل کتنی جلدی بھر جاتا ہے اگر اسکا مجھ سے دل بھر گیا؟؟؟ اگر شادی کے چند دن بعد اسکی محبت ختم ہو گی تو؟؟؟ میں کہاں جاؤں گی؟؟ میری سالوں کی محنت جو میں نے کی وہ سب تو ضائع ہو گی نا" اسکا ڈر سن کر شگفتہ بیگم کو احساس ہوا کہ ہر لڑکی کے لئے شادی ایک حسین خواب نہیں ہوتی

حقیقت پسند لڑکیوں کے لئے شادی زندگی کا سب سے بڑا خوف ہے

"ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا زمل" انہوں نے اسے کہا

"مگر ہوتا تو مرد ہی ہے نا اور سب مرد ایک جیسے ہی ہوتے سب کی فطرت ایک جیسی ہوتی ہے بس انداز مختلف ہوتا ہے"

"اتنی بدگماں نا ہو مرد ذات سے"

"میں بدگمان نہیں ہوں چچی مجھے شادی کے بعد مرد کے ہاتھوں سے پڑنے والے تھپڑ سے ڈر لگتا ہے سب کے سامنے مجھے ذلیل کرے اس سے ڈر لگتا ہے ماں اور بہن کے سامنے میری لئے نا بول سکے مجھے اس سب سے ڈر لگتا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ میری زندگی میں آنے والا مرد میری کامیابی سے خوش ہونے کے بجائے جیلس ہو یہ سب ڈر ہے چچی اور ڈر بھی ایسا بچہ کو بچپن سے ہے بچپن کے ڈر اتنے جلدی نہیں نکلتے" اسنے کہا اور ضبط کئے انسو آنکھوں سے نکل کر فالون پر بہنے لگ گے

"میں سمجھ سکتی ہوں تمہارا سر لیکن اس ڈر کو ایک بار اس سے مل کر اس سے بات کر کے ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے شاید وہ ویسا نا ہو جیسا تم نے سوچا ہوا ہے"

"اور اگر وہ ایسا ہوا تو؟؟"

"تو منع کر دینا" انہوں نے کہا

"اور اگر اسکا دل ٹوٹ گیا تو؟؟"

"اگر اسکے دل کی اتنی پرواہ ہے تو مت ٹوٹنے دو"

"زمل نے انہیں دیکھا اسے کیسی کی پرواہ نہیں تھی اسکے دل کی بھی نہیں تھی لیکن وہ توڑنا بھی نہیں چاہتی تھی

کتنی مشکل مرحلے میں تھی نا وہ جہاں آگے آگے اور پیچھے سمندر تھا

سگفتہ بیگم نے کچھ دیر اسے سمجھایا اور پھر وہ کمرے میں چلی گی

کچھ دیر بعد زمل بھی اپنے کمرے میں آئی اور نمرہ کے نمبر پر میسج کیا

"اپنے بھائی سے کہو مجھے اس سے ملنا ہے" وقت اور جگہ اسے بتا کر وہ اب موبائل سائیڈ پر رکھ کر صبح اسکے ساتھ ہونے والی گفتگو کا سوچنے لگی

"تقریبا شام چار بجے وہ اسکے ساتھ ایک ریسٹورنٹ پر موجود تھی

"میں نے آپ سے چند باتیں کرنی ہیں" زمل نے ہی بات کا آغاز کیا

"جی کریں" وہ نہایت آداب سے بولا تھا۔

"میرے لئے شادی سب سے بڑا خوف ہے اور آپ مجھ سے شادی کے دعوے دار ہیں" وہ کہ کر خاموش ہو گی

"جی میں آپسے شادی کا دوعوے دار ہوں اس لئے کہ مجھے محبت کے وعدے نہیں آتے"

"میری کچھ باتیں جو اپکو شادی سے پہلے سنی ہو گی اور اگر وہ سمجھ جائے تو پھر شادی کے لئے آپ آسکتے ہیں" وہ بلکل نارمل انداز میں کہ رہی تھی لیکن اسکا دل بہت زور سے ڈھڑک رہا تھا

"جی کہیں"

"میرے دل میں مردوں کو لے کر اور شادی کو لے کر بہت ڈر ہے مجھے اس شادی اور اس مرد سے بہت ڈر لگتا ہے جس میں شوہر بیوی کو اپنے موڈ کے حساب سے ٹریٹ کرے جیسے اگر شوہر کا موڈ اچھا ہو تو وہ بیوی کو عرش پر بیٹھا دے اور اگر غصے میں ہو تو تخت سے فرش پر پٹخ دے شادی کے بعد بہت سے مردوں کے دل بھر جاتے ہیں اور بچوں کے بعد تو واقعی وہ پھر تنگ آجاتے ہیں

میں چاہتی ہوں کہ آپ شروع سے آخر تک ایسے ہی رہے جیسے میں اپکو قبول کروں میں چاہتی ہوں کہ میری غلطیوں پر مجھے سب کے سامنے ذلیل کرنے کے بجائے آپ سب کے سامنے میری غلطیوں کو چھپائے اور پھر اکیلے میں انہیں سدھار دے مجھے محبت سے زیادہ عزت دینے والا مرد چاہیے اور" وہ کہتے رک گئی اور اسکا چہرہ دیکھا جو بہت توجہ سے بس اسے سن رہا تھا

"جی جی آپ جاری رکھے اپنی بات" زاورں نے اسے کہا
یہی لمحہ تھا جب زمل کو لگا کہ شاید اب اسے کوئی سنے گا

"میری کامیابی کے سفر میں آپ کانٹے لئے نہیں کھڑے ہو گے میں فیشن ڈیزائنر ہوں میرا ایک بوتیک ہے جو میری دن رات محنت کا پھل ہے اور عنقریب میرا ایک برینڈ ہو گا مین چاہتی ہوں آپ میرا ساتھ دے مجھے آپ سے Financially کوئی سپورٹ نہیں چاہیے مجھے آپ

Emotionallyاور Mentally سپورٹ کرے"وہ کہتی اب خاموش ہو گی

"اور کچھ ؟؟"اسنے پوچھا

"اور آپ میری اور مجھ سے جڑے کر رشتے کی عزت کرے کیونکہ شادی کے بعد میرا تعلق صرف آپ سے نہیں بلکہ آپکے خاندان سے بھی ہو گا اسی طرح آپکا تعلق بھی میرے خاندان سے ہو گا"

زارون کے گردن اثبات میں ہلائی

"کچھ اور کہیں گی آپ ؟؟"اسنے پوچھا

"نہیں بس اتنا ہی"

"میں زیادہ نہیں کہوں گا بس اتنا کہوں گا کہ آپ کی کیسی وقت کی دعا شاید قبول ہو گی ہے جو مجھے آپ سے اتنی محبت ہوئی ہے باقی میں آپ سے کوئی ہزار وعدے نہیں کرتا بس اتنا کہوں گا آپکی عزت آپکی کامیابی آپکے دل کی زمہ داری میری ہے"

"زمل نے اسے دیکھا" وہ فلمی ڈائلاگ نہیں بول رہا تھا اسکا لہجہ خالص تھا اسکی محبت کی طرح

"آپ میرے گھر اپنی فیملی کے ساتھ آسکتے ہیں" وہ اتنا کہہ کر اپنا بیگ اٹھا کر چیئر سے اٹھی

"شکریہ لیکن آپ بیٹھے کچھ لے گی آپ؟؟ زاروں بھی چیئر سے اٹھتا بولا

"میں غیر مرد کے ساتھ بیٹھ کر کچھ نہیں کھاتی شکریہ آپکا کہ اپنے مجھے سنا اب جو فیصلہ ہوگا وہ میرے پرئینٹس کرے گے اللہ حافظ "وہ کہتی بغیر اسکا کوئی بھی جواب سنے ریسٹورنٹ سے باہر نکل آئی

"یہ ہوئی میری بیگم والی بات" love you وہ اسکے آخری بات سے
بے حد امپرس ہو کر جذباتی انداز میں خود سے بولا
پھر احساس ہوا کہ وہ اب خود سے بھی باتیں کرنے لگ گیا ہے

عدالت سے آج وہ جلدی فری ہو کر شام کو نائل سے پہلے ہی گھر آگی تھی
آج اسنے نائل کے لئے اچھا سا کھانا تیار کرنا تھا یہی سوچ کر وہ اج جلدی آئی تھی

گھر آکر وہ اپنے کچن میں معصروف ہو گی اور ساتھ ہی اسنے زمل کو بھی کال کر لی تھی

"اچھا پھر کیا کہا ابو نے ؟؟" فون کان اور دائیں کندھے کے درمیان رکھ کر وہ اسے پوچھتی ساتھ ہی کٹینگ بورڈ پر سبزیاں کاٹنے لگی

"کچھ نہیں فلحال تو ابو نے کہا ہے کہ وہ سوچ کر بتائیں گے" زمل نے بتایا

"سہی ہے ابو تو سوچ کر بتادے گے لیکن تم کیا کہ رہی ہو ؟؟" نیرہ نے زارون کے رشتے کے بارے میں پوچھا تھا

"جو امی ابو کہے گے وہی"

"چلو جو بھی بات ہو جایے اگر وہ مان گے تو تم ایک بار لڑکے سے مل کر اپنی ساری باتیں بتا دینا تاکہ شادی کے بعد وہ تم سے بو تیک کے بارے میں کوئی بات نا کر سکے "نیرہ نے اسے سمجھانا چاہ جو پہلے سے ہی یہ کام کر چکی تھی

"میں بات کر چکی ہوں اپی "اسنے سچ بتایا

"کب کی تم نے بات ؟؟ کیا تم مل چکی ہو لڑکے سے ؟؟"نیرہ کو حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی بات زمل نے اس سے چھپائی

"وہ آپی اپ پلیز ناراض مت ہوں ناکہ میں نے اپکو یہ بات نہیں بتائی اکیچیولی آپ سٹڈی میں بزی تھی اور میں اپکو اپنے معاملات میں الجھانا نہیں چاہتی تھی"

"کیا بات زمل ؟؟"

"آج سے چار پانچ سال پہلے زارون نے دوبئ جانے سے پہلے مجھے پروپوز کیا تھا اور میں نے اسی وقت انکار کر دیا تھا لیکن اب وہ واپس آکر پھر مجھے شادی کا کہ رہے تھے تو میں نے گھر آنے کا کہا لیکن یقین کرے آپی اس سب عرصے میں نے ان سے کیسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھا تھا" وہ ساتھ ہی اسے صفائی دے رہی تھی

"تو کیا تم اسی کے لیے ہر رشتے سے انکار کر رہی تھی؟؟" نیرہ نے پوچھا

"پتا نہیں لیکن میں اس وقت واقعی شادی نہیں کرنا چاہتی"

"اور اب؟؟"

"اب جو امی ابو کہے گے"

"زارون پسند ہے کیا تمہیں؟؟"

"میری جس سے بھی شادی ہوئی تو وہ اریبنج ہو گی اور کیسی غلط شخص کے ساتھ جڑنے کے بجائے اگر میں زارون سے شادی کر لوں گی تو بہتر ہو گا" اسنے کہا

"ٹھیک ہے اللہ تمہارے لئے آسانی کرے لیکن یاد رکھنا زمل یہ عمر بھر کا فیصلہ ہوتا ہے اس میں جذباتی ہو کر ہاں یا نا نہیں کی جاتی"

"جی آپی"

"چلو اب تم فون رکھو امی سے میں بعد میں بات کروں گی ابھی کھانا بنا رہی ہوں" اسنے کہا

"اتنی جلدی ابھی تو رات میں کافی ٹائم ہے" زمل نے پوچھا

"ہاں وہ آج میں اپنے شوہر کی دعوت کر رہی ہوں نا اسی لئے پہلے سے انتظامات کرنے ہیں" نیرہ نے اسے بتایا

"ارے واہ یہ بولے کینڈل لائٹ ڈنر کرنے کا سوچ رہی ہیں" زمل نے کہا

"اللہ کبھی نا کرے کہ بجلی جائے موم بتیاں جلا کر کام کرنے سے ایسے محسوس ہوتا بندہ انٹر منٹر کر رہا ہو"۔

"میں ڈنر کا کہہ رہی ہوں" زمل اسکی بات پر ہنسی تھی

"ڈنر بھی یہی ہوتا کینڈل لائٹ ڈنر ایسا لگتا بندہ ابھی انٹر منٹر جھوم بولے گا اور کچھ جائے گا آگے استغفر اللہ" نیرہ نے توبہ کی

"اچھا بھئی معاف کرے بس آج اللہ بھائی پر رحم کرے اللہ حافظ "

"اللہ ہی حافظ ہے تمہارا" نیرہ نے کہا اور فون بند کر دیا

وہ اب بہت پیار خلوص اور محنت سے اسکے لئے کھانا تیار کر رہی تھی

مشرقی عورتیں بہت سادہ ہوتی ہیں اسی لئے ان کے پیار کے اظہار کا انداز بھی بہت سادا ہوتا ہے جب وہ کیسی سے بہت خوش ہوتی ہیں تو بہت پیار اور محبت سے کھانا بنا لیتی ہیں اس شخص کے لئے

شام کو نائل گھر واپس آیا تو اسے کھانے کی خوشبو بتا رہی تھی کہ آج کچھ سپیشل بنا ہوا ہے

"گھر پر ہوئی آرہا ہے کیا؟؟" نائل نے اس سے پوچھا

"نہیں تو" نیرہ نے بتایا

"تو پھر یہ دعوت کس خوشی میں؟؟"

"اپنے شوہر کی دعوت کر رہی ہوں کیا اپکو اعتراض ہے؟؟"

"اوچھا اچھا بے چارہ آج کافی خوش ہو گا" نائل نے کہا

"جی بلکل بے چارہ آج خوش ہو جائے گا"

"چلے بے چارہ فرش ہو جائے پھر دیکھتے کہ وہ کیوں اخوش ہوتا ہے" وہ اسے کہتا
فرش ہونے چلا گیا
پیچھے نیرہ نے کھانا ٹیبل پر لگایا
اب بس اسکے دل میں یہی خواہش تھی کہ نائل کو کھانا پسند اجائے

نائل فرش ہو کر واپس آیا تو کھانا لگ گیا تھا اور نیرہ اسکا انتظار کر رہی تھی

"نائل خاموشی سے کھانا کھانے لگا وہ کھانے کے دروان بات کرنے کے سخت خلاف تھا"

نیرہ اسکے تعریفیں جملے کے انتظار میں تھی

عورت گھر کے سارے کام کرتی گھر کی صفائی بچوں کی دیکھ بھال اچھا کھانا بنانا یہ سب وہ کر کے تھک جاتی ہے لیکن اسکی سارے دن کی تھکن بس ایک جملے سے اتر جاتی ہے کہ آج کھانا اچھا بنا ہے آج تم اچھی لگ رہی ہو آج گھر صاف ہے مرد بس تعریف کر دیتا ہے اور عورت کی ساری تھکن اتر جاتی ہے لیکن یہاں تو مرد بس خاموشی سے کھا رہا تھا کچھ بول ہی نہیں رہا تھا

"ہونہہ نا بولے مجھے پتا ہے کھانا اچھا بنا ہے" وہ اب خود کو تسلی دیتے خاموشی سے کھانا کھانے لگی

"کھانے سے فارغ ہو کر نائل نے ہاتھ صاف کئے"

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اتنا اچھا کھانا بنا لیتی ہو" نائل نے اسے کہا

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں پھوٹر لڑکی ہوں؟؟" نیرہ نے پوچھا

"لگا تا کیا تم ہو وہ الگ بات ہے کہ آج تم نے یہ محنت سے بنایا ہے" نائل جانتا تھا کہ وہ کتنی کام والی ہے

"واقعی مرد کبھی خوش نہیں ہوتا" وہ کہتی اب ٹیبل سے برتن اٹھارہ تھی

"مرد کیوں نہیں ہو سکتا خوش؟؟" نائل نے پوچھا

"بس نہیں ہوتا خوش مثال میرے سامنے ہے"

"اچھا یہ بھی ٹھیک ہے" وہ کندھے اچکاتے بولا

"نیرہ اب فریج میں سے کھیر نکال کر لائی اور اسکے سامنے رکھی"
نائل حیران ہوا اج تو انسے واقعی ریکارڈ قائم کر دیا تھا

"ارے واہ بیگم تم نے تو اج کافی کام کیا ہے واہ"

"کھا کر بتاؤ کیسی ہے آج پہلی بار یوٹیوب سے کوئی ریسپی ٹرائے کی ہے" باقی سب تو اسنے خود بنایا تھا لیکن کھیر اسنے آج نئی سٹائل سے بنائی تھی جو کہ ہو ٹیوب سے ریسپی دیکھی تھی

"نائل نے پہلے اسکے باول میں کھیر ڈالی اور پھر اپنے باؤل میں کھیر ڈال کر اب وہ ٹیسٹ کر رہا تھا"

"کیسی ہے؟؟" نیرہ نے اس سے پوچھا

"بہت اچھی ہے بلکہ بہت زیادہ اچھی ہے "نائل نے اسے کہا

"شکر ہے پہلی بار میں ہی کامیاب ہو گی "نیرہ نے کہا

"آج تم نے یہ سب میرے لئے کیا ہے لیکن آئندہ مت کرنا میں نہیں چاہتا کہ مجھے خوش کرنے کے لئے تم اتنی زیادہ مشقت کرو اور ویسے بھی میں ان مردوں میں سے نہیں جن کے دل کا رستہ معیدے سے ہو کر جاتا ہے میرے دل کا راستہ سیدھا سیدھا اپنی بیگم سے شروع ہوتا اور وہی ختم ہوتا ہے "نائل نے اسے کہا جس کے چہرے پر اب چمک ہی چمک تھی

"مجھے اچھا لگتا ہے تمہارے لئے کام کرنا"

"لیکن مجھے نہیں اچھا لگتا کہ تم میری وجہ سے تھکن کا شکار ہو"

نیرہ اب خاموش ہو گی تھک تو وہ واقعی بہت گی تھی لیکن اسنے اب احساس کر لیا تھا یہی وجہ تھی کہ اب تھکن سے زیادہ چہرے پر خوشی تھی

"نیرہ نے ابھی اپنے باؤل سے کھیر کا پہلا چمچہ لیا ہی تھا کہ وہ بھاگ کر سنک کے پاس آئی"

"منہ میں پانی ڈال کر وہ اب کلیاں کر کے منہ کی کڑواہٹ ختم کر رہی تھی"

"یہ اتنی کڑوی کھیر اخخخ"کڑواہٹ تھی کہ ختم ہی نہیں ہو ہی تھی

"کہاں کڑوی ہے اتنی اچھی ہے"نائل نے کہا

"افففف خدایا تم یہ کیسے کھا رہے ہو نائل؟؟"وہ حیراں تھی اس سے ایک چمچ نہیں برداشت ہوئی اور وہ بہت مزے سے کھا رہا تھا

اصل میں ہوا یہ تھا کہ اسنے چینی کرمیلائز کرنے کے بجائے کچھ زیادہ ہی کر دی
اور وہ کل گی تھی لیکن اسے پتا نہیں چلا تھا
یہی وجہ تھی کہ کھیر بھی کڑوی ہو گی تھی

"لازمی تو نہیں کہ کھیر میٹھی ہی ہو کڑوی بھی ہو سکتی ہے" نائل نے اسے کہا

"کھیر میٹھی ہی ہوتی ہے نائل کڑوی کھیر کونسی ہوتی ہے؟؟"

"کونسی کتاب کونسا قاں ون کہتا ہے کہ کھیر میٹھی ہی ہوتی ہے کھیر پکانے والی اگر بیوی ہو تو کھیر کڑوی بھی بہت اچھی لگتی ہے" وہ بہت اطمینان سے اسے کہا تھا

"تم یہ ڈائلاگ مت بولو اور یہ اتنی کڑوی کھیر مت کھاؤ" نیرہ نے اس سے وہ باؤل لینا چاہ۔

"میں تو کھاؤ گا اور ویسے بھی مجھے میٹھے اتنا نہیں پسند تو یہی میرے لئے بیسٹ ہے
"وہ منع کر گیا

"ٹھیک ہے میں چائے بنا رہی ہوں تم پیو گے ؟؟"

"ظاہرہ" وہ بس اتنا بولا۔۔

نیرہ نے اسے دیکھا وہ اچھے سے جانتی تھی کہ جو کھیر اسنے بنائی ہے وہ کوئی بھی نا کھائے لیکن نائل صرف و صرف اسکے دل رکھنے کے لئے کھا رہا تھا اسکی محنت نہیں ضائع ہونے سے سکتا تھا

عورت کو خوش کرنا مشکل نہیں ہوتا مرد کے یہی چھوٹے چھوٹے عمل عورت کو اپنے شوہر نے محبت کروانے کے لئے بہت ہیں آج جو حرکت نائل نے کہ تھی اسکے لئے نیرہ کے دل میں نائل کے لئے محبت کا مقام مزید اونچا ہو گیا تھا

"تمہیں شرم نہیں آتی ہاں زرہ بھی نہیں آرہی" پاکیزہ نے اپنے تین سالہ بیٹے زوہیب سے پوچھا تھا جو اپنی گول گول آنکھیں چھپکا کر اسے دیکھ رہا تھا

"تمہاری ماں دن رات لگا کر اپنے ناول لکھے اور تم دو منٹ میں اس طرح اسکی محنت ضائع کر دو گے ؟؟"

اسکے سامنے پھٹے ہوئے کاغذ کے ٹکرے کرتی پاکیزہ نے کہا

"وہ اب ہنس رہا تھا پاکیزہ کو غصے میں دیکھ کر"

"تم بہت بتیمیز ہوتے جا رہے ہو تمہیں میں ڈانٹ رہی ہوں اور تم ہنس رہے ہو ؟؟" پاکیزہ نے کہا

"وہ مزید ہنسا اسکے ہنستے کی آواز اور پاکیزہ کے چلانے کی آوزیں سن کر احمد کمرے میں آیا تھا"

"کیا ہوا ہے کیوں اتنا اونچا بول رہی ہو؟؟"احمد نے پوچھا

"پوچھو کیا نہیں ہوا" پاکیزہ نے غصے سے کہا تھا

"اچھا بھئی یہی بتادو کچھ تو بتادو" وہ بیڈ پر بیٹھتا زوہیب کو پیار کرتے بولا

"تمہارے اس لاڈلے نے میری راتوں کی محنت کے ساتھ کیا کیا ہے؟" وہ اسکے کاغذ کے ٹکرے دیکھاتی بولی

"تو تم نے اسکے سامنے رکھے ہی کیوں تھے؟؟"

"میں نے کہاں رکھے تھے اسکے سامنے یہ خود یہ یہاں سے اس ٹیبل تک گیا اور یہ کر دیا" وہ اب غصے کے ساتھ ساتھ دکھی بھی ہو رہی تھی

"اچھا کوئی بات نہیں میں واپس جوڑ دوں گا تمہیں" احمد نے کہا

"کیسے جوڑو گے ؟؟"

"میں کر دوں گا تم غصہ مت ہو "

"ٹھیک ہے ابھی یہ تو جڑ جائے گا لیکن یہ جو باقی الٹے کام کرتا کبھی ماموں کی دوائیاں خراب کرتا ہے کبھی ممانی کو تنگ کرتا ہے یہ سب کیسے ٹھیک ہو گا ؟؟" وہ اب بیڈ پر بیٹھتے سکی شرارتیں گنوا رہی تھی

"خیر ہے بچہ ہے ٹھیک ہو جائے گا شرارتی ہے نا بتمیز تو نہیں ہے نا"

"پھر بھی یہ اتنی شرارتیں کرتا ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم اسے کچھ نہیں کہتی کیا اب میں اسے ماروں گی تب ہی یہ ٹھیک ہو گا؟؟؟"۔

"کس نے کہا تمہیں؟؟؟"

"فوزیہ چچی نے اس دن جب وہ ہمارے گھر آئی تھی اور زوہیب نے ان کے بال کھینچیں تھے تو انہوں نے کہا تھا اب غلطی ان کی تھی کہ وہ کیوں سے عمر میں بال کھول کر گھومتی ہیں اگر گھوم بھی رہی ہیں تو بچے کے سامنے تو نا کرے وہ تو بچہ ہے" وہ کئی دن پرانی بات سے بتا رہی تھی

"کیا زوہیب نے انہیں مارا؟؟؟ یا انہیں منہ سے کچھ بولا؟" احمد نے پوچھا تھا

"نہیں اسنے صرف بال کھینچے تھے"

"تو یہ شرارت تھی بتمیزی نہیں یہ میرا بیٹا ہے میں اور تم اچھے سے جانتے ہیں کہ اسے کب اور کہاں ڈانٹنا ہے کہاں سمجھانا ہے لوگوں کی باتوں میں آکر اولاد کو کچھ نہیں کہتے"

"لیکن وہ تو بات کرگی نا اور اب سارے خاندان میں یہی بات پھیلائے گی کہ احمد اور پاکیزہ کا بیٹا ایسا ہے "

"خاندان میں ان کی باتوں کا وہی یقین کرے گے جو ان جیسے ہیں عقل مند انہیں ہی برا سمجھے گے تم اس بات کو بھول جاؤ اب اور آئندہ دوسروں کی وجہ سے اپنی اولاد کو کچھ نہیں سمجھنا"

"میں نہیں چاہتی کہ کوئی میرے بیٹے کو کچھ بھی بولے مجھ سے نہیں برداشت ہوتا"

"تو تمہیں کوئی ضرورت بھی نہیں برداشت کرنے کی جب کوئی بات اولاد یا والدین کے بارے میں کرے تو برداشت کرنا بھی نہیں چاہیے" وہ اسے کہہ رہا تھا

"میں کچھ بھی بول دوں گی اور وہ منہ اٹھا کر ناراض ہو جایے گی"

"ہونے دو ناراض تمہیں میں یا ماما پاپا میں سے کوئی کچھ نہیں کہے گا نیکسٹ ٹائم وہ کچھ بھی بولے تو تم ہر گز برداشت مت کرں ا تمیں میری طرف سے اجازت ہے اگر کوئی تمہیں ایک سنائے تم دس سنانا اور گیارہویں میں سنا دوں گا" وہ اسکے ہاتھ تھپکا تا بولا

"کاش یہی خود اعتمادی اسے اپنے باپ سے بھی مل گی ہوتی اہہ بہت سے کاش تھے اسکے لیکن اب اللہ نے اسکی ساری ادھوری خواہشات کے بدلے میں ایک ساتھ دینا والا ہمسفر دیا تھا"

"یہ مجھے جوڑ کر دو اب" وہ اب پھر سے انہیں بکھرے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں کی طرف متوجہ ہوئی

"تو تم اب ان کاغذ کی دنیا سے نکل آؤ لیپ ٹاپ پر لکھوں جہاں سیو بھی رہے گا" وہ اسے بہت بار کہہ چکا تھا کہ وہ اب کاغذ پر لکھنا چھوڑ دے لیکن وہ نہیں مانتی تھی

"مجھے وہ مزہ لیپ ٹاپ پر نہیں آتا جو قلم سے لکھتے ہوئے آتا ہے لکھنے کا مطلب ہی قلم اور کاغذ ہے"

اچھا آئندہ پھر اس سے دور رکھنا" وہ اب زوہیب کو سائیڈ پر رکھ کر ان کاغذ کے ٹکڑوں پر آیا

"پاکیزہ نے ذوہیب کی طرف دیکھا جو اب اپنی گاڑی کے ساتھ کھیل رہا تھا وہ مسکرائی "اولاد بھی کیا چیز ہے اسکی خاطر انسان کیا کچھ بھی برداشت کر سکتا ہے اگر اسے باپ اور بھائی کی شفقت نصیب نہیں ہوئی تھی تو اللہ نے شوہر اور بیٹے کی شکل میں اسکی ساری محرومیاں ختم کر دی تھی

اپنی ازلی علی شان کرسی پر بیٹھے اپنی فائل دیکھ رہے تھے جب سیکٹری کمرے میں آیا تھا

"سر یہ کل آپکے گھر جانے کے بعد آیا تھا "

"اچھا کیا ہے یہ ؟؟" انہوں نے اپنی عینک اتار کر سائیڈ پر رکھتے پوچھا تھا

"پتا نہیں سر میں نے نہیں کھولا"

"ٹھیک ہے رکھ دو یہاں میں دیکھ لیتا ہوں" انہوں نے اسے وہ انوالپ رکھنے کا کہا تھا

"سیکٹری کے جانے کے بعد انہوں نے وہ انوالپ کھولا اور اسکے اندر موجود نوٹس دیکھ کر انکے اوسان خطا ہو گئے تھے

"انہوں نے فورا صارم کو آفیس میں بلوایا تھا

"ڈیڈی خیریت ہے ناسب ؟؟ صارم نے ان کے پریشان چہرہ دیکھ کر پوچھا

"یہ دیکھو پھر پوچھو خیریت ہے؟؟" انہوں نے وہ نوٹس اسے دیا

"وہ عدالت کی طرف سے نوٹس تھا جس میں اسی زمین پر ان پر سلیمان صاحب نے کیس کیا تھا جس کی وکیل نیرہ تھی اور چار دن بعد انکی عدالت میں پیشی تھی"

"ڈیڈی اب کیا ہو گا؟؟" صارم بھی آپ پریشان ہو چکا تھا

"ہونا کیا ہے کوئی اچھا سا وکیل پکڑو اس چیونٹی کے تو نئے نئے پر لگے ہیں کاٹ دوں گا میں" انہوں نے کہا

"میرا ایک دوست ہے اسکا بھائی بہت اچھا وکیل ہے اسی سے بات کرتا ہوں"

"ٹھیک ھے جس مرضی سے بات کرو لیکن وکیل ٹھیک ہونا چاہیے باقی جس کے پاس قائدِ اعظم کا شناختی کارڈ ہے فیصلہ بھی اسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے"

"اوکے میں اب جاو؟؟" صارم نے پوچھا

"ہاں تم جاؤاب اور ہاں گھر کی خواتین کو اس بارے میں علم نا ہوا بھی"

"جی ٹھیک ہے "

پیچھے جہاں زیب صاحب آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے لگ گے تھے عدالت میں کیس لڑنا کوئی مشکل کام نہیں تھا بقول ان کے جن کے پاس دولت ہے حق بھی اسی کے پاس ہے

آج انکی کورٹ میں پہلی پیشی تھی آج سب سے بڑی آزمائش جس پر آتری تھی وہ نائل تھا اپنے ہی باپ کے خلاف کھڑے ہونا کیسی کے لئے آسان نہیں ہوتا

گاڑی ڈرائیو کرتے وہ مسلسل کچھ سوچ رہا تھا آج اتنے عرصے بعد باپ سے سامنا ہو بھی رہا تو کس جگہ پر؟؟

نیرہ نے کئی بار اسے مڑ کر دیکھا جو مسلسل کچھ سوچے جا رہا تھا اسکی حالت سے وہ اچھے سے واقف تھی لیکن کچھ کہ نہیں سکتی تھی

"نائل تم پریشان مت ہو" نیرہ نے اسے کہا تھا

جواباوہ مسکرایا" میں پریشان نہیں ہوں"

"جانتی ہوں اس وقت تم کس کنڈیشن میں ہو لیکن میرا یقین کرو نائل میرا ان سے کیسی قسم کا کوئی انتقام لینے کا ارادہ نہیں میں بس اپنے ابو کا حق لینا چاہتی ہوں وہ تمہارے باپ ہیں اس لئے وہ کیسی انتقام کا سزا کے مستحق نہیں ہیں"

"وہ تمہارے اور تمہارے خاں مداں والو کے مجرم ہیں تم جو چاہیں کر سکتی ہو"

"لیکن میں کچھ نہیں کرتی میرے ابو کا حق انہیں واپس مل جائے یہی بہت ہے انتقام لینا یا سزا دلوانا اللہ کے حوالے"

"نائل خاموش رہا وہ مزید کچھ نہیں کہہ سکتا تھا

کورٹ میں اس وقت ہلچل مچی ہوئی تھی کافی رش تھا آج وہاں پر سلیمان صاحب اور عظمی بیگم بھی شامل تھی آج سلیمان صاحب کو اپنے بھائی بے حد یاد آئے تھے

کہاں کہاں وہ یاد نہیں آتے تھے؟؟

جہاں زیب صاحب کا وکیل بھی بہت تیز تھا وہ ہر بار ہی نیرہ کو خاموش کروا رہا تھا لیکن جب پیشے کے ساتھ جذبہ جڑا ہو تو پیشہ صرف پیشہ نہیں رہتا

عدالت کا وقت ختم ہو گیا ہمشہ کی طرح نئی تاریخ دے دی گی تھی یہ تو طے تھا کہ اتنی جلدی کوئی فیصلہ نہیں ہو گا

نیرہ اب سلیمان صاحب کے ساتھ کھڑی کوئی بات کر رہی تھی

"تم بس اب گھر چلی جاؤان کے ساتھ کوئی بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے" عظمی بیگم نے اسے کہا

"ٹھیک ہے امی آپ پریشان نا ہو آپ بے فکر ہو کر گھر جائے"

"ہاں بیٹا تمہاری ماں ٹھیک کہ رہی ہے جہاں زیب ضرور تم سے کوئی بات کرے گا لیکن تمہیں کوئی ضرورت نہیں"

انسان جتنا مرضی بڑا ہو جایے والدین کے لئے وہ ہمشہ بچہ ہی رہتا ہے

وہ انہیں مکمل یقین دلا کر گھر بھیج چکی تھی اب اسکے کورٹ میں ایک دو کام تھے
وہی نمٹا کر اسنے بھی گھر جانا تھا

اسنے نائل کو ڈھونڈا جو پتا نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا
اسے کال کی تو پتا چلا کہ یہاں اسکا ایک پرانا دوست مل گیا جو اسے قریبی
ریسٹورنٹ لے گیا ہے اور وہ وہاں چائے پی رہا ہے

"اونیہہ مرد حضرات کا ٹھیک ہے جہاں کوئی ملا چائے پی لی" وہ بڑبڑاتی راہداری
میں چل۔رہی تھی

جب اسے سامنے سے ہی جہاں زیب صاحب آتے دیکھائے دی
وہ انہیں مکمل نظر انداز کر کے آگے بھر گی لیکن انہوں نے اسے روکا

"پیچھے ہٹ جاؤاس سے تو بہتر ہو گاورنہ بھولومت میں کون ہوں اور کیا کر سکتا ہوں؟؟؟"

"فلحال بھول تو آپ رہے ہیں کہ آپ اپنے اس محل میں نہیں بلکہ عدالت میں کھڑے ہیں "نیرہ نے ان سے کہا

"پیچھے ہٹ جاؤاور واپس لے لو یہ کیس "انہوں نے کہا

"اواچھااسی لئے ہی کیس کیا تھاناآپ پر کہ آپ مجھے دھمکی دے گے اور میں ڈر کر پیچھے ہٹ جاؤں گی "وہ بڑے اطمینان سے بولی
اسکا یہ اطمینان انہیں آگ لگا گیا

"یادرکھنا بہت رسواہو گی تم کیس تو میں جیت جاؤں گا کیونکہ جس کے پاس پیسہ سب کچھ اسی کا ہے اپنا سوچو کہی کا نہیں چھوڑوں گا میں"

"اس وقت آپکے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائے ورنہ دفعہ 503 کے تحت کیسی وکیل کو دھمکانا ڈرانا اور اسے جان سے مرنے کی دھمکی دینا ایک جرم۔ہے اور اس جرم کی سزا سات سال قید اور جرمانہ ہے بتائی اب زمین کا کیس لڑے گے یا سات سال جیل میں چکی پیسے گے ؟؟" وہ بازوں سینے پر باندھتی وہی اطمینان بھرے لہجے سے پوچھ رہی تھی

"تم بہت اڑ رہی ہو نا دیکھنا کیسے کیسے منہ کے بل بتاتا ہوں تمہیں" وہ غصہ ہو گے

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں ایک بیٹی بن کر ایک بیوی بن کر ہار جاؤں گی لیکن ایک ماں بن کر کبھی نہیں ہار مانوں گی ارے آپ تو شکر کرے کہ ابھی ایک بیٹی ہونے کا فرض ادا کر رہی ہوں جس نے میں نے ایک زخمی ماں کا روب دھاڑا تو یاد رکھنا وہ دن آپکا آخری ہو گا اپنی اولاد کی چیخیں سنی ہیں میں نے کبھی نہیں

بھولوں گی میں یہ بات لیکن کیا ہے نا کہ آپ میرے شوہر کے باپ ہیں تم میں خاموش ہو ورنہ آپکے ساتھ وہ کرتی کہ آپکی دس نسلیں یاد رکھتی آئے بڑے مجھے دھمکانے والے "وہ ان سے کہتی آگے بھر گی

"ایک اولاد کے دکھ میں پاگل ہو گی جب سب کے دکھ ملے گے تو تم کیا کرو گی ؟؟"

انکی بات پر وہ رک گی دل بہت زور سے دھڑکا تھا

"آپ سے جو کیا جاتا ہے کر لیے میرے لئے وہی ہو گا جو میرے اللہ کو میرے لئے بہتر لگتا ہے میں آپکی ان دھمکیوں سے ڈرنے وآلی نہیں جائے یہاں سے اس سے پہلے کہ میرا میٹر گھوم جائے اور مین ہر طرح کا لحاظ بھول کر اپ پر ایک نیا کیس ڈال دوں" وہ انہیں باہر کا راستہ دیکھاتی وہاں سے چلی گی

لیکن اسکے بعد اسکے دل میں جو جو خیال آرہے تھے وہ بہت خطرناک تھے وہ اب کیسی کو بھی نہیں کھونا چاہتی تھی

اسکے پاس کچھ بھی نہیں تھا سوائے اسکے والدین اور شوہر کی محبت کے وہ اب اس محبت کو نہیں کھونا چاہتی تھی

دل ڈر تو گیا تھا لیکن حمت ابھی بھی نہیں ہارا تھا

آج زمل کی زندگی کا سب سے بڑا اور خوشی کا دن تھا

آج اسے اپنی سالوں کی محنت کا پھل ملنا تھا آج اسکی یونی میں کونوکیشن تھا

ڈگری تو مل ہی رہی تھی لیکن ساتھ ساتھ اسکے اسکے ٹیچرز اور فالورز کی طرف سے سراہا بھی جا رہا تھا کیونکہ وہ وہ ان کے بیچ کی واحد لڑکی تھی جس نے پڑھائی کے ساتھ ساتھ آپنا بزنس بھی چلایا تھا

ہم اپنی ڈگریاں گلے میں ڈال کر نہیں گھومتے ہمارا اخلاق ہمارا کردار بتاتا ہے کہ یہ پڑھا لکھا ہے

انسان کے پاس بڑی سے بڑی یونیورسٹی کی ڈگری ہو اور اس میں اخلاق نا ہو تو وہ اس ڈگری کا کوئی فائیدہ نہیں تعلم ہمیں شعور دیتی ہے نا کہ گردن میں سریا ڈالتی ہے جس وجہ سے غرور کیا جائے

ڈگری تو مل گی تھی لیکن آج اسکے چاچو نہیں تھے وہاں اس لئے اپنی ڈگری لے کر سب سے پہلے اپنے چاچو سے ملنے گی تھی

چاچو ہی تھے جنہوں نے اسے یہاں تک پہنچنے کی راہ دیکھائی تھی

اسنے اپنی ڈگری ان کے سرہانے رکھی پھر فاتحہ پڑھی

وہ خاموشی سے ان کی قبر کے قریب بیٹھی دل چاہ کہ آج وہ باہر جائے اور وہ ان کے گلے لگ جائے

اپنے بے شک خوشیوں میں شامل ناہو لیکن دل میں ہمشہ رہتے ہیں

کچھ خواہشات پوری تو ہو جاتی ہیں لیکن ان لوگوں کے ساتھ نہیں جن کے ساتھ مل کر ہم انکا خواب دیکھتے ہیں

بہت مشکل ہوتا ہے وہ لمحہ جب آپ کیسی کو اپنی خوشی میں شامل کرنا چاہتے ہیں لیکن۔ وہ اس دنیا میں ہی ناہو

اسکی پڑھائی مکمل ہو گی تھی وہ ایک بزنس وومن بھی بن گی تھی اسکا ہر خواب پورا ہو گیا تھا لیکن بس چاچو نہیں تھے ایک ادھوری خواہش رہے گی تھی کہ کاش چاچو ہوتے کاش وہ اسے دیکھتے

آہہ ہر خواہش پوری ہو جائے تو پھر زندگی کیسی؟؟؟

زندگی تو ہے ہی لاحاصل جہاں سب کچھ حاصل کر کے بھی ایک دن چھوڑ جانا ہے خالی ہاتھ

"بس یار ناپوچھو بہت تھک جاتی ہوں اجکل "نیرہ نے فون کے اس پار کیسی سے کہا تھا

"ظاہرہ جب باہر اور گھر کے کام ساتھ ساتھ کرو گی تھک تو جاؤ گی ناخیر یہ بتاؤ باقی سب تو ٹھیک ہے نااور کیس کا کیا بنا؟؟" پاکیزہ نے اس سے پوچھا

"کیس یار کیا بتاؤ وہی پاکستانی عدالت اپنی روایات کیسے بھولے گی دے دی تاریخ پر تاریخ"

"ایہہ یہ تو ہو گا لیکن چلو دعا کرو کہ اللہ سب اچھا کرے"

"امین ان شاءاللہ خیر تم بتاو ذوہیب کیسا ہے؟؟"

"یہ پوچھو کیسا نہیں ہے اتنا شرارتی ہو گیا ہے کچھ بھی نہیں چھوڑتا گھر کے کونے کونے میں گھس جاتا ہے"

"خیر ہے بچہ ہے ابھی اور ویسے بھی وہ شرارت نہیں کرے گا تو تم کرو گی میرا تو دل اتنا بے صبری سے انتظار کر رہا ہے کہ کب میں کراچی اوا اور زوہیب سے ملوں" وہ ابھی تک اس سے صرف فون پر ہی بات کر رہی تھی

"صرف زوہیب سے یہ مجھ سے بھی؟؟" پاکیزہ نے پوچھا

"ظاہرہ ہے تم سے بھی" نیرہ نے کہا

"خیر پتا نہیں کب ملے تم نائل سے کہو کہ تم لوگ کراچی آجاؤ بلکہ یہی شفٹ ہو جاؤ" پاکیزہ نے اسے کہا

"اہہہ کراچی تو نہیں آسکتے لیکن ہاں کچھ عرصے تک زمل کی شادی ہو گی پھر میں تمہیں وہاں انوائیٹ کروں گی اس طرح مل لے گے ہم"

"زمل کی شادی کب کر رہے ہو تم لوگ؟؟"

"بس یہ کیس سے فارغ ہو جایے تو ان شاءاللہ پھر کرے گے" نیرہ نے خوشی سے کہا تھا

"اللہ کرے سب اچھا ہو جایے میرا دل تم سے ملنے کا کرتا ہے تمہیں زور سے گلے لگانے کا تم سے ڈھیر ساری باتیں کرنے کا آئی ریلی مس یو" وہ کہتی ایموشنل ہو گی

"ارے بہت جلد ملے گے تم اداس مت ہو"

"مجھے سکول اور کالج کے دن بہت یاد آتے ہیں کس طرح ہم باتیں کرتے تھے اکھٹے پڑھتے تھے کتنا اچھا وقت تھا نا اور اب کتنے سال ہو گے ملے بھی نہیں لڑکے کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں شادی کے بعد بھی وہ اسی طرح ملتے ہیں اپنے دوستوں سے اور ہم لڑکیاں شادی ہو جانے کے بعد عرصہ گزر جاتا دیکھے ہوئے بھی"

"ہاں یہ تو ہے واقعی لڑکوں کی دوستی بہت اچھی ہوتی ہے لیکن کوئی بات نہیں اب ہم دور ہی سہی رابطے میں تو ہیں نا" نیرہ نے کہا

"شکر ہے خیر میں تم سے بات کرتی ہوں کچھ دیر تک ذوہیب کے سونے کا وقت ہو گیا ہے وہ اب تنگ کر رہا ہے" پاکیزہ نے کہا

"اوکے اوکے تم میری بے بی کو سلاؤ اور اسے ایک اخالہ کی طرف سے اچھی سی کس بھی کر دو اللہ حافظ"

"اللہ حافظ لیکن اب تم بھی مجھے خالہ بنا دو تاکہ میں بھی تمہاری طرف کس بھیجا کروں" پاکیزہ پاکیزہ کہتی فون بند کر گی

ایسہ اتنا پریشر تو اسے نائل کی طرف سے نہیں تھا بے بی کا جتنا پاکیزہ اور اپنی بہینوں کی طرف سے اسے ملتا تھا

وہ سوچتی مسکرائی

پاکیزہ سے اسکی ملاقات معجزے کی طرح ہی ہوئی تھی

ایک دن وہ نائل کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی راستے میں ہی اسے ایک سٹال پر کتاب نظر آئی

نجانے اس کتاب میں ایسا کیا تھا کہ وہ رک کر اسے دیکھنے لگی اور ورق پلٹ پلٹ کر دیکھتی گئی

اور پھر آخر میں جب اسکے مصنفہ پر نظر پڑی تو وہ رک گی "پاکیزہ صفدر" اور اس کتاب پر بنی سکیچ بھی وہی تھی جو پاکیزہ پسند تھی

پھر ایک منٹ ہی لگا تھا اور اسنے وہ ناول خرید لیا تھا

نائل حیران تھا کیونکہ اس دوران وہ پڑھ رہی تھی اور اسکے۔ پیپرز بھی چل رہے تھے

گھر آکر اسنے ایک رات میں ہی وہ سارا ناول پڑھ لیا اور صبح اٹھ کر وہ یقین سے کہ رہی تھی کہ یہ اسکی پاکیزہ نے ہی لکھا ہے کیونکہ اس کے آخر میں تائی کے کرادر کو سانپ نے کاٹ لیا تھا جس وجہ سے وہ مر گی تھی

کوئی شک ہی نہیں بچتا تھا پھر نیرہ نے بہت کوشش کی اسے ہر طرح سے
ڈھونڈنے کی کہ کہی سے کوئی کونٹیکٹ مل جائے سوشل میڈیا پر سرچ کیا لیکن
وہاں صرف اسکی کتاب کا نام آتا وہ بلکل ناامید ہو چکی تھی کہ ایک دن اچانک احمد
کی وڈیو کال آئی نائل اس سے بات کر رہا تھا کہ اسے احمد کے ہاتھ میں وہی سیم
ناول نظر آیا اور پوچھنے پر پتا چلا کہ یہ اسکی بیگم نے لکھا ہے
پھر نیرہ کو پاکیزہ کی تلاش ختم ہو گی وہ اسے مل گی تھی وہ لوگ گھنٹوں فون پر بات
کرتی رہتی ان کی دوسری ابھی فون کال تک ہی تھی کیونکہ نا ہی نائل کبھی کراچی
جا سکا اور نا ہی احمد اسلام آباد آیا تھا
لیکن دو محبت کرنے والے دل مل گے تھے جنہیں جستجو کو ملنے کی وہ مل ہی جاتے
ہیں چاہیں رکاوٹیں جتنی مرضی ہو

"تم تو بہت بھرم کروا رہے تھے مجھے کہ یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا اب دیکھو کیسے جج سارے فیصلے ان کے حق میں دے رہا ہے" جہاں زیب صاحب نے اپنے سامنے بیٹھے وکیل سے کہا

"دیکھے آپ بات کو سمجھے یہ کیس ان کے حق میں ہی ہے اس کو ناحق ہم نے بنانا ہے اس میں وقت لگے گا جج صاحب فورا ہمارے حق میں فیصلہ نہیں دے گے آرام سے کام لے وقت لگے گا" وکیل نے سمجھایا

"تو اب کیا ہو گا ہاں تم ہی بتا دو؟؟" ان کا غصہ تھا کہ کام ہی نہیں ہو رہا تھا

"میرے پاس ایک حل ہے"

"کیسا حل؟؟" وہ کرسی پر سیدھے ہو کر بیٹھتے بولے

"آپ ایک دو مہینے کے لئے ملک سے غائب ہو جائے پیچھے میں آپکے کیس کی فائل دبا دوں گا اور جب آپ واپس آئے گے تو فائل ڈھونڈتے ڈھونڈتے بھی عرصہ لگے گا اور یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ ایک بار جو فائل دب جائے واپس سے اسے اٹھانا کتنا مشکل ہے اور اس میں کتنا وقت لگتا ہے یہی بہترین حل ہے "وہ پیشہ وارانہ انداز میں انہیں سمجھا رہا تھا

"وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتے رہے اسکی بات سمجھنے کے بعد وہ راضی ہو گے تھے"

"ٹھیک ہے میں کل ہی اپنی سیٹ بک کرواتا ہوں" وہ بولے

"بلکل آپ اس کام میں دیر نا کرے اور بے فکر رہے بس میرا کام کر دے" وہ انہیں تسلی دیتے آخر میں اپنے مدعے پر آیا تھا

"ہاں ہاں آج شام تمہارے اکاؤنٹ میں اجائے گے پیسے" وہ اسے کہتے چیئر سے اٹھے اور وکیل کو سلام کرتے وہ چلے گے

کچھ عرصے کے لئے سب کچھ صارم کے حوالے کر کے وہ اپنی جرمنی کی سیٹس کنفرم کروا چکے تھے

اپنے افیس میں بیٹھا نائل مسلسل کیسی غیر مری نقطے پر نظریں جمائے سوچ رہا تھا

وقت گزر گیا تھا اسے لگتا تھا کہ وقت گزرے گا تو اسکے باپ کا دل بھی نرم پڑ جائے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا

کیا ایک بار بھی وہ اپنی اولاد سے ملنے کے لئے نہیں تڑپے کتنی ہی عیدیں آئی تھی کیا انہیں اپنا بیٹا واقعی یاد نہیں آیا

کتنی خواہش تھی اسکی کہ کاش ایک بار وہ سب چھوڑ کر اسے اپنے سینے سے لگا لیتے

عدالت میں کئی بار وہ انہیں صارم کے ساتھ دیکھتا تو اسکا دل درد سے بھر جاتا تھا

کیا بس انکا ایک وہی بیٹا تھا کیا وہی سگا تھا کیونکہ وہ انکے غلط کام میں ساتھ تھا تو وہ وہی ٹھیک تھا

ایک ہوک سی دل میں اٹھتی تھی

اج اسکے پاس سب تھا گاڑی پیسا اور عنقریب اسکا اپنا گھر بھی تیار ہونے والا تھا جو کہ اسنے لاہور میں ہی بنوایا تھا

لیکن بس نہیں تھا تو ایک باپ کا پیار نہیں تھا

"لیکن زارون لازمی تو نہیں کہ شادی ہی ضروری ہے میں ابھی نہیں کر رہی شادی ابھی تو پڑھائی مکمل ہوئی ہے" نمرہ نے زارون سے کہا

"میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کر رہا نمرہ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی ہو جائے ایک اچھے اور سلجھے ہوئے لڑکے کے ساتھ جو مرد کا بچہ ہو اور مجھے فواد سے زیادہ بہتر کوئی نہیں لگا تمہارے لئے لیکن ابھی بھی تمہاری مرضی ہے" وہ اسے سمجھا رہا تھا

"نمرہ نے خاموشی سے اسے دیکھا اسکی نظریں بہت کچھ کہ رہی تھی زارون نے نظریں جھکا لی جیسے وہ ہے اب اسے نہیں دیکھ سکے گا"

"ٹھیک ہے مجھے قبول ہے لیکن"

"زارون نے اسے دیکھا"

"کیا چاہیے؟؟" زارون نے پوچھا

"لیکن میں تم لوگوں سے دور کیسے رہوں گی زارون تم اور امی دوبئ ہو گے اور میں یہاں میں نہیں رہے سکوں گی" اسنے اپنا ڈر بتایا

"ارے پاگل فواد میرے ساتھ ہی کام کرتا ہے" زارون نے اسے بتایا

"مطلب مجھے تم لوگوں سے دور نہیں رہنا پڑے گا نا؟؟؟"

"ہاں تم وہاں ہمارے پاس رہو گی"

"مجھے قبول ہے اب جس مرضی سے کر دو شادی بس اپنے ساتھ رکھنا"

"تم جذباتی مت ہو نمرہ ایک بار فواد سے مل لو شادی کے لئے لازمی ہے کہ اب اپنے ہمسفر سے ایک بار بات کر لے"

"تم آورامی کہ رہے ہو نا کہ وہ اچھا ہے تو وہ اچھا ہی ہو گا باقی مجھے کچھ نہیں چاہیے اگر وہ تمہاری طرح عزت دینے والا ہے تو مجھے قبول ہے"

"اور اسکی فیملی؟؟"زاروں نے پوچھا

"وہ بھی ٹھیک ہی ہو گے نا"

"تم مل لو سب سے پھر فیصلہ سنانا وہ اچھے ہیں لیکن تمہارا ملنا ضروری ہے" وہ اسے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا

صرف ایک لڑکے کا اچھا ہونا لازمی نہیں بلکہ خاندان بھی بہت معنی رکھتا ہے

زارون نے نمرہ کو فواد اور اسکی فیملی دونوں سے ملوایا تھا فواد دو ہی بھائی تھے بڑے بھائی کی شادی ہو وو گی تھی اور اسکے دو بچے تھے اور چھوٹا فواد تھا جو دوبئ میں

زارون کے ساتھ ہی کام کرتا تھا اور شادی کے بعد نمرہ کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھے گا

زارون کی شادی سے پہلے ہی نمرہ کی شادی ہو گی تھی
جو کہ زارون کی ہی خواہش تھی وہ اب مطمئن تھا کماز کم اپنی بہن کے فرض سے مطمئن تھا

رات کے دو بج رہے تھے نائل اور نیرہ سوئے ہوئے تھے جب سائیڈ ٹیبل پر رکھا نائل کا موبائل فون بجا تھا

نائل تو بے فکر سویا ہوا ہی تھا لیکن نیرہ کہ آنکھ کھل گئی تھی
"نائل نائل اٹھو تمہاری کال آ رہی ہے" اسنے نائل کو جھنجھوڑا

وہ آنکھیں ملتا اٹھا اور سائیڈ ٹیبل پر سے اپنا موبائل اٹھایا
نمبر انجانا تھا اس لئے اسنے فورا کال نہیں اٹھائی

"کون ہے؟؟" نیرہ نے پوچھا

"پتا نہیں کوئی انجان نمبر ہے" وہ ابھی کہ ہی رہا تھا کہ واپس سے اسی نمبر سے کال آئی

اب کی بار نائل نے کال اٹھائی تھی اور جو خبر اسے سننے کو ملی تھی وہ اسکا سانس بند کرنے کے برابر تھی

فون بند ہو گیا تھا لیکن نائل کا سانس ابھی بھی بحال نہیں ہو رہا تھا

"کیا ہوا نائل سب خیریت ہے نا؟؟" نیرہ نے اس سے پوچھا

وہ خاموش رہا اور اسے دیکھا نائل کا دل چاہ کہ وہ اپنا ضبط کھو دے لیکن وہ نہیں کر سکا

"نائل بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں مجھے پریشان کر رہے ہو؟؟"اب نیرہ کو بھی پریشانی ہونے لگی تھیں

"پلن کریش ہوا ہے "نائل نے بتایا

"تو؟؟"نیرہ نے پوچھا

"لوگ سمندر میں گر گے ہیں "نائل نے کہا

"کیا ہوا ہے نائل سہی سے بتاؤنا"نیرہ کا دل بہت گھبرانے لگا تھا

"جسم ریزہ ریزہ ہو گے ہیں ٹکرے بھی نہیں مل۔رہے" وہ کہ رہا تھا اور اسکا لہجہ اسکے جسم سمیت کانپ رہا تھا

"نائل پلیز بتاؤ سہی سے بتاؤ میرا۔دل۔ پھٹ جائے گا" اب نیرہ کے انسو بھی نکل آئے تھے

"ڈیڈی بھی اسی پلن میں تھے" وہ بس اتنا ہی کہ سکتا تھا

وہ رو رہا تھا اسکا رونا نیرہ کے دل پر لگ رہا تھا اور جو خبر نیرہ کو ملی تھی وہ اسکے بگھی رونگڑے کھڑے کر رہی تھی

"تم انتقام نہیں لینا چاہتی تھی لیکن اللہ نے سزا دے دی ہے" نائل نے اسے کہا

"نہیں نہیں نائل میں کبھی ایسا نہیں سوچا تھا نائل خدا گواہ ہے میں نے اور میرے گھر والوں نے کبھی انکے لئے ایسا نہیں سوچا تھا نائل" وہ بس اپنا حق وصول کرنا چاہتی تھی ان سے انکو سزا دلوانا انکو تکلیف پہنچانا وہ نہین چاہتی تھی بس انکی آنا کا بھرم توڑنا چاہتی تھی

"نائل خاموش رہا وہ بس اسے دیکھتا رہا آج جو زخم دل پر لگا تھا اسکی مرہم نیرہ بھی نہیں رکھ سکتی تھی اسکی مرہم دنیا میں بنی ہی نہیں تھی والدین کو کھونے کے بعد جو زخم ملتا ہے اسکی مرہم کبھی نہیں بنی"

وہ لوگ لاہور آ چکے تھے جہاں زیب صاحب کی لاش کے ٹکرے ملے تھے
جنہیں ان کے بیٹوں نے دفن کر دیا تھا تھا
آج وہ لاش کے ٹکرے اسی زمین پر دب گے تھے جس زمین کے لئے وہ اپنی انا نہیں مار رہے تھے

زمین کے ٹکڑوں پر لڑتے رہے تھے وہ ساری زندگی اور آج وہی زمین انہیں اپنے سینے میں دبوچ چکی تھی

صارم نے نائل کا کندھا تھپکایا تھا وہ اسے سہارا دے کر قبر کے سرہانے سے اٹھا رہا تھا

"آپ غلط پر خاموش نہیں رہتے بھائی آپ غلط کو غلط کہہ دیتے تو آج یہ نا ہوتا آپ غلط کا ساتھ نا دیتے" وہ اسے شکوہ کر رہا تھا

"میں باپ کے آگے نہیں بول سکتا تھا نائل میں کیسے انہیں غلط کہتا"

"بھائی آپ ظلم پر خاموش رہے آپ غلط کے ساتھ ڈٹے رہے آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ ڈیڈی غلط کر رہے ہیں"

"میں سوچتا تھا نائل میں جانتا تھا لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری طرح میں بھی ڈیڈی کو اکیلا چھوڑ دوں وہ اولاد کا دکھ نہین برداشت کر سکتے تھے تم نے انکا دل توڑا تھا میں نہیں توڑ سکتا تھا اس لئے بس میں ان کی ہاں میں انکے ساتھ کھڑا رہا میں جانتا تھا کہ میں غلط ہوں لیکن میں ڈیڈی کا دل نہیں توڑ سکا شاید میں ڈیڈی کا دل جیت گیا لیکن"

"نائل نے اسے دیکھا بخار کی وجہ سے نائل کے گال سرخ ہو رہے تھے صارم کی گردن جھکی ہوئی تھی وہ اسے معافی مانگ رہا تھا باپ کی قبر کے سرہانے کھڑے وہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے نظریں جھکائیں کھڑے تھے

"نائل نے صارم کو گلے سے لگایا "
"میں اپکو نہیں کھو سکتا میں اپکو نہیں چھوڑ سکتا میں ڈیڈی کو نہیں بھول سکتا میں اپکو نہیں چھوڑ سکتا بھائی میں اپکو نہیں چھوڑ سکتا" وہ مسلسل اسے کہتا رو رہا تھا

وہ بھول رہا تھا کہ یہی بھائی تھا جو اسکی بیوی کے ساتھ ہونے والے ظلم پر خاموش تھا

نائل نے نیرہ کا ساتھ دیا تھا نائل نے نیرہ کے خاطر اپنے باپ کو چھوڑا تھا نائل اپنی محبت کے امتحان میں پاس ہو گیا تھا وہ برے وقت میں نیرہ کے ساتھ کھڑا رہا تھا وہ اب اپنے بھائی کو نہیں چھوڑ سکتا تھا

خون کی کشش بہت تیز ہوتی ہے یہ محبت پر اکثر حاوی ہو جاتی ہے

"میں معافی چاہتا ہوں تم نے نیرہ سے میرا سارا خاندان تم سے معافی مانگتا ہے نائل میں سب کچھ دینے کو تیار ہوں ہمارا سب کچھ تمہارا بس اب تم مجھ سے دور مت جانا میں تمہیں کھونا افورڈ نہیں کر سکتا" صارم اسکے گلے سے لگا تا روتے ہوئے کہ رہا تھا

"باپ کی آنا جیت گی تھی اور بیٹوں کی محبت جیت گئی تھی"

"آپ جانتے ہیں ان پانچ سالوں میں میں نے کہاں کہاں اپکو یاد نہیں کیا آپ جانتے ہیں کر عید کی نماز کے لئے میں اکیلا جاتا تھا میرے پاس کوئی نہیں ہوتا تھا جس سے عید کی نماز کے بعد مسجد پر گلے مل سکوں میرے پاس کوئی نہیں تھا بھائی میں بیمار ہوتا تھا اور میری بیوی مجھے ہسپتال لے کر جاتی تھی میرے پاس میرا باپ بھائی نہیں ہوتا تھا میری پرومشن ہوتی تھی تو پھر میرے پاس میرا باپ اور بھائی نہیں ہوتا تھا تب بھی بھی میرے پاس میری بیوی ہوتی تھی میری بیوی میرے ساتھ بہت وفادار ہے مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے بھائی وہ بہت کم عرصے میں میرے پورے دل کی مالکن بن گی تھی بھائی لیکن بھائی اپنا خاندان تو اپنا ہوتا ہے نا اپنا بھائی تو اپنا ہوتا ہے ناں بھلا کبھی بھائی کی جگہ بیوی نے لی ہے ؟؟" وہ اسے اب شکوے کر رہا تھا

"اور صارم گردن جھکا کر اسکے سارے شکوے سن رہا تھا اگر آج نائل اسے تھپڑ بھی مارے گا تو صارم وہ تھپڑ خاموشی سے کھالے گا"

"مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے میں چاہتا ہوں میرے پاس میرا خاندان ہو میرے پاس میری ذات کی پہچان ہو یہ نفرتیں یہ دوریاں میں یہ نہیں چاہتا میں زمین دولت کچھ نہیں چاہتا میں نہیں چاہتا کہ جس طرح ہمارے بڑوں نے زمینوں کی خاطر دوریاں پیدا کی ہیں ہم بھی انہیں دوریوں میں زندگی گزارے "نائل نے صارم سے کہا تھا

"میں بھی اپنا خاندان چاہتا ہوں میں بھی اپنا چھوٹا بھائی چاہتا ہوں "صارم نے کہا

نائل نے صارم کا کندھا تھپکایا تھا کتنا مان تھا جو آج اپنے بھائی پر آیا تھا بلاشبہ اسکا بھائی آنا کا پوجاری نہیں تھا

انا کا قتل کر کے ہیں خاندان کی محبت ملتی ہے

خاندان بہت پیاری چیز ہے پیارے خاندان دکھ دینے والے بھی ہیں اور پریشانی میں ساتھ کھڑے ہونے والے بھی ہیں

خاندان سے منہ موڑ کر رہنے والے باہر چلے جائے تو ان کی عزت نہیں ہوتی اچھے گھرانے کے لوگ اپنی بہن بیٹی کا رشتہ دیکھتے وقت دولت نہیں دیکھتے وہ لڑکے کا خاندان دیکھتے ہیں

نائل نیرہ کی محبت میں اپنی ساری کشتیاں جلا کر اسکے ساتھ اسلام آباد آیا تھا اور آج نیرہ نے اپنی ساری آنا السلام آباد دفن کر کے سب کو معاف کیا تھا

سلیمان صاحب نے صارم کو گلے سے لگایا تھا نائل تو انکی بیٹی کا شوہر تھا اور انکا بیٹا تھا لیکن صارم کو گلے لگانے کے لئے ظرف چاہیے تھا کیونکہ یہ وہی تھا جو عدالت میں انکے خلاف تھا

حورین کو بھی گلے سے لگانے کے لئے ظرف چاہیے تھا اور سلیمان صاحب کی بیوی اور بیٹیوں میں ظرف تھا انہوں نے معاف کیا تھا سب کو

آسیہ بیگم نے اپنے شوہر کی معافی مانگی تھی انہیں معافی مل گی تھی وہ شرمندہ تھی لیکن وہ مجبور بھی تھی ساری زندگی طلاق ملنے کی دھمکی کی وجہ سے آج وہ اس جگہ کھڑی تھی کہ سب سے معافی مانگ رہی تھی۔ وہ جب جب جہاں زیب صاحب کی نفی کرتی انہیں تب ہی طلاق کی دھمکی ملی تھی

اور اب اس عمر میں وہ طلاق نامہ نہیں برداشت کر سکتی تھی

ایک عورت کی یہی کمزوری اسے گرا دیتی ہے کہ وہ طلاق سے ڈر کر خاموش رہتی ہے ارے جو مرد طلاق کی دھمکی دیتے ہوئے نہیں ڈرتا تو کیا ثبوت کہ وہ طلاق دیتے ہوئے باز رہے گا جو مرد ایک بار طلاق کی دھمکی دے تو سمجھ لو وہ یہ عمل کرتے وقت ساری محبت وفاداری بھول سکتا ہے

نکاح وہ واحد رشتہ ہے جو دنیا میں آنے کے بعد بنتا ہے باقی سارے رشتے تو ماں کے پیٹ میں ہی مل جاتے ہیں لیکن میاں بیوی کا رشتہ نکاح جیسے خوبصورت بندھن میں باندھا جاتا ہے یہ پاکیزہ رشتہ جو صرف اعتماد اور محبت کی ڈور سے جوڑا ہوتا تھا اگر اس میں بھی مرد اپنی مردانگی دیکھائے اور چھوڑنے کی باتیں کرے تو

یہ رشتہ نازک رہے جاتا ہے جہاں صرف سمجھوتے رہے جاتے ہیں جو عورت کے حصے میں آتے ہیں

نکاح میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے سکون کا ذریعہ ہوتے ہیں اگر ایک میں بھی انا ہو گی تو دوسرے کے حصے میں بس سمجھوتے آئے گے یا یہ رشتہ ٹوٹ جائے گا

ایک عورت کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ جس سے شادی کرے اسکے مزاج کو سمجھ کر اسے سمجھائے بھی اور ایک مرد کے لئے بھی ضروری ہے کہ جب وہ شوہر بنے تو اپنی آنا مار دے اور جب باپ بنے تو پھر سوچ سمجھ کر کام کرے کیونکہ باپ کا ہر عمل اولاد کے ذہن میں بہت گہرا اثر چھوڑتا ہے

والدین کے لئے یہ سمجھنا لازمی ہے کہ وہ اپنی زندگی تو لڑ جھگڑ کر سمجھوتے کر کے گزار لے گے لیکن اولاد وہ کبھی نہیں بھولتی کہ ہمارے والدین کب کب اور کہاں کہاں لڑے ہیں

معافیاں تو مل جایا کرتی ہیں لیکن معافی سے پہلے خود کو معافی مانگنے کے لئے راضی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور معاف کرنا اس سے بھی مشکل ہے

نائل اور نیرہ نے سب کو معاف کر دیا تھا صارم نے سلیمان صاحب کی زمین عزت سے انکے نام کر دی تھی

نائل نے اس گھر جانے سے انکار کر دیا تھا وہ اس گھر نہیں جا سکتا تھا اسنے وہاں سے نکلتے وقت قسم اٹھائی تھی کہ وہ تب تک یہاں نہیں آئے گا جب تک جہاں زیب صاحب اسے خوشی خوشی نا لے کر آئے لیکن قسم اٹھاتے وقت کہاں یاد تھا کہ زندگی کس کا نام ہے

وہ اسی شہر میں اپنے گھر میں رہے گے وہ نائل اور نیرہ کے خوابوں کو محل تھا جس محل کی مالکہ نیرہ تھی

ایک عورت کے لئے اسکا ذاتی گھر محل ہی ہوتا ہے گھر چھوٹا ہو یا بڑا لیکن عورت سلیقے والی ہو تو وہ گھر محل بن جاتا ہے

آج زمل اور زارون کی شادی تھی یہ وہی دن تھا جس کے لئے زارون نے بڑے پاپڑ بیلے تھے اور اج وہ بڑے فخر اور محبت سے برات لے کر زمل کے در پر آیا تھا مرد اگر محبت کرے تو بارات بھی گھر لے آتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ مرد واقعی محبت کرے

دولہا تو خوش تھا ہی تھا لیکن دولہے کی بہن کی خوشی کی انتہا ہی نہیں تھی آخر ایک دوست کا اپنی دوست کو بھابھی بنانے کا خواب جو سچ ہوا تھا

اسنے کیسی سیلون سے تیار ہونا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ تو کیسی اور کی شادی پر بھی کیسی کے میک اپ پر یقین نہیں کرتی تھی تو آج کیسے سیلون سے میک اپ کروا لیتی

وہ خود کو خود ہی سجا رہی تھی ایئنے کے سامنے بیٹھی وہ دولہن کے روب میں نے حد حسین لگ رہی تھی

مرون رنگ کا لہنگا جس پر نہایت نفاست سے گوٹے کا کام کیا ہوا تھا اس پر حد درجے کا سج رہا تھا

وہ تو فیشن ڈیزائنر تھی اسنے اپنی شادی کا لہنگا بھی خود ہی بنایا تھا اور وہ اس قدر خوبصورت تھا کہ اسے شادی پر ہی اسی طرح کے لہنگے کے تین آڈر آگے تھے لہنگا اسکا بہت کام والا تھا اس لئے اسنے میک اپ سمپل سا کیا تھا

وہ اب خود پر پرفیوم لگا رہی تھی اسکے مہندی سے بھرے ہاتھ اور ان پر پہینی لال چوڑیاں اسکے دولہن کے روب کر مزید نکھار رہی تھی

گھر میں فقیرنی والی حالت میں رہنے والی لڑکیاں جب سجتی سنورتی ہیں تو قیامت خیز حد تک حسین لگتی ہیں

وہ پہلی بار اتنا ہیوی تیار ہوئی تھی پہلی بار اتنا ہیوی ڈریس پہنا تھا اور آج ہی اس پر انتہا کر روب بٹھا تھا

لگ تو وہ سادی سی دولہن رہی تھی لیکن اس دولہن پر اپنے دولہے کی محبت کا روب بڑا چڑھا تھا

شادی کا اصل مزہ تب ہی آتا ہے کہ شادی سے پہلے اپنے سارے خواب مکمل کر لئے ہو عورت کی خوش قسمتی یہ نہیں کہ اسکی ایک کامیاب شخص سے شادی ہو جائے بلکہ عورت کی خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ شادی سے پہلے خود کامیاب ہو لڑکیوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ ان کے لئے کبھی کوئی کامیاب شہزادہ نہیں آئے گا جو انہیں بیاہ کر لے کر جائے گا اور ساری زندگی گھر بیٹھا کر کھلائے گا اگر آپ خود کامیاب نہیں ہو گی تو زندگی کے کیسی نا کوئی موڑ پر اپکو قربانیاں کی دینی پڑے گی ایک حد تک شوہر سے مانگا جاتا ہے جب اولاد ہو جایے تو شوہر کی زمہ داریاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں اور شوہر بھی ایک انساں ہوتا اس پر بے شک ساری ذمہ داریاں پوری کرنا فرض ہے لیکن ہمارے معاشرے کے حالات ایسے نہیں کہ جہاں صرف ایک کمانے والا ہو اور گھر میں چار کھانے والے ہو مڈل کلاس

فیملی میں عورت کا کمانا آپنے شوہر کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا بے حد ضروری ہوتا ہے

مڈل کلاس میں لڑکوں کو بھی کامیابی حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت چاہیے ہوتی ہے جتنے کے لڑکیوں کو چاہیے کامیاب شہزادے کہانیوں میں آتے ہیں حقیقت میں لڑکوں کو بھی کامیابی حاصل کرنے میں بہت محنت لگتی ہے

زمل نے اپنی عمر میں خود کو محنتی بنایا تھا اسنے کبھی اپنی خوابوں کی دنیا کے شہزادے پر انحصار نہیں کیا تھا وہ جانتی تھی اگر وہ کامیاب ہوئی تو تب ہی اسکی زندگی اچھی گزرے گی

اسنے اپنے ہمسفر کے لئے ایک ہی بات ذہن نشین کی ہوئی تھی کہ ہمسفر وہ ہو جو ساتھ دینے والا ہو مشکل وقت میں سہارا دینے والا ہو اگر ہمسفر ایسا نہیں تو پھر اسے ہمسفر چاہیے ہی نہیں لیکن زارون نے اسے شروع دن سے اسکی محنت پر سہارا تھا وہ ہمشہ اسکے ساتھ کھڑا رہا تھا

عورت کی تعلیم اسکے لئے زیور ہے اگر ایک عام لڑکی کو لگتا ہے کہ وہ آج گھر داری سیکھ لے گی تو زندگی اچھی گزرے گی تو یہ غلط ہے اولاد کی اچھی تربیت کے لئے ماں کا پڑھا لکھا ہونا بہت ضروری ہے

مختصر یہ کہ عورت کی تعلیم عورت کا کامیاب ہونا شادی سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ قسمت پر یقین کر کے اپنی فنٹاسی دنیا بنا کر گھر بیٹھنا ایک جاہلیت ہے علم حاصل کرے اور اپنے گھر کے مردوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہو جایے لیکن یہ یاد رکھے آپ جس بھی مقام پر پہنچ جائے آپکے محرم ہی آپکے محافظ ہو گے گھر کے مرد جتنے مرضی سخت دل ہو لیکن ان کی ایک آنکھ اپکو باہر کے درندوں سے محفوظ رکھتی ہے

ہمارے معاشرے میں بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو کامیاب ہونے کے بعد کہتی ہیں کہ انہیں اب مردوں کی ضرورت نہیں وہ اب سب کچھ خود کر سکتی ہیں بے شک آپ سب کچھ خود کر سکتی ہیں لیکن اپکو پروٹیکٹ اللہ کے بعد آپکے محرم ہی کرتے

اسکا نکاح برائیڈل روم میں ہی ہوا تھا نکاح نامہ دیکھ کر اسے احساس ہوا کمرہ امتحان میں پیپر دینا آسان ہوتا ہے بجائے اسکے اپنی ساری زندگی کیسی کے نام کرنا

شادی تب خوبصورت ہوتی ہے جب ہمسفر وفادار ہو ورنہ شادی زندگی کا سب سے بڑا روگ بن جاتی ہے اگر ہمسفر مخلص نا ہو

ساری زندگی خود کو نامحرم سے بچا کر رکھنے والوں کو اللہ مخلص سے ہی نوازتا ہے

شادی آزمائش اور تحفہ دونوں ہے

نکاح کے بعد زمل کو زارون کے ساتھ بیٹھایا گیا تھا وہ دونوں حسین لگ رہے تھے ایک دوسرے کو مکمل کرتے

سالوں کی محبت کا جواب آج نکاح کی صورت میں انہیں ملا تھا

وہ اسکی دولہن تھی اسکے نکاح میں تھی اسکی بیوی تھی مختصر وہ اب اسکی تھی

زارون کو تو اسکی محبت مل گی تھی لیکن نیرہ کو بھی آج بہت سالوں بعد اپنی دوست کو گلے سے لگانے کا موقعہ ملا تھا

وہ پاکیزہ سے ملتی بے اختیار بہت بری طرح سے رودی تھی

ان دونوں کو روتا دیکھ کر بے چارہ ذوہیب بھئی رونا لگ گیا تھا

اور اسے چپ کرواتے کرواتے نیرہ کو احساس ہوا بچے پالنا زیادہ مشکل ہے

"تم مجھے بھی منہ لگالو میرے ساتھ ہی گھر جانا ہے واپس" اسکے ساتھ کھڑے نائل نے آہستہ سے نیرہ کے کان میں کہا

جو پہلے شادی کی تیاریوں میں اور اب پاکیزہ کے ساتھ معصروف اپنے اکلوتے شوہر کو بھول گئی تھی

"نیرہ نے اسے دیکھا گھر ہی جانا ہے نا تمہارے ساتھ اسی لئے یہاں ان سب کو منہ لگا رہی ہوں" وہ بولی

"گھر چلو بتاتا ہوں" وہ اسے بلکل ویسی ہی دھمکی دے رہا تھا جیسے ایک ماں اپنے بچے کو مہمانوں کے سامنے دیتی ہے

"کیا کرو گے بتادو؟؟" نیرہ نے پوچھا

"گھر تو چلو بتاتا ہوں" وہ بولا

"نیرہ نے اسکی جانب جن نظروں سے دیکھا تھا ان نظروں کا مطلب نائل ہی سمجھ سکتا تھا"

"کپڑے دھونے کے پڑے ہیں وہی ڈھلوں گی" نیرہ نے اسے کہا

، "ہاں وہی دھوں گا میں" نائل نے مزاق میں اڑایا

"کیا کہا؟؟نیرہ نے پوچھا

"یہی کہ رہا ہوں کہ گھر جا کر کپڑے بھی دھونے ہیں بھلا میری کیا مجال جو کچھ اور کہوں" وہ فورا بدلا

وہ اس سے کام نہیں کرواتی تھی بس ویسے ہی کہ دیتی تھی وہ جتنی بھی کام سے تھکی آئے گھر کا کام وخود ہی کرتی تھی ہاں البتہ وہ خود اسکی مدد کر دیتا تھا

"خالہ خالہ بچاؤ" چار سالہ ایمان نیرہ کے گرد گھومتی بولی

"ارے ے بیٹا گڑ جاؤں گی" نیرہ نے اسے روکا

"ہادی مجھے پکڑ لے گا بچائے مجھے"

شادی پر اگر بچے پکڑ پکڑائی نا کھیلے بچوں کا شور نا ہو شادی پر تو کیا ثبوت کے وہ پاکستانی شادی ہے؟؟

ایمان سویرہ اور رامیز کی بیٹی تھی جو شکل پر تو رامیز کہ طرح بہت شریف تھی لیکن اس کی رگ رگ میں مستی دوڑتی تھی

سب کی زندگیاں حسین تھی مکمل نہیں تھی مکمل کوئی بھی نہیں تھا ہر کیسی کی زندگی میں کوئی نا کوئی کمی ضرور تھی زمل اور زارون کی زندگی میں پاکستان کی کمی تھی وہ دوبئ میں رہتے تھے تسلیم بیگم سمیت لیکن پاکستان میں ان کے دل دھڑکتے تھے اور زمل کا یہاں بوتیک پاکستان میں بوتیک بھی تھا جو وہ وہاں سے بیٹھ کر چلا رہی تھی

نیرہ اور نائل کی زندگی میں اولاد کی کمی تھی سویرہ اور رامیز کی زندگی میں ایک بیٹے کی کمی تھی جس کا پریشر رامیز کی ماں ہمیشہ سویرہ پر ڈالتی تھی

صارم اور حورین کی زندگی بھی اب صرف مشال کی دنیا تھی مشال ہی سب کل کائنات تھی پاکیزہ اور احمد کی زندگی میں کبھی لاہور کی کمی تھی وہ کراچی میں ہی سیٹل تھے اور لاہور میں اپنے تھے

نمرہ بھی فواد کے ساتھ بہت خوش تھی

مکمل زندگی کبھی نہیں ہوتے کچھ نا کچھ ادھورا رہے جاتا ہے ہاں بس زندگی حسین ہو جاتی ہے جب ہمسفر وفادار ہو جائے

سب کے ہمسفر وفادار تھے مگر قسمت کی ماری وفا کے نصیب میں شوہر کی بے وفائی ہی تھیں

فیصل پر صارم نے کیس کیا تھا جس پر حنان وفا کو مل گیا تھا وفا کی جینے مرنے کی وجہ اب حنان ہی تھا اسکی اچھی تربیت ہی اسکا مقصد تھا

اسے جینے کی وجہ حنان ہی تھا وہ ہر طرح سے ہار کر ماں بن کر جیت گی تھی

وہ اپنے بیٹے میں اپنی دنیا دیکھتی تھی جس لڑکی کو کبھی مرد کی محبت نصیب نہیں ہوئی اس لڑکی کو اللہ نے بیٹے کی صورت میں مرد کی محبت سے نوازا تھا

کھڑکی سے چمکتے چاند کی روشنی کمرے میں پڑ رہی تھی یہ نائل کا خواب تھا کہ وہ اپنا ایک گھر بنائے اور اس گھر میں اپنے کمرے میں ایک کھڑکی ہو جہاں سے وہ چاند کو اپنی ہمسفر کے ساتھ بیٹھ کر دیکھے

اور آج یہ خواب پورا ہوا تھا اسنے اپنی محنت کی کمائی سے گھر بنایا تھا اور آج وہ اپنی وکیل صاحبہ کے ساتھ بیٹھ کر چاند کا نظارہ کر رہا تھا نائل نے اپنی ٹرانسفر لاہور میں کروا رہی تھی اور نیرہ بھی یہی کورٹ میں ہوتی تھی

"نیرہ تم اج کچھ بھی مجھ سے مانگو میں دینے کو تیار ہوں" نائل نے اس سے کہا

"اچھا خیریت کونسی لاٹری نکل آئی" وہ اتنا اچھا کب سے ہو گیا تھا؟؟

"تم بس بتاؤ تمہیں کیا چاہیے "نائل نے کہا

"سوچ لو جو کہو گی وہی دو گے نا؟؟"نیرہ نے پوچھا

" بلکل وہی دوں گا تم بس بتاؤ" وہ آج کچھ زیادہ مہربان ہو رہا تھا

"مجھے وہ چاند چاہیے لادو مجھے "اسنے آسمان پر چمکتے چاند کی طرف اشارہ کرتے کہا

نائل نے کہا"NASA" کو کال ملاتا ہوں میں"

"زمین پر تو مجھے سب مل گیا ہے اب اسمان پر چاند ہی بچتا ہے "نیرہ نے مسکرا کر کہا تھا

جس کے پاس والدین کی محبت شوہر کی وفاداری

اولاد کی نعمت ہو اسے پھر اور کیا ہی چاہیے ہو گا زمین پر

"تمہیں پتا ہے تمہیں ایک انگلش میوی دیکھنی چاہیے تا کہ تمہیں پتا چلے کہ جب شوہر کا موڈ اچھا ہو تو پھر کیا کرنا چاہیے "ہمشہ اسکے اچھے موڈ کا بیڑا غرق کر دیتی تھی نیرہ

"نیرہ نے اسے دیکھا وہ آج بھی اسے اسے ہی دیکھتی تھی کہ نائل کو اپنی گردن جھکانی پڑتی تھی"

"مجھے کچھ نہیں چاہیے میرے پاس سب کچھ ہے میرے خواب پورے ہو گے اولاد مل گی شوہر کی محبت ہے والدین کا سایہ ہے اور مجھے کیا چاہیے اب بس جنت چاہیے اللہ نے مجھے ہر شے سے نوازا ہے میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں اگر ساری زندگی سجدے میں گزاروں تو تب بھی اللہ کا شکر نہیں ادا کر سکوں گی "نیرہ نے کہا

"تم سے شادی کے وقت مجھے بلکل بھی یقین نہیں تھا کہ مجھے تم سے محبت بھی ہو سکتی ہے لیکن بس ہو گی تم سے محبت "نائل نے کہا

"تمہاری قسمت اچھی تھی ناجو مجھ سے محبت ہو گی "نیرہ نے ہستے ہوئے کہا

"واہ یہ بھی اچھا ہے "نائل قہقہ لگا کر ہنسا تھا نیرہ کا اظہار بھی مختلف تھا

نائل کی گود میں سوئی چار ماہ کی وانیہ نے رونا شروع کر دیا تھا

"اور ہنسو زور سے اب یہ ساری رات نہیں سوئے گی "نیرہ نے غصے سے نائل کو دیکھا تھا

"اچھی بات ہے تم جا کر سو جاؤ" وہ چیئر سے اٹھ کر وانیہ کو اب گود میں لیے چکر کاٹ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اسے چپ بھی کروا رہا تھا

نیرہ نے نائل کو دیکھا جو وانیہ کو اب خاموش کرانے میں کامیاب ہو چکا تھا وانیہ ایک بار پھر سے سو گی تھی
وہ نائل کی کاپی تھی اسکا ہر نقوش نائل پر گیا تھا نیرہ پر کچھ بھی نہیں گیا تھا لیکن یہ بات تو طے تھی کہ وہ کرادر نیرہ جیسا پائے گی
بیٹی اگر شکل و صورت سے باپ پر چلی بھی جائے تو کرادر ماں جیسا ہی لیتی ہے

نائل اب جھک کر وانیہ کے گال چوم رہا تھا جو سوئی ہوئی تھی لیکن نائل کی داڑھی چھبنے پر وہ پھر سے رونا شروع ہو گی تھی

"چاچو آپ وانیہ کو کیوں رولا رہے ہیں" ساتھ والے کمرے سے مشال آٹھ کر ایی جو ویک اینڈ پر اپنے چاچو کے گھر ہی آتی تھی اور اب وہ وانیہ کے رونے کی وجہ سے اٹھ کر آئی تھی

"بیٹا آپکے چاچو اسے پیار کرتے ہیں اور وہ اٹھ جاتی ہے" نیرہ نے مشال سے کہا

"تو چاچو آپ اس سے پیار کیوں کرتے ہیں؟؟" وہ اب نائل سے پوچھ رہی تھی

"تو نا کروں کیا؟؟" نائل نے مشال کے گال کھینچتے پیار سے پوچھا

"نا کرے آپ اسکو رلاتے ہیں" وہ فکر مندی سے بولی

"میں اپکو بھی اسی طرح رولاتا تھا" نائل نے کہا

"آپ پھر میرے گندے والے چاچو ہوئے نا"

"اب گندے والا چاچو ہو یا اچھے والا ہوں تو اپکا چاچو نا" وہ واپس سے چیئر پر بیٹھتا بولا

"ہاں یہ تو ہے اب آپ ہیں تو میرے چاچو ہی نا" وہ ناک سکیڑ کر کہتی کیوٹ لگ رہی تھی

مشال بارہ سال کی ہو چکی تھی لیکن نائل کو اج بھی وہ وہی چھوٹی سی مشال نظر آتی تھی جو گھر سے نکلتے وقت اسے کہ رہی تھی کہ چاچو آپ واپس آ جانا آج بھی مشال کے لئے اسکے چاچو ویسے ہی تھے اس لئے وہ سارا ہفتہ مشکل سے گزار کر ویک اینڈ پر شکر ادا کرتی تھی کہ چاچو کے گھر جائے گی
پہلے تو وہ صرف نائل کی محبت میں آتی تھی اب وانیہ کی وجہ سے وہ آتی تھی اور واپس جانے کا دل ہی نہیں کرتا تھا

نیرہ نے مشال کے بالوں سہی کئے اسے پیار کیا
"جا کر سو جاؤ پھر صبح اٹھنا بھی ہے نا" نیرہ نے اسے کہا

"وانیہ کو چاچو کی گود سے لے لیں وہ پھر اسے رلائے گے "اسنے نیرہ سے کہا

"ان باپ بیٹی کا پوری رات یہی چلتا رہتا ہے باپ پیار کرتا ہے بیٹی روتی ہے اور باپ پھر سلا دیتا ہے آپ جا کر سو جاؤ میری بیٹی "نیرہ نے اسے بتایا

"چاچو اب اگر آپ نے وانیہ کو رلایا تو میں آپکی داڑھی کو گنجا کر دوں گی "وہ اسے دھمکی دیتی وانیہ کے پاس آئی اور بہت آرام سے اسکے گال پر پیار کیا

نائل نے اشال کی پیشانی پر پیار کیا "سو جاؤ جا کر میری ننھی پری "نائل نے اسے کہا

مشال نے نائل کے گال پر پیار دیا پھر اسنے نیرہ کو جا کر بھی پیار کیا اور وہ واپس اپنے کمرے میں چلی گی

"تم میری بچیوں سے جیلس مت ہوا کرو تمہارے لئے میرا علحدہ سے پیار ہے

"وہ نیرہ کو تنگ کرتے ہوئے بولا

"میں اب تمہیں ایسا جواب دو کہ تم یاد رکھو لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم پھر زور سے ہنسو گے اور وانیہ جاگ جائے گی "نیرہ نے اسے کہا تھا

"چلو تم مجھ سے نہیں کماز کم میری بیٹی سے تو ڈرتی ہو"

"میں کیسی سے نہیں ڈرتی "اسنے نظریں گھمائی

"میں جانتا ہوں "نائل نے کہا

اب وہ پھر کیسی بات پر بحث کر رہے تھے یہ معمول تھا نیرہ اس سے بحث کرتی رہتی تھی اور اکثر اوقات لڑائی بھی کر دیتی تھی لیکن اس لڑائی میں اونچی آواز نیرہ کی ہی ہوتی تھی جہاں دو لوگ رہتے ہو وہاں لڑائی بھی ہوتی ہے کوئی رشتہ ایسا نہیں جس میں لڑائی نا ہو لیکن اس لڑائی میں محبت اور آداب کو نہیں بھولنا چاہیے

ورنہ لڑا بھی وہی جاتا ہے جہاں یہ مان ہو کہ اگلا صلح بھی کرے گا

لڑائی کی شروعات نیرہ کرتی تھی اور اختتام نائل کی معافی پر ہوتا تھا

نائل اس سے معافی مانگ لیتا تھا لیکن یقین کرے اسکی مرانگی میں زرا بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

وہ معافی مانگتا تھا اور نیرہ خود ہی شرمندہ ہو جاتی تھی

مرد کا اپنی بیوی سے معزرت کرنا محبت۔ ہے اس سے مرد کی آنا پر کوئی نقصان نہیں ہوتا

ختم شد